یادگار: حضور امینِ شریعت حضرت مولانا مفتی محمد سبطین رضا خاں علیہ الرحمہ بریلی شریف



مذہبِ اہلِ سنت کا ترجمان یعنی مسلکِ اعلیٰ حضرت کا نقیب و پاسبان

سہ ماہی امینِ شریعت "بریلی شریف" کا

امینِ شریعت نمبر

مرتبِ اعلیٰ: مولانا محمد اشرف رضا خاں قادری

ناشر: امینِ شریعت اکیڈمی بریلی شریف

WWW.MUFTIAKHTARRAZAKHAN.COM

وارثِ علومِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ

نبیرۂ حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ جانشین مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ

جگر گوشہ مفسرِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ شیخ الاسلام والمسلمین قاضی القضاۃ تاج الشریعہ

مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری رحمۃ اللہ علیہ

اور خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے دیگر علمائے کرام
کی تصنیفات اور حیات و خدمات کے مطالعہ
کے لئے وزٹ کریں

www.muftiakhtarrazakhan.com

/muftiakhtarrazakhan1011/
/muftiakhtarraza
+92 334 3247192

تاج الشریعہ فاؤنڈیشن

اس شمارے میں

نوٹ: یہ پی ڈی ایف فائل امین شریعت نمبر کے اردو حصے پر مشتمل ہے۔

Team www.muftiakhtarrazakhan.com

بابِ اوّل

حمد و نعت

کلام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا

وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا
ہمیں بھیک مانگنے کو تیرا آستاں بتایا
تجھے حمد ہے خدایا

تمہیں حاکم برایا تمہیں قاسم عطایا
تمہیں دافع بلایا تمہیں شافع خطایا
کوئی تم سا کون آیا

وہ کنواری پاک مریم وہ نَفَخْتُ فِیْہِ کا دَم
ہے عجب نشان اعظم مگر آمنہ کا جایا
وہی سب سے افضل آیا

یہی بولے سدرہ والے چمن جہاں کے تھالے
سبھی میں نے چھان ڈالے ترے پایہ کا نہ پایا
تجھے یک نے یک بنایا

فَاِذَافَرَغْتَ فَانْصَبْ یہ ملا ہے تجھ کو منصب
جو گدا بنا چکے اب اُٹھو وقت بخشش آیا
کرو قسمت عطایا

ارے اے خدا کے بندو! کوئی میرے دل کو ڈھونڈو
میرے پاس تھا ابھی تو ابھی کیا ہوا خدایا
نہ کوئی گیا نہ آیا

ہمیں اے رضاؔ ترے دل کا پتہ چلا بمشکل
درِ روضہ کے مقابل وہ ہمیں نظر تو آیا
یہ نہ پوچھ کیسا پایا

کلام حضور مفتی اعظم ہند

تو شمعِ رسالت ہے عالم تیرا پروانہ
تو ماہِ نبوت ہے اے جلوۂ جانانہ
جو ساقئ کوثر کے چہرے سے نقاب اُٹھے
ہر دل بنے میخانہ ہر آنکھ ہو پیمانہ
سرشار مجھے کردے اک جام لبالب سے
تاحشر رہے ساقی آباد یہ میخانہ
اس دَر کی حضوری ہی عصیاں کی دوا ٹھہری
ہے زہر معاصی کا طیبہ ہی شفاخانہ
کھاتے ہیں ترے در کا پیتے ہیں ترے در کا
پانی ہے تیرا پانی دانہ ہے ترا دانہ
دل اپنا چمک اُٹھے ایمان کی طلعت سے
کر آنکھ بھی نورانی اے جلوۂ جانانہ
سنگِ درِ جاناں پر کرتا ہوں جبیں سائی
سجدہ نہ سمجھ نجدی سر دیتا ہوں نذرانہ
گر پڑ کے یہاں پہنچا مرمر کے اسے پایا
چھوٹے نہ الٰہی اب سنگ درِ جانانہ
وہ کہتے نہ کہتے کچھ وہ کرتے نہ کرتے کچھ
اے کاش وہ سن لیتے مجھ سے مرا افسانہ
آباد اسے فرما ویراں ہے دلِ نوری
جلوے تیرے بس جائیں آباد ہو ویرانہ
سرکار کے جلووں سے روشن ہے دل نوریؔ
تاحشر رہے روشن نوری کا یہ کاشانہ

باب دوم

اپنی بات

ادار یہ

اپنی بات

سہ ماہی امین شریعت، بریلی شریف کا ''امین شریعت نمبر'' آپ کے حضور حاضر ہے، اس قیمتی اور ضخیم نمبر کی ترتیب وتدوین کا کام حضور امین شریعت کی حیات ہی میں شروع ہوا تھا۔ ہماری آرزو، تمنا اور خواہش تھی کہ یہ اہم کام حضرت کی حیات ہی میں ہو جائے تا کہ حضرت اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں لیکن لاکھ کوشش کے باوجود ہم اپنے مقصد خیر میں کامیاب نہ ہوسکے۔ اسے ہم اپنی کم نصیبی تصور کرتے ہیں۔

۱۴۳۷ھ ۲۰۱۵ء ہمارے لیے شدید الجھنوں اور پریشانیوں کا سال تھا۔ ہم مسلسل حضرت کی علالت کو لے کر پریشان تھے۔ کوشش تھی کہ حضرت صحت یاب ہو جائیں پھر امین شریعت نمبر کی ترتیب وتہذیب پر توجہ دی جائے لیکن حضرت کی صحت روز بروز بگڑتی رہی اس طرح اہل زبان وقلم سے بھی وقتی طور پر ہمارا رابطہ ٹوٹ گیا پھر نومبر ۲۰۱۵ء میں وہ عظیم سانحہ پیش آیا جو پوری سنی دنیا کو مغموم کر گیا۔ یعنی حضور امین شریعت بظاہر ہماری نگاہوں سے روپوش ہوگئے۔ حضرت تھے تو زندگی چمن زار تھی، جب بھی الجھنوں کے سایے گہرے ہوتے اور غموں کی دھوپ تیز ہوتی حضرت کے پرنور چہرے پر نگاہ پڑتے ہی ساری کلفتیں دور ہو جاتیں۔ اور ایسا محسوس ہوتا کہ ہم نے غم والم کا کبھی

چہرہ ہی نہیں دیکھا ہے۔غموں کی تیز دھوپ میں جلنے والوں کے لیے حضرت کا وجود سائبان رحمت تھا۔اب وہ رحمت کا سائبان بظاہر ہمارے سروں سے اٹھ گیا۔جب کبھی درد کی شدت تڑپاتی تو ہم حضرت کے حضور حاضر ہوتے۔حضرت کے پاس ہر درد کی دوا تھی۔ حضرت کے ہاتھوں میں رب نے شفا رکھ دی تھی۔ان کا دربار دارالشفا تھا جہاں آنے کے بعد برسوں کی بے قراریوں کو قرار مل جاتا۔اب ہمارے سامنے وہ دارالشفاء نہیں رہا حضرت کے وصال کو لیکر صرف ہم ہی نہیں بلکہ ایک جہان آج بھی تصویر غم بنا ہوا ہے۔ حضرت کے وصال کا غم آج بھی تازہ ہے پھر بھی ہم اپنی دیرینہ تمناؤں کی تکمیل کے لیے کمر ہمت باندھ کر میدان میں آگئے، چونکہ حضرت کی بارگاہ میں خراجِ عقیدت کا اس سے بہتر دوسرا ذریعہ نہیں ہے۔جب بھی ہمیں حضرت کی یاد ستائے گی۔اس نمبر کے مطالعہ سے حضرت کو ہم اپنے قریب پائیں گے۔کسی شخصیت پر کوئی کتاب لکھنا اس شخصیت کو زندہ کرنے کے مترادف ہے۔یہ کام بہت کٹھن ہے لیکن جب جذبے میں صداقت ہوتی ہے تو منزلیں خود بخود قدموں میں سمٹ آتی ہیں۔ہماری دیرینہ تمناؤں کا تاج محل امین شریعت نمبر کی شکل میں آپ کے سامنے ہے۔یہ نمبر ہمارے لیے یادوں کا چراغ ہے۔ہم جب تک اس نمبر سے عملی استفادہ کرتے رہیں گے اندھیرا ہمارے گھروں میں داخل نہیں ہوگا۔

حضور امین شریعت حضرت مولانا مفتی محمد سبطین رضا خاں قادری علیہ الرحمہ (۱۳۴۵ھ/ ۱۹۲۷ء ۔ ۱۴۳۷ھ ۲۰۱۵ء) اللہ کے محبوب ترین بندوں میں تھے۔اللہ والوں کی جو نشانیاں اور علامتیں قرآن واحادیث میں ملتی ہیں وہ ساری نشانیاں آپ کی ذات میں موجود تھیں۔

جسے دیکھنے کے بعد دلوں میں یادالٰہی کا چراغ جل اٹھے وہ یقیناً خدا کا ولی ہوتا ہے۔ان کے چہرے پر جب بھی نگاہ پڑتی دل یاد خدا سے روشن ومنور ہوجاتا۔ان کے چہرے سے ہروقت کرامت وبزرگی کا نور چھلکتا رہتا اوامر کا احترام والتزام اور نواہی سے

اجتناب ان کی حیات کا جلی عنوان تھا۔انہوں نے ہمیشہ اسلامی اصولوں پر عمل اوران کے نفاذ کی جدوجہد رکھی۔خوف وخشیت کے نور سے ان کی کتاب حیات کا ہرورق روشن وتابناک تھا۔سوکھی ٹہنیوں کو انہوں نے حیات تازہ عطا کی اور بنجرزمینوں کو انہوں نے شادابی بخشی۔خودشناسی وخداشناسی کے فلسفہ سے وہ پورے طور پر واقف تھے۔خاردار وادیوں میں انہوں نے اپنے دامن کوکہیں الجھنےنہیں دیا۔انہوں نے ہمیشہ داعیانہ زندگی گزاری۔ایک داعی کوجن اوصاف وکمالات سے مزین ہونا چاہیے وہ سارےاوصاف و کمالات آپ کی ذات میں موجود تھے۔دعوت وتبلیغ کی جوزمین آپ نے منتخب کی تھی وہاں مسائل بھی تھے اورمصائب بھی تھے۔آپ نے مسائل کے لیے سنجیدہ حل بھی پیش فرمایااور مصائب کا خندہ پیشانی کے ساتھ سامنا بھی کیا۔آپ کی شخصیت ڈاکٹر اقبال کی اس شعر کی مکمل ترجمان تھی کہ

یقیں محکم، عمل پیہم،محبت فاتح عالم
جہادِ زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں

حضورامین شریعت کی ذات وشخصیت سمندرمزاج تھی۔بہت سارے لوگ آپ کی قرب کی لذت سے آشنا ہوئےلیکن آپ کی ذات میں جووسعت وگہرائی تھی اس کا انہیں کبھی اندازہ نہ ہوسکا۔شریعت اورطریقت یہ انسانی زندگی کے دوکنارے ہیں آپ کی ذات میں یہ دونوں کنارے باہم ملے ہوئے تھے۔آپ علم کے جویاں،عمل کے رسیا اورعشق کے حریص تھے۔علم،عمل اور عشق جب یہ تین چیزیں باہم متحد ہوتی ہیں تو ایک اچھے انسان کا سراپا سامنے آتا ہے۔یہ تینوں چیزیں آپ کو وراثت میں ملی تھیں۔آپ ایک انسان تھے،ایسے انسان جن پہ انسانیت کوناز تھا۔آپ نے اپنے کسی عمل سے انسانیت کوکبھی شرمندہ ہونےنہیں دیا۔خداکے جن بندوں سے انسانیت عروج پاتی ہے اورآدمیت نکھرتی ہے آپ کا شمارانہیں بندوں میں ہوتا تھا۔برسوں ریاضت کی بھٹی میں

تپنے کے بعد آپ کو یہ کمال حاصل ہوا تھا۔آپ کا خاندان قریب قریب دوسو سال سے ملت کی ناخدائی کا فریضہ انجام دیتے آرہا ہے۔آپ نے اپنی خاندانی روایتوں کے فروغ میں کلیدی رول ادا کیا ہے۔آپ نے حق کی ترویج اور باطل کی تضحیک میں جو کردار ادا کیا ہے اسے برسوں فراموش نہیں کیا جاسکتا،آپ نے زندگی میں کبھی اپنے لیے کسی سے سوال نہیں کیا اور کسی سوال کرنے والے کو کبھی محروم نہیں پھیرا۔آج پیری،مریدی سب سے منافع بخش کاروبار ہے۔جب آدمی ہر طرف سے مایوس ہوجاتا ہے تو پیری مریدی کا سلسلہ شروع کردیتا ہے آپ نے پیری،مریدی کو ہمیشہ رضائے الٰہی کا ذریعہ تصور کیا یہی وجہ ہے کہ آج ملک کے کئی صوبے آپ کے قدموں کی برکتوں سے روشن ومنور ہیں۔ جو ایک بار آپ کے چہرے کی زیارت سے مشرف ہوجاتا وہ ہمیشہ کے لیے اپنے گناہوں سے تائب ہوجاتا۔آپ رشد وہدایت کی ایک ایسی کتاب تھے جسے پڑھنے والے بند کرکے بھی پڑھ لیا کرتے تھے۔آپ نے کبھی امراء کے دربار میں حاضری نہیں دی بلکہ وقت کی بڑی بڑی طاقتیں آپ کی نیاز حاصل کرنے کے لیے صف میں دست بستہ کھڑی ہوتیں۔ آپ کی ہمیشہ غرباء پہ توجہ زیادہ رہی،ان کو آپ صرف دعاؤں ہی سے نہیں نوازتے بلکہ ضرورت پڑنے پر آپ ان کا مالی تعاون بھی کرتے،آپ کی حیات کئی سمتوں میں پھیلی ہوئی ہے۔آپ سینوں میں بھی ہیں اور سفینوں میں بھی ہیں۔آپ کی پھیلی ہوئی زندگی کو اس مختصر سے نمبر میں سمیٹنا بہت مشکل ہے۔پھر بھی ہم نے اپنے طور پر کوشش کی ہے۔ہماری یہ کوشش کہاں تک کامیاب ہے اس کا فیصلہ قارئین کو کرنا ہے۔

حضور امین شریعت کی شخصیت خاموش تحریک تھی۔ان کی نگاہ دلوں پہ ہوتی تھی، دلوں سے آلائشوں کو آپ بڑی خوبصورتی سے نکال دیا کرتے تھے صوفیا اور خانقاہوں کا ذکر ہم کتابوں میں پڑھتے رہے ہیں لیکن کتابوں میں جو خانقاہوں اور صوفیا کی تصویر بتائی گئی ہے ہم بہت دنوں سے اس تصویر کی تلاش میں تھے۔ہم نے تسکین قلب کے لیے

بہت سارے سفر بھی کیے لیکن وہ تصویر ہمیں کہیں نظر نہیں آئی۔ جہاں جاتے در و دیوار سے دنیا طلبی کا تعفن اٹھتا ہوا محسوس ہوتا، لیکن جب جذبوں میں صداقت کا نور ہوتا ہے تو منزل خود انسان کو آواز دیتی ہے۔ ہم اپنے دوستوں سے حضرت کے تذکرے سنا کرتے تھے، رحمت الٰہی نے دستگیری کی کسی طرح حضرت کے حضور حاضر ہوئے، کتابوں میں جو صوفیا کی تصویر دیکھی تھی حضرت کے روئے زیبا کو اس تصویر سے ملانے لگا۔ دل کے گوشے سے آواز آئی نادان کیا دیکھتا ہے جس تصویر کی تمہیں تلاش تھی یہ وہی تصویر ہے۔ حضرت کی نور بھری ادائیں دل میں اترتی چلی گئیں اور ہم حضرت کے قدموں میں بچھتے چلے گئے۔ حضرت کے قریب ہوئے تو ایسے قریب ہوئے کہ گیارہ سالوں تک حضرت کی خدمت کی سعادتیں ملتی رہیں۔ ہم نے حضرت کی خلوت بھی دیکھی ہے اور جلوت کا بھی مشاہد ہوتا رہا ہے، تنہائی میں بھی دیکھا عقیدت مندوں کی بھیڑ میں دیکھا، سفر میں بھی حضرت کے ساتھ رہے، حضر میں بھی حضرت کا قرب حاصل رہا۔ ہم نے حضرت کو جہاں بھی دیکھا شریعت کے سانچے میں ڈھلا ہوا دیکھا، مذہبی اصولوں پہ عمل کرنا اور مذہبی قدروں سے دلوں کو جوڑنا آپ کا محبوب مشغلہ تھا، حضرت کے شب و روز کو دیکھ کر ایسا محسوس ہوتا کہ آپ سنت مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سانچے میں ڈھلے ڈھلائے پیدا ہوئے ہیں اور حضرت کے بچپنے کے حالات سے اس کی توثیق بھی ہوتی ہے۔

حضور امین شریعت کو شبیہ مفتی اعظم بھی کہا جاتا ہے۔ ہم نے حضور مفتی اعظم ہند کی زیارت نہیں کی ہے یہ ہماری بہت بڑی کم نصیبی ہے۔ ہم نے ان کا زمانہ نہیں پایا اگر زمانہ ملتا تو ان کے جلوؤں سے ضرور شاد کام ہوتے۔ لیکن جن لوگوں نے حضور مفتی اعظم ہند کی زیارت کی ہے جب انہوں نے حضور امین شریعت کو دیکھا تو بے ساختہ پکار اٹھے کہ جنہیں حضور مفتی اعظم کی زیارت کرنی ہو وہ حضور امین شریعت کی زیارت کر لے۔ حضور امین شریعت کو حضور مفتی اعظم ہند کی صرف شباہت ہی نہیں ملی تھی بلکہ آپ کی ہر ادا سے

حضور مفتی اعظم ہند کے کردار کی خوشبو پھوٹتی تھی ۔ہم نے حضور مفتی اعظم ہند کے خلفا کی بھی زیارت کی ہے،ان کے مریدین کی بھی زیارت کی ہے،ان کے تلامذہ کی بھی زیارت کی ہے اوران کے مستفیدین کی بھی زیارت کی ہے لیکن حضور مفتی اعظم ہند کے تقدس کا جو جمال حضورامین شریعت میں دیکھا وہ جمال ہمیں کہیں نظر نہیں آیا۔حضور تاج الشریعہ کی ذات اس سے مستثنی ہے۔آپ حضور مفتی اعظم ہند ہی کے جانشین ہیں بلکہ آپ صرف حضور مفتی اعظم ہند کے جانشین نہیں بلکہ اپنے والد کے بھی جانشین ہیں۔ حجۃ الاسلام کے بھی جانشین ہیں اوراعلیٰ حضرت کے علوم وفنون کے تنہا وارث ہیں آپ کی عظمتوں کی بلندی کا اندازہ کرنا بہت مشکل ہے۔آج کے علماء مشائخ اورصوفیا کی عظمتوں کی جہاں انتہا ہوتی ہے وہاں سے آپ کی عظمتوں کی ابتدا ہوتی ہے۔

حضورامین شریعت حضور مفتی اعظم ہند کی چلتی پھرتی تصویر تھے انہوں نے دنیا کے سامنے اپنا وہی کردار پیش کیا جو انہیں حضور مفتی اعظم ہند سے وارثت میں ملا تھا۔حضور مفتی اعظم ہند کی منشاومراد کے خلاف وہ سانس لینا بھی غیرت عشق کی توہین سمجھے تھے۔ انہوں نے انتہائی سادہ زندگی گذاری لیکن ان کی سادگی پہ ہزاروں رعنائیاں قربان تھیں، دینی قدروں کے فروغ میں ان کی ذات کبھی کسی مصلحت کی شکارنہ ہوئی۔انہوں نے حق کے اظہارواعلان میں کبھی کسی کے روٹھنے کی پرواہ نہیں کی۔ان کی نگاہ رضائے الٰہی پہ ہوتی تھی۔بنجر زمینوں پہ کاشت نہیں ہوتی لیکن آپ نے بنجر زمینوں پہ کردار وعمل کے ایسے گلاب کھلائے جن سے آج آبادیاں معطر ہورہی ہیں،جن پتھروں سے بولنے کی کوئی امید نہیں تھی آپ نے انہیں بھی بولنے کی قوت عطا کی ہے،آپ زمین کو ہرطرح کے شروفساد سے پاک وصاف دیکھنا چاہتے تھے۔اس مقصدخیر کے حصول میں آپ نے جو مجاہدانہ کردارادا کیا ہے اس دورقحط الرجال میں اس کی مثال نایاب نہیں توکم یاب ضرور ہے آپ کی زندگی کو دیکھ کرقرون اولیٰ کی تاریخ نگاہوں میں گھومنے لگتی ہے۔آپ کی حیات اس شعر

کی عملی تفسیر تھی۔

انہیں جانا، انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

اسلام کے فروغ میں سب سے اہم رول کردار کا رہا ہے۔ دنیا میں بے شمار مذاہب ہیں لیکن کسی کے پاس کردار نہیں ہے پاکیزہ کردار مقناطیس کی حیثیت رکھتا ہے جو دلوں کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ دولت وثروت سے سروں کو خریدا جاتا ہے۔ دلوں کو نہیں دلوں پہ حکومت اہل کردار کی ہوتی ہے۔ دل عموما تقدس پسند ہوتا ہے اس سلسلے میں تاریخ عالم میں بے شمار نظائر موجود ہیں جو ستاروں کے مثل چمک رہے ہیں۔ ذیل میں اپنے ملک ہندوستان کی تاریخ سے ایک ورق ملاحظہ فرمائیں۔

حضور سیدنا خواجہ غریب نواز وارد ہند ہوئے وہ خود نہیں آئے تھے انہیں بھیجا گیا تھا، ان کی آمد کا مقصد ہندوستانی معاشرہ کو کفر کی غلاظت سے پاک کرنا تھا۔ آپ کے قیام کے لیے ہندوستان کے اس شہر کا انتخاب ہوا جو طاقت کے اعتبار سے بھی مضبوط تھا اور کفر و شرک میں بھی دوسرے شہروں پر فوقیت رکھتا تھا۔ آپ جس جماعت کی قیادت فرمارہے تھے وہ چالیس افراد پر مشتمل تھی، ان میں کسی کے پاس دفاعی سامان نہ تھا۔ کھانے پینے کا بھی کوئی ذخیرہ نہ تھا، تیز دھوپ سے بچنے کے لیے بظاہر کوئی سائبان بھی نہ تھا، غریب الدیار بھی تھے اور غریب الوطن بھی تھے اور جس قوت سے یہ جماعت ٹکرانے کے لیے چلی تھی وہ ساری سہولتوں سے لیس تھی۔ اس کے پاس بہت بڑی فوج بھی تھی، سامان حرب وضرب بھی تھا، شہر بھی اس کا تھا اور شہر کے افراد بھی اسی کے تھے لیکن جب باضابطہ محاذ آرائی ہوئی تو قدم قدم پر حکومت زیر ہوتی ہوئی نظر آئی۔ حکومت وقت نے اپنی ساری توانائی جھونک دی لیکن چالیس افراد پہ اسے غلبہ حاصل نہ ہوسکا۔ اس کی واحد وجہ یہ تھی کہ فتح ونصرت کے لیے جس کردار کی ضرورت تھی وہ کردار اس کے پاس نہ تھا اور ایک وقت ایسا آیا کہ پورا شہر حضور سیدنا خواجہ

غریب نواز کے قدموں میں سمٹ آیا، کفر سرنگوں ہوگیا اور شہر پہ ہر طرف اسلامی پرچم لہرانے لگا۔

حضور امین شریعت کی ذات میں اسلاف کا کردار محسوس پیکر میں نظر آتا تھا۔ آپ نے اپنے اسلاف کی زندگی کو عملی انداز میں اپنے سامنے رکھا اور زمینوں کو فتح کرتے چلے گئے۔ آج چھتیس گڈھ کا کوئی علاقہ ایسا نہیں جو آپ کے کردار کی خوشبو سے معطر نہ ہو۔ آپ نے اہلسنت کے معمولات و مراسم کا بہت دلوں کو عامل بنا دیا ہے۔ آپ نے تاحیات بدعقیدگی کو چھتیس گڈھ میں داخل ہونے نہیں دیا۔ ہماری بھرپور کوشش تھی کہ آپ کی حیات کی ہر سانس کو تحریر کا جامہ پہنا دیا جائے لیکن ہجوم کار نے ہمیں اپنی کوشش میں کامیاب ہونے نہیں دیا، پھر بھی اپنی بساط کے مطابق کام جاری ہے۔ زیر نظر شمارہ امین شریعت نمبر نقش اول ہے۔ نقش ثانی اگر خدا نے چاہا تو یقیناً اس سے فزوں تر ہوگا۔ اہلِ زبان و قلم کا ایک منظم دستہ ہماری ہم نوائی کے لیے تیار ہے، جماعت کے بدلتے ہوئے حالت پہ بھی ہماری گہری نظر ہے، ہم حضور امین شریعت کے روحانی فیضان کے زیر سایہ اپنا قلمی و لسانی جہاد جاری رکھنے کا عزم کیے ہوئے ہیں اس مشکل ترین سفر میں ہمیں قدم قدم پر اپنے مخلص قارئین کا تعاون درکار رہے اور ان افراد کی بھی ہمیں رفاقتیں چاہیے جو حضور امین شریعت کے دامن کرم سے وابستہ ہیں عقیدتیں بغیر قربانی کبھی بافیض نہیں ہوتیں۔

زیر نظر شمارہ امین شریعت نمبر کو ہم نے پندرہ ابواب میں منقسم کیا ہے اس سے جہاں قارئین کو حضور امین شریعت کی شخصیت کو سمجھنے میں سہولت ہوگی وہیں حضرت کی شخصیت کی وسعت و گہرائی کا بھی بخوبی اندازہ ہو جائے گا۔

ابواب کی تفصیل ذیل میں ملاحظہ کریں۔

باب اول حمد و نعت، باب دوم اپنی بات، باب سوم تاثرات، باب چہارم سوانحات، باب پنجم رضویات، باب ششم تاریخیات، باب ہفتم خصوصیات، باب ہشتم

تزکیات، باب نہم خدمات، باب دہم اخلاقیات، باب یازدہم ادبیات، باب دازدہم ملفوظات، باب سیزدہم کرامات، باب چہاردہم منظومات اور باب پانزدہم انگریزی و ہندی مقالات، اخبارات۔

حضور امین شریعت کی شخصیت کے حوالے سے یہ نمبر دستاویزی حیثیت رکھتا ہے اس کی ترتیب وتزئین اور پروف وغیرہ پہ ہم نے اپنی بساط کے مطابق محنت کی ہے اور کوشش کی ہے کہ کسی طرح کی خامی کو جگہ نہ مل سکے پھر بھی اگر کسی طرح کی شرعی ولفظی خامی قارئین کی نگاہ میں آئے تو ازراہ کرم اطلاع دیں ہم آپ کے شکر گذار ہوں گے اور اس کی اصلاح کی کوشش کریں گے۔ رب کائنات ہم سب کو حضور امین شریعت کے نقش قدم اور مسلک اعلیٰ حضرت کی روشنی میں زندگی گذارنے کی توفیق بخشے اور فروغ دین وسنیت کا جذبۂ بیکراں عطا فرمائے آمین۔

محمد اشرف رضا قادری

بابِ سوم

تاثرات

حضرت مولانا مفتی **محمد عسجد رضا خاں قادری**، بریلی شریف

خانوادۂ اعلی حضرت کی علمی و روحانی شخصیت امین شریعت حضرت علامہ مولانا مفتی محمد سبطین رضا قادری علیہ الرحمۃ والرضوان کا اسم گرامی دنیائے سنیت میں محتاج تعارف نہیں، آپ نے اپنی پوری زندگی دین وسنیت کے لیے وقف کی تھی، شہر شہر دیہات دیہات پہنچ کر اسلامی تعلیمات اور معمولات اہلسنت سے لوگوں کو آگاہ کر کے ان پر کاربند فرمایا۔ خود بھی اسلاف کے نقش قدم پر قائم رہے اور دوسروں کو بھی اس پر مضبوطی سے قائم رہنے کی تلقین کرتے رہے۔ آپ نے نہایت سادگی سے زندگی گزاری، سادہ لباس، سادہ رہن سہن اور سادہ لب ولہجہ آپ کا طرۂ امتیاز تھا، آپ کے اخلاق کریمہ دیکھ کر اپنے بیگانے متأثر ہوئے بغیر نہیں رہتے، آپ کے وصال کے بعد آپ کے عقیدت مندوں نے اس بات کی ضرورت محسوس کی کہ آپ کی سیرت وکردار اور دین وسنیت کی نا قابل فراموش خدمات کو منظر عام پر لایا جائے تا کہ وہ اس پرفتن دور میں لوگوں کے لیے نمونۂ عمل اور مشعل راہ بن جائے۔ اس ضرورت کو حضرت کے خادم خاص مولانا اشرف رضا قادری صاحب نے شدت سے محسوس کیا انہوں نے کچھ عناوین قائم کر کے اہل قلم کو دعوت تحریر دی، دیکھتے ہی دیکھتے آپ کی شخصیت اور خدمات پر مشتمل یہ ضخیم نمبر تیار ہو گیا۔

مولیٰ تعالی ان کی اور جن لوگوں نے بھی اس میں تعاون کیا ان کی کوشش وکاوش کو قبول فرمائے اور انہیں دین متین کی بیش از بیش خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حضرت سید شاہ حسین احمد قادری

عزیز القدر محب محترم مفتی محمد راحت خان قادری بانی وناظم اعلیٰ دارالعلوم فیضان تاج الشریعہ نے بذریعۂ فون خبر دی کہ دنیائے سنیت کی عظیم شخصیت، خاندان اعلیٰ حضرت کے فرد فرید، امین شریعت، حکیم الاسلام، شبیہ مفتی اعظم حضرت علامہ سبطین رضا خاں اس دار فانی سے رخصت ہو گئے تو بہت زیادہ قلق ہوا یہ حقیقت ہے کہ اس فانی دنیا میں جو بھی آیا ہے اس کو ایک دن جانا ہے مگر کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ جن کے جانے سے صرف ایک دو افراد متأثر نہیں ہوتے ایک گھر اور خاندان والوں کو ہی غم اس کا نہیں ہوتا ہے بلکہ ان کے غم میں سارا عالم شریک ہوتا ہے کیونکہ ان کی موت ایک عالم کی موت نہیں ہوتی ہے بلکہ ایک عالم کی موت ہوا کرتی ہے۔

یقیناً حضرت امین شریعت دین اسلام کے سچے مبلغ وداعی اور طریقت وسلوک کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے انہوں نے خدمت دین اسلام اور مخلوق خدا کی ہدایت اور مدارس ومساجد کی تعمیر میں اپنی مبارک زندگی کے ساتھ اپنی تمام چیزیں قربان کر دیں۔ اب ہم سے ایک بے لوث داعی رخصت ہو چکے۔ اناللہ وانا الیہ رجعون۔

اللہ تعالیٰ آپ کے گھر والوں اور دیگر احباب کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ خانقاہ عالیہ قادریہ واحدیہ بلگرام شریف کے تمام افراد اور جامعہ میر عبد الواحد بلگرامی کے تمام اراکین خانوادۂ عالیہ قادریہ رضویہ بریلی شریف کے اس غم میں برابر کے شریک ہیں، ان شاء اللہ خانقاہ واحدیہ میں حضرت کے ایصال ثواب کا اہتمام کیا جائے گا۔

سجادہ نشین خانقاہ عالیہ قادریہ واحدیہ
وسربراہ اعلیٰ جامعہ میر عبد الواحد بلگرامی
بلگرام شریف ہردوئی

شہزادۂ مفسرِ اعظم

حضرت علامہ **منان رضا خاں عرف منانی میاں** صاحب قبلہ، بریلی شریف

اس دار فانی میں بے شمار لوگ پیدا ہوتے ہیں، اور ہزاروں انسان زیر خاک بھی ہوتے ہیں، غرضیکہ اس نیلگوں آسمان کے نیچے فرش گیتی پر قدرت کا کرشمہ روز وشب رونما ہوتا ہے مگر ان تمام تولد ہونے والوں اور مرنے والوں میں چند ہی اشخاص ہوتے ہیں جو انسانیت اور آدمیت کا تاج اپنے سر پر سجا کر درخشندہ وتابندہ کواکب کے مثل چمکتے ہیں، جنکی درخشندگی اور تابندگی سے ایک عالم منور ہوتا رہتا ہے باقی افراد اس طرح سے گم ہو جاتے ہیں جیسے ان کا کوئی وجود ہی نہیں تھا، انہیں درخشندہ وتابندہ ہستیوں میں سے ایک ہستی ہے حضور امین شریعت، پیر طریقت، رہبر راہ شریعت، پیکر کشف وکرامت، نبیرۂ اعلی حضرت واستاذ زمن، شبیہ مفتی اعظم ہند، حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد سبطین رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان کی، کہ جنکی ضیاء بار کرنوں سے آج سارا عالم منور ہے، جن کی عظمت و رفعت، تقوی وطہارت کے گیت پوری دنیا گاتی ہے۔ ان کے تعارف میں کچھ قلمبند کرنا آفتاب کو چراغ دکھانے کے مثل ہے، آج جتنے لوگ بھی ان سے متعلق حالات وواقعات تحریر کرر ہے ہیں یا ان کا تعارف پیش کرر ہے ہیں تو دراصل ان کا تعارف نہیں ہوتا بلکہ صاحب مضمون خود متعارف ہو جاتا ہے اسی کڑی میں شامل ہونے کے لیے خادم خاص امین شریعت عزیزم مولانا اشرف رضا قادری صاحب زید مجدہ کے اصرار پر چند ٹوٹے پھوٹے جملوں کے ساتھ بارگاہ امین شریعت میں خراج عقیدت پیش کرکے سعادت حاصل کرنے کی جسارت کرر ہا ہوں۔

’’گر قبول افتد زہے عز وشرف‘‘

حضور امین شریعت علیہ الرحمۃ والرضوان کی ذات وشخصیت قطعی محتاج تعارف

نہیں، حضور امین شریعت خانوادۂ اعلی حضرت کے اس عظیم بزرگ کا نام ہے جن کا وجود نور ونکہت میں رچا بسا تھا اور عشق ومحبت، سوز وگداز، خلوص ووفا میں ڈھلا ہوا تھا، جنہوں نے تا حین حیات شریعت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا کی پاسداری کرتے ہوئے قوم وملت کی بے لوث خدمت کی اور تشنہ لبوں کو جام محبت وعقیدت سے سیراب کیا، جو اپنے اسلاف کرام کی علمی شوکتوں کے امین تھے، جنکی کیمیاء اثر نگاہوں نے لاکھوں گمگشتگان راہ کو جادۂ حق سے ہمکنار کیا، جو صداقت وحقانیت کی ایک ایسی روشن کتاب تھے کہ جسے دیکھنے سے خدا یاد آجائے اور جسے پڑھنے سے دلوں کے بند دروازے خود بخود کھل جائیں الغرض حضور امین شریعت کی ذات کو جس زاویہ سے دیکھا جائے یا جس نقطہ نظر سے دیکھا جائے وہ ہر موڑ اور ہر میدان میں آفاقیت کے حامل نظر آتے تھے۔

آپ کے انتقال کر جانے سے بالخصوص خانوادۂ رضویہ کو اور بالعموم اہلسنت و جماعت کو بڑی تکلیف ہوئی، مولی تعالی اپنے پیارے حبیب لبیب علیہ السلام کے صدقے حضور امین شریعت علیہ الرحمہ کو غریق رحمت فرمائے اور ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ حبیبہ الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

شہزادۂ حضور حبیب العلماء

حضرت علامہ حسیب میاں صاحب قبلہ بریلی شریف

خادم امین شریعت مولانا اشرف رضا قادری صاحب سلام ورحمت

حضور امین شریعت، نبیرۂ اعلیٰ حضرت و استاذ زمن، شبیہ مفتی اعظم ہند حضرت علامہ الشاہ حکیم مفتی محمد سبطین رضا خاں قادری نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی برگزیدہ شخصیت جماعت اہلسنت میں اپنا ایک منفرد مقام رکھتی ہے۔ زہد وورع، علم وعمل، خاموشی واحتیاط اور مفتی اعظم کا تقدس ان تمام چیزوں کو کسی پیکر میں ڈھال دیا جائے تو وہ پیکر حضور امین شریعت حضرت علامہ الشاہ سبطین رضا خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عکس بن کر ابھرے گا۔

آپ جہاں صورتاً شبیہ مفتی اعظم ہند تھے وہیں سیرتاً انتہائی شفیق ومہربان اور خلیق بھی تھے۔ مذہب ومسلک اور علوم دینیہ کی تبلیغ واشاعت کے لیے حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایماء پر شہر بریلی شریف سے ۱۹۶۳ء میں کانکیر چھتیس گڑھ کا آپ نے سفر کیا۔ اور وہاں کے بنجر علاقوں کو اپنے مبارک قدموں کی برکت سے نواز کر علم وحکمت کی خیرات تقسیم کرتے رہے۔

حضرت کے رحلت فرمانے کے سبب عالم اسلام، دنیائے سنیت میں ایک بہت بڑا خلاء پیدا ہو گیا جس کی بھرپائی فی الحال مشکل نظر آتی ہے آپ کے انتقال پر ملال سے اہلسنت وجماعت اپنے ایک وارث نبی سے محروم ہو گئے۔ رب کریم کی بارگاہ میں دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ہمارے موجودہ اکابر علمائے کرام خصوصیت کے ساتھ حضور تاج الشریعہ کی عمر، صحت وعافیت کے ساتھ دراز فرمائے اور ہمارے ان علمائے سلف بالخصوص حضور امین شریعت رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر غفران ورضوان کے پھول برسائے جو اس دار فنا سے دار بقا کو رحلت فرما چکے ہیں۔ آمین بجاہ حبیبہ الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

شہزادۂ حبیب العلماء

حضرت **نجیب میاں** صاحب قبلہ بریلی شریف

عزیزم اشرف رضا قادری صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جامع کمالات، شفقت ومحبت کا برستا سحاب، گلشن سنیت ورضویت کی بہار، علوم و فنون کا بحر ذخار میرے مشفق ومہربان تایا، شبیہ مفتی اعظم ہند، حضور امین شریعت حضرت علامہ الشاہ حکیم مفتی محمد سبطین رضا خاں رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی رحلت کا صرف مجھے یا ہمارے خاندان یا کسی ایک شہر والے ہی کو نہیں بلکہ پوری دنیائے سنیت ورضویت کو غم ہے۔ ہر دل مغموم ہر آنکھ نم ہے اور ہونا ہی چاہیے کیونکہ آپ ایسا ابر کرم تھے جو سب پر برستا تھا۔

حضور امین شریعت رحمۃ اللہ تعالی علیہ عہد حاضر کی لائق صد تکریم ذات اور قدم قدم پر عقیدتوں کے پھول نچھاور کیے جانے والی شخصیت کا نام ہے۔ جن کی زندگی کا ایک ایک لمحہ اور حیات کی ایک ایک ساعت سرمایہ سعادت اور دولت افتخار تھی، جن کی ساری عمر شریعت کا علم پھیلاتے اور طریقت کی راہ بتاتے گذری، جن کی زندگی کا ایک ایک عمل شریعت کے میزان اور طریقت کے ترازو پر تولا ہوا تھا۔ ان کے کارنامے اور کردار مثل روشن قندیل کے ہیں جو رضائے مولی ورضائے رسول (جل وعلا وصلی اللہ علیہ وسلم) کے لیے پوری زندگی سرگرداں رہتے تھے۔ ان کی زندگی کا محور الحب فی اللہ والبغض فی اللہ تھا اور زبان حال سے بس یہی صدا ہوتی تھی۔

دہن میں زباں تمہارے لیے بدن میں ہے جاں تمہارے لیے
ہم آئے یہاں تمہارے لیے اٹھیں بھی وہاں تمہارے لیے

افسوس صد افسوس کہ حضور امین شریعت رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی وفات پر ہم ایک مخلص رہنما اور ایک عظیم عالم دین سے محروم ہو گئے۔ رسول کریم رؤف و رحیم علیہ التحیۃ و الثنا کے صدقے حضور امین شریعت رحمۃ اللہ علیہ پر رحمتوں کے پھول، نور و عرفان کے ساون بھادو برستے رہیں اور ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے۔ آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین

داماد تاج الشریعہ
مفتی شعیب رضا نعیمی صاحب، بریلی شریف

اللہ تبارک وتعالی نے انسانی ہدایت کے لیے انبیاء کرام کو مبعوث فرمایا اور تمام عالم کے لیے ہدایت و رحمت کا چشمہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بنا کر بھیجا آپ کی امت مرحومہ کے بڑے بڑے اولیاء، صاحبان تقوی وطہارت نے اسلام کی کرنوں کو چہار دانگ عالم تک پہنچا کر کنتم خیر امة اخرجت للناس کی تفسیر کے مظہر ہوئے۔انہیں نفوس قدسیہ میں سے ایک پاکیزہ سیرت، صاحب تقوی وطہارت شخصیت کو ہم امین شریعت حضرت علامہ سبطین رضا کے نام نامی سے جانتے ہیں۔

یوں تو آپ کا خاندان علم وعمل کا گہوارہ رہا ہے۔آپ کے والد ماجد علامہ حسنین رضا علمی، عملی، تبلیغی، اشاعتی، اورفکری صلاحیتوں کے بادشاہ تھے آپ تینوں بھائی اپنے والد کے سچے امین و جانشین تھے سرکار مفتی اعظم ہند فرماتے تھے کہ اللہ تعالی صاحب (علامہ حسنین رضا) کے جیسی اولا دعطا فرمائے اور علامہ تحسین رضا کو گل سرسبد فرمایا کرتے۔ آپ نے ہلدوانی ضلع نینی تال ناگپور مہاراشٹر میں تدریسی خدمات انجام دی اور پھر کانکیر مدھیہ پردیش کو اپنی تبلیغی سرگرمیوں کا مرکز بنالیا۔آپ مسلک اہلسنت کی اشاعت کے لیے تبلیغی سفر بھی کیے اور پیری مریدی کے ذریعہ لاکھوں انسانوں کو مسلک اہلسنت پر قائم رکھا نہ جانے کتنوں کو گمراہیت کے دلدل سے نکال کر ہدایت کے آب زلال سے نہلا کر نگینہ وآبگینہ بنادیا۔میں نے اس قدسی صفت شخصیت کو بہت قریب سے دیکھا ہے مسکراتا چہرہ،سرمگیں آنکھیں،گلابی ہونٹ،سنت کے مطابق چہرے پر داڑھی لمبا قد۔

میں نے ایک مرتبہ امین شریعت کو دہلی کی سرزمین پر امام اعظم ابوحنیفہ واصلاح معاشرہ کانفرنس میں دعوت دی حضرت نے قبول کیا اور تاریخ مقررہ پر تشریف لے

آئے۔ اجلاس میں مجمع کثیر تھا دسیوں ہزار سے زائد اہلسنت کا مجمع تھا۔ حضرت کو دو بار ممبر رسول پر لے جایا گیا دونوں بار ممبر پر لے جانے میں کس قدر مشقت ہوئی اس کو میں ہی خوب جانتا ہوں مگر حضرت کے چہرے پر ذرہ برابر بھی ناخوشگواری کے آثار نہ تھے۔ میں نے حضرت کو دستر خوان پر کھانا کھاتے دیکھا آخر میں دعا سے پہلے مرے برادران دستر خوان سے برتن اٹھانا شروع کیے تو حضرت نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ دعا سے پہلے دستر خوان سے برتن نہیں اٹھانا چاہیے۔ دو دن مرے غریب خانہ پر حضرت نے قیام فرمایا لیکن میں نے کوئی کام خلاف سنت نہ پایا۔

ایک مرتبہ حضرت نے مجھے فون کیا کہ میں دہلی آرہا ہوں اور جس دن پہنچوں گا وہ جمعہ کا دن ہے اور مجھے جمعہ پڑھنا ہے کیا آپ آسکتے ہیں میں نے عرض کیا یہ تو بڑی خوش بختی کی بات ہے کہ حضور کی اقتداء میں نماز جمعہ ادا کرنے کو مل جائے گی۔ خیر وہ تشریف لے آئے غسل کیا جمعہ کے لیے مسجد حاضر ہوئے حضرت نے مجھے حکم دیا کہ تم وعظ کہہ دو میں نے عرض کیا کہ حضور وعظ بھی آپ ہی فرمائیں مری التجا کو شرف قبول بخش کر وعظ بھی فرمایا اور نماز جمعہ بھی پڑھائی اور پھر غریب خانہ میں آکر سورہ کہف کی تلاوت کی اس کے بعد کھانا تناول فرمایا پھر دوسرے دن صبح کو بعد نماز فجر قرآن کی تلاوت کی۔ میں نے عرض کیا کیا حضور کا روزانہ کا معمول ہے کہ تلاوت فرماتے ہیں۔ ارشاد فرمایا کہ ہاں۔ مرض الموت سے پہلے آخری ایام میں بھی ان کو تلاوت کلام کرتے دیکھا۔ تحدیث نعمت کے طور پر کہتا ہوں کہ حضور امین شریعت نے اس حقیر فقیر کو بھی خلافت واجازت سے نوازا ہے۔ ان کی اور بھی بہت ساری نوازشات ہیں یہاں نہ سب کی گنجائش ہے اور نہ اتنا وقت ہے ان کی ذات شریعت مصطفیٰ، سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آئینہ تھی۔ وہ جس طرف سے گذرتے دین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چراغ روشن ہوجاتے۔ انہوں نے دینی قدروں کو کبھی پامال ہوتے ہوئے دیکھنا قبول نہیں کیا، وہ حق کی ایک معتبر آواز تھے پروردگار عالم ان کے روحانی فیضان سے ہمیں مالا مال فرمائے آمین۔

نبیرۂ امین شریعت نواسہ تاج الشریعہ
حضرت **سفیان میاں** صاحب قبلہ بریلی شریف

فقیر حقیر سراپا تقصیر غفرلہ القدیر کی کیا حیثیت جو اپنے جد امجد شبیہ مفتی اعظم ہند، نبیرۂ اعلی حضرت و استاذ زمن، حضور امین شریعت حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد سبطین رضا خاں صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ و الرضوان کی شان رفیع کے متعلق کچھ عرض کر سکے۔ حقیقت یہ ہے کہ سرکار امین شریعت علیہ الرحمۃ والرضوان صورتا اپنے مرشد اجازت شہزادۂ اعلی حضرت سرکار مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالی عنہ وارضاہ عنا کے بہت مشابہ تھے اور سیرتا بھی۔ ان کا تقوی، عبادت وتقدس کا جلوہ ان میں نظر آتا تھا۔ اس دور میں ان کی ہستی فقید المثال تھی۔

ولی کی پہچان یہ ہے کہ جسے دیکھ کر خدا یاد آئے۔ یہ ایک بہت ہی مشہور مقولہ ہے حضور امین شریعت اس مقولہ کی منھ بولتی تصویر تھے۔ علم و نور برستے ہوئے سادہ چہرے مہرے پر ایسی دلکشی و بانکپن تھا جس پر بناؤ سنگار کی ہزار رعنائیاں قربان۔ اگر لاکھوں کے مجمع میں بے نقاب ہوتے تو اہل جمال کی آنکھیں خیرہ ہو جاتیں۔ اگر بولنے پر آتے تو فن خطابت دست بستہ آداب بجالاتے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ حضور امین شریعت نے اپنے بے شمار فضل وکمال کو اپنی ایک سادگی میں چھپا رکھا تھا۔ گدڑی میں لال ایک کہاوت ہے مگر سرکار امین شریعت اس کی منھ بولتی تصویر تھے۔ آج ہندوستان کے لاکھوں افراد محض آپ کی پر کشش روحانیت کے طفیل سلسلہ عالیہ رضویہ سے منسلک ہیں۔ قدرت نے انہیں اپنی فیض رسانی کے لیے مرجع خلائق بنا رکھا تھا۔

افسوس کہ ہمارا وہ عظیم پیشوا اور مخلص رہنما ۲۶ ؍محرم الحرام ۱۴۳۷ھ مطابق ۹؍ نومبر ۲۰۱۵ء بروز پیر عقیدت کیشوں کو داغ مفارقت دیکر مالک حقیقی سے جا ملا۔ رب

کریم کی بارگاہ میں دعا ہے کہ مولی تعالی مرشد اجازت حضور امین شریعت علیہ الرحمۃ و الرضوان کی تربت انور پر رحمت و نور کی بارش فرمائے اور عزیز گرامی قدر خادم امین شریعت مولانا اشرف رضا قادری صاحب نے میرے جد امجد حضور امین شریعت علیہ الرحمۃ والرضوان کی حیات وخدمات کو تحریری شکل میں لانے کا جو ارادہ کیا ہے اس کے لیے میں انہیں مبارکبادی پیش کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالی آپ کی محنت کو قبول فرما کر دارین کی نعمتوں سے سرفراز فرمائے۔آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

نواسہ امین شریعت

حضرت مولانا **عمران رضا خاں** عرف سمنانی میاں صاحب

مولانا اشرف رضا قادری صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے چشم و چراغ دنیائے سنیت کے عظیم پیشوا ایک مخلص داعی اسلام شبیہ مفتی اعظم ہند حضور امین شریعت حضرت العلام مفتی محمد سبطین رضا خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا کا سانحہ ارتحال دنیائے سنیت کا عظیم نقصان ہے، جیسے ہی وصال کی خبر سنی دنیا میں پھیلی ایک بے چینی پیدا ہوگئی خاص کر اہل خاندان کو گہرا صدمہ پہنچا اور ساتھ ہی آپ کی رحلت سے اہل چھتیس گڑھ ایک عظیم رہنما سے محروم ہو گئے۔چھتیس گڑھ میں سلسلہ رضویہ کو آپ کی ذات بابرکات سے کافی تقویت ملی۔رضوی مشن آپ کے ذریعہ ہر سمت پھیلا۔آپ تاحیات خدمت دین اور مسلک اعلیٰ حضرت کے فروغ میں کوشاں رہے۔

رب عظیم بطفیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضور امین شریعت کو بلند مقامات عطا فرمائے اور جماعت اہل سنت کو آپ کا نعم البدل عطا فرمائے اور آپ کے فیوض وبرکات سے ہمیں مالا مال فرمائے۔آمین

نواسۂ امین شریعت

حضرت عدنان رضا خاں صاحب

محترم اشرف رضا قادری صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بقیۃ السلف، عمدۃ الخلف، شبیہ مفتی اعظم ہند، نبیرۂ اعلیٰ حضرت، حضور امین شریعت حضرت علامہ سبطین رضا خاں علیہ الرحمہ بلا شک وشبہ عظیم سرمایہ اہل سنت تھے۔ عوام وخواص کے لیے شفیق ومہربان تھے۔ علم وعمل، زہد وتقویٰ، اور خلق ومروت، ہر اعتبار سے مفتی اعظم کے شبیہ تھے۔ آپ کی ذات سے ایک عالم روشن ہو رہا تھا۔ افسوس وہ روشن چراغ ۲۶/محرم الحرام ۱۴۳۷ھ مطابق ۹/نومبر ۲۰۱۵ء بروز پیر ایک بج کر ۴۰/ منٹ پر گل ہو گیا اور دنیائے سنیت میں تاریکی پھیل گئی جس کی تلافی مشکل ہے۔ میں شمیم قلب کے ساتھ دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی اس محنت کو قبول فرمائے اور ہمیں اپنے جد امجد یعنی حضور امین شریعت کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

نبیرۂ حضور حجۃ الاسلام

مولانا محمد بدر رضا خان قادری

بروز دوشنبہ تقریبا دو بجکر انیس منٹ ہو رہے ہونگے کہ میرے پاس ایک عزیز کا فون آیا کہ ''حضور امین شریعت دنیا سے رحلت فرما گئے'' تو میرے دل میں رنج والم کا سمندر موج زن ہو گیا اور میں ایک لمحے کے لیے سکتے کے عالم میں آ گیا اور پھر سوچنے لگا کہ، ہم شبیہ مفتی اعظم ہند کا اعزاز بھی ہم سے جا تا رہا۔ مجھے یاد ہے کہ حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان فرمایا کرتے تھے کہ ''صاحب (علامہ حسنین رضا خان صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ الرضوان) کے تینوں بیٹے قابل اور باصلاحیت ہیں مگر ان میں تحسین میاں کا جواب نہیں''، لیکن آپ حضور امین شریعت پر اتنا اعتبار کرتے تھے اور آپ کے اوپر اتنا بھروسہ تھا کہ آپ کو تبلیغ دین کے لیے چھتیس گڑھ بھیجا جو کہ اس وقت کوئی ترقی یافتہ علاقہ نہ تھا۔ ہر طرف کفر کی تاریکی خیمہ زن تھی اور مسلمانوں کی تعداد کم تھی۔ آپ نے وہاں تقریبا چھپن ستاون سال بے حرص زر بے طمع اعزاز و مقبولیت مسلک اعلی حضرت کی بے لوث خدمت انجام دی اور لوگوں کے دلوں میں ایمان وعرفان کا چراغ روشن کر دیا۔ میرے ذہن کے حاشیہ میں ایک بات یاد آتی ہے کہ جب حضور امین شریعت چھتیس گڑھ سے تشریف لائے تو حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان بہت خوش ہوئے۔ حضور امین شریعت نے آپ کو سلام کیا تو آپ نے فرمایا'' وعلیکم السلام خیریت سے ہیں سبطین میاں'' اور وہاں کے حالات خیریت دریافت کیے اور آپ کے لیے دعا فرمائی کہ ''لوگ آپ کے دست حق پرست پر توبہ کریں اور مرید ہوں''، حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کی برکتِ دعا کا یہ اثر ہوا کہ لاکھوں لاکھ لوگ آپ کے دست اقدس پر ایمان لائے اور مرید ہوئے اور مریدوں کا جم غفیر اور ان کی محبت و عقیدت لوگوں نے اپنے ماتھے کی نگاہوں سے دیکھی

آپ کا جنازۂ مبارکہ **موت العالم موت العالم** کی مصداق بنا۔

وہ حفیدِ رضا خدمت دین کی
اس امین شریعت پہ لاکھوں سلام

میں دعا کرتا ہوں کہ آپ کے فیوض و برکات وعنایات سے ہم سب کو مالا مال فرمائے اور آپ کے جتنے بھی مریدین، معتقدین، محبین اور متعلقین ہیں سب کو صبر جمیل عطا فرمائے اور سب کو مسلک اعلی حضرت پر قائم دائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے ۔امین ثم امین بجاہ سید المرسلین۔

مولانا سید محمد حسینی اشرفی مصباحی

چیف ایڈیٹر ماہنامہ سنی آواز ناگپور

امین شریعت حضرت علامہ مولانا الشاہ محمد سبطین رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی ۸۸ سال کی عمر پا کر ۹ر نومبر ۲۰۱۵ رکو اس دار فانی سے دار البقا انتقال فرما گئے۔ کوئی مجھ سے پوچھے کہ وہ کون تھے میں سادہ سی زبان میں کہوں گا کہ وہ ایک متقی، پاکباز عالم تھے، متقی کیسے کہ تقویٰ جس کی ذات پر ناز کرے، کیسے پاکباز کہ پاکبازی جس کی تعریف کرے، عالم کیسے جن کا علم درجنوں عالموں پر بھاری ایسے عالم دین کا دنیا سے جانا ایک عالم کا نقصان ہے۔ تقویٰ اور علم سے بھرپور ذات جب نگاہوں سے اوجھل ہوتی ہے تو دل بے قرار ہو جاتا ہے اور پکار اٹھتا ہے، اب ایسی ذات لائیں کہاں سے، وہ تو نہیں رہے ان کے جلوے دل و دماغ میں بس گئے ہیں دل یہی کہنے پر مجبور ہے کہ۔

ما ہرچہ از خود فراموش کردہ ایم
اِلاّ حدیثِ یار کہ تکرار می کنیم

اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا خاں قدس سرہٗ کے حقیقی منجھلے بھائی استاذ زمن حضرت علامہ حسن رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ کے پوتے تھے۔

آپ نے دین وسنیت کی بہت خدمت کی ہے دعوت وتبلیغ کے لیے آپ کو جو زمین ملی تھی وہ مذہبی اعتبار سے انتہائی سنگلاخ تھی، آپ نے اس سنگلاخ زمین کو اپنی کردار کی خوشبو سے معطر کر دیا۔ جو لوگ مذہبی ومسلکی روایات سے آشنا تھے ان کا رشتہ دین وشریعت سے جوڑ دیا، آپ نے ہزاروں ہزار لوگوں کو جہالت کی تاریکی سے نکال کر ہدایت کا نور عطا کیا۔

جو لوگ انسانیت سے نا آشنا تھے انہیں انسانیت کا جامہ پہنانا آپ کا عظیم کارنامہ

ہے،اس میں جو دشواریاں اور دقتیں ہیں اس کا احساس انہیں کو ہوگا جو ایسی پر خطر راہوں سے گذر چکے ہیں۔آپ دیکھنے میں انتہائی نحیف تھے لیکن آپ کا عزم فولادی تھا۔دعوت وتبلیغ کی راہوں میں آپ نے مصائب وآلام کی کبھی پرواہ نہیں کی بلکہ آپ کی نگاہ مقصود پہ ہوتی تھی جن لوگوں نے آپ کے نقوش قدم کو دیکھ کر سفر اختیار کیا ان کی زندگی محبت سے معمور ہوگئی جب ایک علاقہ آپ کے قدموں کی برکتوں سے سیراب ہوجاتا پھر آپ دوسرے علاقے کا رخ کرتے،جب آپ یہاں کے حالات پہ غور کرتے تو معلوم ہوتا کہ یہ علاقہ اس علاقہ سے بھی سخت ہے۔آپ کی توجہ سے زمین کی شدت اور ذہنوں کی صلابت نرمی میں تبدیل ہوجاتی،آپ کا علمی وروحانی فیضان مسلک کے دوسرے صوبوں میں بھی بادل بن کر برس رہا ہے،آپ مسلک اعلیٰ حضرت کے پرجوش داعی تھے اور آپ کی تبلیغ کا مغز یہی تھا۔آپ کے قرب کی لذت سے جو آشنا ہوا مسلک اعلیٰ حضرت کے نور سے اس کی زندگی روشن ہوگئی۔آپ کی بے پناہ خدمات ہیں آپ کی خدمات کے کن کن گوشوں کو اجاگر کیا جائے۔آپ نے چھتیس گڈھ اور اس سے ملحق صوبوں میں بدعقیدگی کو کبھی داخل ہونے کی اجازت نہیں دی،ایک بار رائے پور میں بدعقیدوں نے اجتماع کی بہت کوشش کی لیکن ان کی تمام تر کوشش کو خاک میں ملا دیا اور ان کے اجتماع کو ہونے نہیں دیا۔خدمت دین کا آپ پہ ہر وقت نشہ سوار رہتا،آپ نے دین کے لیے راہ کی دشواریوں کی پرواہ نہیں کی۔آپ نے دین کے لیے کبھی پیدل سفر کیا،کبھی سائکل پہ سفر کیا،کبھی بیل گاڑی پر سفر کیا ان سب کے باوجود آپ نے کبھی کسی سے شکایت نہیں کی۔

آج جب ہم کسی کے سامنے آپ کی روداد حیات بیان کرتے ہیں تو اسے سخت حیرانی ہوتی ہے۔حضرت امین شریعت جیسی شخصیت صدیوں میں پیدا ہوتی ہے،آپ نے اپنی حیات کے ایسے نقوش چھوڑے ہیں جن کو دیکھنے کے لیے مہر وماہ کی آنکھیں ترستی ہیں،حضور جان عالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جس نے کسی عالم سے مصافحہ کیا اس نے مجھ سے مصافحہ کیا،حضور امین شریعت ایسے ہی عالم ربانی تھے۔آپ کی سیرت بھی

نورانی تھی اور صورت بھی نورانی تھی ،آپ کے ظاہر و باطن میں فاصلہ نہیں تھا،آپ کے قول وفعل میں تضاد نہیں تھا،آپ کی خلوت وجلوت میں بڑی یکسانیت تھی۔آپ کے وصال سے سنیت میں جو خلا پیدا ہوا ہے اس کا پر ہونا بہت مشکل ہے،آپ کو دیکھ کر اسلاف کی یاد تازہ ہو جاتی تھی آپ بیک وقت شریعت وطریقت کے رہنما و پیشوا ہی نہیں بلکہ میر کارواں تھے۔ دعا ہے کہ خدائے پاک آپ کے روحانی فیضان سے ہم اہلسنت کو مستفیض فرمائے۔آمین

مفتی اعظم مہاراشٹرا

مفتی محمد مجیب اشرف رضوی

عقائد اہلسنت کے امین تھے امین شریعت، اعمال شریعت کے امین تھے امین شریعت، رموز طریقت کے امین تھے امین شریعت، خاندانی وجاہت کے امین تھے امین شریعت، وقار سنیت کے امین تھے امین شریعت، رضا کی روحانی وراثت کے امین تھے امین شریعت، اصول طبابت کے امین تھے امین شریعت، مسلک اعلیٰ حضرت کے امین تھے امین شریعت ،اقدار روحانیت کے امین تھے امین شریعت،غرض جملہ اسلامی اخلاقیات کے امین تھے امین شریعت،

دینی اقدار، اسلامی وقار، مذہبی شعار کے گل رنگیں ادا اور بوستان سنیت کی صدا بہار تھے امین شریعت، آپ کی پاکیزہ زندگی کا ہر گوشہ نور ونکہت کی یادگار تھا،آپ کا وجود شریعت ،طریقت اور معرفت کا مجمع البحار تھا،آپ کا اٹھنا ،بیٹھنا اور بولنا چالنا متانت، سنجیدگی کا آئینہ دار تھا،آپ کی نگاہ کیمیاء اثر نے ہزاروں گمگشتگان راہ کو وفا شعار بنادیا، کتنے ہی ادب ناشناسوں کو ادب وشائستگی سے ہمکنار کردیا،جس نے آپ کو عقیدت کی نگاہ سے دیکھا وہ آپ کا جانثار ہو گیا،جس نے آپ کے فیض آگیں صحبت اختیار کی وہ گل گلزار ہو گیا، اللہ اللہ! امین شریعت کی ذات والا صفات کیسی باغ و بہار تھی۔آپ کا پر کشش وجود ہر ایک کے لئے رشد وہدایت کا بلند مینار تھا۔دیکھنے والے دیکھتے ہی رہ گئے ،سوچنے والے سوچتے ہی رہ گئے،سمجھنے والے سمجھتے ہی رہ گئے،امین شریعت کیا تھے اور کون تھے؟ان کو نہ جی بھر دیکھ سکے،نہ ان کے بارے میں اچھی طرح سوچ سکے نہ ان کو پورے طور پر سمجھ سکے،اس میں راز مشیت کیا تھا اللہ ہی جانے،ہم نے جیسا دیکھا تھا وہ اس سے خوب تر تھے،جیسا سوچا تھا اس سے برتر تھے جیسا سمجھا تھا اس سے بلند تر تھے،

اب کہاں باقی رہیں وہ ہستیاں
جن کے دم سے سج رہی تھیں بستیاں

ناگپور کا پہلا سفر

امین شریعت کی ہمرکابی میں ۱۹۵۸ء میں فقیر رضوی محمد مجیب اشرف رضوی نے دارالعلوم مظہر اسلام مسجد بی بی جی سے سند فراغت حاصل کی اسی سال حضرت العلام مفتی عبدالرشید صاحب فتح پوری بانی جامعہ عربیہ اسلامیہ نے حضور مرشدی سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی خدمت میں جامعہ عربیہ ناگپور کیلئے نائب شیخ الحدیث کے منصب کیلئے مناسب مدرس کیلئے عریضہ بھیجا تھا حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ نے اسکے لئے میرا انتخاب فرمایا اور مجھے شوال کی دس تاریخ کو بریلی شریف طلب فرمایا اور حکم دیا کہ آپ مولانا سبطین میاں کے ساتھ ناگپور چلے جائیں وہاں جامعہ عربیہ میں آپ کی تقرری کی گئی ہے اور مجھے چند مفید نصیحتیں فرمائیں۔ محنت سے کام کیجئے، اپنے کام سے کام رکھیئے، کتابوں کا مطالعہ کیے بغیر نہ پڑھایئے، دوران مطالعہ اگر کچھ سمجھ میں نہ آئے تو دوسرے اساتذہ سے رجوع کریں، علمی استفادہ کو کسر شان نہ سمجھیں، طلبہ کی تعلیم کے ساتھ ان کی تربیت پر خاص خیال رکھیں، ان شاء اللہ کامیاب رہیں گے، دوسرے روز حضرت امین شریعت مولانا سبطین میاں قبلہ کو بلا کر میرے بارے میں ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ آپ ان کو اپنے ساتھ ناگپور لے جائیں، ابھی یہ نئے ہیں ان کا خیال رکھیں، چنانچہ دس شوال ۱۳۷۸ھ میں حضور امین شریعت کی ہمرکابی میں بحیثیت مدرس ناگپور کا پہلا سفر کرنے کی سعادت حاصل ہوئی، حضرت والا نے پورے سفر میں بچے کی طرح میرا خیال رکھا آپ کے اخلاق کریمانہ سے فقیر اتنا متأثر ہوا کہ ہمیشہ کیلئے اسیر امین شریعت ہو گیا۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

حضرت امین شریعت علیہ الرحمہ جب تک ناگپور رہے میرا پورا پورا خیال فرمایا آپ کی بے پناہ شفقتوں نے اس نئے اجنبی شہر میں مجھے اجنبیت کا احساس تک ہونے نہ

دیا،اس وقت آپ جامعہ عربیہ اسلامیہ کے ناظم اعلیٰ کے منصب پر فائز تھے،تمام طلبہ جامعہ سے آپ کو بے حد محبت تھی،ہر چھوٹے بڑے طالب علم کا خیال فرماتے ان کی جائز و ناجائز شکایتوں کو سماعت فرما کر جائز شکایتوں کو دور کر دیتے اور ناجائز شکایتوں پر طلبہ کی فہمائش کر کے ان کو مطمئن فرما دیتے تھے آپ کے دورِ نظامت میں جامعہ کا حسن انتظام قابل تعریف تھا،طلبہ اور مدرسین سب خوش اور مطمئن رہے،اور سب آپ کا بے حد احترام کرتے۔

آپ ایک اچھے اور حاذق طبیب بھی تھے،جامعہ عربیہ کے بیرونی کمرے میں جو لب سڑک تھا اس میں آپ کا مطب بھی چلتا تھا جس میں صبح وشام امراض کی تشخیص وعلاج کا سلسلہ جاری رہتا،آپ اچھے طبیب ہونے کے ساتھ ماہر دوا ساز بھی تھے،بہت سی دوائیں خود تیار فرماتے تھے اللہ تعالی نے آپ کو دست شفا عطا فرمایا تھا،اس طرح آپ طبیب روحانی کے ساتھ طبیب جسمانی بھی تھے،آپ علم الادیان اور علم الابدان دونوں کے جامع تھے،حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ العلم علمان علم الادیان وعلم الابدان’’یعنی دنیا میں سب سے عظیم اور شریف علم دو ہیں ایک دین کا علم اور دوسرا بدن کا علم یعنی علم الطب،حضرت امین شریعت ان دونوں علوم کے امین اور جامع تھے۔

آج آہ کہ ہم میں امین شریعت نہ رہے لیکن ان کے اخلاق کریمانہ کے گہرے نقوش ہمیشہ دلوں پر باقی رہ کر ان کی پرکشش شخصیت کی یادوں کا چراغ جلائے رکھیں گے۔رب کریم حضور والا کے مرقد پر انوار پر رحمتوں کے ساون بھادوں برسائے۔آمین آمین بجاہ النبی الکریم علیہ التحیۃ والتسلیم۔

بانی ومہتمم الجامعۃ الرضویہ دار العلوم امجدیہ ناگپور

حضرت علامہ مفتی سید شاہد علی حسنی نوری جمالی کریمی
قاضی شرع ومفتی ضلع رامپور

چودہویں صدی کے مجدد اعظم ،نشان اہلسنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری فاضل بریلوی قدس سرہٗ کے منجھلے بھائی استاد زمن حضرت علامہ مولانا محمد حسن رضا خاں قادری علیہ الرحمہ جن کے لئے اعلیٰ حضرت نے فرمایا تھا:

''میری خدمات دینیہ میں آدھا حصہ میرے بھائی حسن کا ہے''

ان کے نور نظر تلمیذ وخلیفہ وداماد اعلیٰ حضرت ،استاذ العلماء حضرت علامہ محمد حسنین رضا خاں قادری علیہ الرحمہ کے بڑے بیٹے حضرت علامہ مولانا محمد سبطین رضا خاں قادری نوری ہیں جن کو دنیائے سنیت میں ''امین شریعت'' کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

حضرت امین شریعت کی ولادت باسعادت نومبر ۱۹۲۷ء کے اوائل میں محلہ رضانگر، سوداگران بریلی شریف ،یو۔پی۔انڈیا میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم والدین کی سرپرستی میں گھر پر ہی ہوئی۔ حافظ سید شبیر علی رضوی بریلوی سے قرآن مجید پڑھا۔ دارالعلوم مظہر اسلام بریلی میں باضابطہ داخلہ لے کر درس نظامی کی وہاں کے اساتذہ کرام سے تکمیل کی۔جدید علوم کے حصول کے لئے مسلم یونیورسٹی علی گڑھ چلے گئے جہاں دوسال رہ کر علوم جدیدہ کے ماہرین سے علوم جدیدہ کی تحصیل کی۔مندرجہ ذیل اصحاب علم وفن سے آپ نے اکتساب فیض کیا۔

(۱)مفتی اعظم حضرت علامہ مولانا محمد مصطفیٰ رضا خاں قادری نوری بریلوی۔

(۲)صدرالشریعہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی رضوی اعظمی۔

(۳)محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا محمد سردار احمد رضوی لائل پوری۔

(۴)استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا حسنین رضا خاں قادری بریلوی۔

(۵) استاذ الاساتذہ حضرت علامہ مولانا غلام جیلانی رضوی اعظمی۔

(۶) حضرت علامہ مولانا حافظ عبدالروف بلیاری۔

(۷) شمس العلماء حضرت علامہ مولانا قاضی شمس الدین احمد رضوی جونپوری۔

(۸) وقار ملت حضرت علامہ مولانا مفتی محمد وقارالدین رضوی۔

(۹) حضرت مولانا غلام یاسین رضوی پورنپوری۔

(۱۰) پروفیسر سید ظہیرالدین زیدی رضوی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ۔(علیہم الرحمۃ والرضوان)

فراغت کے بعد دارالعلوم ''مظہر اسلام'' بریلی میں درس وتدریس کا آغاز کیا۔اس کے بعد مدرسہ ''اشاعت الحق'' ہلدوانی میں تین سال تک تدریسی خدمات انجام دیں۔ ''جامعہ عربیہ'' ناگپور میں بھی کچھ دن درس دیا۔

والد گرامی کی تحریک پر نوعمری میں ہی تاجدار اہلسنت، امام الفقہاء، قطب عالم، مفتی اعظم حضرت علامہ مولانا مفتی محمد مصطفیٰ رضا قادری نوری علیہ الرحمۃ والرضوان سے شرف بیعت حاصل کر کے حضور غوث اعظم محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کے دامن کرم سے وابستہ ہوگئے اور پھر مزید نصیب یوں جاگا کہ اجازت وخلافت سے بھی نوازے گئے۔ والد گرامی نے بھی اجازت وخلافت سے نوازا، اس طرح ایک ہی نسبت دوآتشہ ہوگئی جس کا اثر تاحیات باقی رہا اور مخلوقِ خدا کی ہدایت وفیض رسانی کا ذریعہ بنا۔ آپ کے دستِ حق پرست پر بیعت ہونے والوں کی اور حلقۂ اسلام میں داخل ہونے والوں کی تعداد کثیر ہے۔اس حقیقت کو حضرت علامہ انیس عالم سیوانی نے یوں بیان کیا ہے:

> ''علامہ سبطین میاں صاحب قبلہ کی پروقار شخصیت، عالمانہ جاہ و جلال، فاضلانہ اخلاق، پرتاثیر اندازِ گفتگو اور داعیانہ صلاحیتوں کے سبب نہ معلوم کتنے بے راہ رو راہ راست پر آ گئے، کتنے گمگشتگان راہ منزل سے ہمکنار ہوئے، کتنے بے دین توحید کی لازوال دولت

سے مالامال ہوکر شادکامی اور شادمانی کی زندگی گزار رہے ہیں۔
آپ کی مساعی جلیلہ سے ''رائے پور کی سرزمین سے جو آواز اٹھتی ہے وہ آواز بریلی کی ہوتی ہے، مرکز کی ہوتی ہے، اعلیٰ حضرت کی ہوتی ہے۔ رائے پور اور چھتیس گڑھ کی سرزمین میں آپ کی ذات سے ایک طرف اسلام کی کھیتی لہلہا اٹھی تو دوسری طرف اہلسنت کے گلشن میں بہار آئی۔

امین شریعت حضرت علامہ سبطین رضا خاں قادری قدس سرہٗ اخلاق وعادات واطوار، تواضع وانکساری، حق گوئی و بے باکی، درس وتدریس، خدمت خلق، تبلیغ واشاعت، فیض رسانی اور امت مسلمہ کی حتی المقدور خدمات جلیلہ میں اپنے پیرومرشد کے نقش قدم پر تاحیات قائم رہ کر مثالی خدمات انجام دیتے رہے۔ جس نے وابستگان سلسلہ عالیہ رضویہ اور اہل وفا کو باانداز وارفتگی آپ کے اردگرد جمع کردیا۔ مرکز علم وعرفان بریلی شریف سے اکتسابِ فیض کرکے آپ نے رائے پور اور چھتیس گڑھ کو اپنا مرکز تبلیغ وارشاد بنایا اور وہاں پر سچی حنفیت، قادریت اور رضویت کا پرچم بلند کیا۔ آپ کی مساعی جلیلہ سے لوگ بدمذہبوں کے غلط افکار ونظریات اور باطل عقائد وتوہمات سے روشناس ہوکر گہوارہ سنیت اور سائبانِ عشق مصطفیٰ میں پناہ گزیں ہوگئے۔

حضرت امین شریعت اس خاندان کے چشم و چراغ ہیں جس خاندان میں دوسوسال سے زائد درس وتدریس، فقہ وافتا، تصنیف وتالیف اور بیعت وارشاد کے ذریعہ امت مسلمہ کی خیروفلاح وصلاح کے لئے ناقابل فراموش خدمات جلیلہ کا سلسلہ جاری ہے۔ اس خاندان کے اکابرین واصاغرین کے علم وفضل، زہدوتقویٰ، ارشادات وہدایات، خدمات دین متین اور فروغ سنیت کا نہ صرف دنیا بھر میں چرچا ہے بلکہ دنیا نے اس کی عبقریت کا لوہا مانا ہے۔ حالانکہ اس دور پرفتن میں احیاء دین اور محبت وعظمت سید المرسلین علیہ التحیۃ والثناء کی شمع فروزاں کرنے میں مجدد مائۃ ماضیہ امام احمد رضا قادری فاضل بریلوی

قدس سرہ کا نہایت اہم اور منفرد رول رہا ہے مگر اس شمع فروزاں کو روشن وتابندہ رکھنے میں اس خاندان کے ہر فرد کا وافر حصہ ہے۔خاندان کے محترم حضرات میں ایک نام امین شریعت حضرت علامہ سبطین رضا خاں قادری نوری علیہ الرحمۃ کا بھی ہے جنہوں نے تاریک بستیوں میں اسلام وایمان کا اجالا کیا اور اپنے پاکیزہ کردار وعمل سے لوگوں کو وہ درس ہدایت دیا جس نے لوگوں کی زندگی کو یکسر بدل ڈالا اور وہ قعر مذلت سے نکل کر جنت الفردوس کے باغوں میں پہنچ گئے۔

فقیر نوری غفرلہٗ کے حضرت امین شریعت قدس سرہ سے دیرینہ روابط تھے۔ موصوف مجھ پر بڑے مشفق، مہربان، اور کرم فرما تھے۔ ہمیشہ علمی، فقہی، اور روحانی سرپرستی فرماتے تھے۔حضور مفتی اعظم قدس سرہ اور حضور تاج الشریعہ دامت برکاتہم القدسیہ سے نسبت وقربت، والہانہ عقیدت ومحبت اور وارفتگی کی وجہ سے خصوصی توجہات وعنایات سے سرفراز فرماتے تھے۔موصوف کے چہرہ زیبا اور روئے منور کی زیارت مختلف مواقع پر ہوئی مگر ان کی حیات میں آخری بار نہایت اطمینان بخش زیارت سال گذشتہ جامعۃ الرضا مرکز نگر متھرا پور میں جلسۂ دستار بندی کے اسٹیج پر ہوئی۔ایک روز حضرت امین شریعت قدس سرہ کا میرے پاس فون آیا جس میں انہوں نے مجھ سے اپنی ایک دلی خواہش کا اظہار کیا۔جو میرے لئے حکم کا درجہ رکھتی ہے۔دوسرے لفظوں میں کہئے کہ اپنی نسبت اور تعلق کے پیش نظر بزرگانہ شفقتوں کے ساتھ حکم فرمایا۔ میں نے حسب استطاعت علمی اور روحانی سرپرستی کی استدعا کے ساتھ اس خواہش وحکم کو پورا کرنے کا وعدہ کر لیا اور وعدے میں بڑی گنجائش ہے۔دعا فرمایئے کے جلد پورا کر سکوں۔ وہ خواہش وحکم یہ تھا۔

جس طرح آپ نے خاندان رضا اور وابستگان رضا کی طرف سے
تاجدار اہلسنت، شہزادہ اعلیٰ حضرت، مفتی اعظم، قطب عالم مولانا
شاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں نوری بریلوی قدس سرہٗ کے سلسلے میں مولانا

محمد احمد مصباحی سابق صدر المدرسین الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور کے غیر معقول اعتراضات ومعترضانہ ریمارکس کا معقول، مفصل، مدلل اور دندان شکن جواب بنام ''عرفان مفتی اعظم'' دیا ہے ۔ٹھیک اسی طرح کا جواب حضرت تاج الشریعہ مولانا محمد اسماعیل رضا خاں معروف بہ مولانا محمد اختر رضا خاں ازہری ، وارث علومِ رضا، جانشین مفتی اعظم ،قاضی القضاۃ فی الہند دامت برکاتہم القدسیہ والعالیہ کے سلسلے میں مخالفین و معاندین کے جو اعتراضات ، ریمارکس اورجارحانہ حملے ہوئے ہیں ان کا دفاع بھی ضروری ہے۔ آپ ''عرفان مفتی اعظم'' کی طرز پر معقول، مدلل، مفصل اورمسکت جواب تحریر کریں جس طرح ''عرفان مفتی اعظم'' کا آج تک کوئی جواب نہیں اسی طرح اس کا بھی کوئی جواب نہ ہو۔ نام خود تجویز کر لیجئے گا۔ میں زندہ رہا تو اسے خود اپنے خرچ پر چھپواؤں گا۔ میرے تاج الشریعہ کل بھی بے داغ تھے، آج بھی صاف وشفاف اور بے داغ ہیں ۔ان کا دن ، ان کی رات ، ان کی صبح ، ان کی شام، ان کا ظاہر، ان کا باطن سب یکساں ہے کوئی تضاد اور کوئی فرق نہیں ۔ یہ میں خاندانی رشتوں کی بنیاد پر نہیں بلکہ حقانیت اور صداقت کے اصولوں کی بنیاد پر کہتا ہوں ۔ اکابر خاندان رضا اور اسلاف کے طریقے پر وہ گامزن ہیں، یقیں محکم اور عمل پیہم کے ساتھ قبول عام و خاص حاصل کرتے چلے جا رہے ہیں ۔ وہ مرجع علماء ، مفسرین ، محدثین ،فقہاء ،عرفاء، صلحاء، ادباء، مصنفین و معلمین ہیں ۔اس وقت فتوی کی دنیا کے بادشاہ ہیں۔ کلیات وجزئیات کے حافظ ہیں ۔حق تو یہ ہے کہ وہ اپنے پیرومرشد ، استاد ومربی ، جد امجد ،امام الفقہاء ،

جانشین رضا ،مفتی اعظم عالم حضرت مو لانامفتی محمد مصطفیٰ رضا
خاں قادری برکاتی نوری بریلوی قدس سرہٗ کے سچے جانشین ہیں ۔
میں ایک بار پھر کہوں گا کہ ’’عرفان مفتی اعظم‘‘ کے طرز پر تاج
الشریعہ کے متعلق اعتراضات کے جوابات جلد از جلد لکھیں ،
میں زندہ رہاتو اسے خود اپنے خرچ پر چھپواؤں گا۔

دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ ’’امین شریعت نمبر‘‘ کوقبول خاص وعام عطا فرمائے اور خدا کرے کہ ہر سال اس نمبرکو گوناگوں خوبیوں اور جدید مضامین کے ساتھ اس کے محرکین، مؤیدین، معاونین اور ناشرین منظرعام پر لاتے رہیں تاکہ یہ نمبر اہلسنت وجماعت کے لیے عموماً اور ارباب علم ودانش کے لئے خصوصاً معلومات میں اضافے کا سامان اوراخذ فیض کا ذریعہ بن جائے۔آمین۔

ناظم اعلیٰ وشیخ الحدیث مرکزی درسگاہ اہلسنت الجامعۃ الاسلامیہ پرانا گنج رامپور، یوپی

حضرت مولانا مفتی سید اولاد رسول قدسی

حضور امین شریعت سے ہماری ملاقاتیں رہی ہیں وارثینِ انبیاء کی جو خصوصیات کتب تاریخ وسیر بتائی گئی ہیں ان میں وہ سارے اوصاف موجود تھے۔وہ شرعی احکام ومسائل کی پاکیزہ تصویر تھے،ان کی محفل نور بار میں جو ایک بار حاضر ہوجاتا وہ بار بار حاضر ہونا چاہتا ان کو دیکھنے کے بعد دل پہ ایک عجیب سی کیفیت طاری ہوجاتی ان کے ہونٹوں پر ہروقت ایک خاص قسم کا تبسم ہوتا۔جس سے حاضرین محظوظ ہوتے رہتے۔ان کی کتاب حیات پہ کوئی داغ دھبہ نہیں تھا،انہوں نے دینی خدمات کا کوئی لمحہ ہاتھ سے جانے نہیں دیا اور دنیا کو کبھی اپنے قریب آنے نہیں دیا،دولت ان کے قریب مختلف روپ میں آتی لیکن انہوں نے اسے کبھی قبول نہیں کیا،اخلاص،محبت،خدمت خلق اور اشاعت مسلک اعلیٰ حضرت ان کی حیات کے گلشن کے شگفتہ پھول تھے جو پوری زندگی حالات کی مسموم ہواؤں سے پژمردہ نہ ہوسکے،سادگی،منکسر المزاجی،شفقت نوازی ان کے خمیر میں شامل تھی،بزرگوں کے کردار وعمل پہ تنقید انہیں کسی بھی حال میں پسند نہ تھی۔اسی طرح نسل نو کی فکری بے سمتی اور مرکز سے منفی روش سے وہ شدید بیزار تھے،اتحاد ملت اپنی شناخت کے ساتھ انہیں۔۔۔۔جان سے زیادہ عزیز تھا۔اس حوالے سے ان کے سینے میں ہر طرح کی قربانی کا پاکیزہ جذبہ موجزن تھا اس قحط زدہ ماحول میں ان کی شخصیت ہر اعتبار سے لائق تقلید ہے۔اپنی طویل عمر میں انہوں نے قیادت وامامت کے گہرے نقوش چھوڑے ہیں یہ نقوش نسلوں کے لیے تا قیامت چراغ ہدایت بنے رہیں گے۔وہ بظاہر ہماری نظروں سے روپوش ہوگئے ہیں مگر وہ آج بھی اپنی طہارت باطنی،حسن اخلاق،ستھرا کردار اور استقامت علی الدین کی روشنی میں زندہ ہیں اور قیامت کی صبح تک زندہ رہیں گے۔انہوں نے اپنے کردار وعمل کا جو نقش چھوڑا ہے اسے فروغ دینے کی

ضرورت ہے۔

انہوں نے بنجر زمین پہ عشق وعرفان کے جو دیپ جلائے ہیں اس کی روشنی سے قلوب واذہان تا دیر روشن ومنور ہوتے رہیں گے،ان کی خلوت وجلوت، ظاہر و باطن اور قول وفعل میں کوئی تضاد نہ تھا، پہلے خود کرتے تھے پھر عمل کی دعوت دیتے تھے، یہی وجہ ہے کہ ان کی باتیں سینوں میں اترتی تھیں وہ تاحیات میدان جہاد میں رہے۔انہوں نے کبھی کسی سے اپنی تنہائی اور بے سروسامانی کا شکوہ نہیں کیا،ان کی نظر ہمیشہ مقاصد پہ رہی، وہ جس رہگذر سے گذرتے جاتے کارواں بنتا چلا جاتا،دعا ہے کہ رب کریم پھر ہم میں کوئی ان کا بدل بھیج دے جو انہیں کی طرح زمینوں کی تقدیر بدلتا رہے اور قلوب مومنین کو توحید ورسالت کے نور سے اجالتا رہے،ان کا دنیا سے رخصت ہوجانا اہلسنت وجماعت کے لیے کسی قیامت سے کم نہیں، وہ تھے تو انجمنیں سجا کرتی تھیں اور نغمات رضا سے ان کے حسن میں اضافہ کیا جاتا تھا۔آپ کے جانے سے انجمنوں کا حسن ماند پڑ گیا ہے،اہل عقیدت کی محافل ومجالس نوحہ کناں ہیں، بہت سارے گھروں میں آج بھی غم کا ماحول بنا ہوا ہے۔بہت ساری آنکھیں آج بھی اشک آلود ہیں،مشیت ایزدی کے تحت انہیں جانا تھا وہ جا چکے اب ہمیں ان کے باقیات کو تحفظ دینا ہے اور ان کے جلائے ہوئے چراغوں کی لو کو تیز کرنا ہے، اگر ہم بیٹھ گئے تو قیامتیں ٹوٹنے لگیں گی،اس لیے خود کو بیدار رکھنے کی ضرورت ہے ورنہ دشمن ہماری تاک میں ہیں انہیں قیامت کی چال چلتے دیر نہ لگے گی۔ان کے ذکر سے دل کو سکون اور نگاہوں کو چین ملتا ہے۔ان کا چہرہ نظروں میں گھوم رہا ہے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ اب بھی زینت محفل ہیں اللہ والوں کی یہی شان ہوتی ہے۔رب کائنات ان کے مرقد پاک کو انوار وتجلیات سے ماموفرمائے۔آمین یارب العلمین۔

سید سراج اظہر قادری رضوی

شیخ طریقت امین شریعت حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد سبطین رضا خاں علیہ الرحمہ (ولادت نومبر ۱۹۲۷ / متوفی ۹ نومبر ۲۰۱۵ء) خاندان اعلی حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ تبارک وتعالی عنہ کے عظیم چشم و چراغ اور استاد زمن حضرت علامہ حسن رضا خاں علیہ الرحمہ کے پوتے تھے۔ اکابرین بریلی شریف کے علمی وفکری جانشین اور اسلاف کی امانتوں کے سچے وارث وامین تھے۔

آپ کو تاجدار اہلسنت قطب عالم حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالی عنہ سے شرف بیعت، اجازت وخلافت اور نقوش تعویذات کی اجازت حاصل تھی۔ جس کے ذریعہ خدمت خلق کا اہم فریضہ انجام دیا۔ آپ کے مریدین اور خلفا بھی کافی تعداد میں پائے جاتے ہیں۔

بلند اخلاق، پاکیزہ کردار، تقوی شعار اور سادگی سے بھرپور زندگی گزار کر لوگوں کے دلوں میں عظمت رسول اور محبت رسول جو اصل ایمان اور حاصل ایمان ہے کا چراغ روشن کیا اور صراط مستقیم پر چلایا۔ سنت وشریعت اور مسلک اہلسنت و جماعت یعنی مسلک اعلی حضرت پر استقامت آپ کی زندگی کا حاصل تھا۔

آپ نے اعلی حضرت امام احمد رضا کے افکار ونظریات کو عام سے عام تر کرنے کے لیے گھر گھر جا کر لوگوں میں تبلیغ فرمائی اور بنجر زمین پر بھی دین وسنیت اور عشق ووفا کا پھول کھلایا۔ آج بھی ۳۶ گڑھ اور اس کے گردونواح کے افراد اس بات کے گواہ ہیں۔

آپ جہاں مصلح، ادیب، صحافی اور مسند افتا کے آفتاب تھے وہیں آسمان درس وتدریس کے ماہتاب بھی تھے۔ آپ کا وصال دنیائے سنیت کے لیے ایک عظیم سانحہ

اور نا قابل تلافی نقصان ہے۔

رب کریم آپ کے شہزادگان کو صحیح معنوں میں والد ماجد کا پرتو بنائے، دین وسنّیت یعنی مسلک اعلیٰ حضرت کی خدمت کا جذبہ عطا فرمائے۔ اور آپ کی قبر انور پر رحمت وانوار کی بارش برسائے۔آمین یارب اللعلمین بجاہ سیدالمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

❁❁❁

بانی وسربراہ اعلیٰ ودارالعلوم
فیضانِ مفتی اعظم، پھول گلی

شہزادۂ بحرالعلوم

مفتی شکیب ارسلان صاحب مبارکپوری

حضرت علامہ سبطین رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ خانوادۂ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چشم و چراغ اور استاذ الاساتذہ حضرت علامہ حسنین رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ کے بڑے صاحبزادے ہیں، ناز ونعم میں پلے بڑھے اور یکتائے روزگار اساتذۂ علم ومعرفت اور حکمت و دانائی کے اسرار ونکات سے بہرہ ور ہوئے، آپ اعلیٰ تعلیمی صلاحیت کے مالک تھے درس وتدریس ہو یا شعروشاعری، تقریروخطابت ہو یا مضمون نگاری، ہر میدان میں آپ اپنے فن کا مظاہرہ کرتے نظر آرہے ہیں۔

آپ نے اپنے خاندانی وجاہت کو کبھی بھی اپنی شہرت یا دولت کے حصول کا ذریعہ نہیں بنایا، ورنہ کانکیر ضلع بستر جیسے کوردہ علاقہ کی آبلہ پائی، اور صحرانوردی نہ کرتے اور ایسی بنجر زمین اور سنگلاخ گھاٹیوں کو اپنے فکروخیال کا نشیمن نہ بناتے۔ اسی صحرا اور بیابان میں آپ نے اپنی تعلیمی صلاحیت، اور فقہی بصیرت کے جوہر دکھلائیں اور ہزاروں گمگشتگان راہ جن کو جادۂ مستقیم پر ثابت قدم رکھا، اس راہ میں بڑی کلفتیں اٹھائیں اور زندگی کی کتنی بہاریں نذر گلستاں کی آپ نے، تب جاکے انسانیت کی زلفیں سنواریں۔۔

حضرت امین شریعت اور خطابت۔ غیر منقسم ہندوستان کے افق پر آل انڈیا سنی کانفرنس کا سورج طلوع ہوا۔ ۱۹۴۶ء مبارکپور ضلع اعظم گڑھ کی سرزمین پر ایک تاریخی اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں ڈیڑھ سو سے زائد علماء اور مشائخ حصول پاکستان کے عزم بالخیر کے ساتھ حاضر ہوئے، صوبہ یوپی، پنجاب، سندھ، ممبئی، اور کاٹھیاوار کے مجاہدین جمع ہیں۔ جس میں حضرت علامہ سبطین رضا خاں صاحب بریلوی جواں سال خطیب نے ایک اہم موضوع ''تنظیم المسلمین'' پر کافی روشنی ڈالی اور سنی مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم سے اپنی آواز بلند کرنے کی افادیت اور اہمیت پر پر مغز خطاب فرمایا، جسے ہفت روزہ دبدبہ

سکندری رام پور نے ۲۷ رمئی ۱۹۴۶ء کے اخبار میں چھاپا۔

حضرت امین شریعت انشاء پرداز صاحب طرز ادیب۔ حضور مفتی اعظم منفرد شخصیت کے عنوان سے خوبصورت طرز ادا میں رقمطراز ہیں۔

چراغ لاکھ تھے لیکن کسی کے اٹھتے ہی

برائے نام بھی محفل میں روشنی نہ رہی

یہ ضرور ہے کہ دار الآخرت ہی اصل گھر ہے، وہی منزل مقصود اور مرجع نفوس ہے۔ پندرھویں صدی کے آغاز میں یکبارگی اساطین امت کا سایہ سروں سے اٹھ جانا یقبض العلم بقبض العلماء کی نشاندہی کرتا ہے۔ افسوس کہ دین وملت کی ایک شمع تھی جو بجھ گئی، روشنی کا ایک مینار تھا جو ماند پڑ گیا علم کا فانوس تھا جو بجھ گیا، ایک مہکتا پھول تھا جو نذر خزاں ہو گیا، تقویٰ اور پرہیز گاری کا مجسمہ تھا جو نگاہوں سے اوجھل ہو گیا، صدق وصفا کا پیکر تھا جو روپوش ہو گیا۔ یا یوں کہئے عاشق رسول تھا جو عشق رسول میں فنا ہو گیا، ایک طالب دیدار الٰہی تھا جو اسکے جلوؤں میں گم ہو گیا، اب کون ہے جس کو مفتی اعظم کے نام سے پکارا جائے اب کون ہے کہ پیچیدہ سے پیچیدہ مسائل میں جن کا فتویٰ حرف آخر کی حیثیت رکھتا تھا، اب کون ہے جس کے متعلق کہا جائے کہ جسے چلتا پھرتا ولی دیکھنا ہو وہ مفتی اعظم کو دیکھ لے، اب کون ہے جو علم کا کوہ گراں ہو اور تقویٰ اور پرہیز گاری کا پیکر بھی ہو، اب کون ہے جو علماء اور مقررین کی ہونے والی لغزشوں پر گرفت کرے اور اسکی تنبیہ پر بڑے سے بڑا عالم سر تسلیم خم کرے اب کون ہے جو مسلمانوں کی بگڑی ہوئی غیر اسلامی صورتوں کو دیکھ انہیں سرزنش کرے۔ (استقامت مفتی اعظم نمبر)

حضرت امین شریعت نے زندگی کے ہر موڑ پر تنظیم علماء و مسلمین پر گہری نظر رکھی اور جماعت اہلسنت میں ہونے والے اختلاف وانتشار سے بے چین ہو جاتے اپنے دکھ درد کا اظہار کرتے اور بڑے سلیقے سے منظم رہنے کی اہمیت اور افادیت پر کلام کرتے جس کی جھلکیاں مضامین امین شریعت میں آپ کو جگہ جگہ نظر آئیں گی، کیا شریفانہ انداز ہے

، نیازمندانہ پیرائے بیان میں اپیل ہے اور محبت آمیز لہجہ میں عرض کناں ہیں۔

''اخیر میں بصد ادب عرض کروں گا، علمائے کرام ان کے جواز اور عدم جواز میں الجھتے رہیں گے، تو یہ مسائل بازیچہ اطفال بن کر رہ جائیں گے اور نتیجہ کچھ نہ نکلے گا۔ سوائے اس کے کہ علماء کی مضحکہ خیزی ہوگی اور عوام حرام اور ناجائز کاموں میں بے باک اور جری ہوتے چلے جائیں گے، اس لیے کسی عالم دین کا ادنیٰ تسامح اور معمولی بھول اور علمی بھول پوری قوم کو ورطہ ہلاکت میں ڈالتی ہے۔''

''ٹی وی اور ویڈیو کے جواز اور عدم جواز کا مسئلہ جس نے دنیائے سنیت میں افتراق وانشقاق کی لہر دوڑا دی، اپنے پرائے ہو گئے ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو گئے، لوگ ذاتیات پر اتر آئے، حسب ونسب پر حملے ہوئے، چھوٹے بڑوں کے منھ آنے لگے، اصاغرین، اکابرین کی غلطیاں کھوجنے میں لگ گئے۔ کاش شروع ہی میں اس پر غور کرلیا ہوتا اور کوئی راہ نکال لی جاتی تو آج یہ روز بد دیکھنا نہ ہوتا۔''

ابھی اس جنگ کی اآگ سرد نہ ہونے پائی تھی کہ لاؤڈ اسپیکر پر نماز کے جواز اور عدم جواز پر گرما گرم بحث، اس کے باوجود ان تمام اکابرین کے فتاوے کو نظر انداز کر کے موجودہ دور کے چند علماء کا لاؤڈ اسپیکر پر نماز کے جواز کا قول کرنا اور پھر سے اسے چھیڑنا کیا معنیٰ رکھتا ہے۔ اب تک جن مساجد میں لاؤڈ اسپیکر پر نمازیں ہو رہی تھیں اس میں بہت سی ایسی مسجدیں ہیں جس میں عوام کی ہٹ دھرمی، یا ان کی اکثریت کے دباؤ میں با دل نخواستہ مجبوراً ہی پڑھتے تھے، اور اب اسے جائز سمجھ کر پڑھیں گے۔ گویا ناجائز کو جائز سمجھنا ایک دوسرا وبال ہوگا۔ (مضامین امین شریعت)

حضرت امین شریعت نے ان فقہی فروعی اور اختلافی مسائل کو اپنے حسن تدبیر سے کیسا حل فرما دیا اور علمائے کرام کو سمجھا دیا کہ آپ اپنی صلاحیت اور بصیرت کا خوب سوچ سمجھ کر استعمال کریں اور حتی الامکان اکابرین کے فتووں اور تحقیقات کو رسوا نہ کریں۔ صحابہ، تابعین، اور فقہائے کرام کے اختلافات کا سہارا لیکر اپنے فکر وفن کا دریا نہ

بہائے تو ہماری عوام گمرہی، اور بدعملی کے دلدل میں اس طرح دھنستی نہیں چلی جاتی۔

حضرت امین شریعت نے کتنی سچی بات لکھی ہے ”تمام اکابرین کے فتاوے کو نظر انداز کر کے موجودہ دور کے چند علماء کا لاؤڈ اسپیکر پر نماز کے جواز کا قول کرنا کیا معنیٰ رکھتا ہے“ اس لیے کسی بھی اختلافی مسائل میں جمہور علماء اہل سنت کو نظر انداز کرنا ناسمجھی اور نادانی ہے۔

ہماری مشروط اجازت کا نقصان یہی تو ہوا کہ تصویر کشی اور فوٹو گرافی عام ہوگئی حلال وحرام کی تمیز باقی نہ رہی، ہمارے فتووں کا سہارا لے کر بے حیائی اور بے غیرتی ہمارے گھروں میں در آئی۔ اسی طرح لاؤڈ اسپیکر پر عدم جواز کے قائل علمائے کرام بدرجہ مجبوری اگر نماز پڑھنے کی اجازت دیتے ہیں تو ایسی صورت میں مکبرین کی شرط بھی لگاتے ہیں اور نماز کے جواز کے قائل علماء پر چھوٹی بڑی مسجد میں لاؤڈ اسپیکر کی اجازت دیتے ہیں وہ بھی احتیاطا مکبرین رکھنے کا حکم دیتے ہیں، دھیرے دھیرے مکبرین ختم ہو جاتے ہیں، اس طرح ایک سنت کا ترک لازم آتا ہے یہ کیسی فکری کجی اور اخلاقی پستی ہے کہ چھوٹی سی چھوٹی مسجد میں بھی بلاضرورت شرعی لاؤڈ اسپیکر کی اجازت دی جاتی ہے۔

حضرت امین شریعت کے خطوط جو آپ نے اپنے احباب مریدین یا متعلقین کے پاس بھیجے ہوں یا آپ کی بارگاہ میں آتے ہوں۔ انہیں حاصل کرلیں اور محفوظ ہو جائیں ،ان کی روشنی میں بھی کسی شخص کے کردار کی پاکیزگی اور زندگی کے احوال وکوائف کی جان کاری لی جاسکتی ہے۔ مثلا میرے والد حضرت بحر العلوم کے شاگرد مولانا علی احمد صاحب بسمل نے آپ کو اپنے یہاں جلسہ میں مدعو کیا ساتھ ہی دو بزرگ عالم دین کو بھی دعوت دی، سب کی منظوری بھی آ گئی شومئی قسمت اجلاس میں شریک نہ ہو سکے اب اگلا جملہ پڑھیں۔

دونوں بزرگوں کی عدم حاضری پر اتنا تعجب ہیں جتنا کہ حضور کی عدم تشریف آوری پر ہوا، مجھے تو حضور کی شخصیت پر ناز تھا اور ہے، ضرور کوئی اہم رکاوٹ میری بدقسمتی کا سبب بنی ہے۔

ایک دوسرا خط غالباً پٹنہ سے آیا تھا جس میں لکھا تھا میرے خط سے حضرت کو تکلیف ہوئی جو میں نے لکھا ’’آپ کو نذرانہ کیا پیش کیا جائے‘‘ جس کے جواب میں آپ نے تحریر فرمایا میں نذرانہ کی لالچ میں کسی جگہ جلسہ میں نہیں شریک ہوتا، آپ نے نذرانہ کا ذکر کر دیا، اس لیے آپ کے جلسہ کی دعوت منظور نہیں ہے، مجھے افسوس ہے میں معذرت خواں ہوں۔

صرف ان دو خطوط کی روشنی میں بحر العلوم کے پاکیزہ رخ روشن کی زیارت کی جا سکتی ہے اور حضرت امین شریعت کے کردار کی پاکیزگی، آپ کی عظمت و بزرگی کیلئے یہی کیا کم ہے کہ ایک مقام پر ۵۲ سال تک زندگی کے صبح و شام اور حیات مستعار کے لیل و نہار گزارے ہوں، یہ آپ کی بے پناہ مقبولیت کا واضح اشارہ ہے بعد وصال بھی عقیدت مند آپ کو علاقہ چھتیس گڑھ کی خاک کا پاک پیوند بنانے کے خواہش مند تھے، آپ نے اپنے عقیدت مندوں اور جانثاروں سے ارشاد فرما دیا تھا، اس بارے میں کوئی حجت و تکرار نہ ہو، کوئی شور و غوغا یا واویلا نہ مچایا جائے، جس مقام پر میرا وصال ہو اسی زمین میں مجھے نم کنومۃ العروس کے مژدۂ جانفزا میں دائمی زندگی کیلئے نذر کر دیں۔

حضرت امین شریعت کی زندگی جہد مسلسل اور سعی پیہم سے مستعار تھی، وہ تھکنا جانتے ہی نہیں تھے، تنظیم علماء و مسلمین ان کی فکر تھی، پاکیزہ افراد سازی ان کی سوچ تھی، جن کی حمایت میں جرائت مندی اور بے باکی ان کا نصب العین تھا، اپنی راہ میں حائل ہر کانٹے کو مسل کر آگے بڑھنے کا حوصلہ تھا اور اسی طور پر زندگی گزارنے کا آپ نے حوصلہ بخشا۔

صبح تک کون اجالوں کے لیے ترسے گا
ہم اگائیں گے اسی رات کے من میں سورج

میں اپنی قسمت پر نازاں ہوں کہ حضرت تاج الشریعہ دام بالفضل کی امامت اور حضرت امین شریعت کے جنازے، دو بزرگوں کے سایہ رحمت کا فیض حاصل ہوا۔

خلیفۂ حضور تاج الشریعہ

حضرت مولانا **محمد عبدالرحیم نشتر فاروقی** صاحب

قسام ازل نے بوستان رضا کو گل بوٹوں کی ایسی ایسی نایاب فصلیں عطا فرمائی ہیں جن کی نظیر نظر نہیں آتی۔ ہر گل عطر بیزی و رعنائی، شگفتگی و شادابی، نکہت و رنگت میں اپنی مثال آپ ہے۔ کم و بیش ۱۸۰۰ء سے اب تک کبھی ایسا نہیں ہوا کہ یہ بوستانِ علم و عمل اور گلستانِ فکر و فن رشد و ہدایت کی مہکار سے کبھی خالی رہا ہو۔

گلستان رضا کے انھیں گل و لالہ میں ایک گل رعنا امام احمد رضا کے برادر زادے، شہزادۂ استاد زمن علامہ حسنین رضا خاں قادری کے صاحبزادے، واقف اسرارِ حقیقت، غواصِ بحر معرفت، امین شریعت حضرت علامہ مفتی محمد سبطین رضا خاں قادری بریلوی ہیں جو اپنے علم و فضل کی خوشبو سے ایک عالم کو معطر کرتے ہوئے ۲۶ رمحرم الحرام ۱۴۳۷ھ مطابق ۹ رنومبر ۲۰۱۵ء بروز پیر اس دنیائے رنگ و بو سے رخصت ہو گئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کی شخصیت گوناگوں فضل و کمال کی انجمن تھی۔ دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ آپ شکل و صورت کے اعتبار سے بالکل حضور مفتیٔ اعظم ہند کے ہم شبیہ تھے، بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ آپ زہد و تقویٰ، تصلب فی الدین، علم و عمل اور دیگر فضل و کمال میں بھی مفتیٔ اعظم ہند کے پیکر ثانی تھے۔ عالمانہ وقار، فاضلانہ شان و شوکت، صوفیانہ مزاج، تواضع و انکساری، حلم و بردباری، غیر معمولی سادگی اور خلق خدا کی فریادرسی آپ کی نمایاں خصوصیات ہیں۔

حضور مفتیٔ اعظم ہند کے ایما پر آپ نے دین و ملت کی خدمت کے لئے ایک ایسے غیر معروف علاقہ کو اپنا مسکن بنایا جہاں اس دور میں ایک عام مولوی بھی رہنے سے

گریز کرتا تھا، اپنے بھرے ہوئے علمی خاندان، جاں نثار کرنے والے عقیدت مندوں کا ہجوم اور بارونق شہر رضا کی بہاریں چھوڑ کر کسی ''جنگل کو منگل'' بنانے والی خانوادۂ رضا کی واحد شخصیت آپ ہیں، اس حوالے سے بھی آپ کی ذات بابرکات قابل ذکر ہے۔

دین وسنیت کے فروغ وارتقا کے لئے جو جذبۂ بے کراں آپ کے نہاں خانۂ دل میں موجیں لے رہا تھا اسی کا ثمرہ تھا کہ آپ نے ''کانکیر'' جیسے سنگلاخ علاقے کا نہ صرف رخ کیا بلکہ مستقلاً وہیں قیام فرما کر رشد وہدایت کی جوت جگاتے رہے، آج مشترکہ چھتیس گڑھ اور مدھیہ پردیش میں جو سنیت کی فضا بہار افزا ہے وہ آپ ہی کی مساعی جمیلہ اور پیہم کاوشوں کی مرہون منت ہے۔

آپ اگرچہ بظاہر ہمارے درمیان موجود نہیں لیکن آپ کی روشن تحریریں، آپ کی ہدایت بخش تقریریں اور عشق وعرفان سے لبریز آپ کے منظومات ہمیشہ ہمارے لیے مشعل راہ ثابت ہوں گے اور آپ کے افکار ونظریات، اعمال وافعال منارۂ نور بن کر ہمیشہ ہمیں منزل کا پتہ دیتے رہیں گے، مولائے کریم اپنے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے دنیائے سنیت کو آپ کے فیوض وبرکات سے بہرہ ورفرمائے، آمین بجاہ سید المرسلین

معاون ناظم اعلیٰ: جامعۃ الرضا، بریلی شریف

نواسۂ حضور امین شریعت

حضرت حماد رضا خاں صاحب

عزیزم خادم امین شریعت مولانا اشرف رضا قادری صاحب قبلہ

سلام مسنون

چرخ اسلام کا مہر درخشاں، ارض سنیت کا آسمان حضور امین شریعت رحمۃ اللہ علیہ نے جہاں تحریر وتقریر کے ذریعہ چھتیس گڑھ واطراف چھتیس گڑھ میں دین متین کی حفاظت فرمائی وہیں بیعت وخلافت کے ذریعہ لاکھوں گمراہ افراد کو بے دینی وبدعقیدگی کی بھیانک تاریکیوں سے نکال کر راہ راست پر لا کھڑا کیا اور ایمان وعمل کی لازوال دولتوں سے مالا مال فرما کر دین اسلام کی حفاظت کے لیے نئی فوج تیار کر دی۔ الحمد للہ آج چھتیس گڑھ واطراف چھتیس گڑھ میں حضرت امین شریعت رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے دم قدم سے سنیت کی بہار ہے۔ حضرت نے صرف اپنی نورانی شکل دکھا کر وہ کام انجام دیا اور دین و سنیت کی وہ تبلیغ کی جو بڑے بڑے علماء تقریر وتحریر کے ذریعہ نہ کر پائے۔

حضرت کی ہر ادا سنت مصطفیٰ تھی، قدم قدم پر لوگوں کو اتباع شریعت اور سنت کی پیروی کی تلقین فرماتے رہے صرف ان کی باتوں کو سنکر ان کی نصیحتوں سے اور ان کے عمل کو دیکھ کر انگنت انسانوں کو راہ ہدایت مل گئی، ان کے عقیدے سنور گئے۔

حضرت کا اس عالم سے وصال فرما جانا بلا مبالغہ مسلمانوں کا اتنا عظیم نقصان ہے جسے الفاظ کا جامہ نہیں پہنایا جا سکتا۔ آبگینہ دل چور چور ہے حوصلہ پست اور دل سراپا مغموم ہے۔ خدائے قدیر لمحہ بہ لمحہ حضور امین شریعت کے درجات ومراتب کو بلند فرمائے اور تمام متعلقین متوسلین خصوصا ہم اہل خانہ کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

خلیفۂ مفتی اعظم مفتی

معید احمد رضا فریدی فاروقی نوری

ہمارے اسلاف اور بزرگان دین نے اسلام کی نشر واشاعت کے سلسلہ میں اپنے جان و مال، کو قربان کیا بلکہ اس کی نشر واشاعت کی خاطر سب کچھ تج دیا تا کہ نورِ اسلام کی کرنوں کو گھر گھر پہنچایا جا سکے۔ بہت سی برگزیدہ شخصیتیں وہ ہیں کہ جنھوں نے اس راہ کا مسافر بننے کے بعد اپنے وطن مالوف اور گھر بار کو چھوڑ کر ان جگہوں پر اپنا بسیرا بنایا جہاں بسنے والے دین اسلام سے دور کفر وشرک یا بدعات ومنکرات کے سایہ میں زندگی گزار رہے تھے تا کہ وہاں کے لوگوں سے کفر وشرک اور بدعات منکرات کی تاریکیوں کو دور کریں۔

حضور امین شریعت حضرت علامہ سبطین رضا خاں قادری برکاتی بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تعلق عاشق رسول، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری برکاتی بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خاندان کی بلند و بالا شخصیت، برادر اعلیٰ حضرت استاذ زمن حضرت علامہ حسن رضا خاں قدس سرہ کے پوتے اور حضرت علامہ حسنین رضا خاں قادری علیہ الرحمہ کے شہزادے ہیں۔ آپ کی سیرت بھی بہت انوکھی ہے آپ پر مرشد برحق، قطب عالم، شہزادۂ اعلیٰ حضرت، مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مصطفیٰ رضا خاں قادری برکاتی بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خاص نظر کرم تھی، آپ کی زندگی کا بھی بیشتر حصہ اپنے وطن مالوف بریلی شریف سے دور دوسرے علاقوں میں گزرا۔ خدمت دین متین اور درس وتدریس کے لیے آپ نے کئی مدارس کو شرف بخشا، لیکن آخر میں آپ نے مدھیہ پردیش کی ایسی سرزمین کو اختیار کیا جو علم و ادب کے لحاظ سے بے آب و گیاہ، سوکھی ہوئی اور بنجر زمین کے مانند تھی جہاں کفر وشرک اور بدعات ومنکرات کا بول بالا تھا ایسے مقامات پر اللہ والے ہی جا کر کا یا پلٹتے ہیں حضور امین شریعت قدس سرہ نے بزرگان دین کی تاریخ کو زندہ کیا اور

وہاں بے پناہ دین وسنیت کی خدمات انجام دیں۔

حضور امین شریعت قدس سرہ حد درجہ منکسر المزاج، بے حد مہمان نواز، علم وفضل کا عظیم پیکر تھے مجھے یہ جان کر بے حد مسرت ہوئی حضور امین شریعت اکیڈمی سے ایک رسالہ نوجوان محقق حضرت مولانا اشرف رضا خاں قادری کی ادارت میں شائع ہو رہا ہے اب اسی کے تحت عرس رضوی کے مبارک ومسعود موقع پر حضور امین شریعت قدس سرہ کی حیات خدمات پر مشتمل ایک ضخیم نمبر شائع کیا جا رہا ہے بلاشبہ حضرت کی دینی وملی، ایمانی و روحانی خدمات آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں وہ تمام لوگ لائق صد مبارک باد ہیں جو اس نمبر کی اشاعت میں کسی قسم کی کوششیں کر رہے ہیں مالک مولیٰ سب کو بہتر جزا عطا فرمائے اور ہم سب لوگوں کو ان کے فیوض و برکات سے مالا مال فرمائے۔آمین یارب العالمین

ناظم اعلیٰ جامعہ غوثیہ رضویہ غوث گنج، گولا لکھیم پور کھیری

داماد شہزادۂ تاج الشریعہ

مولانا عاشق حسین کشمیری

اگر کسی شخص کے اندر کچھ صلاحیتیں ہوں اور اسے نکھارنے اور بروئے کار لانے کے لیے مناسب ماحول بھی نصیب ہو تو وہ اس کے لیے کامیابی کی ضامن بن جاتی ہیں۔ خاص طور پر جب وہ صلاحیتیں دین کے لیے استعمال کی جائیں تو دنیا و آخرت کی کامیابی قدم چومتی ہے۔ کچھ ایسا ہی معاملہ حضور امین شریعت علیہ الرحمۃ والرضوان کا تھا۔ اللہ تعالی نے ان کے اندر بے شمار صلاحیتیں ودیعت فرمائی تھیں۔ پھر ان صلاحیتوں کو نکھارنے کے لیے اعلی حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے گھرانے کا علمی ماحول مرحمت فرمایا اور پھر ان کو بروئے کار لانے کے لیے ایم پی چھتیس گڑھ اور اطراف کا انتخاب فرمایا۔ آپ کی ذات گرامی جن خصائل حمیدہ اور اوصاف جمیلہ کی حامل تھی ان میں سے کچھ اس طرح ہیں۔ علم، عمل، تدریس، تصنیف، خطابت، شعر و شاعری، راست گوئی، حق بیانی، پاکبازی، پرہیزگاری، حلم و تواضع، بڑوں کا ادب، چھوٹوں پر شفقت، تصلب فی الدین، توکل و غنا، جود وسخا، اور سادگی وغیرہ۔ آپ نے علوم وفنون سے فارغ ہونے کے بعد تبلیغ دین شروع کی۔ ملک کے مختلف گوشوں میں تبلیغ کرتے ہوئے جب کانکیر چھتیس گڑھ میں آپ کی تشریف آوری ہوئی اور آپ نے شہر کانکیر کا نظارہ کیا تو فرمایا کہ یہ وہی شہر ہے جسے میں نے عالم خواب میں دیکھا ہے کہ جب میں بریلی شریف میں تھا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک ندی ہے (جسے دودھ ندی کہا جاتا ہے) جس میں آگے آگے حضور مفتی اعظم ہند ہیں ان کے پیچھے مفتی عبد الرشید فتحپوری ہیں (جو حضور امین شریعت کے سسر صاحب تھے) اور ان کے پیچھے میں ہوں۔ چنانچہ آپ نے وہیں قیام فرمایا اور اسی شہر کو اپنی تبلیغی سرگرمیوں کا مرکز بنایا۔

جس زمانہ میں حضور امین شریعت کانکیر تشریف لائے اس وقت وہاں کی مسلم آبادی جہالت میں ڈوبی ہوئی تھی، وہاں کے مسلمان اپنے دین سے بہت بے خبر تھے جس کی بنا پر ان سے بہت سارے خلاف شرع افعال سرزد ہوتے تھے، وہ غیر مسلموں کے ساتھ ملکر ان کے مذہبی تہواروں کو دھوم دھام سے مناتے تھے اور شرکیہ کفریہ افعال تک کے انجام دینے میں شریک ہوتے تھے۔

حضور امین شریعت نے انہیں جہالت کی دلدل سے نکالا، علم و عرفان کے نور سے ان کے دلوں کو منور فرمایا، دن رات تبلیغ کر کے انہیں اسلامی تعلیمات سے آگاہ کیا، سفر کی صعوبتوں کا خندہ پیشانی سے مقابلہ کرتے ہوئے آپ نے جگہ جگہ پہنچ کر پوری ریاست کو بقعہ نور بنا دیا، وہاں کے مسلمان اسلام کی سچی تعلیمات سے آگاہ ہو کر ان خلاف شرع حرکات سے باز آئے اور بے شمار غیر مسلم آپ کے اسلامی اخلاق و کردار سے متأثر ہو کر آپ کے دست حق پرست پر مشرف باسلام ہوئے۔ آپ کا طریقہ تبلیغ انتہائی مؤثر خلوص وللّٰہیت سے بھرپور، آپ بزرگوں کے نقش قدم پر رہتے ہوئے صرف اور صرف اعلاء کلمۃ الحق کی خاطر شدید مشکلات کا تاحیات سامنا کرتے رہے۔ آپ نے شریعت مصطفیٰ کی عملی تصویر بنکر اپنی زندگی گزاری۔ مولیٰ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے۔ اور آپ کی مساعی جمیلہ کو آپ کے لیے صدقہ جاریہ فرمائے۔ اور آپ کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور انہیں آپ کا سچا جانشین بنائے۔ آمین بجاہ نبی الکریم علیہ وعلی آلہ افضل الصلوۃ واکرم التسلیم

خلیفۂ تاج الشریعہ

حضرت مولانا مفتی محمد اختر حسین قادری علیمی

گرامی مرتبت شہزادۂ امین شریعت حضرت بابرکت ۔۔۔ام ظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالی وبرکاتہ

احقر العباد گدائے آستانہ رضویہ راقم آثم بحمدہ تعالی خیر وخوب ہے امید کہ حضرت مکرم ومعظم بھی بصحت وعافیت ہونگے۔نبیرۂ استاذ زمن حضور امین شریعت نور اللہ مرقدہ و برد مضجعہ کے انتقال پر ملال کی خبر یوم انتقال کو ہی موصول ہوگئی تھی مگر کچھ اہم مصروفیات کے باعث بریلی شریف حاضر نہ ہوسکا جس کا افسوس ہے۔

حضور امین شریعت علیہ الرحمہ ملت کا عظیم سرمایہ اور خانوادۂ رضویہ میں بڑی عظمت ورفعت کے حامل تھے اپنی مذہبی مسلکی مشربی خدمات کا دائرہ اتنا وسیع رکھتے تھے کہ تاحد نظر ان خدمات کے جلوے دیکھے جاسکتے ہیں۔علاقہ رائے پور میں اسلام وسنیت کی اشاعت اور مسلک اعلی حضرت کے فروغ کیلئے آپ نے پوری زندگی وقف فرمادی تھی۔آپ کی دعوت وتبلیغ اور رشد وہدایت کی بدولت بے شمار ذرے آفتاب وماہتاب بن کر چمک رہے ہیں،ایسی ہمت وجرءات،فضل وکمال اور اخلاص ومحبت کے پیکر کا اس دار فانی سے کوچ کرنا بمصداق حدیث ''موت العالم موت العالم'' ہے۔

رب قدیر آپ کی تربت انور پر رحمت وغفران کی بارش فرمائے اور آپ کے مراتب بلند فرمائے اور جملہ شہزادگان واقربا کو صبر جمیل بخشے (آمین)۔

ایک میں ہی نہیں طبقہ اہلسنت آپ سب کے غم میں شریک ہے اور حضور والا کے ساتھ آپ سب کیلئے دعا گو ہے۔اہل خانہ کو فقیر کی طرف سے السلام علیکم

فقط والسلام گدائے آستانہ رضویہ

حضرت مولانا مفتی محمد عاقل رضوی صاحب

نبیرۂ استاذ زمن مخدوم العلماء امین شریعت حضرت علامہ مولانا الشاہ سبطین رضا خاں صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے قول وعمل، اخلاق وکردار میں نمونہ اسلاف اور زہد و ورع، خلوص وللّٰہیت، تقوی وطہارت جیسے اوصاف جلیلہ میں حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالی عنہ کا عکس جمیل تھے۔ بیعت وارادت کے تعلق سے ان کی دینی ومسلکی گراں قدر خدمات کا دائرہ تقریبا نصف صدی کے عرصہ دراز کو محیط ہے، ملک کے طول وعرض میں ان کے دست حق پرست پر بے شمار لوگ سلسلہ قادریہ رضویہ سے منسلک ہوئے، بالخصوص چھتیس گڑھ میں بستی بستی قریہ قریہ آپ کے ارادت مند کثیر تعداد میں نظر آتے ہیں، راقم الحروف بارہ تیرہ سال مسلسل رمضان المبارک کے موقع پر بسلسلہ تراویح بلاس پور چھتیس گڑھ جاتا رہا، بفضلہٖ تعالی یہ صوبہ نجدیت ووہابیت کے ناپاک جراثیم سے بڑی حد تک محفوظ ہے، پورا صوبہ خوش عقیدگی کا گہوارہ ہے۔ میں نے محسوس کیا کہ اس تناظر میں جہاں دیگر علماء ومشائخ کی گراں قدر خدمات ناقابل فراموش ہیں وہیں نبیرۂ استاذ زمن کی شب وروز کی مساعئ جمیلہ تاریخ ساز حیثیت کی حامل ہیں۔

آج جبکہ امین شریعت ہمارے درمیان نہیں ہے ان کی باوقار شخصیت کے نقوش عمل نسل نو کے لئے مشعل راہ اور سامان ہدایت ہیں، چھتیس گڑھ میں انہوں نے جس حال وماحول میں اسلام وسنیت کی گراں قدر تاریخ ساز دینی خدمات انجام دی ہیں وہ ہماری جماعتی، ملی، دعوتی، تاریخ کا روشن باب ہیں۔ ان کے جانے سے اکابر اہل سنت کی جماعت میں جو خلا پیدا ہو گیا ہے بظاہر اس کا پر ہونا آسان نظر نہیں آتا۔

خودسری، بے راہ روی کے اس پرفتن دور میں اس بات کی اہم ضرورت ہے کہ اپنے بزرگوں کے افکار وکارناموں کی روشن تاریخ رقم کی جائے۔ اسی اہم مقصد کے پیش

نظر امین شریعت کی سیرت وسوانح پر مشتمل تاریخی دستاویز کی تیاری آخری مرحلے میں ہے، بلاشبہ وہ افراد لائق مبارکباد ہیں جو اس جیسے تاریخی کام میں کلیدی کردار ادا کررہے ہیں، اللہ رب العزت جل جلالہ حضرت امین شریعت کے مرقد انور پر اپنے خصوص فضل و کرم کی بارش نازل فرمائے اور ہمیں حضرت کے فیوض و برکات سے سرفراز فرمائے ۔آمین بجاہ نبیہ الکریم علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم

صدرالمدرسین جامعہ رضویہ منظر اسلام،
سوداگران بریلی شریف

خلیفۂ حضور امین شریعت

مولانا قاری سید اشفاق انجم

انسانوں میں تین قسم کے لوگ ہوتے ہیں، ایک تو وہ جو پیدا ہوتے ہیں، کھاتے، پیتے، جیتے ہیں۔ اور وعدۂ الٰہی کے تحت ایک دن دنیا سے کوچ کر جاتے ہیں، دنیا کو نہ ایسے آنے والوں کی پرواہ ہوتی ہے نہ جانے کی، کیوں کہ یہ لوگ صرف اپنے مفاد کے لیے جیتے ہیں۔

دوسری قسم ان لوگوں کی ہے جن کی زندگی کا معیار کچھ بلند ہوتا ہے ان کی زندگی ایسے چراغ کی طرح ہوتی ہے جس سے آس پاس کے لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اور جب ایسے لوگوں کی اس دنیا سے رخصتی ہوتی ہے تو لوگ ان کی یاد میں آنسو بہاتے ہیں۔ اور کچھ وقت تک ان کی یاد اپنے دلوں میں محفوظ رکھتے ہیں۔ وقت گزرتے گزرتے ان کی یادوں کے دیے بھی مدھم پڑ جاتے ہیں۔

اب رہ گئے، تیسری قسم کے لوگ تو ایسے لوگ بہت کم یاب ہوتے ہیں، ایسے لوگوں کی زندگی بڑی نایاب اور کارآمد ہوتی ہے۔ ایسے لوگ چاند اور سورج کی طرح اپنی مبارک کرنوں اور شعاعوں کو ہر خاص و عام پر نچھاور کرتے ہیں۔ ایسے لوگ جب اس دنیا سے کوچ کرتے ہیں تو دنیا کے ذرہ ذرہ پر غم ناک اداسی چھا جاتی ہے، اور زمانہ انہیں کبھی نہیں بھولتا۔ بلکہ ایسے لوگ یادگار بن جاتے ہیں، انہیں مقتدر شخصیتوں میں ایک معتبر، مستند، معتمد، انفرادی و امتیازی شان کی حامل شخصیت، ولیِ کامل، سلطان چھتیس گڑھ، حضرت علامہ حکیم الشاہ مفتی الحاج محمد سبطین رضا خان صاحب قبلہ حضور امین شریعت کی ذات بابرکت بھی تھی۔

بہت سال پہلے مرکز اہل سنت بریلی کے سمندر علم سے ایک بادل بشکل حضور امین شریعت اٹھا اور سمت کانکیر جا کر برسا اور خوب برسا۔ ایسا برسا کہ بے نمازی نمازی بن گئے، صلح کلی مذہب اہلسنت یعنی مسلک اعلیٰ حضرت کے پابند ہو گئے، فاسق و فاجر باشرع ہو گئے، عورتیں پردہ نشیں ہو گئیں، بلکہ یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ نام کے مسلمان مسلمان ہو گئے۔

صحرا کو جس نے رشک گلستاں بنا دیا

حضور امین شریعت کی بے شمار خوبیوں میں ایک خوبی یہ بھی ہے کہ آپ اپنے سے چھوٹوں پر ہمیشہ شفقت فرمایا کرتے تھے، جس کا میں خود بھی شاہد ہوں، بات ان دنوں کی ہے جب میں شہر کی جامع مسجد میں منصب امامت پر فائز رہتے ہوئے رائے پور شہر کے ایک محلہ نہرو نگر میں رہتا تھا۔ غالباً ۱۹۹۲ء میں جب اللہ نے مجھے حج کی سعادت سے نوازا۔ حج سے واپسی پر میں رائے پور آیا، اور پھر رائے پور سے اپنے عزیز واقارب سے ملاقات کے لیے میں اپنے وطن امراوتی (مہاراشٹر) چلا گیا۔ اسی اثنا میں حضور امین شریعت میرے غریب خانے نہرو نگر تشریف لائے، ساتھ میں مولانا عبدالوحید صاحب بھی تھے، لیکن میں تو اپنے وطن چلا گیا تھا، جب رائے پور واپس آیا تو حضرت کا ایک پوسٹ کارڈ موصول ہوا، جس میں آپ نے عنایتوں، شفقتوں سے لبریز دعائیہ کلمات ارشاد فرمائے اور ساتھ ہی ساتھ یہ تحریر فرمایا کہ آپ بھی میرے لیے دعا کریں کہ اللہ مجھے بھی حج کی سعادت نصیب فرمائے (یہ حضور امین شریعت کی کرم نوازی ہے۔)

۲۲ / ۲۳ / سال کا عرصہ ہوا۔ بحمدہ تعالیٰ وہ خط آج بھی میرے پاس محفوظ ہے۔

اسی طرح ایک مرتبہ میرا پیر فیکچر ہو گیا تھا میں نہرو نگر سے جامع مسجد آکر نماز پڑھانے سے قاصر تھا۔ اس وقت بھی حضرت میرے غریب خانے پر تشریف لائے۔ میں نے عرض کیا حضور آپ نے آنے کی زحمت کیوں گوارہ فرمائی۔ رو بہ صحت ہو کر میں خود ملاقات کرنے کے لیے آجاتا۔ حضرت نے ارشاد فرمایا آپ تو اچھا ہونے پر ملاقات کے لیے آجاتے مگر ابھی تو عیادت کرنے پر جو ثواب مل رہا ہے وہ ثواب نہیں مل پاتا۔ (اللہ اکبر) کتنی اعلیٰ سوچ ہے۔ لکھنا تو بہت کچھ تھا مگر کچھ اپنی ذاتی مصروفیات و گھریلو تفکرات کی وجہ سے زیادہ لکھنے سے قاصر ہوں۔

خدائے قدیر و جبار حضور امین شریعت کے درجات بلند فرمائے اور ان کے مزار پر انوار پر رحمتوں کی بارش نازل فرمائے۔ آمین

امام جامع مسجد رائے پور

حضرت مولانا احسان اقبال صاحب، سری لنکا

حدیث پاک میں ایک عالم کی موت کو ایک عالم کی موت سے تعبیر کیا گیا ہے۔ حضور امین شریعت عالم ہی نہیں بلکہ علما وصوفیا کے سربراہ تھے آپ کے وصال سے علمی دنیا میں جو خلا پیدا ہوا ہے اس کا پر ہونا بہت مشکل ہے۔آپ جن خصوصیات کے حامل تھے ان خصوصیات کی حامل شخصیت دور دور تک نظر نہیں آتی۔آپ کے چہرۂ زیبا کو دیکھنے کے بعد روحانی تسکین حاصل ہوتی۔آپ کی کتاب حیات ہر طرح کے داغ دھبے سے پاک تھی۔آپ دنیا سے کیا گئے کہ ہر طرف اداسی چھا گئی۔رب کائنات پھر ہم میں آپ کا کوئی بدل بھیج دے جو رستے زخموں کو مرہم تسکین عطا کرتے رہے آمین۔

مولانا ریاض المصطفیٰ صاحب، پاکستان

عزیزم اشرف رضا قادری رضوی صاحب

سلام مسنون

مخدوم ملت، حضور امین شریعت نبیرۂ اعلی حضرت شہزادۂ حسنین رضا خاں، حضرت علامہ الشاہ حکیم مفتی محمد سبطین رضا خاں قادری علیہ الرحمۃ والرضوان کے سانحہ ارتحال کی خبر سنکر بے حد رنج والم ہوا۔

ملت کی آبرو، سنیوں کی آرزو، علم وفضل کے گوہر، قوم وملت کے رہبر حضور امین شریعت نور اللہ مرقدہ حضور سرورکون ومکاں تاجدار عرب وعجم حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے عاشق، سیدی غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے سچے نائب حضور سیدنا غوث اعظم کے عاشق اور شبیہ مفتی اعظم تھے اور ایسا کیوں نہ ہو کہ آپ نے اپنے مرشد برحق تاجدار اہلسنت سیدی سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے زیر سایہ دینی ودنیوی تربیت پائی۔ حضور امین شریعت نور اللہ مرقدہ کی ہر ادا سنت مصطفیٰ کی آئینہ دار تھی۔ حضور مفتی اعظم ہند کی تربیت نے آپ کی زندگی کو ایسی اسلامی زندگی بنادیا تھا کہ زندگی کے کسی دور میں بھی آپ کا طریقہ عمل نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے خلاف نظر نہ آیا۔ عالم اسلام کے لیے آپ ایسی نعمت تھے کہ آپ کے علمی فیوض وبرکات اور تبلیغی خدمات کو دنیائے علم وآگہی کبھی فراموش نہیں کرسکتی۔

آپ صورتا سیرتا حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے عکس جمیل تھے۔ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کا جو بھی مرید آپ کو دیکھتا تو برجستہ شبیہ مفتی اعظم کہتا نظر آتا۔ آپ کا جلوۂ زیبا اور حسن خداداد الگ چمکتا تھا۔ جب چلتے تو غیر مسلم تک آپ کو بہت حیرت و استعجاب سے دیکھتے۔ آپ کی بارگاہ فیض بار تھی، صبح سے شام تک زائرین واہل حاجت کا

پہرہ لگا رہتا۔کوئی طالب دعا ہےتو کوئی تعویذ کا حاجت مند،کوئی داخل سلسلہ ہونا چاہتا ہے تو کوئی مسئلہ شرعیہ کےحل کے لیے بے قرار ہے۔آپ سبھی کی تمنائیں پوری فرماتے، دعائیں کرتے،نقوش عطا فرماتے،زبانی طور پرعلمی جواہر پارے لٹاتے۔کتنے گھر ایسے ہیں کہ آپ کی دعاؤں کےطفیل آباد ہوئے اور کتنی گودیں ایسی ہیں کہ جو آپ کےنقوش کےصدقے بھریں اور کتنے قلوب ہیں کہ جو اپکی چشم ولایت وحسن خداداد کے ذریعہ دولت ایمان سے مالا مال ہوئے۔غرض کہ آپ نے دین کی ایسی تبلیغ فرمائی جو رہتی دنیا تک قائم رہے گی اور غلامان امین شریعت راہ حق پر چلنے کے لیےآپ کےنقش وفا کوسہارا بنائیں گے۔

رب کریم کی بارگاہ میں دست بدعا ہوں کہ مولی تعالی جب تک آسمان پرستاروں کی انجمن آرائی ہے جب تک چرخ فلک پرآفتاب درخشندہ کی درخشندگی باقی ہے، جب تک کائنات ارضی پر ماہتاب کی تابندگی باقی ہے اس وقت تک مولی تعالی مرقد امین شریعت پر اپنی رحمت وغفران کی باران بیکراں نازل فرما اور ابدالآباد تک ولی کامل حضور امین شریعت علیہ الرحمۃ والرضوان کی کتاب زندگی سے سینہ مومن کو ہدایت ونجات کی گرامایہ سوغات ملتی رہے۔آمین

ڈاکٹر معین احمد خان رضوی

بریلی شریف

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کو ارادت ہو تو دیکھ ان کو
یدِ بیضا لیے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

دور جدید کے ایک مشہور شاعر کا یہ شعر جب ہماری زبانوں پر آتا ہے تو اللہ رب العزت کے ان نیک بندوں وسرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان غلاموں کا تصور ذہن میں آتا ہے جو کہ اس خاکدان گیتی کو اس نازک و پر آشوب دور میں دین حق کے چراغ کو اپنے خون جگر سے روشن کیے ہوئے ہیں۔ جنکی ذات سے یہ دین متین کا سورج روشن و تابناک ہے۔ لیکن قابل غور وتشویشناک بات یہ ہے کہ دھیرے دھیرے یہ نفوسان قدسیہ ہم سے رخصت ہوتے جا رہے ہیں وہ چاہے صدر العلماء حضور تحسین میاں محدث بریلوی علیہ الرحمہ ہوں یا امین شریعت حضرت علامہ سبطین میاں علیہ الرحمہ۔

حضور امین شریعت سرکار اعلی حضرت و حضور مفتی اعظم ہند علیہما الرحمہ کے خاندان کے ایک ایسے باکمال ومنفرد شخصیت کا نام ہے کہ جنھوں نے تقریبا نصف صدی سے اوپر دین وملت کی وہ خدمات انجام دیں وہ روشن وتابناک وخاموش تبلیغ فرمائی جس کے انمٹ نقوش مستقبل کے لیے بہترین مشعل راہ ہیں۔ ۱۹۶۳ء میں جبکہ حضور امین شریعت کی عمر شریف تقریبا ۳۶؍سال کی رہی ہوگی کہ ان کے عم محترم اور اپنے وقت کے قطب جلیل یعنی تاجدار اہلسنت سیدی سرکار مفتی اعظم ہند قدس سرہ العزیز نے ان کو دین حق ومسلک حق کی تشہیر وتبلیغ کے لیے شہر بریلی سے سینکڑوں میل دور صوبہ مدھیہ پردیش کی ایک چھوٹی سی بستی میں بھیجا وہ بستی کانکیر آج ایک ضلع ہے لیکن اس زمانے میں ایک دشوار گزار علاقہ تھا۔ وہاں جا کر حضور امین شریعت نے اپنے خلوص وللّٰہیت سے دین متین کی وہ عظیم خدمات

انجام دیں کہ دیکھنے والے کہہ اٹھے کہ اگر بھیجنے والا زمانہ کا قطب ہے تو جس کو بھیجا ہے وہ اس علاقہ کا یقینا قطب ہے۔

بتانے والے بتاتے ہیں کہ اس دشوار گزار علاقے میں امین شریعت نے رات و دن دور دراز کا مشکل سفر مشکل سواریوں پر طے کیا۔ یہاں تک کہ بعض اوقات سائیکل پر بیٹھ کر بھی آپ تبلیغ دین کے لیے تشریف لے جاتے کسی چھوٹی سی بستی یا گاؤں میں آپ رک جاتے اور بعض اوقات مہینے یا دو مہینے قیام فرماتے لوگ آپ کے لیے چھوٹے سے گھر کا انتظام فرمایا کرتے اور آپ وہاں رہکر لوگوں کی دادرسی فرماتے اور رخصت ہونے سے قبل اس جگہ پر ایک مدرسہ کھولنے کو کہتے اور اس طرح آپ کی سعی جمیل وتبلیغ کی برکت سے وہ جگہ دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک قلعہ بن جاتی۔

یہ وہ انداز تبلیغ تھا جو یقینا منفرد تھا۔ لاجواب تھا بے مثل و بے مثال تھا اور صرف اور صرف ایک ولی کامل کے دست حق پرست سے ہی یقینا ممکن تھا۔ سب سے عجیب و بے مثال بات جو آپ کی شخصیت میں تھی وہ یہ کہ بڑوں کا ادب و چھوٹوں پر شفقت یہ اصول جو ہمارے اسلاف کا طریقہ ہے دراصل مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین متین کا وہ زریں اصول ہے کہ جس پر عمل پیرا ہو کر بڑے بڑے فتنوں کا سد باب کیا جا سکتا ہے حضور امین شریعت اس اصول پر سختی سے عمل پیرا تھے اپنے اخلاق عظیم سے وہ لوگوں کا دل جیت لیتے تھے ان سے ملنے جو بھی آتے وہ ان کے گرویدہ ہو کر لوٹتے تھے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ زندہ دل انسان فکر و بصیرت کے حفظان کا خیال ہی نہیں بلکہ خصوصی خیال رکھتے ہیں اور اس کے لیے حال کو ماضی سے جوڑنا وہ اتنا ہی ضروری سمجھتے ہیں جتنا کہ جان سے جسم کا رشتہ جوڑنا۔ حال جب ماضی سے کسب نور کرتا ہوا مستقبل تک پہنچتا ہے تب قوموں کو اپنی حقیقت و اصلیت کا پتہ چلتا ہے اور اسلامی آثار و روایات کی برتری دل میں جگمگاتی و پیشانی پر چمکتی ہے۔ ساڑھے چودہ سو برس پرانی انمول قدریں آج اگر اپنی تابانی کے ساتھ موجود و محفوظ ہیں تو سب کی سب مرہون منت ہیں ان فقید المثال شخصیات

کی جوز مانہ حال کے لیے بصارت، مستقبل کے لیے بصیرت اور ماضی کے لیے امانت عظمی کا درجہ رکھتی تھیں اور درجہ رکھتی ہیں۔

اس تناظر میں حضور امین شریعت علیہ الرحمہ کی ذات دنیائے اسلام وسنیت کے لیے نعمت غیر مترقبہ سے کم نہیں۔ یعنی کہ جس نے ان کی زیارت کی گویا اس نے سرکار اعلی حضرت کی زیارت کی۔ جس نے ان کو دیکھا اس نے حضور مفتی اعظم ہند کو دیکھا۔ جو ان کی صحبت عظمی میں بیٹھا وہ حضور حجۃ الاسلام کی صحبت میں بیٹھا جس نے ان کا انداز تکلم دیکھا اس نے حضور حسنین رضا خاں علیہ الرحمہ کو باتیں کرتے دیکھا۔ الغرض حضور امین شریعت کی ذات ایک منفرد شخصیت کا نام ہے کہ جن کے متعلق ایک شعر لکھ کر خاموش ہونا پڑ رہا ہے۔

مت سہل ہمیں جانو پھرتا ہے فلک برسوں
تب خاک کے پردے سے انسان نکلتا ہے

مولانا محمد ابرار احمد قادری پورنوی

اللہ جل مجدہ کا بے پناہ احسان ہے کہ وہ ہر دور اور ہر زمانے میں بھٹکی ہوئی انسانیت کی ہدایت کے لیے اپنے کچھ مخصوص بندوں کو اس فرش گیتی پر مبعوث فرماتا رہتا ہے، جنھوں نے بھٹکی ہوئی قوم کو کفر سے ایمان، ظلمت سے نور، ضلالت وگمراہی سے رشد و ہدایت، بدعقیدگی سے صراط مستقیم، ادیان باطلہ سے دین قویم کی طرف بلاتے رہے ہیں۔ خدائے کارساز کے اُنھیں پاک طینت اور چنیدہ بندوں میں سے ہم شبیہ مفتیِ اعظم حضرت علامہ سبطین رضا خان قادری قدس سرہ کی بھی ذات بابرکات ہے جن کے قلب وجگر میں اسلام وسنیت کی محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اور جن کا ہر ہر لمحہ گلشن اسلام کی آبیاری میں گزرتا تھا۔ جن کا چلنا، پھرنا، اٹھنا، بیٹھنا، سونا، جاگنا سب اتباع رسول علیہ الصلوٰۃ والتسلیم میں ہوتا تھا۔

ہم شبیہ مفتیِ اعظم حضرت علامہ سبطین رضا خان قدس سرہ گلشن رضا کے مہکتے پھول تھے، احقاق حق، ابطال باطل کا جذبہ آپ کی ذات میں بدرجہ کمال موجود تھا۔ حق گوئی وبے باکی آپ کو وراثت میں ملی تھی، آپ کے سینے میں دین کا درد تھا، سنیت کا کرب تھا، تحفظ سنیت کی فکر تھی۔

وہ اُمت مسلمہ کے داخلی وخارجی مسائل ومشکلات پر گہری نظر رکھتے تھے۔ مسلمانوں کی حالت زار پر آنسو بھی بہاتے، ان کی فکر ونظر کا محور یہی تھا کہ مسلمان متبع شریعت بن جائیں، مسلمانوں کے اندر سے مغربی تہذیب وتمدن کا خاتمہ ہو جائے۔ بالجملہ وہ مسلمانوں کے سچے رہبر ومسیحا تھے، قوم کی سچی قیادت کی ان میں صلاحیت تھی، وہ دین کے سچے داعی تھے، وہ امت مسلمہ کی کامیابی کا راز دین مصطفی، تعلیم مصطفی اور عشق مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں پنہاں سمجھتے تھے۔

علامہ سبطین رضا علیہ الرحمہ بریلی شریف میں پیدا ہوئے، آپ کی نشو ونما بریلی

شریف میں ہوئی۔ابتدائی کتب سے لے کر منتہائے کتب کی تعلیم بریلی شریف ہی میں رہ کر حاصل کی، بعد فراغت اپنے جد امجد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے تدریس، تقریر، تصنیف وتالیف، وعظ ونصیحت، دعوت دین واشاعت سنیت میں تاقیدِ حیات منہمک رہے۔

ہندوستان کا شاید ہی کوئی ایسا صوبہ ہوگا جو آپ کے قدم کی برکتوں سے شرف یاب نہ ہوا ہو۔ جہاں جہاں اشاعت دین کی ضرورت پیش آئی آپ وہاں تشریف لے گئے۔ جس طرف نجدیت نے سر اٹھایا آپ نے اس طرف اپنی توجہ مبذول فرمائی۔جس سمت سے بادِ مخالف چلی آپ نے اپنے سفینۂ تبلیغ کا رخ ادھر ہی موڑ دیا۔نہ جان کی فکر تھی نہ دشمن کے یلغار کا خوف، بس حیات کا محور یہی تھا کہ لوگ راہ راست پر گامزن ہو جائیں، اپنے آپ کو اسوۂ حسنہ میں ڈھال لیں اور آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زلف معنبر کے اسیر بن جائیں۔

آپ نے جہاں جہاں قدم رکھا کامیابی نے بڑھ کر قدم چومے، جو بھی بنجر زمین آپ کے پاؤں تلے آئی وہ لالہ زار بن گئی۔ الغرض آپ نے ضلالت وگمرہی کی زد پر ایمان وہدایت کی قندیلیں روشن کر کے مایوس روحوں کے آفاق پر صبح امید کا اجالا پھیلا دیا اور اپنی بے پناہ تبلیغی مساعی سے اسلام وسنیت کے خلاف بچھی ہوئی تہ بہ تہ بساط ضلالت کو الٹ کر رکھ دیا۔

اللہ عزوجل ہمیں بھی ایسی مخلصانہ خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے، اور ہم سب کو حضور امین شریعت قدس سرہٗ کی خدمات جلیلہ کا صدقہ عطا فرمائے، اور ہمیں بھی تصلب فی الدین کی دولت لازوال سے مالا مال فرمائے۔آمین ع

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

❀❀❀

خادم حدیث وفقہ العلوم غوث صمدانی، وانکانیر، گجرات

حضرت مولانا مفتی خوشنود عالم صاحب احسانی

حضور امین شریعت حضرت سبطین رضا خاں علیہ الرحمہ کی زندگی حیاتِ اسلاف کا آئینہ اور بہترین نمونہ تھی۔ سادگی آپ کا حسن خوبیِ اخلاق اور طہارتِ عمل آپ کا اسوۂ حسنہ تھا۔ آپ کی سالکانہ اور عارفانہ زندگی واصلانِ حق کے لیے چراغ راہِ طریقت اور معرفتوں کا گنجینہ تھی۔ حسنِ تدبر اور اصابت رائے آپ کی دانش وبینش۔ آپ ایک عالیشان خاندان کے مؤقر اور باصلاحیت عالم دین تھے۔ آپ شرف وہبی وکسبی دونوں سے مشرف فالحمدللہ علیٰ ذالک۔ آپ کتنے بااخلاق تھے اس کا اندازہ خود امین شریعت ہی کی مندرجہ ذیل عبارت سے لگایا جاسکتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

خدا کا فضل ہے کہ ہم بھائیوں میں کبھی کوئی اختلاف نہیں ہوا اور ہوا بھی تو ختم ہوگیا۔ مکان وزمین کی تقسیم پر اکثر بھائیوں میں اختلاف ہوجاتا ہے مگر اس مرحلہ سے بھی ہم بآسانی گزر گئے۔ والد صاحب کے انتقال کے بعد جب انھوں نے (صدرالعلماء حضرت علامہ تحسین رضا صاحب علیہ الرحمہ نے) مکان کی تقسیم کے لیے مجھے لکھا تو میں نے انھیں لکھ دیا کہ تم دونوں بھائی تقسیم کرلو اور جو میرے حصے میں آئے چھوڑ دو۔ الخ۔

(صدرالعلماء، محدث بریلوی نمبر، ص ۲۲)

جو اپنے گھر والوں کے لیے اتنا اچھا ہو، وہ باہر والوں کے لیے کتنا اچھا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضور امین شریعت کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مفتی محمد افتخار ندیم

مثل مشہور ہے این خانہ ہمہ آفتاب است (یہ پورا گھرانہ مثل سورج ہے)
خانوادۂ رضویہ یقیناً اس مثل کا مصداق احیائے تجدید دین وملت کے فرائض منصبی کو انجام دینے والا ہندوستان کے شہر بریلی شریف کا معزز اور عالمی شہرت یافتہ علمی اور روحانی خانوادہ ہے جو کروڑوں مسلمانان اہلسنت کا روحانی اور دینی مرکز ہے جس خانوادہ میں امام احمد رضا حنفی قادری بریلوی، استاذ زمن علامہ حسن رضا بریلوی، حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خاں قدس سرہ العزیز اور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان جیسی نابغہ روزگار علمی اور روحانی ہستیاں پیدا ہوئیں۔

ہمارے ممدوح مکرم امین شریعت حضرت علامہ سبطین رضا خاں صاحب قبلہ مدظلہ العالی بھی اسی خانوادہ کے گل سرسبد اور استاذ زمن حضرت علامہ حسن رضا خاں علیہ الرحمۃ و الرضوان کے پوتے اور علامہ حسنین رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان کے شہزادۂ اکبر تھے۔ امین شریعت علیہ الرحمۃ والرضوان کے نام نامی اسم گرامی سے میں اپنی اوائل زندگی ہی سے متعارف ہوں کیونکہ راقم الحروف کے نانا جان شیخ العلماء حضرت علامہ غلام جیلانی اعظمی علیہ الرحمۃ والرضوان سابق شیخ الحدیث دارالعلوم فیض الرسول وسابق استاذ دارالعلوم مظہر اسلام بریلی شریف کے ارشد تلامذہ میں آپ سرفہرست ہیں۔ یقیناً آپ اسلاف کے سچے جانشین، سواد اعظم اہلسنت و جماعت کے ممتاز ترین، معتبر ومستند محتاط عالم دین، شیخ طریقت اور رہبر شریعت تھے: آپ اپنے اکابر کی روش پر بڑی مضبوطی سے گامزن تھے خدمت خلق، سادگی، تواضع وانکساری علماء ومشائخ اور بالخصوص سادات کرام کا ادب آپ کے نمایاں اوصاف ہیں آپ کی ذات بابرکات کا فیض اسلامیان برصغیر ہند و پاک پر بالعموم خطہ ایم پی چھتیس گڑھ وغیرہ کے علاقوں پر بالخصوص ابر کرم بنکر برس رہا ہے۔ کئی ایک دینی اداروں، مذہبی تنظیموں اور مسجدوں کی آپ سرپرستی فرمارہے ہیں۔ راقم الحروف تقریبا

دوسالوں سے خطہ مراٹھواڑہ میں علاقہ کی مشہور دینی وعلمی اور بافیض درسگاہ دارالعلوم غریب نواز ناندیڑ کی خدمت پر مامور ہے یہاں آکر حضرت امین شریعت علیہ الرحمہ کی پر اثر شخصیت کے بارے میں جاننے اورقریب سے دیکھنے کا موقعہ ملا خطہ مراٹھوڑہ میں آپ کے اہل ارادت کا ایک بڑا حلقہ ہے جو آپ کے ساتھ والہانہ تعلق وعقیدت رکھتا ہے۔عشق رسول اورمحبت سادات خانوادہ امام احمد رضا قدس سرہ العزیز کا سب سے نمایاں وصف ہے۔امام احمد رضا عشق ومحبت رسول کے وہ درمکنون ہیں کہ جس کی ضیاء پاشیوں سے دنیا کے بیشتر گوشوں میں سرور کائنات سے محبت وشیفتگی کا لوگوں نے سلیقہ سیکھا۔چند برس پہلے کی بات ہے کہ حضرت سیدی سرکار امین ملت قادری برکاتی مارہروی مدظلہ العالی اورامین شریعت علیہ الرحمہ اورنگ آباد مہاراشٹر سے ناندیڑ الگ الگ سواریوں پرتشریف لا رہے تھے حضرت امین شریعت ڈرائیور کو بار بار یہ تاکید فرمارہے تھے کہ ہماری گاڑی حضرت امین ملت کی گاڑی سے آگے نہ نکلنے پائے کیونکہ وہ ہمارے مخدوم اورآل رسول ہیں۔اس سے پتہ چلا کہ حضرت امین شریعت علیہ الرحمہ کے دل میں سادات کرام سے محبت کا جذبہ بے کراں کس قدر موجزن تھا نیز اس سے یہ بھی پتہ چلا کہ حضرت امین شریعت اپنے اکابر کی روش پر عمل کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبی تعلق رکھنے والے اشخاص یعنی سادات کرام کا کس قدرادب واحترام فرماتے تھے۔اس سلسلہ میں کسی امتیازی سلوک کے بغیر رشتہ خون کالحاظ کرتے ہوئے سادات کے ساتھ نیازمندی کا کس قدر معاملہ فرماتے تھے۔

اللہ تعالیٰ حضرت کے درجات کو بلند فرمائے اوران کے فیوض وبرکات سے ہمیں مستفیض فرمائے آمین۔

❁❁❁

صدرالمدرسین دارالعلوم غریب نوازرضاچوک

ناندیڑ مہاراشٹر

مولانا مزمل رضوی صاحب

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی نے دین رسول کی خدمت جس خلوص وللّٰہیت کے ساتھ انجام دی تھی اسی کا یہ ثمرہ ہے کہ اللہ و رسول کی طرف سے آپ کو اور آپ کی اولاد کو ایسی مقبولیت وشہرت دوام حاصل ہوئی جس کی مثال شاذ و نادر ہے اعلیٰ حضرت کے مشن تحفظ ناموس رسالت، عظمت اولیاء کرام کو آگے بڑھانے میں آپ کے دونوں شہزادوں اور آپ کے خلفاء وخانوادے کے دیگر افراد نے بڑھ چڑھکر حصہ لیا چنانچہ اس سلسلہ میں حضور مفتی اعظم ہند کے خلفاء نے بہت عمدہ کارنامے انجام دیئے حضور مفتی اعظم ہند کے خلفاء میں ایک معتبر شخصیت کا نام حضرت علامہ مفتی سبطین رضا خاں خاں المعروف حضور امین شریعت ہے آپ نے اپنی زندگی اپنے پیر ومرشد حضور مفتی اعظم ہند کے نقش قدم پر اس شان سے گزاری کہ ہم شبیہ مفتی اعظم کے لقب سے ملقب ہوئے اور واقعی آپ شبیہ مفتی اعظم تھے صورتاً، سیرتاً اور اخلاقاً فقیر راقم الحروف کو زیادہ ملاقات کا شرف حاصل نہ ہوسکا لیکن جب بھی ملاقات کا شرف حاصل ہوا، دل کو چین وسکون میسر ہوا۔ دنیا سے بے رغبتی آخرت کی فکر اللہ و رسول کی محبت کی طرف رجحان آپ کی حیات کے امتیازی پہلو ہیں۔ بہت محبت سے حضور فقیر کو اپنے پاس بٹھاتے اپنے پیر ومرشد کی سیرت کا آئینہ بنکر مسلک اعلی حضرت کی زندگی بھر خدمت انجام دیتے رہے۔ حضور مفتی اعظم ہند کی روحانی حرارت کا کیمیا اثر تھا کہ آپ نے مذہب ومسلک کے فروغ کے لیے جو اپنی زندگی کا سفر شروع کیا وہ زندگی کے آخری لمحوں تک نہایت تیزی کے ساتھ برابر جاری رہا۔ جہاں آپ نے علوم وفنون کے میدان میں بیش بہا خدمات انجام دیکر مسلک اعلی حضرت کے سپاہیوں کی ایک ٹیم قوم کے حوالے کیا وہیں علوم وفنون حکمت ومعرفت کی نشر و اشاعت کے لیے بہت سے مدارس قائم کیے اور مخالفین مسلک اعلی حضرت کے سامنے ایک آہنی دیوار کھڑی کردی جس کی دھوم پورے چھتیس گڑھ میں مچی ہوئی ہے آپ

تا حیات اپنی علمی، روحانی، عرفانی، تنظیمی اور قائدانہ صلاحیتوں سے اہل سنت کا تحفظ بد مذہبوں کا رد اور اشاعت مسلک اعلی حضرت کے نمایاں کارنامے انجام دیکر ۹ر نومبر ۲۰۱۵ء بروز پیر ار بجکر ۴۵ منٹ پر اپنے احباب معتقدین، مریدین کو روتا بلکتا چھوڑ کر مالک حقیقی سے جا ملے۔

اللہ رب العزت حضرت کی خدمات کو قبول فرمائے اور ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ حبیبہ الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

❁❁❁

مراد آباد یوپی

عبدالمصطفیٰ **مفتی اشرف رضا قادری** صدیقی

حضور امین شریعت، شیخ طریقت، مصلح امت، علامہ مولانا مفتی محمد سبطین رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک صاحب بصیرت عالم دین اور اعلیٰ اخلاق کی حامل شخصیت تھی۔ وہ علم وحلم اور زہد وتقوی میں بلند درجات پر فائز تھے۔ وہ اپنے مربی و مرشد، تاجدار اہلسنت، مجدد ابن مجدد اعظم مرشدنا الکریم سرکار مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالی عنہ وارضاہ عنا کے ساختہ و پرداختہ، اوران کی فکر ونظر کے امین وترجمان اورظاہری شکل و شباہت کے پیکر جمیل تھے۔ آپ اپنی رائے وخیال کے اظہار میں انتہائی تدبر وحکمت سے کام لیتے تھے۔ راقم الحروف فقیر قادری سے غایت درجہ محبت فرماتے تھے۔ اپنی اجازت وخلافت سے بھی مشرف فرمایا تھا۔ اللہ سبحنہ وتعالیٰ ان کے روحانی فیوض وبرکات کو عام فرمائے۔ ان کے امثال پیدا فرمائے۔

آمین یا ارحم الراحمین و صلی اللہ علی محمدو آلہ و بارك وسلم

❀❀❀

۱۱؍جمادی الاولی ۱۴۳۷ھ
مطابق ۲۰؍فروری ۲۰۱۶ء

9870896492

مولانا محمد خورشید مصطفی

افسوس کہ یہ دنیا علمائے ربانیین سے خالی ہوتی جارہی ہے حضور امین شریعت بحمدہ تعالیٰ ایک بافیض اور باعمل عالم دین تھے۔آپ زہد وورع،متانت وسنجیدگی میں خود ایک مثال تھے۔آپ ہی جیسے عالم کے لیے حدیث پاک میں آیا ہے "**موت قبیلة ایسر من موت عالم**" یعنی ایک خاندان کی موت آسان ہے ایک عالم دین کے وصال فرمانے سے۔

بیشک حضرت کی زندگی ہمارے لیے مشعل راہ ہے ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ گرمی کا موسم تھا حضرت اپنے آنگن میں تشریف فرما تھے یہ ناچیز حصول نیاز کے لیے حاضر تھا اور کچھ دوسرے لوگ بھی حاضر خدمت تھے اوپر جالیوں کی طرف سے ہوا بڑی صاف اور خوشگوار آرہی تھی میں نے عرض کیا کہ حضور ہوا بڑی اچھی آرہی ہے اسی پر حضرت نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔حضرت کی زندگی نمونہ اسلاف تھی تواضع،انکساری اور چھوٹوں پر شفقت حضرت کے امتیازات ہیں۔ایک بار ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضور کچھ نصیحت فرمائیں تو حضرت نے فرمایا کہ میں آپ کو کیا نصیحت کروں آپ خود عالم ہیں پھر فرمایا رزق حلال اور صدق مقال کو اپنانے کی کوشش کریں۔سبحان اللہ وبحمدہ

مولی کریم حضور امین شریعت کو اپنے جوار رحمت میں اچھے سے اچھا مقام عطا فرمائے اور ان کے فیوض و برکات سے پسماندگان اور جملہ اہل سنت کو خوب بہرور فرمائے۔آمین

خطیب وامام نورانی مسجد کانکرٹولہ بریلی شریف

محمد سلمان رضا فریدی

مجھے اس بات پر بے حد ناز ہے کہ میں نے کئی بار حضور امین شریعت کی زیارت کی ہے سوانح حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے مطالعہ سے سیرت و کردار کے جو نقوش ابھرتے ہیں، وہ سب حضور امین شریعت میں نمایاں تھے۔ بلکہ صورت کی یکسانیت کا عالم یہ تھا کہ آپ کو ہم شبیہ مفتی اعظم کہا جانے لگا۔ ہر دیکھنے والے کی خواہش ہوتی کہ وہ آپ کو بار بار دیکھے، لیکن کئی بار زیارت کے بعد بھی نظر کو حسرت دیدار رہ جاتی۔ جو ایک بار بھی ملا حسن اخلاق اور علمی وقار سے متأثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔

آپ کی حیات طیبہ کا قریب سے مشاہدہ کرنے والے بتاتے ہیں کہ آپ فکری صلابت، خاندانی شرافت، علمی وجاہت، اعلی تربیت اور خداداد ذہانت وفطانت کے حسین نمونہ تھے۔ آپ کی رحلت سے اہل حق ایک عظیم قائد اور دردمند رہنما سے محروم ہو گئے۔

یہاں مسقط میں جب آپ کے وصال کی خبر موصول ہوئی تو دل تڑپ کر رہ گیا کہ کاش آپ کے آخری دیدار اور جنازے میں شرکت کے لیے شہر مرکز اہلسنت بریلی شریف حاضر ہو پاتا۔ اس سعادت سے تو محروم رہا مگر اسی دن تدفین سے قبل ہی ناچیز نے حضور امین شریعت حضرت علامہ سبطین رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان کی بارگاہ میں بہتے ہوئے آنسوؤں کے ساتھ منظوم نذرانہ عقیدت پیش کیا تھا جسے اہل عقیدت نے کافی سراہا۔ مجھے جب بھی حضور امین شریعت کی یاد ستاتی ہے اس خراج محبت کو گنگنانے سے تسکین قلب حاصل ہو جاتی ہے۔ امید ہے کہ حضرت نے یہ خراج قبول فرما لیا ہوگا۔ بارگاہ رب قدیر میں دعا ہے کہ حضور امین شریعت کے زہد وتقویٰ اور علم و ہنر کی تجلی تا ابد قائم و دائم رہے اور آپ کے نقوش فکر و عمل اہل حق کی قیادت کرتے رہیں اور دنیائے سنیت ان کی خوشبو سے معطر رہے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

بارہ بنکوی نوری مسجد مسقط عمان

حضرت مولانا محمد قاسم عمر رضوی، افریقہ

حضرت امین شریعت بریلی شریف اس فانی دنیا کو چھوڑ کر عالم جاویدانی میں سکونت پذیر ہوگئے ان کے جانے کا غم ہر سنی مسلمان کو ہے، جانے والے تو روز ہی جاتے ہیں۔ان میں بعض ایسے ہوتے ہیں جن کے جانے سے ایک خاندان متاثر ہوتا ہے، بعض ایسے ہوتے ہیں جن کے جانے سے ایک علاقہ متاثر ہوتا ہے، بعض ایسے ہوتے ہیں جن کے جانے سے پورا عالم اسلام متاثر ہوتا ہے۔حضرت امین شریعت کا شمار آخر الذکر لوگوں میں ہوتا ہے۔آپ کو دنیا سے گئے ہوئے پورے دس مہینے ہو گئے لیکن آج بھی ہزاروں آنکھیں آپ کے غم میں اشک ریز اور دلوں کی دہلیز پہ ہجر وفراق کے چراغ جل رہے ہیں۔

حضور امین شریعت کی زندگی سادگی، پارسائی اور حسن اخلاق سے عبارت تھی، ان کی کتاب حیات میں اخلاق نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو محسوس پیکر میں دیکھا جا سکتا ہے۔زندگی برائے بندگی اور بندگی برائے زندگی کے وہ قائل بھی تھے اور عامل بھی تھے۔ان کی نگاہ اہلِ عقیدت کی جیب پہ نہیں ہوتی تھی بلکہ ان کے حال وقال پہ ہوا کرتی تھی۔ان کی بزم میں امیر وغریب کا کوئی امتیاز نہ تھا، جو آتا اپنی حیثیت اور ظرف کے مطابق سیراب ہو کر واپس جاتا۔انہوں نے اپنی صحت کا کبھی کوئی خیال نہیں کیا بلکہ ہمیشہ اہل عقیدت و اہل ضرورت کی صحت وعافیت کا خیال رکھا۔آپ ستم رسیدہ لوگوں کی صرف دعا وتعویذ ہی سے مدد نہیں کرتے بلکہ اپنی جیب سے بھی ان کی مدد فرماتے۔ان کی دعاؤں سے صرف مالی مشکلات ہی دور نہیں ہوتیں بلکہ جسم وروح کی غلاظت بھی دور ہو جاتی، انہوں نے انسانی سازی کی عمدہ نظیریں پیش کی ہیں۔صحرا کو گلزار بنانے کا ذکر ہم کتابوں میں پڑھتے رہتے ہیں مگر ان کے یہاں یہ چیز محسوس پیکر میں دیکھی جا سکتی ہے۔انہیں دست غیب حاصل تھا یہی وجہ ہے کہ کوئی سائل ان کے دربار سے کبھی خالی ہاتھ لوٹتے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔ قدرت نے انہیں بہت ساری خوبیوں کا جامع بنایا تھا اور انہوں نے اپنی تمام خوبیوں کا

استعمال دینی قدروں کے فروغ میں کیا۔

آج خانقاہی نظام اپنی افادیت کھو چکا ہے بلکہ بہت ساری خانقاہیں ایسی ہیں جہاں دینی قدروں کا بڑی بے دردی کے ساتھ مذاق اڑایا جاتا ہے۔اکثر خانقاہوں میں اب صوفیا نہیں بیٹھتے بلکہ صوفیا کے لبادے میں گورکن ہوتے ہیں جنکا دن رات مشغلہ انسانی لہو چوسنا ہوتا ہے، اسلام کے فروغ میں خانقاہوں کے رول سے انکار نہیں کیا جاسکتا، پوری دنیا میں جو اسلام پھلتا پھولتا نظر آرہا ہے اس میں غالب حصہ خانقاہوں کا رہین منت ہے۔لیکن آج خانقاہی نظام اسلام کے لیے باعث شرمندگی بنا ہوا ہے۔

حضرت امین شریعت جس خاندان کے چشم و چراغ تھے اس خاندان نے جہاں شریعت کی پرزور وکالت کی ہے وہیں خانقاہی نظام کو بھی تحفظ عطا کیا ہے لیکن آج خانقاہیں اسی خاندان کے خلاف منظم ہورہی ہیں۔دہلی کی صوفی کانفرنس اس کی تازہ مثال ہے۔

حضور امین شریعت تا حیات شریعت کی پاسداری کرتے رہے اور خانقاہی نظام کے گرد آلود چہرے کو بھی صاف کرتے رہے، وہ درس گاہ کے کہنہ مشق مدرس بھی تھے اور خانقاہ کے بلند پایہ صوفی بھی تھے۔انہیں دیکھ کر ماضی کے صوفیہ کی یاد تازہ ہوجاتی تھی۔انہوں نے اپنی خانقاہ میں بدعات وخرافات کو داخل ہونے کی کبھی اجازت نہیں دی،ان کی خانقاہ میں لوگ گرد آلود دل لیکر آتے اور صاف وشفاف ہوکر واپس جاتے۔ان کی بے ریائی اور دنیا سے بے رغبتی شہرت رکھتی ہے۔ان کی نگاہ اہل عقیدت کی جیب پہ نہیں بلکہ دل پہ ہوتی تھی،ان کی دوا اور دعا دونوں موثر تھیں،ان کا سائل ان کی بارگاہ سے کبھی نامراد نہیں لوٹا،ان کی خانقاہ کا دروازہ کبھی کسی کے لیے بند نہیں ہوا،اگر کوئی بے وقت آجاتا اور آپ کو خبر ہوجاتی تو آپ بے چین ہوجاتے اور اس وقت تک بے چین رہتے جب تک ملنے کی کوئی صورت نہیں نکل آتی،آپ کو یہ فکر ستاتی کہ نہ جانے آنے والا کس پریشانی میں گرفتار ہے۔آپ نے اپنے آرام کی کبھی فکر نہیں کی۔آپ نے مخلوق

خدا کے لیے خود کو وقف کر دیا تھا،کبھی کبھی سفر میں شدید مشکلات کا سامنا ہوتا پھر بھی اپنے کسی عمل سے اس کا اظہار ہونے نہیں دیتے ،ہم سفر احباب پریشان ہوجاتے احباب کے طرز عمل کو دیکھ کر آپ انہیں بزرگوں کے واقعات سناتے اور دین کی راہ میں انہیں پیش آنے والی صعوبتوں کی یاد دلاتے ،دین اسلام پوری دنیا میں یونہی نہیں پھیلا ہے دین کے لیے نکلنا ہے

یہ شہادت گہہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

حضور امین شریعت کی ہم نے زیارت بھی کی ہے،ان کی صحبت کی برکتیں بھی ہمیں حاصل ہیں اور انہیں خلوت وجلوت میں دیکھنے کا اتفاق بھی ہوا ہے،انہیں ہم نے جہاں بھی دیکھا سنت نبوی ﷺ کا عامل پایا بلکہ مستحبات سے بھی کبھی صرف نظر کرتے ہوئے نہیں دیکھا، وہ حقیقی معنی میں شریعت کے ترجمان تھے،دنیا علما کی بارگاہ میں مسائل سمجھنے کے لیے آتی ہے لیکن آپ کی بارگاہ میں لوگ مسائل دیکھنے کے لیے آتے تھے۔آپ کی طرز زندگی کو دیکھنے کے بعد حضور مفتی اعظم ہند کی تصویر نگاہوں میں تیرنے لگتی،اپنے مرشد سے وفاداری کا آپ نے جو نقش چھوڑا ہے اسے رہتی دنیا تک مٹایا نہیں جاسکتا۔آپ کی ذات ہر فرد بشر کے لیے مینار ہدایت تھی۔جانے والے تو روز دنیا سے جاتے ہیں ان کے جانے کا غم مخصوص لوگوں کو ہوتا ہے لیکن آپ کے جانے کا غم پوری جماعت کو ہے۔آپ نے ہنگامی زندگی کو کبھی پسند نہیں کیا۔آپ انقلابی شخصیت کے حامل تھے مگر ایک ایسا انقلاب جس میں شور نہ ہو، ہنگامہ نہ ہو اور پروپگنڈہ نہ ہو آپ نے دلوں کی دہلیز پہ عشق رسالت مآب ﷺ کے چراغ روشن کیے ہیں،آج ان کی روشنی اکناف عالم میں پھیل رہی ہے اور تاریکیوں کا سینہ چیر رہی ہے۔

حضور امین شریعت کے جانے کا غم ابھی تازہ ہے وہ بظاہر ہم سے رخصت ہو گئے لیکن ان کا مشن زندہ ہے،ان کی تحریک زندہ ہے اور انہوں نے جو اصلاح فکر ونظر کے اصول بنائے

تھے وہ اصول زندہ ہے،ان کی تحریک تحریک عشق رسالت تھی،ان کا مشن فروغ عشق رسالت تھا،فروغ مسلک اعلیٰ حضرت تھا،انہوں نے اپنی تحریکات کا ہمیں امین بنایا ہے،ان کی تحریکات کی تبلیغ وتشہیران کی بارگاہ میں سب سے بڑا اخراج عقیدت ہے۔اس طرح ہم خود بھی زندہ رہ سکتے ہیں اورانہیں اپنے دلوں میں زندہ رکھ سکتے ہیں۔حضرت مولانا محمد اشرف رضا خاں قادری کا حکم تھا اس لیے قلم اٹھانا پڑا،مولانا موصوف قیمتی آدمی ہیں ایسے لوگ اس زمانے میں بہت کم ملتے ہیں ہمیں ان کے اخلاقی ومالی تعاون سے گریز نہیں کرنا چاہیے انہیں حضور امین شریعت کی خدمت کی سعادتیں حاصل ہیں وہ حضرت کے افکاروخیالات کی ترویج چاہتے ہیں اس جہت سے بھی وہ قابل احترام ہیں۔رب کائنات ہمیں حضور امین شریعت کی تحریکات کو زندہ اورتوانا رکھنے کی توفیق مرحمت فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

مولانا مفتی محمد افروز عالم نوری بریلوی

نبیرۂ استاذ زمن، امین شریعت حضرت مفتی محمد سبطین رضا خاں قدس سرہ انہیں قدسی صفات، عبقری شخصیات سے ہیں جہاں سنیت ان کی جلالت علمی اور کیفیت روحانی کی مداح ومعترف ہے بلکہ انہیں علم وعمل کا جبل استقامت جانتی اور مانتی ہے پھر چونکہ شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالی عنہ کی صحبت وتربیت میں بچپن وجوانی کا خاصا زمانہ گزرا اسلیے وہ شباہت ہی نہیں بلکہ حضور مفتی اعظم ہند کے عادات واطوار کے عکس جمیل تھے۔ مولیٰ تعالیٰ حضرت امین شریعت کے مزار پر انوار پر ہمیشہ رحمتوں کی بارشیں فرمائے اور ہمیں ایسے حضرات عالیہ کے فیضان وکرم کا حامل اور مسلکی خدمات میں ان کے نقش قدم کا عامل بنائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین وعلی آلہ اجمعین۔

❁❁❁

خادم تدریس وافتاء جامعہ منظر اسلام
بریلی شریف

مولانا بشیر رضوی قادری

دنیائے سنیت ایک ایسی ذات سے محروم ہوگئی جو علم وفضل اور زہد وتقویٰ کا مرقع تھی۔جس کا وجود جلیل القدر علماء، مشائخ،صوفیاء،مقررین، مدرسین اور ملک کے لاکھوں وابستگان سلسلہ قادریہ کے لیے سرمایہ افتخار تھا۔ جوملت اسلامیہ کے فروغ واستحکام کے لیے سب کچھ قربان کرکے ۲۶ رمحرم الحرام ۱۴۳۶ھ مطابق ۹ رنومبر ۲۰۱۵ء بروز پیر ار بجکر ۴۰ منٹ میں داعئ اجل کو لبیک کہتا ہوا ایک عالم کو سوگوار چھوڑ کر رخصت ہوگیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

اس خبر کو سنتے ہی دارالعلوم گلشن قادریہ نوریہ رائے پور میں تعطیل کا اعلان کیا گیا۔ اور دارالعلوم کی فضا غم والم میں ڈوب گئی۔ایصال ثواب کے لیے دارالعلوم میں تعزیتی محفل کا اہتمام کیا گیا۔جس میں قرآن خوانی ونعت خوانی اور حضرت کی روح کو ایصال ثواب کیا گیا۔ اراکین دارالعلوم بصمیم قلب دعا گو ہیں کہ رب کریم حضور امین شریعت کو جنت الفردوس میں مقام رفیع عطا فرمائے اور قبر انور پر بیکراں رحمت وغفران کے پھول برسائے نیز جملہ پسماندگان ومتوسلین کو صبر جمیل اور اجر جزیل عطا فرمائے۔ آمین

مہتمم دارالعلوم گلشن قادریہ رائے پور چھتیس گڑھ

قاری محمد ابرار احمد رضوی

حضور امین شریعت کا سانحہ ارتحال امت مسلمہ اور خصوصا صوبہ چھتیس گڑھ کے لیے ایک عظیم خسارہ ہے آپ کے وصال سے جماعت اہلسنت میں جو خلاء پیدا ہوا ہے بظاہر اس کا پر ہونا ناممکن ہے۔آپ اہلسنت کے گراں قدر اثاثہ اور بیش قیمت سرمایہ تھے اپنے کمالات کے اعتبار سے معاصرین میں یقینا یکتا و منفرد تھے خدائے تعالی نے آپ کو بے شمار خوبیاں عطا فرمائی تھیں۔آپ نے اپنی تمام صلاحیتوں کو دین متین کی خدمت اور فروغ مسلک اعلی حضرت میں استعمال فرمایا ہیں آپ کی طرح مخلص اور بے لوث کام کرنے والی شخصیت بہت کم دیکھنے میں آتی ہے آپ کی پوری زندگی عبادت و ریاضت اور خدمت خلق سے عبارت تھی آپ نے خدمت دین اور مسلک اعلی حضرت کی ترویج و اشاعت کے لیے کیشکال کی سرزمین پر دار العلوم فیض الاسلام کے نام سے، رائے پور کی سرزمین پر ادارۂ شرعیہ انوار مصطفیٰ کے نام سے، کانکیر کی سرزمین پر جامعہ امین شریعت کے نام سے اس کے علاوہ بھی بہت سارے ادارے قائم کیے اور بہت سارے ادارے کی سرپرستی فرمائی مولی تعالی شہزادۂ گرامی وقار حضرت مولانا سلمان رضا خاں صاحب قبلہ مدظلہ العالی کو آپ کا سچا جانشین بنائے تاکہ ملک وملت کے افراد کو صالح قیادت نصیب ہوسکے۔آمین بجاہ حبیبہ الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

خادم التدریس دار العلوم فیض الاسلام کیشکال، چھتیس گڑھ

مولانا ازہار امجدی ازہری

یہ صحیح ہے کہ میری آنکھیں مذہب اہل سنت کے علمی وعملی علمبردار حضرت علامہ محمد سبطین رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان کی زیارت نہ کرسکیں، لیکن الحمد للہ ان کی حیات طیبہ پر لکھی گئی بعض کتابیں پڑھنے کا شرف حاصل ہوا، جس کی وجہ سے ظاہری زیارت نہ صحیح مگر روحانی زیارت سے مشرف ہوگیا۔

آپ ازابتدا تا انتہا دین اسلام کی نشر واشاعت میں مصروف رہے، پہلے آپ نے اپنے آپ کو علوم وفنون سے مزین کیا، پھر ان علوم کو اپنی حیات میں عملی نمونہ بنا کر پیش کیا، آپ بہت سارے اوصاف حمیدہ کے مالک تھے، ان میں سے اہم ترین اور قابل توجہ وصف یہ تھا کہ آپ عالم باعمل تھے، ایک مسلمان کے لیے میری نظر میں اس سے بڑھ کر کوئی وصف نہیں ہوسکتا، اور بجا طور پر آپ اس عظیم لقب ووصف کے مستحق تھے؛ کیونکہ یہ وہی وصف ہے جس سے متصف ہونے والا ولی کامل، عارف باللہ، فنا فی اللہ ہوتا ہے، ساری عوام اور اکثر علما وطلبہ یہی سمجھتے ہیں کہ ولی صرف وہی ہوتا ہے جس سے خلاف عادت امور وجود میں آئیں، حالانکہ ایسا نہیں ہے، بلکہ جس طرح خوارق عادت کا کسی نیک مسلم کے اندر پایا جانا اس کے ولی ہونے کی علامت ہے، اسی طرح اس کا باعمل ہونا بلکہ اس سے ہزار گنا بڑھکر اس کے ولی ہونے کی علامت ہے؛ کیونکہ بغیر شریعت کے کوئی شخص ولایت کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا! قطب الاقطاب امام شاذلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"جامع کرامت دو چیزیں ہیں: اول کرامت ایمان، یعنی ایمان میں زیادہ سے زیادہ پختگی کا پایا جانا ہے، دوم کرامت عمل، یعنی قرآن وحدیث کی اتباع کرنا، اور دعاوی سے پرہیز کرنا"۔ (الکواکب الزاھرۃ/شیخ عبدالقادر بن الحسن الشاذلی رحمہ اللہ)

یہ بات طے شدہ ہے کہ ایک باعمل شیخ ہی پیر وولی ہوسکتا ہے مگر افسوس کہ اس کے

باجودبھی اکثر عوام بے عمل عالم، مخالف شریعت پیر، اور محض مدعی ولایت وشریعت کے چکر میں آ کر شریعت سے آزاد ہونے کی کوشش کرتے ہیں، ہر دور میں باعمل شخصیات کی ضرورت رہی ہے، حضور امین شریعت علیہ الرحمہ نے ماضی قریب میں اس ضرورت کو پورا کیا، اوراپنی زندگی اوراپنے ماننے والوں کے لیے شریعت کو حاکم مطلق بنایا، آپ کی یہ عملی زندگی دور حاضر کے علما کے لیے قابل تقلید ہے، تمام مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ بے عمل عالم و پیر سے دور رہیں اور شریعت غرا کی اتباع کرنے والے کو اپنا مقتدیٰ و رہنما بنائیں، اللہ تعالی سے دعا ہے کہ موجودہ زمانہ میں بھی مزید ایسے باعمل علما و پیران عظام سامنے آئیں مسلمان جن کی اتباع کر کے اپنی دنیا وآخرت سنوار سکیں، آمین، اللہ تعالی امین شریعت علیہ الرحمہ کی رحلت پر ان کے اہل وعیال ومحبین کو صبر جمیل عطا فرمائے، اور امین شریعت علیہ الرحمہ کے مرقد پر رحمت وانوار کی بارش فرمائے، اور ان کا علمی و عملی فیضان ہم پر تا دیر باقی رکھے، اور زمانہ حاضر کے علما وطلبہ کو ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے شریعت کے دائرے میں رہ کر زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

❀❀❀

فاضل جامعہ ازہر، مصر، ایم۔اے
خادم الافتا والتدریس: مرکز تربیت افتا، اوجھا گنج، بستی، یو، پی، انڈیا
۲۳ ربیع الآخر ۱۴۳۷ھ مطابق ۲ فروری ۲۰۱۶ء

خراجِ عقیدت بارگاہِ حضور امین شریعت

عالم اسلام کی عظیم روحانی شخصیت نبیرۂ اعلیٰ حضرت واستاذ زمن، خلیفہ حضور مفتی اعظم، حکیم الاسلام حضور امین شریعت حضرت علامہ محمد سبطین رضا خان علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں شہر نظام آباد بودھن میں شاندار جلسہ تعزیت کا انعقاد کیا گیا۔

۲۶ محرم الحرام ۱۴۳۷ھ بروز پیر مطابق ۹ نومبر ۲۰۱۵ء کو وصال امین شریعت کی خبر ملتے ہی دار العلوم اہلسنت رضائے مصطفیٰ بودھن میں تعطیل کا اعلان کیا گیا تمام طلباء واساتذہ نے ختم قرآن وکلمہ خوانی کے ورد کا اہتمام کیا۔ ۱۳ نومبر ۲۰۱۵ء کو بعد نماز عشاء الجامعۃ الرضویہ نظام آباد ودار العلوم غریب نواز نظام آباد کے زیر اہتمام مسجد چشتیہ نظام آباد میں زیر صدارت حضرت علامہ مفتی کلیم اشرف عزیزی صدر المدرسین الجامعۃ الرضویہ جلسہ تعزیت وفاتحہ خوانی کا انعقاد ہوا۔ ۲۱ دسمبر ۲۰۱۵ء بروز ہفتہ بعد نماز عشاء کنگ پیلس فنکشن ہال قلعہ روڈ نظام آباد میں نوری فاؤنڈیشن نظام آباد کے زیر اہتمام جلسہ یاد حضور امین شریعت کا انعقاد کیا گیا۔ جس کی صدارت خلیفہ اشرف الفقہاء حضرت مولانا محمد غلام یسین صاحب رضوی صدر المدرسین دار العلوم اہلسنت رضائے مصطفیٰ بودھن نے فرمائی۔ اور تمام جلسوں میں مبلغ مسلک اعلیٰ حضرت حضرت العلام قاری جاہ محمد مشہودی صاحب بودھن نے حیات وفرمودات حضور امین شریعت (مرتب: حضرت مشہودی صاحب) کی مفت تقسیم عمل میں آئی۔ کثیر تعداد میں عوام اہلسنت شریک ہوئے۔

حضرت مولانا یوسف رضا، حضرت مفتی ابرار احمد، حضرت مفتی عبد السلام رضوی، قاری بشیر الدین رضوی، مولانا جمشید احمد امجدی، مولانا نثار احمد مصباحی، مولانا غلام مرتضیٰ رضوی، مولانا نجم الہدیٰ اشرفی، حافظ نیر رضا، حافظ انور رضا بودھن، حافظ عبد المبین رضوی وحافظ غلام احمد رضوی بودھن، مولوی محمد شوکت رضا، حافظ جعفر رضوی، مولانا غلام رسول

رضوی، حافظ مستان رضوی، حافظ رفیق رضوی وغیرہ نے شرکت فرما کر جلسے کو کامیاب فرمایا۔

کثیر تعداد میں مریدین حضور امین شریعت و وابستگان سلسلہ رضویہ قادریہ نے شریک ہوکر خراج عقیدت پیش کیا۔ جناب مجیب رضا صاحب جماعت رضائے مصطفیٰ بودھن و سید مناظر بخاری رضوی نوری فاؤنڈیشن نظام آباد کی جانب سے نیاز امین شریعت کا بھی اہتمام کیا گیا۔ دعا ہے کہ رب کائنات حضور امین شریعت کے روحانی فیضان سے ہم اہلسنت وجماعت کو مالا مال فرمائے۔ آمین

دارالعلوم اہلسنت رضائے مصطفیٰ
غوث نگر بودھن ضلع نظام آباد

مولانا افتخار احمد صاحب امجدی

حضرت اشرف رضا قادری صاحب

سلام وسنت

سیدی و مرشدی، فخر الاماثل، سرمایہ اہلسنت، آفتاب علم و فضل، واقف اسرار شریعت، عارف باللہ، نبیرۂ اعلیٰ حضرت واستاذ زمن، شبیہ مفتی اعظم ہند، حضور امین شریعت حضرت علامہ الشاہ حکیم مفتی محمد سبطین رضا خاں صاحب نور اللہ مرقدہ ۲۶ ر محرم الحرام ۱۴۳۷ھ مطابق ۹ ر نومبر ۲۰۱۵ء بروز پیر ۱ بجکر ۴۰ منٹ کو اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔ حضور امین شریعت نور اللہ مرقدہ کی تجہیز و تکفین میں شرکت کی سعادت حاصل کرنے کے بعد اپنے گھر روانہ ہوا۔ دوران سفر مسلسل ایک رقت انگیز کیفیت طاری رہی۔ دل و دماغ مختل، حواس پراگندہ، آنکھیں اشکبار، طبیعت غمگین، تجہیز و تکفین کے رقت انگیز مناظر، لوگوں کی بے قراری و آہ زاری انہیں جانکاہ و دلخراش یادوں کے ہجوم میں گھر پہنچا۔ پردۂ ذہن پر ایک نورانی صورت جلوہ گر ہوئی۔ فرقت کا احساس بڑھا، ضبط کا یارا نہ رہا۔ اسی عالم کرب و اضطراب میں آپ کی فرمائش پر حضور امین شریعت کی بارگاہ عالی میں اپنے جذبات واحساسات کو نثر کی صورت میں پیش کرنے کا شرف حاصل کرر ہا ہوں۔

حضور امین شریعت نور اللہ مرقدہ کی ذات ملت اسلامیہ کے لیے ایک روشن ستارہ تھی۔ جنہوں نے اپنے علم و فضل، خلوص و محبت، جد و جہد و ایثار سے ایک عالم کو حیرت میں ڈال دیا۔ حضور امین شریعت نور اللہ مرقدہ کی تنہا ذات گرامی رنگا رنگ خوبیوں کی حامل تھی۔ ایک طرف آپ بحر علم و فضل کے در شہوار تھے تو دوسری طرف آسمان علم و حکمت کے بدر کامل، ایک طرف آپ مسند درس و تدریس کے بے تاج بادشاہ تھے تو دوسری طرف ایک باکمال درویش تھے۔ آج پورے چھتیس گڑھ میں جو چہار جانب سنیت کی فصلیں

لہلہا رہی ہیں یہ حضور امین شریعت نور اللہ مرقدہ کی نصف صدی سے زائد محنت وجانفشانی کا ثمرہ ہے۔

ایسی شخصیت کا چلا جانا نہ صرف سنیت کے لیے بلکہ اپنے اور غیر سب کے لیے ایک ایسا غم ہے جس کا کافور ہونا مستقبل قریب میں مشکل نظر آتا ہے۔ اللہ رب العزت حضور امین شریعت نور اللہ مرقدہ کے مرقد انور کو رحمت ونور کا گہوارہ بنائے۔ اور ان کے صدقہ ہم غربائے اہلسنت کی مغفرت فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

بلوداباز ار (سی۔جی)

حافظ محمد اسلم رضا قادری

برادر محترم خادم امین شریعت مولانا اشرف رضا قادری صاحب قبلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضور امین شریعت، پیر طریقت، نبیرۂ اعلیٰ حضرت و استاذ زمن، شبیہ مفتی اعظم ہند، حضرت علامہ الشاہ حکیم مفتی محمد سبطین رضا خاں علیہ الرحمہ کے وصال پر ملال اور دائمی داغ مفارقت سے دل بے قرار اور آنکھیں اشکبار ہیں کہ جب بھی حضرت کا خیال آتا ہے تو ایک سیمابی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔

حضور امین شریعت علیہ الرحمہ سے محبت وعقیدت کی وجہ یہ ہے کہ آپ صرف عالم باعمل، سادہ مزاج شخصیت کے مالک تھے۔ دین پر استقامت آپ کا شعار تھا۔ علم وفضل، زہد و ورع، تواضع انکساری میں یگانہ روزگار تھے۔ سادہ لباس سادہ گفتار اور اداؤں میں خود پسندی یا خود نمائی کا شائبہ تک نہ تھا۔ ان کے چہرے سے نور الٰہی کی کرن پھوٹتی تھی۔

آپ کی شخصیت اسلامی اقدار کا مکمل آئینہ تھی، آپ کی حیات کے تابندہ نقوش گم گشتگانِ راہ کے لیے چراغ منزل ہے۔

حضرت کی رحلت جماعت اہلسنت کے لیے بہت بڑا خسارہ ہے جس کی تلافی ناممکن ہے آپ کا شمار ایسے عالم ربانی میں ہوتا تھا کہ حدیث پاک کی روشنی میں ایک عالم کی موت ایک عالم کی موت ہے۔ دعا ہے کہ خدائے غافر ونعیم آپ کی تربت پر رحمت وانوار کی بارش برسائے اور آپ کی خدمت دینیہ کو قبول فرما کر توشہ آخرت بنائے، آمین ثم آمین۔

غیاث الدین احمد عرف ثاقب رضوی

شہزادگان گرامی وقار حضور امین شریعت

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خادم امین شریعت مولانا اشرف رضا قادری صاحب سے حضور امین شریعت علیہ الرحمہ کے سانحہ ارتحال کی اندوہ ناک خبر سن کر ایسا صدمہ عظیم ہوا جس کا اندازہ بیان و تحریر سے باہر ہے۔حضور امین شریعت علیہ الرحمہ اسلام وسنیت کے آفتاب و ماہتاب تھے جس کی روشنی سے قلوب روشن ہو رہے تھے اور ایمان ویقین کو جلا مل رہا تھا۔آپ نے دین حق کی بے مثال خدمت کی۔جماعت اہلسنت بالخصوص اہل چھتیس گڈھ آپ کی دینی، ملی اور علمی خدمات کو کبھی فراموش نہیں کر سکتے۔آپ نے پتھریلی زمین پر عشق رسالت یعنی مسلک اعلیٰ حضرت کے گلاب کھلائے ہیں اس کی خوشبو سے تا قیامت انسانیت معطر ہوتی رہے گی۔

اللہ رب العزت حضور امین شریعت علیہ الرحمہ کے درجات ومراتب کو حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ بلند فرمائے اور تمام اہلسنت کو خصوصا شہزادگان اور ہم جیسے گنہگاروں کو صبر جمیل عطا فرمائے۔آمین بجاہ حبیبہ الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

ایڈووکیٹ رائے پور چھتیس گڑھ

ڈاکٹر اویس رضا قادری

عزیز الاعز خادم امین شریعت مولانا اشرف رضا قادری سلمہ اللہ تعالی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محبت نامہ ملا۔ جس سے معلوم ہوا کہ آپ حضور امین شریعت، نبیرۂ اعلی حضرت، پیر طریقت، شبیہ مفتی اعظم ہند حضرت علامہ الشاہ حکیم سبطین رضا خاں علیہ الرحمہ کی سیرت و شخصیت کے حوالے سے ''امین شریعت نمبر'' نکال رہے ہیں۔ یقینا آپ قابل مبارکباد ہیں۔ حضور امین شریعت علیہ الرحمہ کی وفات دنیائے سنیت کے لیے ایک حادثہ عظیم ہے اور اس نقصان کی تلافی بظاہر مشکل ہے۔ علمائے اہلسنت کے سرپرست اور دین وملت کے صحیح معنی میں حامی و ناصر کا روپوش ہو جانا ساری قوم وملت کا شدید نقصان ہے۔ حضور امین شریعت علیہ الرحمہ جن خصوصیات وکمالات کے حامل اور جن اوصاف وشمائل کے جامع تھے ان کی نظیر دور دور تک نظر نہیں آتی۔

اللہ رب العزت حضور امین شریعت علیہ الرحمہ کو اپنے جوار رحمت میں اعلیٰ درجہ عطا فرمائے اور شہزادگان، مریدین اور متوسلین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ ان کے صدقے ہم سب کی مغفرت فرمائے۔ آمین بجاہ حبیبہ الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

حافظ وقاری محمد سبطین رضا قادری

محترم خادم امین شریعت مولانا اشرف رضا قادری صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

صبر و رضا کے پیکر، شریعت و طریقت کے رہبر، علم و فضل کے گوہر، حضور امین شریعت، شبیہ مفتی اعظم ہند، حضرت علامہ الشاہ حکیم الاسلام مفتی محمد سبطین رضا خاں رضی اللہ تعالی عنہ کے وصال کی خبر سن کر فقیر کو شدید صدمہ ہوا۔ آپ سب پہ مہربان تھے آپ کسی کے چہرے پہ غم کی کوئی لکیر دیکھنا پسند نہیں کرتے تھے۔ حضور امین شریعت رضی اللہ تعالی عنہ جماعت اہلسنت کے ایک متدین، متقی، پرہیزگار، بلند مرتبہ عالم دین اور راہ طریقت کے مرشد کامل تھے۔ آپ کی ذات منتخب زمانہ اور مقبول بارگاہ الہی تھی۔ آپ نے اپنی پوری زندگی فروغ سنیت و اشاعت دین کے لیے وقف کر دی تھی۔ دعا ہے کہ رب کریم حضرت کی بے لوث دینی خدمات کو قبول فرما کر حضرت کی تربت کو انوار و تجلیات سے بھر دے اور ہم سب کو صبر وضبط کی طاقت عطا فرمائے۔ آمین

بنارس یو۔ پی

مولانا نسیم رضوی صاحب

خادم امین شریعت مولانا اشرف رضا قادری صاحب قبلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

فقیر اس عظیم سانحہ پر ملال پر بے انتہا رنجیدہ وغمناک ہے کہ گل گلزار رضویت، حکیم الاسلام، حضور امین شریعت، شبیہ مفتی اعظم ہند حضرت علامہ الشاہ سبطین رضا خاں قدس سرہ مئورخہ ۲۶ ؍محرم الحرام ۱۴۳۷ھ ۹ ؍نومبر ۲۰۱۵ء بروز پیر ۱ بجکر ۴۰ منٹ دوپہر میں وصال فرما گئے۔ بلا شبہ حضور امین شریعت علیہ الرحمہ کی ذات گرامی دور حاضر میں قصر سنیت کے لیے ایک ایسا ستون تھی جس کے انہدام سے پوری عمارت متزلزل ہو گئی۔ اللہ تعالی آپ کے چشمہ فیضان وکرامات کو ہمیشہ ہمیشہ جاری رکھے اور ان کے صدقہ ہم سب کا خاتمہ بالخیر فرمائے۔ ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

امرچھی ایم پی

حضرت نیاز احمد رضوی صاحب

شہزادۂ گرامی قدر حضرت سلمان میاں صاحب قبلہ مدظلہ العالی

سلام ورحمت

خادم امین شریعت مولانا اشرف رضا قادری صاحب مہتمم امین شریعت اکیڈمی بریلی شریف سے جیسے ہی حضور امین شریعت، شبیہ مفتی اعظم ہند حضرت علامہ الشاہ حکیم مفتی محمد سبطین رضا خاں رضی اللہ تعالی عنہ کے وصال کی خبر ملی سنکر انتہائی صدمہ ہوا۔ سارے شہر کے عوام میں سنسنی اور خواص میں کہرام پڑ گیا۔ حضور امین شریعت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت عظیم انسان تھے ان کی عظمت ان کے اخلاق واخلاص اور علم سے ظاہر تھی۔ وہ لاکھوں مسلمانوں کے قائد ورہنما تھے سچ تو یہ ہے کہ ایک بہت بڑی قوم اپنے قائد سے محروم ہوگئی۔ دنیائے سنیت کی ایک عظیم شخصیت اور جامع کمالات ہستی سے ہم ہمیشہ کے لیے محروم ہوگئے۔ مولیٰ عزوجل انہیں جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور آپ حضرات کو صبر اور اجر عظیم عطا فرمائے۔ اور ان کے صدقہ ہماری مغفرت فرمائے۔ آمین

بنارس

حضرت مولانا تراب الدین قادری

اربابِ سخن اُن کو بہت یاد کریں گے

ہر شاخ پہ وہ اپنا نشاں چھوڑ گئے ہیں

حضور امین شریعت نوراللہ مرقدہُ کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ کاملاں را احتیاجِ جبّہ ودستار نیست۔ بلکہ اپنا تعارف کرانے کے لیے ہم اُن کی شخصیت کے محتاج ہیں۔ آپ کی ایک خاص خوبی یہ تھی کہ آپ کا ہر شاگرد و مرید سمجھتا تھا کہ آپ کی شفقت وعنایت میرے ساتھ زیادہ ہے۔ آپ سے جس نے کبھی ملاقات کی ہے عرصۂ دراز کے بعد بھی آپ سے ملا ہے۔ تو اسے ان کی بزم میں غربت کا احساس نہیں ہوا، اخلاص کا معیار اتنا اونچا تھا کہ ہر شخص سے انتہائی خلوص کے ساتھ ملتے تھے۔ آپ کی شخصیت بہت ساری خوبیوں کی حامل تھی۔ آپ کو جس حیثیت اور جس زاوئے سے دیکھا جائے آپ منفرد نظر آتے ہیں۔ آپ کی محافل ومجالس میں جب بھی کسی بزرگ کا تذکرہ ہوتا تو نہایت ہی والہانہ انداز میں اُن کا ذکر فرماتے خاص کر سیدی وسندی سرکار مفتی اعظم ہند کا ذکرِ جمیل چھڑ جاتا تو آپ سراپا عشق ومحبت بن کر بولا کرتے۔"ارے صاحب اب حضرت کی بات کہاں"۔ اور یہ فرماتے وقت فقیر نے اکثر حضور امین شریعت کو اشکبار پایا؟۔ انہوں نے جو اپنا نقش چھوڑا ہے اس کی چمک سے اہلسنت بہت دنوں تک روشن رہیں گے اللہ ہمیں ان کا بدل عطا فرمائے۔ آمین

آپ کی مکمل حیات تقویٰ وطہارت سے عبارت تھی:۔

حضور امین شریعت کی یہ خاص خوبی تھی کہ معمولی چیزیں جن کی طرف عام طور پر لوگ توجہ نہیں دیتے ہیں آپ اُن کا بھی خاص خیال رکھتے۔ جن سے آپ کی تقویٰ شعاری بالکل واضح اور صاف دکھائی دیتی ہے۔ ایک تبلیغی دورے کے موقع پر ناندیڑ (مہاراشٹر) سے

لنگم پیٹھ(آندھرا) جاتے وقت نرسی نائیگاؤں میں نماز مغرب کا وقت ہو گیا،نورانی مسجد میں نماز ادا کی گئی بعد نماز حضرتِ والا کو استنجاء کا خیال ہوا،حضرت استنجاء خانہ کی طرف چل دیئے۔استنجاء خانہ کے پاس کسی کی چپّل رکھی تھی موجود لوگوں میں سے کسی نے عرض کیا کہ حضور یہ چپّل پہن لیں،حضرت نے فرمایا"کیا یہ آپ کی چپّل ہے؟"کہا نہیں تو،حضرت نے ارشاد فرمایا،"تو آپ کیسے اجازت دے سکتے ہیں" پھر آپ نے اپنے جوتے طلب کیے اور پہن کر استنجاء سے فراغت حاصل کی۔

حضور امین شریعت کی مقدس زندگی کا اکثر حصّہ تبلیغِ دین متین اور اشاعتِ مسلکِ اعلیٰحضر ت کے لیے وقف تھا۔ضعیفی و بزرگی کے دور میں بھی تبلیغِ دین کے لیے آپ نے مسلسل سفر کیے،اور اس راہ میں پیش آنے والی کسی پریشانی سے کبھی دلبرداشتہ نہیں ہوئے۔ جس نے جہاں دعوت دی قبول فرمالی۔اور جہاں کے لیے وعدہ کر لیا پورا کیا۔کبھی وعدہ کر کے وعدہ خلافی نہیں کی۔ٹرین کے ہر کلاس میں سفر کیا ضرورت پڑی تو بسوں کے سفر سے بھی دریغ نہیں کیا۔اس طرح کے ایک سفر میں مجھ فقیر کو بھی حضرت کی خدمت میں رہنے کا شرف حاصل ہوا۔حضرت کو دارالعلوم غوثیہ رضویہ ناندیڑ جس کی سرپرستی حضرت خود فرماتے تھے،کے سالانہ جلسۂ دستار بندی کے بعد املنیر جلگاؤں تشریف لے جانا تھا۔سفر کی ترتیب یوں بنی کہ ناندیڑ سے بذریعہ ٹرین جالنہ جانا ہوگا۔وہاں پر اہلِ جلسہ گاڑی کیساتھ حاضر رہیں گے۔اب اِسے اتفاق ہی کہیے کہ جب ہم لوگ جالنہ پہنچے وہاں نہ کوئی گاڑی تھی اور نہ کوئی منتظر۔میں نے حیرانی و پریشانی کے عالم میں حضرت سے عرض کیا،کوئی کار کرائے پر لے لیتے ہیں"واہ رے میرے حضرت"فرماتے ہیں،کہ چلیے بس سے ہی چلتے ہیں۔کرائے کی کار سے جائیں گے تو جلسہ والوں پر بوجھ ہو جائے گا"۔

ایک مرتبہ عرسِ رضوی کے پُر بہار موقع پر جب اپنے احباب کے ہمراہ حضور امین شریعت کے دولت کدے پر حاضر ہوا دولت کدہ کیا عشاق کا میلہ لگا تھا؟ کوئی دست بوسی کر رہا ہے اور کوئی دُعا کی درخواست اور حضرت ہیں کہ سبھی کو جوابِ سلام و دُعا سے نواز رہے ہیں۔

المختصر وقتِ رخصت جب لوگ اُٹھ اُٹھ کر جانے لگے تو میں نے بھی حضور سے اجازت چاہی، جواباً ارشاد ہوا کہ آپ تشریف رکھئے۔ حضرت اندر گئے اور معاً واپس آئے میرے آقا نے اپنے نورانی ہاتھوں سے مجھ فقیر کو ایک کاغذ کی بڑی سی پڑیا دی۔ کھولا تو دیکھا کہ کچھ روپیے اور چلر پیسے ہیں، حیرت واستعجاب کے عالم میں عرض کیا کہ حضور یہ کیا ہے؟ حضرت نے فرمایا یہ آپ کی امانت ہے۔ دراصل آپ نے شعبانُ المعظم کے موقع پر منماڑ سے بنارس آنے کے لیے AC کا ٹکٹ دیا تھا اُس دن AC کی بوگی نہ لگنے کی وجہ سے یہ رقم واپس ملی تھی (Refound)۔ اُس دن سے آج تک یہ رقم میرے پاس آپ کی امانت تھی۔ قارئین غور کیجئے کہ اس دورِ بے عملی میں کیا ہمارے ممدوح کا یہ عمل اہلِ تقویٰ کے لیے نمونۂ عمل نہیں !

آپ نے ہمیشہ اخلاص کو اپنا شیوہ بنایا۔ نام ونمود سے کبھی سروکار نہیں رکھا آپ کی پوری حیاتِ مبارکہ اس پر شاہد ہے۔ درس وتدریس ہو یا تعویذ نویسی، تقریر ہو یا تحریر محض تبلیغِ دین اور خدمتِ خلق کے جذبہ سے پوری حیات عبارت نظر آتی ہے۔

چونکہ آپ صورتاً وسیرتاً شبیہ مفتی اعظم تھے لہٰذا جس طرح سیدی مفتی اعظم نے تعویذ نویسی کو حصولِ زر کا ذریعہ نہیں بنایا اِسی طرح شبیہ مفتی اعظم بھی آپ کی نیابت میں آخری دم تک اُس پر کاربند رہے۔

عبدالرحمن بیگ رضوی

ولیِ کامل، ہم شبیہِ مفتی اعظم ہند، حضور امین شریعت حضرت علامہ ومولانا الحاج الشاہ سبطین رضا خاں علیہ الرحمۃ کی ذات وہ عظیم ذات تھی کہ جس نے اپنی بیش قیمت زندگی، بلکہ زندگی کا ایک ایک لمحہ احیاے دین وملت واشاعت مسلک اعلیٰ حضرت کے لیے وقف کر دیا تھا، تمام مشکلات کا دلیری سے سامنا کرتے ہوئے گاؤں گاؤں دیہات دیہات، ایسی بستیوں میں بھی تشریف لے جاتے جہاں مسلمانوں کی آبادی برائے نام ہوتی۔آپ کی کوشش ہوتی کہ ہر مسلمان کا دل عشق رسالت سے روشن ومنور رہو جائے۔

ایک بار حضور امین شریعت تقریباً ۱۹۹۰ء میں راے پور سے ۹۵ رکلومیٹر دور چھورا کی سرزمین کو اپنے قدم میمنت لزوم سے نوازا، اور آپ سیدھے شیخ عالم صاحب کے گھر تشریف لے گئے۔صاحب خانہ نے حسب حیثیت مہمان نوازی کی حضرت صاحب ِخانہ کی مہمان نوازی سے بہت خوش ہوئے اور ڈھیر ساری دعائیں دیں۔

اس وقت صاحب خانہ کے گھر نہ تو لائٹ کا انتظام تھا اور نہ ہی رہنے کے لیے عالی شان کمرے اور نہ ہی پانی وغیرہ کا معقول انتظام بایں وجہ حضرت کی بارگاہ میں لوگ آئے اور عرض کرنے لگے کہ حضور آپ ہمارے گھر تشریف لے چلیں ہمارے گھر ہر چیز کا بہتر سے بہتر انتظام ہے، حضرت نے کسی دوسرے کے گھر بھی جانے سے انکار فرما دیا لوگ آتے رہے عرض کرتے رہے، مگر ہر بار حضرت نے نفی میں جواب دیا۔

بالآخر حضرت نے ارشاد فرمایا کہ میں یہ نہیں جانتا کہ کس کے گھر میں کیا انتظام ہے، مگر مجھے بہ خوبی معلوم ہے کہ میں شیخ عالم صاحب کا مہمان ہوں اور میں یہیں رہوں گا، کیوں کہ

آسانیوں میں خود کو کبھی گم نہیں کیا
میں نے وضو کیا ہے تیمم نہیں کیا

آپ کی زندگی کا بہ غور مطالعہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ آپ فنا فی الرسول ہو کر فنا فی اللہ ہو گئے تھے، لہذا اللہ تعالیٰ نے انہیں وہ عظیم مرتبہ عطا فرمایا کہ دنیا انہیں امین شریعت کے نام سے جانتی ہے، اور آپ کی رحلت کی خبر نے عشاق و محبین کے دلوں میں ہلچل مچا کر رکھ دیا، آج بھی دنیا خون کے آنسو بہا رہی ہے، آپ کا وصال دنیاے اہل سنت کے لیے نا قابل تلافی نقصان ہے۔ (ایں بطور اختصار است) دعا ہے کہ رب کعبہ ان کی قبر کو انوار و تجلیات سے بھر دے۔ آمین

مولانا محمد ابرار رضا قادری رضوی

نبیرۂ اعلیٰ حضرت، جگر گوشۂ حسنین رضا، شیخ علم ومعرفت، حضور امین شریعت، حضرت علامہ الحاج الشاہ حکیم سبطین رضا خاں علیہ الرحمہ کی ذات محتاج تعارف نہیں آپ بڑی خوبیوں کے جامع اور فکر وفن، زبان وادب کے حامل تھے، اور آپ کی ایک خاص بات یہ بھی ہے کہ جو آپ سے قریب ہوا وہ دُور نہ ہو سکا۔

خصوصیت کے ساتھ صوبہ چھتیس گڑھ وایم پی واڑیسہ ودیگر علاقے پر حضور کا فیضان کرم ابر رحمت بن کر ساون بھادو کی طرح برستا رہا، اور ان شاء اللہ برستا رہے گا۔ حضور امین شریعت کی وہ ذات ہے جس کو کوئی بھی دنیاے سنیت کا مؤرخ ومفکر فراموش نہیں کر سکتا۔ حضور امین شریعت نے اپنی ساری زندگی مسلک حق یعنی مسلک اعلیٰ حضرت کی اشاعت میں وقف کر دی۔

اپنے بچوں سے بے انتہا پیار کرتے تھے، خاص طور پر طالبان علوم نبویہ سے بے حد محبت کرتے تھے۔ ناچیز راقم الحروف راے پور مدرسہ انوار مصطفی میں زیر تعلیم تھا، تب کی بات ہے کہ ایک دفعہ میں بعد نماز عشاء حضرت سے ملاقات کے لیے چلا گیا، حضرت نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ آپ لوگ بعد نماز عشاء کیا کرتے ہیں، میں عرض کیا حضور ہم لوگ بعد نماز عشاء آموختہ پڑھا کرتے ہیں۔ اور اسباق بھی یاد کیا کرتے ہیں تو حضرت نے پوچھا کیا مجھ سے ملنا ضروری ہے یا علم دین حاصل کرنا؟ میں نے عرض کیا حضور ناچیز تو دونوں ہی ضروری سمجھتا ہے تو حضرت نے بہ انداز تنبیہ ارشاد فرمایا کہ علم کے بغیر انسان بے جان جسم کی طرح ہے، لہذا علم دین خوب ذوق وشوق سے حاصل کرو۔ یہی نہیں بلکہ اگر کوئی طالب علم دوران تعلیم آپ سے ملنے آجاتا تو آپ سخت ناراضگی کا اظہار فرماتے، اور بہ صد ذوق وشوق تعلیم حاصل کرنے کی

ترغیب دیتے۔

آپ کی عادت کریمہ یہ بھی تھی کہ آپ کے مخلصین، محبین اور مریدین ملاقات کے لیے آتے تو آپ خوب مہمان نوازی کا حکم فرماتے اور اس سے حالات وخیریت پوچھتے اور خوشی کا اظہار فرماتے واپسی پر تحفے تحائف بھی دیتے اور خوب دعاؤں سے نوازتے۔

بالخصوص علما ان سے ملتے تو بہت خوش ہوتے اور حضرت انہیں تبلیغ واشاعت کا حکم فرماتے۔حاصل کلام یہ کہ حضور امین شریعت نہایت ہی منکسر المزاج تھے، حق گو وحق پسند تھے۔اللہ ان کے روحانی فیضان سے ہمیں شادکام فرمائے آمین

یہ صورتیں الٰہی کس دیس بستیاں ہیں
اب جن کے دیکھنے کو آنکھیں ترستیاں ہیں

حضرت مولانا محمد جاہ مشہودی

حضور مفتی اعظم ہند شبیہ غوث اعظم تھے اور حضور امین شریعت شبیہ مفتی اعظم تھے حضور امفتی اعظم ہند کی زیارت سے حضور غوث اعظم کی یاد آتی تھی اور حضور امین شریعت کی زیارت سے حضور مفتی اعظم ہند کی یاد آتی تھی۔اب یہ سعادتیں بظاہر ہمیں نہیں مل سکتیں جولوگ صاحب تصرف ہیں وہ تو جب چاہیں گے اس سعادت سے بہرور ہو جائیں گے، ہماری آنکھیں ایسی شخصیات کی زیارت سے شاد کام ہوں۔

حضور امین شریعت علیہ الرحمۃ نے دین وسنیت کی اشاعت ومسلک اعلیٰ حضرت کے فروغ کے حوالہ سے بے شمار اسفار فرمائے طرح طرح کی تکالیف ومصائب کو خندہ پیشانی سے قبول فرماتے ہوئے اپنا فریضہ جوانھیں وراثت میں عطا ہوا تھا انجام دیتے رہے۔

جہاں آپ نے مہاراسٹر، ایم پی اور چھتیس گڈھ وغیرہ میں چراغ سنیت کو منور فرمایا وہیں دکن کی سرزمین کو بھی اپنے قدوم میمنت لزوم سے شرفیاب فرمایا' حضور سیدی مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے دورۂ ۱۹۷۰ء کے بعد اس علاقے میں خانوادۂ رضا کے کسی فرد کا سب سے زیادہ دورہ اور خدمات رہیں ہیں تو وہ ذات مبارک حضور امین شریعت علیہ الرحمہ کی ہے' اور یہ مبالغہ نہیں بلکہ حقیقت ہے کہ اس علاقے میں لوگوں نے اعلیٰ حضرت اور مسلک اعلیٰ حضرت کو پہچانا، جانا، مانا ہے تو حضور امین شریعت کی وجہ سے، خصوصا حیدرآباد' ناندیڑ' نظام آباد' بودھن' لنگم پیٹھ اور اطراف واکناف میں کئی سال تک مسلسل دورے فرما کر اس علاقے کو نور سنیت سے بقعہ ءنور بنادیا' مسلک اعلیٰ حضرت مشرب قادریت اور رضویت کی خوب خوب اشاعت فرمائی' ہزاروں گمراہ افراد کو راہ حق پر گامزن فرمایا، بے عملوں بدکرداروں کو صاحب کردار بنایا، بے شمار لوگوں کو حضور والا نے اپنے

دامن کرم سے وابستہ فرما کر سنی صحیح العقیدہ رضوی بنایا' آج اگر اس علاقہ تلنگانہ میں سنیت کی بہاریں رضویت کی شمعیں روشن ومنور ہیں تو یہ عطا ہے حضور امین شریعت کی اور اسی پر بس نہیں بلکہ آپ کے تمام مریدین، معتقدین، متوسلین وجانثاران آپ کے ارشادات پر عمل پیرا ہو کر پوری جدوجہد وجانفشانی کے ساتھ خدمات مسلک اعلیٰ حضرت میں مصروف ومنہمک ہیں۔

حضرت امین شریعت کی ذات کو اس شعر کے آئینے میں دیکھا جاس کتا ہے۔

ان کا سایہ اک تجلی ان کا نقش پا چراغ
وہ جدھر گذرے ادھر ہی روشنی ہوتی گئی

افسوس آج وہ عظیم المرتبت گراں قدر شخصیت جو ماہتاب جمال ولایت رہنمائے راہ طریقت تھی وہ ظاہرً اہمارے درمیان نہیں رہی' مگران کا فیضان ان کی عطائیں ہم پر آج بھی جاری وساری ہیں اور مخدوم گرامی حضرت علامہ سلمان رضا خان صاحب قبلہ قادری رضوی کی شکل میں ان کی یادگار موجود ہے۔ جو والد محترم کی سچی تصویر بن کر اُن کے مشن کے فروغ میں کوشاں ہیں۔

محبوب امین شریعت گرامی قدر منزلت حضرت مولانا محمد اشرف رضا صاحب قبلہ قادری کو دل کی اتھاہ گہرائیوں کے ساتھ مبارکباد کے گلہائے خوش رنگ پیش ہے' جنکی مساعی جمیلہ سے حضور امین شریعت کے مقدس حالات' ارشادات' خدمات پر مشتمل ایک ضخیم نمبر کی اشاعت ہو رہی ہے' مولی عزوجل قبول فرمائے اور حضرت موصوف کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

فقط: احقر جاہ محمد مشہودی خادم دار العلوم اہلسنت رضائے مصطفی
بودھن ضلع نظام آباد (تلنگانہ)

محمد میثم عباس صاحب، لاہور، پاکستان

ادا کر کے قرض اپنی خدمات کا
سحر دم وہ جاگا ہوا رات کا
ابد کے نگر کو روانہ ہوا
مکمل سفر کا فسانہ ہوا

حضرت امینِ شریعت علامہ مولانا الحاج شاہ سبطین رضا خان رضوی رحمۃ اللہ علیہ استاذِ زمن حضرت علامہ مولانا حسن رضا خان بریلوی کے پوتے اور حضرت مولانا حسنین رضا خان بریلوی کے بڑے صاحبزادے تھے، آپ کی ولادت نومبر ۱۹۲۷ء/۱۳۴۶ھ میں آپ کے آبائی مکان واقع محلہ سوداگران، بریلی شریف میں ہوئی، یہ مکان خانقاہ عالیہ قادریہ رضویہ کے عقب میں واقع ہے۔ سیدی اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنت مولانا مفتی الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے چھوٹے بھائی حضرت مولانا محمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی بسم اللہ پڑھانے کی رسم (تسمیہ خوانی) ادا کرائی۔ آپ کے اساتذہ میں حضرت مولانا حسنین رضا خان، حضرت صدرالشریعہ مولانا امجد علی اعظمی اور حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد نقشبندی رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے نام نمایاں ہیں۔ حضرت امین شریعت کو شروع سے ہی حضرت مفتیٔ اعظم ہند مولانا مصطفی رضا خان قادری برکاتی نوری رحمۃ اللہ علیہ کی سرپرستی حاصل تھی، آپ کے والد گرامی حضرت مولانا حسنین رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو حضرت مفتیٔ اعظم ہند سے بیعت کروایا، حضرت مفتیٔ اعظم ہند نے آپ کو خلافت سے بھی نوازا۔ آپ کی شادی ۲۸ مارچ ۱۹۵۷ء کو حضرت مولانا عبدالرشید فتح پوری اشرفی کی صاحبزادی کے ساتھ ہوئی، جس سے آپ کے چار بیٹے اور تین بیٹیاں پیدا ہوئیں، دو بیٹے اور تین صاحبزادیاں بقید حیات

ہیں الحمدُ لِلّٰہ۔علوم دینیہ کی تکمیل کے بعد درس وتدریس کا آغاز حضرت مفتیٔ اعظم ہند کے قائم کردہ ’’دارالعلوم مظہر اسلام‘‘ سے کیا۔اس کے بعد مدرسہ اشاعت الحق ہلدوانی ضلع نینی تال،مدرسہ فیض الاسلام کیش کال اور جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگ پور میں اپنی خدمات انجام دیں،درس وتدریس کے علاوہ مدارس ومساجد اہلِ سنت کی تعمیرات میں آپ نے خاص دلچسپی لی اور مختلف اضلاع میں بہت سی مساجد اور مدارس قائم کیے۔مدھیہ پردیش کے علاقے چھتیس گڑھ کے مسلمان آپ کی دینی خدمات کے ہمیشہ معترف رہیں گے۔میری معلومات کی حدتک حضرت امین شریعت نے مستقل کتاب تحریر نہیں فرمائی لیکن آپ کے مضامین مختلف رسائل وجرائد اہلِ سنت میں شائع ہوتے رہے،جن کو حضرت کے خادم خاص حضرت علامہ مولانا اشرف رضا قادری رضوی مدظلہ العالی نے جمع کرکے’’مضامین امین شریعت‘‘کے نام سے’’امین شریعت اکیڈمی،رائے پور ۳۶ گڑھ‘‘ سے شائع کروایا ہے۔اللہ کریم ان کو اس عملِ خیر کی جزائے خیر عطا فرمائے۔آمین۔حضرت کو چھ بارحج کی سعادت نصیب ہوئی،حضرت امین شریعت کی سوانح حیات کی مفصل معلومات کے لیے’’حضور امین شریعت حیات وکمالات‘‘مؤلف خلیفۂ حضرت تاج الشریعہ وحضرت محدث کبیر ڈاکٹر مولانا غلام مصطفی نجم القادری مدظلہ العالی (مطبوعہ شیرین بکڈ پو،وشاکھاپٹنم) اور’’مینارِ ولایت‘‘ مؤلف حضرت علامہ مولانا تحسین عالم تحسین رضوی، بھاگل پوری مدظلہ العالی (ناشر محمد اشفاق عالم سبطینی،سوناپالی سمبل پور، اڑیسہ) کا مطالعہ فرمائیں،یہ دونوں کتابیں حضرت امین شریعت کی حیاتِ مبارکہ میں ہی شائع ہوچکی ہیں۔حضرت کے بارے میں ضروری معلومات کتاب’’مینارِ ولایت‘‘ سے اخذ کی گئی ہیں۔چمن اعلیٰ حضرت کا یہ مہکتا پھول ۸۸ سال کی عمر مبارک میں ۲۶ محرم الحرام ۱۴۳۷ھ بمطابق ۹ نومبر ۲۰۱۵ء بروز پیر دوپہر ۱ بج کر ۴۵ منٹ پر مرجھا گیا اور اپنے خالق حقیقی سے جاملا،حضرت امینِ شریعت کی نمازِ جنازہ اسلامیہ انٹر کالج، بریلی شریف کے میدان میں حضرت مرشدی قاضی القضاۃ فی الہند تاج الشریعہ علامہ مولانا مفتی

اختر رضا خان ازہری دامت برکاتہم العالیہ نے پڑھائی، جس میں محتاط اندازے کے مطابق ایک لاکھ افراد نے شرکت کی، آپ کے جسدِ مبارک کی تدفین محلہ کانکرٹولہ، بریلی شریف میں حضرت مولانا تحسین رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف کے قریب کی گئی۔آپ کا وصال اہلِ سنت کے لیے بہت بڑا صدمہ ہے۔حضرت امین شریعت ایک متصلب اور باشرع عالم دین تھے۔فتنۂ صلح کلیت اور بدمذہبیت کے اس دور میں آپ کا وجودِ مسعود اہلِ سنت کے لیے ایک نعمتِ بے بہا تھا۔آج بڑے بڑے جبوں قبوں والے ان فتنوں میں مبتلا ہیں۔اللہ کریم اہلِ سنت کو ان فتنوں سے بچائے اور بزرگان اہلِ سنت کا سایہ تادیر اہلِ سنت کے سروں پر قائم رکھے۔آمین۔حضرت امین شریعت کے خادم خاص حضرت علامہ مولانا اشرف رضا قادری رضوی مدظلہ العالی حضرت امین شریعت کی حیات وخدمات پر ایک ضخیم نمبر شائع کررہے ہیں جس پر وہ اہلِ سنت کی طرف سے شکریہ کے مستحق ہیں۔اللہ کریم اس خدمت کے بدلے ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ حضرت امین شریعت کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے،آپ کے درجات کو بلند فرمائے،اورآپ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیّت نصیب فرمائے۔اللہ جَلَّ شَانہٗ سے دعا ہے کہ حضرت امین شریعت کے صدقے ہمیں بھی مذہبِ مہذب اہلِ سنت وجماعت پر زندہ رکھے اوراسی پر موت دے اور جملہ حاسدین ودشمنانِ دین کے شر سے محفوظ رکھے۔آمین یارب العالمین۔

باب چہارم

سوانحات

حضور امین شریعت کچھ یادیں کچھ باتیں

مولانا محمد شہاب الدین رضوی

فروغ شمع تو باقی رہے گا روز محشر تک
مگر محفل تو پروانوں سے خالی ہوتی جاتی ہے

خانوادۂ رضویہ کی دو سو سالہ علمی و دینی خدمات پر مشتمل بین الاقوامی تحریک کے داعیوں میں ایک نمایاں نام امین شریعت حضرت علامہ مولانا سبطین رضا خاں بن استاذ العلماء مولانا حسنین رضا خاں بن استاذ زمن مولانا حسن رضا خاں حسن بریلوی بن امام المتکلمین مولانا مفتی نقی علی خاں بریلوی (والد ماجد اعلیٰ حضرت) بن مجاہد جنگ آزادی مولانا مفتی رضا علی خاں بریلوی کا ہے۔آپ کے تعلق سے کچھ یادیں اور کچھ باتیں حاضر کی جارہی ہیں۔

۹ رشوال المکرم ۱۴۱۰ھ / ۱۹۹۰ کی بات ہے کہ راقم السطور کو امین شریعت سے پہلی بار بالمشافہ گفتگو وملاقات کا شرف حاصل ہوا، اور آج دوپہر (۹ رنومبر 2015ء ۲۶ / محرم الحرام ۱۴۳۷ھ بروز پیر) آخری بار دیدار کرکے پرانی یادوں اور پرانی باتوں کو یاد کرتا رہا، ذہن وشعور کے آب گینہ میں نہ جانے کتنے واقعات کے نقوش ابھرتے گئے اور یکے بعد دیگرے کافور ہوتے نظر آئے۔آپ کی مسکراہٹ، چہرۂ مبارکہ کی نورانیت، صاحب علم وفضل، بلند کردار، باحشمت وکرامت بزرگ، اور خلاق عالم نے جس کیفیت کے ساتھ تخلیق فرمائی ہے اس کے دیکھنے کے بعد معاً تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم قدس سرہ کی یاد تازہ ہوجاتی ہے۔آج آپ کے دولت کدہ محلہ کانکر ٹولہ پرانا شہر میں انسانی ہجوم ہے، علماء وفضلاء ہوں یا عوام وخواص، سب ہم شبیہ مفتی اعظم کی زیارت کے لیے قطار در قطار کھڑے ہیں، ملک وبیرون سے فون کی صداؤں نے میرے

کان کے پردے کو مہمیز کر دیا ہے، آپ کے انتقال سے پورا عالم اسلام متاثر ہوا، اور اسلامی تحریکات مضمحل وسوگوار نظر آتی ہیں، خانوادۂ رضویہ کی اہم شخصیات آپ کے آخری دیدار کے لیے بے قرار ہیں، حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری اور آپ کی ہمشیرہ یعنی ہماری پیرانی اماں صاحبہ (اہلیہ محترمہ حضرت تاج الشریعہ) حضرت کی ہمراہ متحدہ عرب امارات کے تمام تبلیغی و جماعتی پروگرام منسوخ کر کے بریلی واپس آگئے ہیں، مولانا عسجد رضا قادری سے میں نے نماز جنازہ کے تعلق سے کچھ معلومات حاصل کرنا چاہا تو وہ غم واندوہ میں اتنا زیادہ مبتلا تھے کہ وہ الفاظ کو مقصود کا جامہ پہنانے سے قاصر نظر آئے، اور ایسا غم کیوں نہ ہو کہ وہ بڑے ماموں ہونے کے ساتھ ہی ساتھ خسر محترم بھی تھے، اتنا گہرا، مضبوط اور قریبی رشتہ شاید ہی کسی اور سے ہو۔

راقم نے ۱۹۸۹ء میں ''مفتی اعظم اور ان کے خلفاء'' کی تصنیف کا سلسلہ شروع کیا، امین شریعت کو حضور مفتی اعظم قدس سرہ سے خلافت واجازت حاصل ہے، اس لیے آپ کے حالات کو جمع کرنے کے لیے کوشش کر رہا تھا مگر آپ کی بارگاہ تک باریابی کا شرف حاصل نہیں ہو پا رہا تھا، میں نے آپ کے برادر اصغر یادگار سلف حضرت مولانا حبیب رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ (ماموں صاحب) سے گزارش کی کہ آپ کے برادر اکبر کے حالات کیسے لکھوں گا، کتاب آخری مرحلہ میں ہے۔ ماموں صاحب نے فرمایا کہ بھائی صاحب کو خط لکھو وہ ضرور جواب دیں گے، میں نے آپ کا پتہ لیا جو انجمن اسلامیہ کانکیر ضلع بستر (ایم۔ پی) کا تھا، خط لکھ کر روانہ کر دیا، ۱۵ دنوں کے بعد آپ کا تفصیلی جواب موصول ہوا، اپنے حالات بہت مختصر لفظوں میں مجھے روانہ کیے جس کو میں نے اپنی کتاب میں شامل کر لیا، اس دن سے میرا علمی وقلمی رابطہ آپ سے گہرا ہوتا گیا۔ اور جب بھی بریلی اپنے دولت کدے پر تشریف لاتے تو آستانہ عالیہ رضویہ ضرور حاضر ہوتے، یہیں پر آفس میں میری ملاقات ہوجایا کرتی تھی، عند الملاقات تعلیم وتربیت اور تصنیف وتالیف کے سلسلے میں بات چیت فرماتے، ابھی چند سالوں سے کافی کمزور ہو گئے تھے جس کی وجہ سے کہیں جانا آنا نہیں ہوتا تھا، ایک دن کی بات ہے کہ آپ رائے پور سے

بریلی تشریف لائے ہوئے تھے، آپ کی صاحب زادی یعنی ہماری بھابی صاحبہ (اہلیہ محترمہ مولانا عسجد رضا خاں قادری) سے ملاقات کے اوقات دریافت کر کے ملنے کے لیے پہنچا، اس وقت ''مولانا حسنین رضا خاں بریلوی حیات و کارنامے'' میری کتاب چھپ کر منظر عام پر آ گئی تھی، دیکھا کہ آپ کے سرہانے رکھی ہوئی ہے، فرمایا کہ ''میں تمہاری کتاب پڑھ رہا ہوں، والد صاحب کے تعلق سے بہت اچھی معلومات جمع کر دی ہے، کچھ حوالا جات وواقعات رہ گئے ہیں، میں کسی موقع پر بتا دوں گا، اس کو بھی لکھ دینا'' اور بہت دعاؤں سے نوازا اور سر پر دست شفقت رکھا۔ چلتے وقت فرمانے لگے کہ تمہارے کتنے بچے ہیں، میں نے عرض کیا کہ چار بچے ہیں دو لڑکے اور دو لڑکیاں۔ فرمایا کہ کہاں پڑھ رہے ہیں، عرض کیا کہ اسکول میں پڑھ رہے ہیں، پھر فرمایا کہ عجب حال ہے مولانا لوگوں کے بچے اسکول میں پڑھ رہے ہیں، ایک بچے کو عالم دین بنانا۔ میں حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ہاں میں جواب دے کر خاموش ہو گیا۔ کیا خبر تھی موت کا یہ حادثہ ہو جائے گا ☆ علم وفن کا آسماں زیر زمیں سو جائے گا راقم نے ۱۹۹۴ء میں آپ کے جد امجد اور مشہور نعت گو شاعر مولانا حسن رضا خاں حسن بریلوی پر ماہنامہ سنی دنیا کا ''حسن بریلوی نمبر'' نکالا تو ایک تفصیلی خط لکھ کر بے پناہ مسرت کا اظہار فرمایا اور نمبر نکالنے پر مبارک باد دی۔ مدھ پردیش یونیورسٹی کے اسکالر عبد الغفار انصاری پی۔ ایچ۔ ڈی کر رہے تھے، ان کو ایک حکم نامہ میرے نام لکھ کر میرے پاس بھیجا کہ میرے مرید ہیں اور میرے جد امجد پر ریسرچ کر رہے ہیں، ان کی رہنمائی کرو اور مواد بھی فراہم کر دو۔ امین شریعت سے اپنے اجداد کرام پر کوئی لکھنے کے لیے کہتا تو آپ راقم کی طرف رجوع کرنے کے لیے کہتے تھے، آج ان کی شگفتہ مزاجی، بڑکپن، اور خورد نوازی سے ہم محروم ہو گئے۔ آج وہ خالق حقیقی سے جا ملے جہاں ہر ایک جن وانس کو جانا ہے، آج خانوادۂ رضویہ ایک عظیم ترین بزرگ اور اعلیٰ اقدار کی حامل شخصیت سے محروم ہو گیا، اب ان کو ڈھونڈو گے تو زمانہ میں کہیں نہیں پاؤ گے۔

عرش پر دھومیں مچیں کہ وہ مومن صالح ملا
فرش سے ماتم اٹھے کہ وہ طیب و طاہر گیا

حضرت امین شریعت نومبر ۱۹۲۷ء کو محلہ سوداگران بریلی میں پیدا ہوئے، جب چار سال چار ماہ اور چار دن کی عمر ہوئی تو والد ماجد نے تسمیہ خوانی کا خصوصی اہتمام کیا، اچھے اچھے کپڑے سلوائے، دولہا بنایا گیا، پھر آپ کے چھوٹے دادا ماہر علم المیر اث مولانا مفتی محمد رضا خاں بریلوی نے بسم اللہ خوانی کرائی، اس تقریب میں والد ماجد کے بہت سارے احباب شریک تھے۔ آپ نے دار العلوم منظر اسلام، دار العلوم مظہر اسلام اور مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے تعلیم حاصل کی، اساتذہ میں صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی، محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد رضوی چشتی، مولانا غلام جیلانی اعظمی، حافظ عبد الروف بلیاوی، شمس العلماء قاضی شمس الدین جون پوری، مفتی وقار الدین رضوی کراچی، پروفیسر سید ظہیر احمد زیدی علی گڑھی، مولانا غلام یاسین پورنوی، اور حافظ سید شبیر علی بریلوی وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

وہ صورتیں الٰہی کس دیش بستیاں ہیں
اب جن کے دیکھنے کو آنکھیں ترستیاں ہیں

آپ نے فراغت کے بعد تدریسی زندگی کا آغاز دار العلوم مظہر اسلام سے کیا، بعدہ قاری غلام محی الدین شیری کے مدرسہ اشاعت الحق ہلدوانی ضلع نینی تال میں تین سال تک درس وتدریس میں مشغول رہے، پھر جامعہ عربیہ ناگ پور تشریف لے گئے اور درس نظامی کے طلبہ کی علمی تشنگی کو بجھاتے رہے۔

درس گاہ میں جب طلبہ کے روبرو ہوتے تو علوم عقلیہ ونقلیہ کے حقائق ودقائق کا جام ان کے قلوب واذہان میں سیل رواں کی طرح ڈالتے نظر آتے، اور زبان حال سے یہ کہتے رہتے۔

کہکشاں سے کوئی یہ کہہ دے اپنی کرنوں کو چن کے رکھ لے
میں اپنے صحرا کے ذرے ذرے کو خود چمکنا سکھا رہا ہوں

سات مارچ ۱۹۵۷ء حضرت مفتی عبد الرشید فتحپوری کی صاحبزادی سے آپ کا عقد مسنون ہوا، جن سے سات بچے پیدا ہوئے، دو لڑکے اور تین لڑکیاں بفضلہ تعالیٰ موجود ہیں

(۱) مولانا جنید رضا خاں عرف سلمان میاں (۲) مولانا عبید الرضا عرف نعمان میاں۔اور تین لڑکیاں علی الترتیب مولانا منان رضا خاں منانی میاں، الحاج محمد افروز رضا قادری اور مولانا سجد رضا خاں قادری کے عقد میں ہیں، اللہ تعالیٰ ان سبھی کو صحت وسلامتی کے ساتھ صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

حضرت امین شریعت کا ابائی مکان محلہ سوداگران میں وہ مکان ہے جو آستانہ عالیہ رضویہ کے عقب میں واقع ہے، آپ کے تایا حکیم حسین رضا خاں ۱۹۴۷ء تک اس مکان میں سکونت پزیر رہے، تقسیم ملک کے ہنگامی حالات میں ان کی عدم موجودگی میں ایک پنجابی زبردستی قابض ہو گیا تھا جو کم وبیش بیس سال تک رہتا رہا، جس کو آج سے ۳۲ سال قبل حضرت منانی میاں نے کوشش کر کے خالی کرایا اور اب اس مکان میں وہ خود رہتے ہیں، تعمیر خانقاہِ رضویہ کے وقت مکان

کا ایک حصہ آپ کے والد ماجد نے خانقاہ کے اندر شامل کر دیا تھا تا کہ خانقاہِ رضویہ وسیع وکشادہ ہو جائے۔

کیسے آقاؤں کا بندہ ہوں رضا
بول بالے میرے سرکاروں کے

آپ سے جڑی ہوئی ایک تاریخی عینی شہادت آج ختم ہوگئی کہ جب ملک کی آزادی کی تحریک چل رہی تھی، ایک طرف مسٹر کرم چندر گاندھی کی کانگریس تھی، تو دوسری طرف مسٹر محمد علی جناح کی مسلم لیگ۔سیاسی اور سماجی اعتبار سے متحدہ ہندوستان کا ذہنی طور پر بٹوارہ ہو چکا تھا، دینی و مذہبی جماعتیں بھی اپنے اپنے مفادات میں مشغول تھیں، اہل سنت والجماعت کا طبقہ کش مکش کا شکار تھا کہ کیا فیصلہ لیا جائے۔اس سلسلہ میں صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی اور امیر ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری کی قیادت میں آل انڈیا سنی کانفرنس کا تاریخ ساز اجلاس ۲۴ تا ۲۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۵ھ/ ۲۷ تا ۳۰، اپریل ۱۹۴۶ء کو بنارس میں منعقد ہوا، آپ حضور مفتی اعظم ہند، مفسر اعظم ہند اور والد ماجد کے ہمراہ بنارس تشریف لے گئے، اس تاریخ ساز

کانفرنس نے پورے ملک کا سیاسی منظر نامہ بدل کر رکھ دیا تھا۔ راقم نے بہت کوشش کی کہ آپ سے اس تاریخ ساز کانفرنس کے تعلق سے معلومات فراہم کر لے، مگر فرصت نے ساتھ نہ دے کر اس عظیم معلوماتی ذخیرہ سے تاریخ داں حضرات کو محروم کر دیا، جماعت اہل سنت میں آج آپ کی واحد شخصیت تھی

جو بنفس نفیس سنی کانفرنس بنارس میں موجود تھی، مجھے حالات کو قلم بند نہ کر پانے کا بہت افسوس ہے۔

جو بادہ کش تھے پرانے وہ اٹھتے جاتے ہیں
کہیں سے آب بقائے دوام دے ساقی

تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم سے آپ کو خلافت واجازت حاصل تھی، حضور مفتی اعظم اکثر فرمایا کرتے تھے "صاحب (مولانا حسنین رضا خاں بریلوی) کے تین بچے اور تینوں بہت اچھے" اور کبھی کبھی اپنے فرزند محمد انور رضا کی یاد آتی تو فرماتے "کہ اللہ تعالیٰ اگر لڑکے دے تو صاحب جیسے دے"۔ حضرت مفتی اعظم نے آپ کو ۱۹۶۵ میں مدھ پردیش کے ضلع کانکیر میں تبلیغ دین متین اور مسلک اعلیٰ حضرت کی نشر واشاعت کے لیے بھیجا، ایسا بھیجا کہ وہیں کے ہو کر رہ گئے، مسلسل ۵۰ رسال کا ایک طویل عرصہ مدھ پردیش اور چھتیس گڑھ میں رہ کر آپ نے علمی وروحانی فیضان سے پورے علاقے کو مالامال کیا، تعلیمات اعلیٰ حضرت اور اسلام وسنیت کے تحفظ و بقا کے لیے ہمیشہ سرگرداں رہے، درجنوں مدارس اسلامیہ اور سیکڑوں مساجد آپ کی سرپرستی میں تعمیر ہوئیں، لاکھوں کی تعداد میں امت مسلمہ نے آپ کے ہاتھ پر توبہ واستغفار کر کے داخل سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ ہوئے۔ متعدد کتابیں اور سیکڑوں مضامین تحریر کیے جو یادگار رہیں۔

۱۱ رنومبر بروز بدھ ہزاروں عوام وخواص کی موجودگی میں آپ کو اپنے آبائی مکان کے سامنے نئی زمین خرید کر ایک بج کر تیس منٹ پر سپرد خاک کر دیا گیا، جلوس جنازہ صبح ساڑھے دس بجے محلہ کانکر ٹولہ سے روانہ ہوا، اور ۱۲ بجکر ۲۲ منٹ پر حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ نے اسلامیہ میدان میں نماز جنازہ کی امامت فرمائی۔ اسلامک

ریسرچ سینٹر کے رکن مولانا محمد شفیق الحق رضوی اور آفتاب عالم نے راقم کو بتایا کہ جب امین شریعت کے جنازہ کو قبر میں اتارنے کی لوگ آپس میں جد و جہد کر رہے تھے تو کفن سے ہاتھ باہر نمودار ہوا، اور ہاتھ کا پنجہ اوپر اٹھا، پھر ہاتھ نیچے آ گیا۔ یہ جنبش ایک لمحہ بھر کے لیے تھی، یہ ایک اشارہ تھا کہ میں اب تم لوگوں سے ظاہری طور پر رخصت ہو رہا ہوں اور تمام عقیدت مندوں کو آخری الوداعیہ سلام دے کر قیامت تک کے لیے روپوش ہو گئے، وہ کیا گئے اہل سنت کو یتیمی کا داغ دے گئے، ہماری محفلیں سونی ہو گئیں، جماعت کا ایک علمی وہ روحانی سرپرست رخصت ہو گیا، گلستان رضویت کا ایک عظیم فعال باغ باں جاتا رہا، وہ اٹھ گئے جس کے دم سے علم وفن اور روحانیت کی انجمن آباد تھی، وہ تنہا ایک شخص نہیں بلکہ پوری انجمن تھے، وہ انجمن اسلامیہ کانکیر اور دارالعلوم انوار مصطفیٰ رائے پور کے صدر تھے، اور جامعۃ الرضا کے سرپرست بھی۔ ایسی جامع شخصیت کے اٹھ جانے سے جماعت اہل سنت میں بڑا خلا پیدا ہو گیا ہے، ان کے سانحہ ارتحال سے عوام سے لے کر خواص تک، علماء سے لے کر مشائخ تک درد و کرب میں مبتلا ہیں، اور ان کے نعم البدل کے لیے دعا گو ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے فیضان کو جاری وساری رکھے۔ آمین

ہزاروں رحمتیں ہوں اے امیر کارواں تجھ پر
فنا کے بعد بھی باقی ہے شان رہبری تیری

☆☆☆

ابرِ رحمت ان کے مرقد پر گہر باری کرے
حشر تک شانِ کریمی ناز برداری کرے

☆☆☆

قومی جنرل سیکریٹری جماعت رضائے مصطفیٰ
سوداگران بریلی شریف

امین شریعت کے شخصیت ساز اساتذہ کرام

مولانا **محمد شاہد القادری**

خانوادۂ رضویہ کے چشم و چراغ، عالم نبیل، فاضل جلیل، کامل اکمل، امین شریعت، شہنشاہ فکر وفن حضرت علامہ مولانا مفتی الشاہ الحاج محمد سبطین رضا خاں قادری رضوی بریلوی علیہ الرحمہ الرضوان (ولادت: ۱۳۴۶ھ/ .....۱۹۲۷ وصال:۔۲۶/محرم الحرام ۱۴۳۷ھ/ ۹/نومبر ۲۰۱۵ء بروز دوشنبہ ا/بجکر ۵/منٹ پر) کی آفاقی شخصیات مسلمانانِ عالم کے لیے رہبرورہنما کی حیثیت رکھتی ہیں،آپ کی پاکیزہ ذات کوسنوارنے میں جہاں والدین کریمین نے کلیدی کردار ادا کیا ہے، وہیں علم وفن میں یکتائے روزگار اورشخصیت سازی میں اساتذہ کرام نے بھی اہم رول ادا کیا ہے ’’اساتذہ اپنے طلبا کی علمی گہرائی وگیرائی سے پہچانے جاتے ہیں۔‘‘

★**حضور مفتی اعظم ہند:** حضور مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی مصطفیٰ رضا نوری بریلوی علیہ الرحمہ کی ولادت ۲۲/ذی الحجہ ۱۳۱۰ھ۔۷/جولائی ۱۸۹۲ء بروز جمعہ بوقت صبح صادق بریلی شریف میں ہوئی۔

حضور مفتی اعظم ہند نے اپنے بڑے بھائی حجۃ الاسلام حضرت علامہ حامد رضا خاں علیہ الرحمہ سے ناظرہ قرآن کی تکمیل صرف تین سال میں کی۔اعلی حضرت امام احمد رضا نے استاذ الاساتذہ علامہ رحم الٰہی منگلوری اور علامہ بشیر احمد علی گڑھی سے فرمایا کہ ’’مصطفیٰ رضا کوآج سے آپ دونوں پڑھائیں گے۔‘‘

حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ نے ۱۳۲۸ھ/۱۹۱۰ء میں بعمر ۱۸/سال خداداد ذہانت، ذوق مطالعہ ومحنت لگن کے نتیجے میں جملہ علوم وفنون کی تکمیل کی اورمرکز اہلسنت دارالعلوم منظراسلام بریلی شریف سے فراغت پائی۔

اساتذہ کرام: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی (۱۲۷۲ء/۱۳۴۰ھ) حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خاں بریلوی (۱۳۶۲ھ) علامہ شاہ رحم الٰہی منگلوری (۱۳۶۱ھ) علامہ سید شاہ بشیر احمد علی گڑھی علامہ ظہور الحسن رامپوری (۱۳۴۲ھ)

درس وتدریس: حضور مفتی اعظم ہند نے درسیات سے فراغت کے بعد ۱۳۲۸ھ میں دارالعلوم منظر اسلام میں زینت مسند درس وتدریس ہوئے آپ دارالعلوم منظر اسلام سے کتنے سالوں تک وابستہ رہے اس کی صراحت نہیں ملتی لیکن ایک اندازے کے مطابق ۱۹۱۰ء/ ۱۹۳۷ء تک دارلعلوم منظر اسلام میں زینت مسند درس وتدریس رہے، آپ کے فیضان علم سے سیراب ہونے والوں کی بہت بڑی تعداد ہے آپ تا حیات نور علم سے سینوں کو منور کرتے رہے۔

حضور مفتی اعظم کے مشاہیر تلامذہ :۔ علامہ ابراہیم رضا خاں بریلوی، علامہ سردار احمد رضوی لائلپوری، مولانا اعجاز ولی خان رضوی بریلوی، علامہ حشمت علی خاں پیلی بھیتی، علامہ حاجی مبین الدین رضوی امروہوی،، مفتی شریف الحق امجدی گھوسوی، علامہ ریحان رضا خان بریلوی، تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خان بریلوی، علامہ ضیاء المصطفیٰ امجدی گھوسوی، علامہ غلام جیلانی اعظمی، علامہ قاضی عبدالرحیم بستوی، علامہ ابراہیم خوشتر صدیقی، علامہ سبطین رضا خاں بریلوی، علامہ تحسین رضا خاں بریلوی۔

حضور مفتی اعظم ہند کے چند مشاہیر خلفا:۔ مفسر اعظم ہند علامہ ابراہیم رضا خان بریلوی، ریحان ملت علامہ ریحان رضا خان بریلوی، تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خان بریلوی، حضور امین شریعت علامہ سبطین رضا خاں بریلوی بحر العلوم علامہ مفتی افضل حسین مونگیری، رئیس التحریر علامہ ارشد القادری، پاسبان ملت علامہ مشتاق احمد نظامی، رئیس الفقہا علامہ مفتی اعجاز ولی خان بریلوی، افضل المحدثین علامہ تقدس علی خان بریلوی، بدر ملت مفتی بدر الدین گورکھپوری، مجاہد ملت علامہ حبیب الرحمٰن بھدرکی، شمس العلما قاضی شمس الدین جونپوری، مفتیٔ مالکیہ علامہ مفتی سید محمد علوی مالکی، شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی گھوسوی۔

حج وزیارت: حضور مفتی اعظم نے اپنی حیات میں تین بار حج وزیارت کی سعادتیں حاصل کیں اوّل ۱۹۴۵ دوم ۱۹۴۸ سوم ۱۹۷۱۔آخری حج میں آپ کے ساتھ آپ کی اہلیہ محترمہ بھی تھیں۔حج سے فراغت کے بعد ان تمام جگہوں کی زیارت فرمائی جن کا انتساب آقائے کونین رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے۔جب علمائے حرمین کو یہ اطلاع ملی کہ ملک ہند سے شیخ امام احمد رضا کے شہزادہ والا تبار تشریف لائے ہیں تو ان کی مسرتوں کی انتہا نہ رہی،سب نے آپ کا خیر مقدم کیا،اجازت وخلافت طلب کی اور محفل نور سے خوب خوب علمی استفادہ کیا۔

وصال مبارک:۔آپ کا وصال پر ملال ۱۴ر محرم الحرام ۱۴۰۲ھ۔۱۲ر نومبر ۱۹۸۱ء رات ایک بجکر ۴۰ر منٹ پر ہوا،زبان پر کلمہ طیبہ کا ورد تھا اور خالق حقیقی کی طرف سے بلاوا آ گیا۔اگلے روز نماز جمعہ کے بعد اسلامیہ کالج کے وسیع میدان میں تین بجکر پندرہ منٹ پر نمازِ جنازہ ہوئی اور تقریباً چھ بجے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے پہلو میں دفن کیے گئے۔نماز جنازہ میں تقریباً پچیس لاکھ کا مجمع تھا جو سمندر کی طرح ٹھاٹھے مار رہا تھا۔(جہان مفتی اعظم ہند)

★علامہ امجد علی اعظمی: آپ مدینۃ العلماء گھوسی ضلع مئو میں ۱۲۹۶ھ مطابق ۱۸۷۸ء میں اس خاکدان گیتی پر رونق افروز ہوئے۔علمی خانوادے کے فرد فرید تھے، آباء واجداد شرف وفضل اور علم ظاہر وباطن کے جامع تھے،والد ماجد حضرت مولانا حکیم جمال الدین صاحب علوم شرعیہ کے ساتھ علم طب سے بھی مزین تھے۔دادا حضرت مولانا خدا بخش صاحب،صاحب کرامت بزرگ اور عارف کامل تھے۔

آپ کی تعلیم کے متعلق علامہ غلام جیلانی اعظمی قدس سرہٗ ارقام فرماتے ہیں۔

ابتدائی تعلیم اپنے دادا مولانا خدا بخش صاحب سے حاصل کی،ان کے وصال کے بعد مولوی الٰہی بخش صاحب ساکن کوپا گنج،شاگرد مولانا تراب علی صاحب لکھنوی سے کچھ پڑھا جو گھوسی ہی کے مدرسہ میں مدرس تھے،اور بھی کچھ لوگوں سے پڑھتے رہے۔یہ وہ زمانہ تھا کہ کوئی شخص نہ تعلیم کا نگراں تھا نہ متکفل،پھر بچپن کا زمانہ کئی سال تک بے انتظامی کے ساتھ

گذرا۔ مگر تعلیم کا سلسلہ جاری رہا۔ پھر ابتدائے شوال ۱۳۱۴ھ کو مدرسہ حنفیہ جونپور علم وفن کی عظیم درسگاہ مانی جاتی تھی) کا سفر کیا۔ اس زمانہ میں ریل گاڑی نہیں تھی، سواری کے لیے بڑی دشواری تھی، گھوسی سے اعظم گڈھ تک پیدل، پھر وہاں سے جونپور اونٹ گاڑی سے پہنچے اور مدرسہ حنفیہ میں اپنے برادر عم زاد مولانا محمد صدیق صاحب کے پاس قیام کیا، علوم وفنون کی ابتدائی کتابیں مولانا محمد صدیق صاحب اور مولانا سید ہادی حسن صاحب علیہما الرحمہ سے پڑھیں۔

کچھ عرصہ کے بعد تحریک آزادی ہند کے عظیم مجاہد اور اپنے وقت کے ممتاز و متبحر عالم دین علامہ فضل حق خیرآبادی کے شاگرد رشید جامع معقول ومنقول استاذ الاساتذہ مولانا ہدایت اللہ خاں رامپوری ثم جونپوری علیہ الرحمہ متوفی ۱۳۲۶ھ/ ۱۹۰۸ء سے اکتساب فیض شروع کردیا۔ دن میں استاذ الاساتذہ سے اسباق پڑھتے اور رات میں ان کی خدمت میں حاضر ہو جاتے لیکن یہ خدمت بڑی بابرکت ہوا کرتی۔ حضرت صدرالشریعہ اوران کے بعض رفقاء درس استاذ الاساتذہ کے پیر دباتے رہتے اور اسباق کے متعلق پوچھ تاچھ جاری رکھتے، تھوڑی دیر میں تمام اسباق کا اعادہ ہو جاتا، اگر کوئی غلطی ہوتی تو حضرت استاذ الاساتذہ کی رہنمائی سے دور ہوجاتی، اس نمایاں طریقۂ تعلیم سے حضرت صدرالشریعہ کا جوہر علم نکھرتا گیا، قطبی پڑھتے وقت ہی اس سے نیچے کی کتابیں شرح تہذیب وغیرہ دوسرے طلبہ کو آسانی سے پڑھاتے تھے، اس پڑھنے ہی کے زمانے میں تعلیم وتدریس کا ذاتی تجربہ خوب حاصل ہو گیا تھا اور افہام وتفہیم کا خوب ملکہ پیدا ہو گیا تھا۔

حضور صدرالشریعہ نے عالم اسلام کی جن مقتدر شخصیات سے اکتساب علم کیا، ان کی تبحر علمی کا عالم اسلام آج بھی معترف ہے اور ان کے کردار وعمل کی چاندنی سے قلوب آج بھی روشن ومنور ہو رہے ہیں، ذیل میں ان نفوس قدسیہ کے اسماء گرامی درج کیے جارہے ہیں۔

(۱) اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا قادری قدس سرہ

(۲) امام المحدثین حافظ الحدیث حضرت علامہ وصی احمد صاحب سورتی علیہ الرحمہ

(۳) استاذ الاساتذہ حضرت علامہ ہدایت اللہ خاں صاحب رامپوری علیہ الرحمہ

(۴) حضرت علامہ مولانا محمد صدیق صاحب اعظمی علیہ الرحمہ

(۵) حضرت علامہ مولانا الٰہی بخش صاحب اعظمی علیہ الرحمہ

(۶) جدامجد حضرت علامہ مولانا خدابخش صاحب اعظمی علیہ الرحمہ

آپ نے جن دنوں پٹنہ مدرسہ اہلسنت کو اپنی علمی وفکری جولانگاہ کا مرکز بنا رکھا تھا خلیفہ اعلیٰ حضرت حضرت علامہ قاضی عبدالوحید فردوسی علیہ الرحمہ بانی ادارہ کی عیادت کی خاطر، آپ کے استاذ حدیث حضرت محدث سورتی اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہما نے پٹنہ میں تشریف ارزانی فرمائی، اب آگے کی تفصیل علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی سابق شیخ الحدیث دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف سے سنیں، آپ رقم طراز ہیں۔

اسی موقع پر حضرت صدرالشریعہ علیہ الرحمہ کو پہلی بار اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ العزیز کی قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا اور اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کی نظر کیمیا اثر پہلی ہی نگاہ میں اپنا کام کر گئی اور دینی وروحانی مودت ومحبت کے اس شجر کی جس کا بار آور ہونا ازل سے مقدر تھا، داغ بیل پڑ گئی، ایک کشش پیدا ہوئی اور بے اختیار حضرت صدرالشریعہ علیہ الرحمہ کا قلب مائل ہو گیا اور اپنے استاذ محترم حضرت محدث سورتی علیہ الرحمہ کے مشورہ سے حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے مرید ہوئے بعد میں جاکر شرف خلافت سے سرفراز کیے گئے:۔

حضرت صدرالشریعہ کا علمی فیضان آج پوری دنیا میں جاری ہے۔ برصغیر کا شاید ہی کوئی عالم ایسا ہو کہ جس کا سلسلہ تلمذ آپ تک نہ پہنچتا ہو، اس حقیقت کا اظہار کرتے ہوئے شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں۔

صدرالمدرسین شیخ المحدثین استاذ المتکلمین صدرالشریعہ بدرالطریقۃ حضرت مولانا شاہ محمد امجد علی قدس سرہ العزیز مصنف بہار شریعت شارح طحاوی کی ذات گرامی کی حیثیت ہماری جماعت میں وہی ہے جو کائنات میں آفتاب عالمتاب کی ہے۔ جو یومیہ کروڑوں من گرم روشنی اپنے خزانہ عامرہ سے دنیا کو بخش کر عالم رنگ وبو کی بہاروں، رعنائیوں، توانائیوں کو باقی رکھے ہوئے

ہے اور صبح قیامت تک باقی رکھے گا۔

ہمارے علمی مراکز دینی اداروں اونچی سے اونچی خانقاہوں میں جھانک کر دیکھو گے تو کہہ اٹھو گے۔

ہم ہوئے تم ہوئے کہ میر ہوئے

سب اسی زلف کے اسیر ہوئے

بلا واسطہ فیض یافتگان تو اب صرف دو ایک رہ گئے، لیکن بالواسطہ فیض یافتگان کی اگر کوئی فہرست بنائی جائے تو میرا اپنا اندازہ ہے کہ لاکھ سے کم نہ ہوگی۔

دینی خدمات کے جتنے بھی مناصب ہیں ان پر فائزین کو شمار کیجئے تو باستثنائے دو چار کے سبھی حضرت صدر الشریعہ کے تلامذہ کے سلسلۃ الذہب کی کڑیاں ہیں۔

دار الافتا کا جائزہ لیجئے تو تمام دار الافتا کے مسند نشین اسی مخزن علم وحکمت کے وارث ہیں۔ مدرسین کا سروے کیجئے تو آپ کو ہر دار العلوم، ہر مدرسے میں، اسی استاذ الکل فی الکل کے تلامذہ نظر آئیں گے۔ مصنفین کا جائزہ لیجئے تو سب کے سب اسی خرمن کے خوشہ چیں ملیں گے۔ مقررین وخطباء پر نظر ڈالیے تو وہ سب اسی مبلغ فیض و برکت کی بارگاہ کے تربیت یافتہ ہیں۔ مشائخ سلاسل میں جو صاحبان علم وفضل ہیں، انہیں کھنگالیے تو ان سب کو علم وفضل کی دولت اسی داتا کی بارگاہ سے ملی ہے۔ اگر مضمون کی طوالت کا خوف نہ ہوتا تو آج کے تمام مشاہیر کا نام لے لے کر بتا دیتا اور دکھا دیتا کہ فلاں شیخ نے فلاں مدرسے میں فلاں سے پڑھا ہے اور وہ بالواسطہ یا بلا واسطہ حضرت صدر الشریعہ کے تلمیذ ہیں۔

آپ کے تلامذہ کرام کی ایک لمبی فہرست ہے، راقم نے ۴۲ر تلامذہ کا مختصر تعارف نامہ ترتیب دیا ہے، جسے امام احمد رضا سوسائٹی کلکتہ ۲۰۱۶ء میں شائع کرنے جا رہی ہے۔ چند تلامذہ کے اسماء گرامی حسب ذیل ہیں:۔

مفسر اعظم ہند علامہ ابراہیم رضا خاں بریلوی، حافظ ملت علامہ عبد العزیز مراد آبادی، مجاہد ملت علامہ حبیب الرحمٰن بھدرکی،، شمس العلما علامہ مفتی قاضی شمس الدین، شیخ العلما علامہ

غلام جیلانی اعظمی، صدر العلما علامہ غلام جیلانی میرٹھی، علامہ غلام یزدانی اعظمی، علامہ سلیمان اشرف بھاگلپوری، علامہ ضیاء المصطفیٰ امجدی گھوسوی، مفتی شریف الحق گھوسوی جونپوری، مفتی تحسین رضا بریلوی، علامہ سردار احمد لائلپوری، علامہ سبطین رضا خاں بریلوی۔

صدر الشریعہ علم وحکمت کے اسرار ورموز کے ایسے شناور تھے کہ ان کے دور میں برصغیر کے کم ہی اہل علم ان کے ہم پلہ تھے۔ تعلیم وتربیت اور تدریس کی مہارت اور نونہالان قوم وملت کو زیور علم وفن سے مزین کرنے میں جو دستگاہ انہیں حاصل تھی اس کا اعتراف مولانا حبیب الرحمن خان شیروانی صاحب سے سنیں وہ کہتے ہیں۔

جس کو مدرس کہتے ہیں وہ ہندوستان میں چار پانچ سے زائد نہیں، ان چار پانچ میں سے ایک مولوی امجد علی صاحب ہیں۔

اسلام دین فطرت، مکمل دستور حیات اور زندگی کے تمام شعبوں کی صحیح رہنمائی کا ضامن ہے۔ ہر دور اور ہر زمانے کے حالات کا مقابلہ کرنا اس کی سرشت میں ہے اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ زندگی متحرک اور تغیر پذیر ہے، چنانچہ آج ہر دن ایک نئی شان اور تازہ منظر نامہ نظروں کے سامنے ہوتا ہے۔ ایسے میں کوئی اسلام کا داعی ونقیب اور ملت کا قائد ورہنما بھلا یہ کیسے گوارہ کرسکتا ہے ارشاد فرماتے ہیں۔

"از نفس تعلم وتعلیم زبان انگریزی باکے نیست۔ اما بسا اوقات بسبب امر آخر قباحت رونماید مثلاً صحبت کفار وفجار وتعلم امور خلاف شرع کہ ازیں اسباب عقائد فاسدہ دردل جا گیرد۔ وبعض وقت از اسلام برطرف شود، فاما اگر ایں چنیں بنا شد مضائقہ ندارد"۔

(۱) علم وعمل کا حسین پیکر (۲) جملہ علوم عالیہ وفنون ادبیہ پر ید طولیٰ رکھنا (۳) اپنی تمام اولاد کو علم دین سے مزین کرنا (۴) سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے مسلک کی ترجمانی کا کما حقہ حق ادا کرنا (۵) عالم اسلام کو فقہ حنفی کا عظیم سرمایہ بہار شریعت کی شکل میں عطا کرنا (۶) شرح معانی الآثار شریف کا دلنشیں اور تحقیقی تحشیہ (۷) اسلام کی نشر واشاعت اور دین کی بقا وتحفظ کے لیے نامور علماء وفضلا۔

زہدوتقویٰ کا لالہ زاراور فکرونظر کا نیرتاباں اپنی تمام جلوہ سامانیوں کے ساتھ زندگی کی اکہتر بہاریں دیکھنے کے بعد ۶/ ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۸ء کو اپنے محبوب حقیقی کی بارگاہ قدس میں حاضر ہوگیا۔ابر رحمت ان کے مرقد پر گہرباری کرے۔(سوانح صدرالشریعہ)

★**علامہ حسنین رضا خاں بریلوی**: خلیفہ اعلیٰ حضرت استاذ العلما حضرت علامہ مفتی حسنین رضا خاں بن استاذ زمن علامہ حسن رضا خاں بریلوی بن امام الہند مفتی نقی علی خاں بریلوی بن مجاہد آزادی علامہ رضا علی خاں بریلوی بریلی شریف کے مشہور معروف محلہ سوداگران میں ۱۳۱۰ھ/ ۱۸۹۳ء میں پیدا ہوئے۔

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے گھر پر ہی حاصل کی، بعدہ مرکز اہلسنت دارالعلوم منظر اسلام بریلی میں والد ماجد نے داخلہ کرایا، مدرسہ منظر اسلام کے ذی استعداد اور جید علمائے ذوی الاحترام سے علوم دینیہ نبویہ حاصل کیے،جن علما اور اساتذہ کرام کے سامنے آپ نے زانوئے ادب طے کیے ہیں ان میں سے چند کے نام مندرجہ ذیل ہیں:۔

(۱) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی (۲) استاذ العلما علامہ رحم الٰہی منگلوری (۳) بحرالعلوم مولانا مفتی ارشاد حسین مجددی فاروقی (۴) استاذ الحکماء علامہ ہدایت اللہ خاں جونپوری (۵) علامہ ظہورالحسین فاروقی رامپوری (۶) علامہ عبدالعزیز تلمیذ علامہ عبدالحق خیرآبادی (۷) علامہ نورالحسین مجددی فاروقی رامپوری۔

حضرت مولانا حسنین رضا خاں رحمۃ اللہ کی فراغت ۱۳۲۸ھ/ ۱۹۱۰ء میں دار العلوم منظر اسلام سے ہوئی، اس وقت آپ کی عمر شریف ۱۸/ سال کی تھی، امام احمد رضا محدث بریلوی ودیگر اساتذہ کرام کی محبت نے آپ کو اپنے وقت کا ایک عظیم انسان بنادیا، فراغت کے بعد علامہ حسنین رضا نے اپنے مادر علمی دارالعلوم منظر اسلام میں مسند درس و تدریس کو زینت بخشی اور ایک زمانے تک طالبان علوم دینیہ کو فیضیاب فرماتے رہے،آپ سے اکتساب علم کرنے والوں میں اپنے دور کے نامور علما و مشائخ اور مناظر ہیں، چند قابل فخر تلامذہ کے اسماء یہ ہیں:۔

(۱) مولانا مفتی اعجاز ولی خاں رضوی بریلوی (۲) علامہ مفتی تقدس علی خاں

بریلوی (۳) علامہ حشمت علی خاں رضوی پیلی بھیتی (۴) شیخ العلماعلامہ غلام جیلانی اعظمی (۵) محسن ملت علامہ حامد علی رضوی فاروقی (۶) مفتی ابرارحسن حامدی تلہری (۷) مولانا ادریس رضا خاں عرف لالہ میاں داماد مفتی اعظم ہند (۸) مفسر اعظم ہند علامہ ابراہیم رضاخاں (۹) علامہ سبطین رضاخاں رضوی بریلوی۔ ماہنامہ الرضا کی اشاعت کی خاطر آپ نے دارالعلوم کی تدریسی خدمات سے اپنے آپ کو مستعفی کرلیا، اور اپنا کامل وقت اب صرف ماہنامہ الرضا وحسنی پریس اور دیگر اشاعت کتب کے لیے وقف کردیا۔

حضرت مولانا حسنین رضاخاں صاحب میں خاندانی شرافت ونجابت، علمی قابلیت کے علاوہ اور بھی بیشمار خوصیات پائی جاتی تھیں۔ خداداد ذہانت، زورقلم، حق گوئی وبیبا کی، شگفتگی مزاج، حسن اخلاق، فیاضی طبع، سادگی، ایثار وقربانی، اور مخلوق خدا کی خدمت کا جذبۂ بیکراں یہ وہ خصوصیات ہیں جوان میں نمایاں طور پر پائی جاتی تھیں۔

مولانا حسنین رضاخاں بریلوی، شیخ الاسلام امام اہلسنت اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے شاگرد رشید، خلیفہ، بھتیجے اور داماد تھے۔ اعلیٰ حضرت کی چوتھی صاحبزادی مخدومہ کنیز حسنین عرف چھوٹی بیگم آپ کو منسوب ہوئیں، خود اعلیٰ حضرت نے نکاح پڑھایا، جن سے صرف ایک لڑکی شمیم بانو پیدا ہوئیں، شمیم بانو جناب جرجیس رضا خاں کو منسوب ہوئیں، چھوٹی بیگم کے انتقال ہوجانے پر آپ کی دوسری شادی منوری بیگم دختر عبدالغنی خاں صاحب انسپکٹر پولیس کانکرٹولہ بریلی سے ہوئی جن سے چار اولاد ہوئیں، تین لڑکے اور ایک لڑکی، جن کا نام بالترتیب یہ ہیں:۔

(۱) امین شریعت علامہ سبطین رضاخاں

(۲) صدرالعلماعلامہ تحسین رضاخان

(۳) صوفی ملت مفتی حبیب رضاخاں

(۴) مخدومہ سلیم فاطمہ زوجہ حضورتاج الشریعہ مدظلہ العالی

اتباعِ شریعت اور رحمت دوعالم ﷺ کی سچی محبت جوآپ کے والد ماجد اور سرکارسیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہما کی حیات مبارکہ کا بہترین سرمایہ تھا اس سے بفضلہٖ

تعالیٰ آپ نے وافر حصہ پایا تھا۔آپ کو بے شمار احادیث طیبہ زبانی یاد تھیں، دیکھنے والوں نے یہ بھی بتایا کہ احادیث مبارکہ ذکر کرتے وقت آپ کے قلب پر رقت طاری ہوجاتی اورآنکھیں آنسوؤں سے نم ہوجاتیں۔

زندگی کے آخری سالوں میں بہت ضعیف وکمزور ہو گئے تھے اور زندگی کے تمام ہنگاموں سے دوررہ کراپنے اوقات عزیز کوخداوندقدوس کی یادمیں گزارتے گئے۔معمول کے مطابق نمازوں کی پابندی اوراد و وظائف، صبح وشام تلاوت قرآن پاک کا سلسلہ جاری رہا، یہاں تک کہ اللہ اللہ کہتے ہوئے ۵رصفر ۱۴۰۱ھ/ ۱۴ردسمبر ۱۹۸۱ء بروز یکشنبہ اللہ کو پیارے ہوگئے۔گنبد اعلیٰ حضرت کے سائے میں آخری آرام گاہ بنی۔(سالنامہ تجلیات رضا کا صدرالعلما محدث بریلوی نمبر}

★**علامہ غلام جیلانی اعظمی**: شیخ العلما حضرت علامہ مفتی الشاہ غلام جیلانی قادری برکاتی رضوی اعظمی علیہ الرحمہ بن علامہ صدیق اعظمی تلمیذ رشید علامہ ہدایت اللہ خاں رامپوری علیہ الرحمہ کی ولادت باسعادت ۱۳۲۰ھ/ ۱۹۰۲ء بمقام کریم الدین پور گھوسی ضلع مئو (یو، پی) میں ہوئی۔ابتدائی تعلیم محلہ کے مکتب میں ہوئی، چند ماہ کے بعد حجۃ العصر علامہ مفتی امجد علی رضوی اعظمی علیہ الرحمہ کے ہمراہ دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف جاکر داخلہ لیا، یہاں کے بعد دارالخیر اجمیر معلیٰ میں جامعہ عثمانیہ فرنگی محل میں تعلیمی سلسلہ جاری رہا اور ۱۹۴۳ء میں جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف سے سند فراغت حاصل کی اورشہزادہ اعلیٰ حضرت حضور حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خاں رضوی علیہ الرحمہ نے دستار فضیلت سے سرفراز فرمایا۔آپ نے حضور حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خاں قادری بریلوی، حجۃ العصر علامہ امجد علی رضوی اعظمی، علامہ رحم الٰہی منگلوری، علامہ حسنین رضا خاں بریلوی، علامہ عبدالعزیز بجنوری، علامہ عبدالباری فرنگی محلی اور علامہ عبدالحئی افغانی علیھم الرحمہ سے شرف تلمذ حاصل کیا ہے۔تعلیمی فراغت کے بعد اپنی تمام عمر علوم اسلامیہ کی تدریس میں گزاردی بحیثیت مدرس آپ کا تقرر دارالعلوم منظر اسلام میں ہوا، یہاں کے بعد آپ نے مدرسہ محمدیہ امروہہ (مراد آباد) مدرسہ محمدیہ ویلور (مدراس) مدرسہ احسن المدارس

(کانپور) مدرسہ قادریہ برکاتیہ (مارہرہ مطہرہ) جامعہ مظہر اسلام (بریلی شریف) جامعہ اشرفیہ (مبارکپور) جامعہ عربیہ (ناگپور) دار العلوم فیض الرسول (براؤن شریف) میں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔ایک بڑی جماعت نے علمی تشنگی بجھائی جن میں علامہ غلام یزدانی اعظمی، علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی، علامہ عبد الرؤف بلیاوی، علامہ ضیاء المصطفیٰ گھوسوی، علامہ ریحان رضا خاں بریلوی، علامہ سید مدنی میاں کچھوچھوی، علامہ مفتی بدر الدین رضوی گورکھپوری، علامہ سبطین رضا خاں بریلوی، مولانا محمد قاسم علوی کلکتوی کے اسما گرامی معروف ہیں۔

حضرت شیخ العلما علامہ مفتی الشاہ غلام جیلانی علیہ الرحمہ ادبی ذوق کے مالک تھے، شعر و سخن سے اچھا شغف تھا، حسن اخلاق، حسن عمل، تقویٰ و پرہیز گاری میں علما سلف میں بہترین مثال تھے، آپ تجرد پسند اور منکسر المزاج تھے، گوشہ نشینی آپ کا خاصہ تھا، حضرت سید اسماعیل برکاتی مارہروی علیہ الرحمہ کے مرید اور حضرت تاج العلما مارہروی، حضور صدر الشریعہ اعظمی اور حضور تاج الاولیاء رامپوری کے خلفاء میں سے تھے۔آپ کا وصال حق ۶/ربیع الاول ۱۳۹۷ھ/ ۲۵/فروری ۱۹۷۷ء بروز جمعہ ہوا اور وطن مالوف گھوسی میں سپرد خاک ہوئے (تلامذہ صدر الشریعہ)

★**قاضی شمس الدین رضوی جونپوری:خ** شمس العلما قاضی شمس الدین قادری رضوی جعفری جونپوری علیہ الرحمہ کی ولادت باسعادت ۲۸/ذی الحجہ ۱۳۲۲ھ/ ۵/مارچ ۱۹۰۵ء جونپور (یو،پی) میں ہوئی۔ابتدائی تعلیم مدرسہ حنفیہ جونپور میں حاصل کی، اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے سرکار صدر الا فاضل خلیفہ اعلیٰ حضرت علامہ مفتی الشاہ سید نعیم الدین رضوی مرادآبادی علیہ الرحمہ کی بارگاہ عالی میں حاضر ہوئے اور جامعہ نعیمیہ میں کسب علم کیا، یہاں سے حضور صدر الشریعہ کی شہرت سن کر دار الخیر اجمیر معلیٰ پہنچے اور درس نظامیہ کی متعدد کتابیں پڑھنے کا شرف ملا، حضور صدر الشریعہ کے ہمراہ جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف تشریف لائے اور ۱۳۵۲ھ میں حضرت حجۃ الاسلام علامہ مفتی الشاہ حامد رضا خاں قادری علیہ الرحمہ نے دستار فضلیت سے سرفراز فرمایا اور سند فراغت عطا

فرمائی۔آپ نے جن اساتذہ کرام سے کسب علم کیا،ان کے اسماء گرامی یہ ہیں (۱) حضور حجۃ الاسلام علامہ مفتی حامد رضا خاں قادری بریلوی (۲) حضور مفتی اعظم ہند علامہ مفتی الشاہ مصطفی رضا خاں نوری بریلوی (۳) حضور صدر الافاضل علامہ سید نعیم الدین مرادآبادی (۴) حضور صدرالشریعہ علامہ مفتی الشاہ امجد علی رضوی اعظمی۔

آپ نے تعلیمی فراغ کے بعد دارالعلوم منظر اسلام (بریلی شریف) جامعہ نعیمیہ (مرادآباد) مدرسہ منظر حق (فیض آباد) مدرسہ حنفیہ (جونپور) میں درس و تدریس کی خدمات انجام دیتے ہوئے جماعت اہلسنت کوارباب علم وفن کی جماعت عطا کی،جن میں علامہ سبطین رضا خاں رضوی، مفتی محمد اعظم ٹانڈوی، مفتی محمد مسلم بھاگلپوری، مفتی محمد شمس الدین بہرائچی، مفتی شمشاد حسین رضوی شمسی بدایونی، مفتی حسام الدین رضوی شمسی، مولانا محمد قاسم علوی کلکتوی اور مفتی خالد علی رضوی شمسی کے اسماء قابل ذکر ہیں۔

حضرت قاضی شمس العلما علیہ الرحمہ فقہ وحدیث میں مہارت تامہ رکھتے تھے اور آپ کا خصوصی موضوع تھا منطق وفلسفہ، بخاری شریف کا درس ایسے عالمانہ انداز میں دیا کرتے تھے کہ طلبا آپ کی تحقیق اور نکتہ آفرینی سے جھوم جاتے،ادق سے ادق مسائل کا حل اس طرح فرماتے کہ معلوم ہوتا تھا کہ سب کچھ زبان پر ہے۔عربی، فارسی، انگریزی، اردو اور ہندی زبانوں پر یکساں عبور حاصل تھا۔

ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی بریلوی لکھتے ہیں کہ ”۱۹۷۹ء میں وہ بنارس میں حضور تاج الشریعہ مخدوم اہلسنت علامہ مفتی الشاہ محمد اختر رضا خاں قادری رضوی ازہری بریلوی مدظلہ العالی کی معیت میں شمس العلماء قاضی شمس الدین جونپوری علیہ الرحمہ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے، حضرت شمس العلما نے کھڑے ہو کر حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کا استقبال فرمایا اور اپنی مسند پر انہیں بٹھایا اور اپنے مخدوم زادے کا احترام کر کے زمانہ کو بہترین سبق دیا۔اور اپنے استاذ اور مرشد اجازت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ فقہ کا اتنا بڑا ماہر اس زمانے میں کوئی دوسرا نہیں، میں ان کی خدمت میں جب حاضر ہوتا ہوں تو سر جھکا کر بیٹھا رہتا ہوں۔

آپ سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ کے مرید اور سرکار حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خاں بریلوی قادری رضوی نوری اور حضور مفتی اعظم ہند علامہ مصطفی رضا خاں نوری بریلوی علیہم الرحمہ کے خلیفہ تھے۔آپ نے کشکول،قانون شریعت،قواعد النظر اور قواعد الاعراب نامی کتابیں تصنیف فرمائیں،آپ کا وصال حق یکم محرم الحرام ۱۴۰۲ھ/ ۳۰/اکتوبر ۱۹۸۱ء جمعہ کی رات کے آخری حصے میں ہوا نماز جنازہ حضرت مولانا عبدالوحید زیدی خانقاہ نوریہ حمیدیہ (بنارس) نے پڑھائی (تلامذہ صدرالشریعہ)

★**علامہ سردار احمد رضوی لائلپوری**: جامع شریعت وطریقت محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ مفتی الشاہ سردار احمد قادری حامدی رضوی لائلپوری علیہ الرحمہ کی ولادت مبارکہ ۱۳۲۲ھ/ ۱۹۰۴ء موضع دیال گڑھ ضلع گورداسپور (پنجاب، پاکستان) میں ہوئی،میٹرک تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد حضرت حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خاں علیہ الرحمہ کے ہمراہ مرکز علم وفن بریلی شریف تشریف لے آئے اور ابتدائی تعلیم حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے دی،حضرت صدر الشریعہ کی تدریسی شہرت سن کر اجمیر معلیٰ جامعہ عثمانہ میں تعلیمی سلسلہ جاری رکھا اور منظر اسلام بریلی شریف سے سند فراغت حاصل کی۔آپ نے حضرت حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خاں رضوی بریلوی،حضور مفتی اعظم ہند علامہ مفتی مصطفی رضا خاں نوری بریلوی،حضور حجۃ العصر علامہ مفتی امجد علی اعظمی، اور حضرت مولانا سید امیر اجمیری علیہم الرحمہ سے علوم اسلامیہ اخذ کیا۔جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف میں ۵/سال تک اور جامعہ رضویہ مظہر اسلام میں ۱۱/سال تک تدریسی خدمات انجام دئے ،۔آپ کے چند نمایاں تلامذہ کی فہرست ذیل میں دیکھیں

علامہ غلام رسول رضوی لائل پوری،علامہ عبد المصطفیٰ ازہری،مفتی وقار الدین رضوی پیلی بھیتی ،مفتی عبدالقیوم ہزاروی،علامہ ابوداؤد محمد صادق رضوی،مفتی شریف الحق امجدی،علامہ محمد ابراہیم خوشتر صدیقی ،ماریشش،علامہ فیض احمد اویسی،علامہ ریحان رضا خاں بریلوی،علامہ سبطین رضا خاں بریلوی،علامہ تحسین رضا خاں بریلوی۔

آپ سلسلہ قادریہ رضویہ میں سرکار حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خاں قادری رضوی

نوری علیہ الرحمہ سے بیعت ومجاز تھے اور سلسلہ چشتیہ میں شاہ سراج الحق چشتی کے خلیفہ اور سلسلہ نوریہ رضویہ میں حضور مفتی اعظم ہند کے خلیفہ تھے۔ ۱۹۴۵ء میں سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے ہمراہ حج بیت اللہ کی سعادت کا شرف حاصل ہوا اور پاکستان سے ۱۹۵۶ء میں حج کے لیے تشریف لے گئے۔

پہلا مناظرہ ۱۳۵۴ھ میں مولوی منظور سنبھلی سے مولوی اشرف علی تھانوی کے کفریات پر بریلی شریف میں ہوا، اللہ رب العزت نے کامیابی سے سرفراز فرمایا، حضرت محدث اعظم پاکستان خانوادہ رضویہ سے از حد شغف رکھتے، حضرت حجۃ الاسلام اور حضرت مفتی اعظم ہند سے حد درجہ محبت رکھتے تھے، اور اس بارگاہ عالی میں آپ قدر ومنزلت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے، یہی وجہ ہے آپ کو مرشد برحق حضرت حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ کی نماز جنازہ پڑھانے کا شرف حاصل ہوا۔ ۱۹۴۷ء میں پاکستان ہجرت کر گئے، وہاں اپنے مادر علمی کی یاد میں دار العلوم مظہر اسلام کے نام سے ایک علمی قلعہ قائم فرمایا اور آج پاکستان کی علمی دنیا کا سلسلہ تلمذ آپ ہی کے دربار سے ہو کر گزرتا ہے۔

آپ کا وصال مبارک ۲۹؍رجب المرجب ۱۳۸۲ھ؍ ۲۹؍دسمبر ۱۹۶۲ء درمیانی شب ار بجکر ۴۰؍منٹ پر ہوا اور آپ کے شاگرد عزیز علامہ عبد المصطفیٰ ازہری علیہ الرحمہ نے نماز جنازہ پڑھائی، آپ کی تعمیر کردہ سنی رضوی جامع مسجد کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ (تلامذہ صدرالشریعہ، ص:)

★**مفتی وقار الدین رضوی:** فقیہ اسلام وقار ملت حضرت مفتی وقار الدین قادری رضوی حامدی علیہ الرحمہ کی ولادت با سعادت ۱۴؍صفر المظفر ۱۳۳۳ھ؍یکم جنوری ۱۹۱۵ء موضع کھمریہ ضلع پیلی بھیت (یو، پی) میں ہوئی، والد ماجد کا اسم شریف شیخ حمید الدین تھا، آپ کے آباء واجداد زمینداری کرتے تھے۔ ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں کے پرائمری اسکول میں ۴؍جماعت تک حاصل کی، ۱۹۲۷ء؍ ۱۹۲۸ء میں ایک محفل پاک میں شرکت نے دل کی کایا پلٹ دی اور علم دین حاصل کرنے کا جذبہ موجزن ہوا، آپ

کے اصرار پر والدگرامی نے پیلی بھیت کے مدرسہ آستانہ شیریہ میں داخل کرادیا، یہاں مشکوۃ شریف اور جلالین تک کی تعلیم ہوئی، استاذ محترم خلیفہ اعلیٰ حضرت علامہ حبیب الرحمٰن پیلی بھیتی علیہ الرحمہ کے حکم پر دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف تشریف لے گئے اور حضور صدر الشریعہ کی بارگاہ میں زانوئے ادب طے کیے اور تین سال تک مدرسہ حافظیہ سعیدیہ (دادوں، علی گڑھ) میں حضور صدر الشریعہ سے پڑھنے کا شرف حاصل کیے، منظر اسلام میں آپ نے تقریباً دس سال تک اخذ علوم اسلامیہ کیے، ۱۹۳۸ء میں علوم اسلامیہ سے فراغت کے بعد حضور صدر الشریعہ نے دستار بندی سے سرفراز فرمایا۔ آپ کے ہم سبق رفقا میں مفسر قرآن حضرت علامہ عبد المصطفیٰ از ہری امجدی علیہ الرحمہ، سلطان الواعظین علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی نقشبندی علیہ الرحمہ، قدوۃ العلما حضرت علامہ مفتی خلیل احمد برکاتی مارہروی علیہ الرحمہ، حضرت مبلغ اسلام علامہ مصطفی علی قادری علیہ الرحمہ معروف ہیں۔ جن اساتذہ کرام کی صحبت بابرکت نے آپ کو کندن بنایا، ان کے اسماء گرامی یہ ہیں (۱) حضور حجۃ الاسلام علامہ مفتی حامد رضا خاں قادری بریلوی علیہ الرحمہ (۲) حضور صدر الشریعہ علامہ مفتی امجد علی رضوی اعظمی علیہ الرحمہ (۳) سلطان المحدثین علامہ عبد الحق رضوی پیلی بھیتی علیہ الرحمہ (۴) رئیس المحققین علامہ حبیب الرحمٰن رضوی پیلی بھیتی علیہ الرحمہ (۵) محدث اعظم پاکستان علامہ الشاہ سردار احمد رضوی لائلپوری علیہ الرحمہ۔

حضرت علامہ مفتی وقار الدین رضوی پیلی بھیتی علیہ الرحمہ نے تعلیمی فراغت کے بعد جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف میں تدریس کا آغاز کیا، تقسیم ہند کے بعد ۱۹۴۸ء میں بنگلہ دیش تشریف لے گئے، وہاں تجارت شروع کی، پھر جناب سعید احمد ہری پور ہزارہ کے مریدوں نے اپنے پیر کے حکم پر چاٹگام، بنگلہ دیش میں مدرسہ احمدیہ قائم کیا، آپ نے اس مدرسہ میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا اور آپ ہی کی تجویز پر اس مدرسہ کا نام ''دار العلوم احمدیہ سنیہ'' رکھا گیا، ۱۹۷۱ء میں پاکستان تشریف لے گئے، علامہ عبد المصطفیٰ امجدی علیہ الرحمہ اور مفتی ظفر علی نعمانی علیہ الرحمہ کے اصرار پر دار العلوم امجدیہ کراچی اس شرط پر تشریف لے گئے کہ میں اپنے استاذ گرامی سے منسوب اس مدرسہ میں

تاحیات خدمت تدریس پر فائز رہوں گا تاکہ دار العلوم امجدیہ کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچے، آپ تاحیات ناظم تعلیمات، نائب شیخ الحدیث اور رئیس دار الافتاء کے منصب پر جلوہ بار رہے۔آپ چند نمایاں اور قابل ذکر تلامذہ کے اسماذیل میں دیکھیں

(۱) امین شریعت علامہ سبطین رضا خاں بریلوی (۲) صدر العلما علامہ تحسین رضا خاں بریلوی (۳) علامہ قاضی محمد شفیع اعظمی (۴) مولانا خلیل اشرف صاحب، بہاول نگر (۵) مولانا غلام نبی، کراچی (۶) مولانا غلام یاسین، مردان (۷) مولانا فضل سبحانی، مردان (۸) مفتی منیب الرحمٰن، مفتی اعظم پاکستان۔

قیام بریلی شریف اور بنگلہ دیش کے دوران بد مذہب وہابی اور گستاخان رسول سے مختلف مسائل پر کئی کامیاب مناظرے کیے اور سنیت و رضویت کا بول بالا فرمایا، آپ نے باقاعدہ پیری مریدی کا سلسلہ نہیں رکھا، البتہ اگر کسی نے اصرار کیا تو اس کو مرید کر لیتے تھے، اسی بنا پر آپ کے مریدوں کی تعداد ۳۰۰ر سے زائد نہیں ہے، آپ کی خدمت میں اندرون ملک کے علاوہ بیرون ملک سے استفتے آیا کرتے تھے، جن کا آپ قرآن و حدیث وفقہ کی روشنی میں جواب دیا کرتے تھے آپ کے فتاوے میں اسلاف کی جھلک دیکھائی دیتی ہے، اپنے دور کے اکابر علما آپ کے علم وفضل کے آگے سر تسلیم خم کرتے، حضرت علامہ سعید احمد کاظمی علیہ الرحمہ جب بھی کراچی تشریف لاتے، تو آپ سے ملنے کے لیے آپ کے گھر ضرور جاتے، آپ کے علمی تبحر کا ایک زمانہ معترف تھا، آپ سرکار حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خاں قادری رضوی علیہ الرحمہ سے سلسلہ رضویہ میں مرید تھے اور اسی متبرک سلسلہ رضویہ میں حضور مفتی اعظم ہند علامہ مصطفی رضا خاں قادری نوری رضوی علیہ الرحمہ نے شرف خلافت سے سرفراز کیا۔

حضرت وقار ملت کا ایک عظیم کارنامہ یہ کہ جب حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ نے اپنے تلامذہ کو یہ وصیت کی تھی کہ بہار شریعت کے بقیہ حصے کو ترتیب دے کر ادھورے کام کو مکمل کریں، حضور صدر الشریعہ کے پیش نظر حضرت مفتی وقار الدین رضوی علیہ الرحمہ نے ۱۸ رویں جلد کی تکمیل اپنے رفقا حضرت علامہ مفتی عبد المصطفیٰ امجدی اور حضرت علامہ

قاری محبوب رضا خاں بریلوی کے ساتھ کی اور ۲۰/ویں جلد کی تکمیل از خود کی۔

آپ کا وصال مبارک ۲۱/ربیع الاول ۱۴۱۳ھ/ ۱۹/ستمبر ۱۹۹۲ء میں فجر کی نماز کے وقت ہوا اور رفیق درس علامہ عبد المصطفیٰ امجدی کے برابر جامعہ امجدیہ کراچی کے احاطہ میں سپرد خاک ہوئے (تلامذہ صدر الشریعہ، ص: ۱۴۰ تا ۱۴۲)

★علامہ عبد الرؤف بلیاوی: ممتاز العلما حضرت علامہ مفتی الشاہ عبد الرؤف قادری رضوی حامدی بلیاوی علیہ الرحمہ کی ولادت باسعادت ۱۳۳۲ھ/ ۱۹۱۲ء موضع بھوج پور، سکھ پورہ، ضلع بلیا (یو، پی) ہوئی، آپ کے والد گرامی جناب محمد اسلام صاحب مرحوم ہوڑہ ضلع (مغربی بنگال) میں ریلوے ملازم تھے اور برادر اکبر حضرت علامہ محمد امین الدین قادری رضوی حامدی علیہ الرحمہ (م ۲۹/رجب المرجب ۱۴۰۷ھ/ ۳۰/مارچ ۱۹۸۷ء) کا قیام بھی یہیں تھا، اس لیے آپ نے ابتدائی تعلیم برادر اکبر سے پائی اور ۱۳۵۱ھ میں مدرسہ حنفیہ (امروہہ، مرادآباد) تشریف لیے گئے اور تقریباً ۳/سال تک حضرت علامہ سید خلیل احمد کاظمی امروہوی، علامہ حکمت اللہ امروہوی اور شیخ العلما علامہ غلام جیلانی اعظمی کی خدمت بابرکات میں رہ کر اخذ علوم اسلامیہ کیا اور منتہی کتب پڑھنے کے لیے جامعہ اشرفیہ (مبارکپور) تشریف لے گئے، اس درمیان کچھ ناگفتہ بہ حالات کے سبب حضرت حافظ ملت علیہ الرحمہ مدرسہ عربیہ (ناگپور) تشریف لے گئے، تو آپ بھی ہمراہ ہو گئے اور دستار بندی کی رسم ادا کی گئی، لیکن آپ نے سند فراغت لینے سے انکار کر دیا، آپ کے رفقاء درس میں قاری مصلح الدین کراچوی، علامہ مفتی ظفر علی نعمانی اور علامہ ارشد القادری تھے اور اس جلسۂ دستار میں خلیفۂ اعلیٰ حضرت حضور صدر الافاضل علامہ سید نعیم الدین رضوی، خلیفۂ اعلیٰ حضرت حضور صدر الشریعہ علامہ مفتی امجد علی اعظمی، تلمیذ اعلیٰ حضرت حضور محدث اعظم ہند علامہ سید محمد کچھوچھوی علیہم الرحمہ بنفس نفیس شریک تھے۔

آپ فراغت کے بعد جامعہ رضویہ مظہر اسلام (بریلی شریف) تشریف لیے گئے، ایک سال کے بعد حضرت حافظ ملت علیہ الرحمہ نے حضرت مفتی اعظم ہند کی بارگاہ عالی میں عریضہ پیش کر کے علامہ بلیاوی علیہ الرحمہ کو جامعہ اشرفیہ کے لیے مانگ لیا، حضرت

حافظ ملت کی درخواست قبول ہوئی اور حضرت مفتی اعظم ہند نے قلق کے ساتھ رخصت کرتے ہوئے فرمایا ’’مولانا عبدالرؤف کا جانا ہمارے مدرسہ کی موت کے مرادف ہے‘‘ آپ نے تقریباً ۲۰ رسال تک جامعہ اشرفیہ میں تدریسی خدمات انجام دی اور آفتاب علم و حکمت جماعت اہلسنت کو دیا۔علم ہیئت اور نجوم کی تعلیم کے لیے مدرسہ لطیفیہ (کٹیہار) بارگاہ ملک العلما میں حاضر ہوکر صرف چھ ماہ میں حاصل کیے۔آپ کے اساتذہ کرام میں ☆ ملک العلما علامہ مفتی ظفرالدین بہاری ☆ حافظ ملت علامہ عبدالعزیز مرادآبادی ☆ محدث جلیل علامہ محمد خلیل احمد کاظمی امروہوی ☆ شیخ العلما علامہ غلام جیلانی اعظمی ☆ شیخ معقولات علامہ محمد سلیمان اشرف بھاگلپوری ☆ محدث نبیل علامہ مفتی ثناء اللہ امجدی مئوی ☆ علامہ حکمت اللہ امروہوی ☆ علامہ امین الدین حامدی بلیاوی ☆ مولانا شمس الحق بلیاوی ہیں۔اور تلامذہ میں علامہ اعجاز ادروی، علامہ سید حامد اشرف کچھوچھوی، علامہ سید مدنی میاں کچھوچھوی، علامہ ضیاء المصطفیٰ امجدی گھوسوی، مفتی ثناء المصطفیٰ امجدی کلکتوی، علامہ سبطین رضا خاں بریلوی کے اسماء قابل ذکر ہیں۔

آپ حضرت حجۃ الاسلام علامہ مفتی حامد رضا خاں قادری رضوی بریلوی علیہ الرحمہ کے مرید اور حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے خلیفہ تھے،آپ نے حضرت مفتی اعظم ہند کی اجازت سے فتاویٰ رضویہ جلد سوم، چہارم، پنجم پر کام کر کے زیور طباعت سے آراستہ کر کے جماعت اہلسنت کو عظیم علمی خزانہ سے مالامال فرمایا۔

آپ کا وصال ۱۳ رشوال المکرم ۱۳۹۱ھ/ ۲ ردسمبر ۱۹۷۱ء میں ہوا، استاذ محترم حضرت حافظ ملت علیہ الرحمہ نے نماز جنازہ پڑھائی،آپ کے انتقال کا قلق حضرت حافظ ملت کو بہت ہوا،آپ نے فرمایا ’’وہ میرے دست بازو تھے،اس لیے ان کے انتقال کے بعد میں بہت مایوسی کا شکار ہوا،لیکن قدرت الٰہی نے میری رہبری و یاوری فرمائی، پھر ذہن میں آیا کہ یہ دنیا کارگاہ عمل ہے، یہاں کتنے عظیم سے عظیم اور کتنے بڑے سے بڑے مدبر و منتظم آئے اور چلے گئے،لیکن دین کا کام تائید الٰہی سے جاری رہا‘‘(مفتی ثناء المصطفیٰ امجدی۔حیات وخدمات)

★**مفتی ظہیر الدین حامدی زیدی:** رئیس الفقہا حضرت علامہ سید ظہیر الدین قادری رضوی زیدی بجنوری علیہ الرحمہ کی پیدائش ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء سادات بارہہ نگینہ ضلع بجنور (یو، پی) میں ہوئی، آپ کا شجرہ نسب مظفر نگر کے سادات برہہ اور پھر ان سے ہوتے ہوئے حضرت زید شہید بن سیدنا امام زین العابدین بن سیدنا حضرت امام حسین بن مولیٰ علی رضی اللہ عنہم سے جاملتا ہے۔آپ کو منتہی کتب بارگاہ حضور صدر الشریعہ میں حاضر ہوکر مدرسہ حافظیہ سعیدہ دادوں، علی گڑھ میں پڑھنے کا شرف ملا، ۱۹۴۲ء میں سند فراغت سے مالا مال ہوئے۔آپ کے رفقاء درس میں حضرت علامہ مفتی حاجی مبین الدین رضوی امروہوی، علامہ قاری محبوب رضا خاں بریلوی، مفتی خلیل احمد برکاتی مارہروی، علامہ اعجاز ولی خاں بریلوی، علامہ غلام ربانی باندوی، علامہ اختر الزماں، علامہ محمد رفیق الحق امجدی شامل تھے۔آپ نے حضور صدر الشریعہ امجد علی اعظمی، علامہ امین الدین چھروی اور علامہ عبد الشاہد خاں شیروانی سے خصوصی درس لیا۔تعلیمی فراغت کے بعد مدرسہ عربیہ خدام الصوفیہ، گجرات میں تدریس کا آغاز فرمایا، اس وقت حضرت حکیم الامت علامہ مفتی احمد یا خاں نعیمی علیہ الرحمہ مسند نشیں تھے، ایک سال کے لیے دار العلوم مظہر اسلام بریلی شریف چلے آئے، اس وقت حضرت محدث اعظم پاکستان اور علامہ مفتی وقار الدین رضوی کا علمی فیضان جاری تھا۔آپ کے طلباء میں حضرت علامہ سبطین رضا خاں بریلوی، حضرت علامہ تحسین رضا خاں بریلوی، علامہ معین الدین پاکستان، مفتی لطف اللہ برکاتی علی گڑھ، علامہ مظہر ربانی باندوی مشہور معروف تھے۔

۱۹۴۷ء میں علیگڑھ مسلم یونیورسٹی سے منسلک ہوگئے، ۱۹۸۴ء میں اس ذمہ داری سے سبکدوش ہوئے، آپ کا علمی کارنامہ جو آب زر سے لکھنے کے قابل ہے وہ یہ ہے کہ استاذ محترم حضور صدر الشریعہ کے حسب وصیت ''بہار شریعت ۱۹/واں حصہ'' کی تکمیل فرمائی۔

آپ حضور حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خاں قادری نوری بریلوی کے مرید اور حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ اور قطب مدینہ خلیفہ اعلیٰ حضرت علامہ ضیاء الدین مدنی علیہ الرحمہ

کے خلیفہ تھے۔

حضرت علامہ سید ظہیر الدین قادری حامدی رضوی بجنوری علیہ الرحمہ کا انتقال ۸؍جولائی ۲۰۰۲ء کی شام کو ہوا اور ہزاروں لوگوں نے علم وفن کے اس تاجدار کو نمناک آنکھوں کے ساتھ لحد کے حوالے کیا (تلامذہ صدر الشریعہ)

⭑**علامہ غلام یاسین پورنوی:** راس العلما حضرت علامہ مولانا غلام یاسین رشیدی پورنوی بن منشی سراج الدین کی ولادت مبارکہ ضلع پورنیہ (بہار) میں ہوئی، اعلیٰ تعلیم کے لیے مرکز علم وفن جامعہ رضویہ بریلی شریف تشریف لے گئے، جہاں آپ نے حضور صدر الشریعہ علامہ مفتی امجد علی رضوی اعظمی، حضرت مفتی اعظم ہند علامہ مصطفی رضا خاں نوری بریلوی اور حکیم الاسلام علامہ حسنین رضا خاں رضوی بریلوی سے منتہی کتب پڑھنے کا شرف حاصل کیا اور جامعہ منظر اسلام سے سند فراغت اور دستار فضلیت سے سرفراز کیے گئے۔ جامعہ رضویہ، مرزائی مسجد بریلی شریف سے تدریس کا سلسلہ شروع کیا جہاں حضور قاضی شمس العلما علامہ مفتی شمس الدین جونپوری مسند نشیں تھے، ۸؍برس تک مسند تدریس پر فائز رہے، اہل خاندان کے اصرار پر بائسی، پورنیہ تشریف لائے، ۱۹۶۱ء میں مدرسہ فیاض المسلمین میں رہے، وہاں سے دار العلوم مصطفائیہ میں مدرس رہے، ۱۳۶۴ھ میں حضرت مولانا یوسف رشیدی صاحب کے انتقال کے بعد ناظم مدرسہ بنے۔ آپ نے حضرت مولانا سبطین رضا خاں بریلوی، مولانا تحسین رضا خاں بریلوی، مولانا اعجاز ولی خاں بریلوی، مفتی عبید الرحمٰن رشیدی، مفتی ہاشم یوسفی، مفتی ذوالفقار دیناجپوری، مولانا سجاد عالم سکندر پوری کو زیور علم سے آراستہ کیا۔

آپ عارف باللہ حضرت سید شاہ شاہد علی سبز پوش گورکھپوری علیہ الرحمہ کے مرید اور خلیفہ تھے، مفتی محمد طیب رشیدی، مفتی سجاد عالم غازیپوری، مولانا عبد الرشید پورنوی اور سید امیر علی کلکتوی رشیدی خلفاء میں ہیں۔

حضرت خواجہ مظفر حسین رضوی پورنوی علیہ الرحمہ فرماتے تھے کہ حضرت علامہ غلام یاسین رشیدی علیہ الرحمہ حضرت اقدس حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں قادری قدس

سرہ العزیز سے حددرجہ متاثر تھے،اور فرماتے تھے کہ ''اگر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نہ ہوتے تو حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ اعلیٰ حضرت ہوتے'' اور حسن و جمال کے بارے میں فرماتے'' ایسا حسین وجمیل و وجیہہ وشکیل عالم ہندوستان میں دوسرا نہیں تھا''ایک بار حجۃ الاسلام اجمیر شریف تشریف لے گئے،حضرت صدر الشریعہ صدر مدرس تھے، حجۃ الاسلام نے معائنہ رجسٹر میں فصیح عربی میں معائنہ گرامی تحریر فرمایا،جس کے ترجمہ میں مہینوں لگ گئے،جب اردو میں گفتگو فرماتے تو اردوئے معلیٰ ادب عالیہ کا نمونہ ہوتی،حضرت مفتی اعظم ہند شاہپور کو سنکھیا خانقاہ کے قریب پہنچے،حضرت اقدس علامہ پورنوی مونڈھے پر خط بنوا رہے تھے،اسی حالت میں لپکے اور حضرت مفتی اعظم ہند کو اتارا،سارے انتظامات کیے،خوشی کے مارے وہ یہ بھول گئے کہ ان کی آدھی مونچھوں کی تراش باقی ہے،آرام و طعام وتواضع میں سہ پہر کو روانہ کیا۔

رشد و ہدایت کا یہ آفتاب ۳؍ربیع الاول ۱۴۱۷ھ؍ ۳۱؍نومبر ۱۹۸۷ کو داعی اجل کو لبیک کہا۔(تلامذہ صدر الشریعہ)

❀❀❀

چیئرمین امام احمد رضا سوسائٹی،کولکاتا

حضور امین شریعت اور ان کا خاندانی پس منظر

حضرت مولانا محمد جلال الدین رضوی

حضور امین شریعت تاجدار ولایت حضرت علامہ الحاج شاہ حکیم سبطین رضا خان علیہ الرحمہ کی شخصیت بزم علم وعرفان، احسان وسلوک، دعوت وارشاد، تصنیف وتالیف اور شعر وسخن میں محتاج تعارف نہیں۔ آپ کی علمی، دینی، مذہبی اور معاشرتی خدمات کا دائرہ تقریباً نصف صدی کو محیط ہے۔ ان کی حیات وخدمات کا جائزہ لینے سے پہلے ان کے خاندان کا ایک ہلکا تعارفی خاکہ نذر قارئین ہے تاکہ ممدوح کی ذات کا مکمل عرفان ہو سکے۔

حضور امین شریعت کا نسب نامہ اس طرح ہے۔ امین شریعت علامہ سبطین رضا خان بن مولانا حسنین رضا خان بن مولانا حسن رضا خان بن مولانا نقی علی خان بن مولانا رضا علی خان بن حافظ کاظم علی خان بن محمد اعظم خان بن سعادت یار خان (وزیر مالیات) بن سعید اللہ خان شجاعت جنگ بہادر۔

شجاعت جنگ بہادر سعید اللہ خان صاحب:۔

حضور امین شریعت کے جد اعلی شہزادہ سعید اللہ خان صاحب قندھاری افغانی بڑہیچ ایک بہادر اور نامور فرزند تھے۔ ۱۱۵۲ھ/ ۱۷۳۹ء کے اواخر میں مغلیہ سلطنت محمد شاہ کے دور اور ایک روایت کے مطابق نادر شاہ کی فوج کے ساتھ ہندوستان تشریف لائے اور لاہور کو اپنی جائے سکونت بنایا۔ آپ کی قوت وہمت اور جوہر سپہ گری سے متأثر ہو کر دہلی کے بادشاہ نے آپ کی بہت پزیرائی فرمائی اور لاہور کا شیش محل بطور جاگیر کے عطا کر دیا۔ چند دن کے بعد شاہ دہلی نے باصرار آپ کو دہلی بلایا اور اپنی ہم نشینی میں رکھ کر عہدۂ شش ہزاری پر فائز کیا۔ فن سپہ گری اور جنگی صلاحیتوں سے متاثر ہو کر اس نے آپ کو شجاعت جنگ کے خطاب سے نوازا۔ اور رام پور کی ریاست کے بعض گاؤں آپ کو بطور

جاگیر کے دیے گئے۔ روہیل کھنڈ میں ایک بڑی مہم سر کرنے کے عوض آپ کو بریلی کا صوبہ دار بنائے جانے کے لیے فرمان جاری ہوا مگر بوجہ علالت اس پہ عمل نہ ہو سکا۔ بریلی شریف کی آمد اور اسی کو جائے سکونت بنانے کے حوالے سے حضور امین شریعت کے والد ماجد استاذ العلماء حضرت مولانا حسنین رضا خان صاحب متوفی ۱۹۸۱ء یوں رقمطراز ہیں:

> ’’اس ضلع میں اس شہزادہ سعید اللہ خان کو ایک جاگیر عطا ہوئی جو کہ ۱۸۵۷ء میں ضبط ہو کر تحصیل ملک ضلع رام پور میں شامل کر دی گئ۔ اس جاگیر کا بڑا موضع دھنیلی تھا جو اب بھی موجود ہے۔
> بریلی کی سکونت اس لیے مستقل ہو گئی کہ اسی دور میں کوہستان روہ کے کچھ پٹھان خاندان یہاں آ کر آباد ہوئے تھے۔ ان کے لیے ان کا جوار بڑا خوش گوار تھا۔ اس واسطے کہ ان سے بوئے وطن آتی تھی۔‘‘

سعید اللہ خان صاحب جب عمر کی زیادتی کے سبب سلطنت کے امور سے دست بردار ہوئے تو بقیہ تمام عمر یاد خدا و ذکر مصطفےٰ میں گزار دی۔

وزیر مالیات جناب سعادت یار خان صاحب:۔

جناب سعادت یار خان صاحب اپنے والد بزرگ وار کی حیات ہی میں شاہ دہلی کے دربار میں وزیر مالیات مقرر ہو چکے تھے۔ ان کے تین صاحبزادے تھے۔ (۱) جناب اعظم خاں صاحب (۲) جناب معظم خان صاحب (۳) جناب مکرم خان صاحب، جو کہ بڑے بڑے عہدوں پر فائض تھے۔ اس زمانے میں ان کی تنخواہیں ہزار روپے ماہوار کے قریب تھی۔

حضرت محمد اعظم خان صاحب:۔

جناب محمد اعظم خان صاحب بریلی آمد کے بعد بعض اہم عہدوں پر فائض رہے لیکن آپ کا دل ان کاموں سے علیحدگی چاہتا تھا۔ فقیرانہ صفت نے آپ کے اندر جگہ بنانا شروع کر دی تھی۔ پھر ایک دن دنیا نے دیکھا کہ آپ نے دنیوی معاملات سے کلیۃ کنارہ

کشی فرما کر زہد وتقوی کی راہ اختیار فرمالی۔ اور یہیں سے ایک الگ تاریخ مرتب ہوئی یعنی جو خاندان فن سپہ گری اور دنیوی جاہ وحشمت کے لیے جانا جاتا تھا اب اس کی جگہ تقوی و طہارت، ولایت وکرامت، تزکیۂ نفس، عبادت وریاضت اور ذکر وفکر نے لے لی تھی۔ حضرت محمد اعظم خان علیہ الرحمہ شاہزادہ کا تکیہ محلہ معماران بریلی شریف میں اقامت پذیر تھے۔ آپ کی ایک کرامت جو خاندان کے بزرگوں سے معلوم ہوئی کہ ان کے صاحبزادے حضرت علامہ ومولانا حافظ کاظم علی خان رحمۃ اللہ علیہ ہر جمعرات کو آپ کے در پہ حاضری دیتے اور گراں قدر نذر و نیاز آپ کے قدموں پہ نثار کرتے۔ ایک مرتبہ سردیوں کے موسم میں حاضر بارگاہ ہوئے تو دیکھا کہ حضور والا آگ جلائے ذکر الٰہی کی گرمی سے ظاہر و باطن کو گرمی پہنچا رہے ہیں۔ اس وقت حضرت حافظ کاظم علی خان علیہ الرحمۃ والرضوان کے جسم ناز پر ایک نہایت قیمتی دوشالہ تھا اس خیال سے کہ حضرت کو سردی لگ رہی ہوگی اتار کر حضرت کے جسم اطہر پر ڈال دیا۔ حضرت نے نہایت بے پروائی اور شان استغنا کے ساتھ اس دوشالہ کو نذر آتش کر دیا۔ حضرت حافظ صاحب قبلہ کے دل میں خیال گزرا کہ اگر حضرت کو یہ شال اوڑھنی نہ تھی تو کسی اور کو عطا فرما دیتے۔ حضرت شاہ صاحب نے چشم ولایت سے شاہزادہ والا تبار کے قلب نازنین کے وسوسہ کو ملاحظہ فرمالیا اور بھڑکتی آگ سے وہ قیمتی دوشالہ جس کے تین حصے جل چکے تھے۔ حضرت حافظ صاحب کی طرف پھینک دیا اور فرمایا! فقیر کے یہاں دھکڑ پھکڑ کا معاملہ نہیں لے اپنا دوشالہ۔ حضرت حافظ صاحب نے دیکھا تو دوشالہ جوں کا توں تھا ایک تار بھی متاثر نہیں ہوا تھا۔

حضرت حافظ کاظم علی خان صاحب:۔

حضرت حافظ کاظم علی خان کو حضرت شاہ نور الحق فرنگی محلی لکھنؤ صاحبزادہ مولانا انوار الحق فرنگی محلی سے سلسلۂ رزاقیہ میں اجازت وخلافت حاصل تھی۔ آپ ہر سال ۱۲ ربیع النور شریف کو اپنے کاشانے پر آقائے کائنات خواجۂ دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد کی محفل سجایا کرتے تھے جو خانوادۂ رضویہ میں آج بھی جاری ہے۔

استاذ العلماء حضرت علامہ حسنین رضا خان والد ماجد حضور امین شریعت اپنے

اجداد کے احوال یوں بیان فرماتے ہیں:

''حافظ کاظم علی خان صاحب کے دور میں مغلیہ حکومت کا زوال شروع ہو چکا تھا۔ ہر طرف بغاوتوں کا شور اور ہر صوبے میں آزادی وخودمختاری کا زور ہو رہا تھا۔ اس وقت کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی تو کاظم علی خان دہلی سے لکھنو آ گئے ادھر انگریزوں کا زور بڑھتا رہا اور حکومت میں تعطل پیدا ہو گیا تھا۔ آپ نے اودھ کی سلطنت میں بھی کارہائے نمایاں انجام دیے۔ ان کو یہاں بھی دربار اودھ سے ایک جاگیر عطا ہوئی جو ہم لوگوں تک باقی رہی اور ۱۹۵۴ء میں جب کانگریس نے دیہی جائدادیں ضبط کیں تو ہماری معافی بھی ضبطی میں آ گئی۔ حافظ کاظم علی خان صاحب نے اپنی وراثت میں دو بیٹے اور جاگیریں چھوڑیں۔ ان کے دو بیٹے مولانا رضا علی خان صاحب اور حکیم تقی علی خان صاحب جو ریاست جئے پور میں طبیب خاص ہوئے۔ مولانا رضا علی خان صاحب اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کے حقیقی دادا پہلے شخص ہیں جو اس خاندان میں دولت علم لائے اور علم دین کی تکمیل کے بعد انہوں نے سب سے پہلے مسند افتا کو رونق بخشی تو اس خاندان کے ہاتھ سے تلوار چھوٹی اور اس کی جگہ قلم نے لے لیا۔ اب خاندان کا رخ ملک کی حفاظت سے دین کی حفاظت کی طرف ہو گیا۔'' (سیرت اعلیٰ حضرت)

حضرت علامہ شاہ مفتی رضا علی خان علیہ الرحمہ:۔

حضرت علامہ مفتی رضا علی خان بریلوی ۱۲۲۴ھ/۱۸۰۹ء میں بریلی شریف میں پیدا ہوئے اور محض ۲۳ سال کی عمر شریف میں اپنے مشفق استاذ مولوی خلیل الرحمن صاحب ٹونکی سے جملہ علوم عقلیہ ونقلیہ کی کتابیں پڑھ کر سند فراغت حاصل فرمائی۔ جملہ علوم وفنون پر آپ کو مہارت حاصل تھی لیکن علم فقہ آپ کا خاصہ تھا۔ آپ ساحر البیان خطیب تھے۔ آپ کی تقریر دل پذیر دل کے نہاں خانوں میں جگہ بنا لیتی تھی۔ نرم کلامی، تواضع وانکساری، زہد وقناعت۔ خلوص وللّٰہیت، تحریر وتقریر آپ کی خصوصیات تھیں۔

آپ اپنے وقت کے کامل ولی، فنا فی اللہ وفنا فی الرسول کی منزل پر فائز تھے۔ علاقے کے تمام علما کے منظور نظر اور مرکز نگاہ تھے۔ اس خاندان میں انہی کے زمانے سے

حکومت و وزارت کا دور ختم ہوا اور فقر و درویشی نے اس کی جگہ لے لی۔ اور آپ ہی نے سب سے پہلے فتوی نویسی کا شرف حاصل کیا۔ اس خدمت کے لیے آپ نے باقاعدہ ۱۲۴۶ھ میں ایک دارالافتاء کی بنیاد ڈالی پھر اس کے بعد یہ مقدس فن اور کار عظیم آپ کے خاندان کا علامتی نشان بن گیا۔ آپ کے بعد آپ کے فرزند دلبند رئیس الاتقیا حضرت علامہ مفتی نقی علی خان علیہ الرحمۃ والرضوان متوفی ۱۲۹۷ھ/ ۱۸۸۰ء نے مسند افتاء کو زینت بخشی۔ ان کے بعد ان کے صاحبزادے حضور اعلی حضرت عظیم البرکت مجدد دین و ملت حضرت علامہ شاہ مفتی امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان متوفی ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء نے اس فن کو عروج وارتقا کی وہ منزل عطا فرمائی جہاں پہ ثریا کی بلندی بھی شرمسار نظر آتی ہے۔

حضور اعلی حضرت خود اس دارالافتا کا تذکرہ یوں فرماتے ہیں "اللہ تعالی کے فضل اور اس کے کرم سے اس گھر سے فتوی نکلتے نوے برس سے زائد ہو گئے۔ میرے دادا صاحب مفتی رضا علی خان رحمۃ اللہ علیہ نے مدت العمر یہ کام کیا۔ جب وہ تشریف لے گئے تو اپنی جگہ میرے والد ماجد قدس سرہ العزیز کو چھوڑا۔ میں نے چودہ سال کی عمر میں ان سے یہ کام لے لیا پھر چند روز بعد امامت بھی اپنے ذمہ کر لی۔ میں نے اپنی صغر سنی میں کوئی بار ان پر رہنے نہ دیا۔"

آپ جہاں مسند افتا کے بے مثال مفتی تھے وہیں جنگ آزادی کے بے نظیر مجاہد بھی تھے۔ پہلی جنگ آزادی جو ۱۸۵۷ء میں لڑی گئی اس میں آپ کا کردار آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہے۔ یہ مؤرخین کی ناانصافی ہے کہ مجاہدین آزادی کی فہرست میں آپ کا نام جلی حرفوں میں نہیں آتا۔

مولانا احمد اللہ شاہ مدراسی اور جنرل بخت خان نے جب مراد آباد پر حملہ کیا تو آپ ایک سرگرم مجاہد کی حیثیت سے اس فوج میں پیش پیش تھے۔ جنگ آزادی میں آپ نے کس کس انداز میں حصہ لیا اور فرنگی آپ سے کس قدر ہیبت زدہ تھے اس حقیقت کو سمجھنے کے لیے ذیل کے چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیں۔

"آپ مفتی رضا علی خان جنگ آزادی کے عظیم رہنما تھے۔عمر بھر فرنگی تسلط کے خلاف برسر پیکار رہے۔آپ ایک بہترین جنگجو اور بے باک سپاہی تھے۔لارڈ ہیسٹنگ آپ کے نام سے بے حد نالاں رہا۔جنرل ہڈسن جیسے برطانوی جنرل نے آپ کا سر قلم کرنے والے کا انعام پانچ سو روپے مقرر کیا تھا مگر وہ اپنے مقصد میں عمر بھر نا کام رہا۔"

(ماہ نامہ طریقت دہلی کا ائمہ اہلسنت نمبر)

"جب کہ برطانوی حکام تمام ہند پر قبضہ کرنے کی کوشش کر رہے تھے تو اس وقت مولانا فضل حق خیر آبادی، مولانا احمد اللہ شاہ مدراسی، مولانا امام بخش صہبانی، مولانا رضا علی بریلوی جیسے بہادر مولوی برطانوی تسلط کے خلاف اپنی بھرپور کوشش کر رہے تھے۔"

(ایک انگریز مؤرخ)

"بریلی کے اندر جب لوگوں میں برطانوی حکام کے خلاف یورش پھیلی تو اس یورش کے تمام ذمہ دار جنرل بخت خان اور ان کے ساتھی بریلوی ملا شاہ رضا علی ولد حافظ کاظم علی ولد سعادت خان پٹھان ہی تھے جو بریلی کی عوام کو برطانوی حکام کے خلاف اُکسانے کے نہ صرف مجرم ٹھہرے بلکہ انھوں نے بریلی کی عوام کو برطانوی فوج کے خلاف مقابلہ کرنے پر افروختہ کیا۔اگر ملا رضا علی اپنے عقیدت مندوں سمیت ہمارا مقابلہ نہ کرتا تو بریلی شہر پر ہمارا قبضہ ہونا آسان تھا۔" (ایک انگریز مؤرخ ڈاکٹر ملیسن)

حضرت مولانا رضا علی خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو شیخ وقت مرشد برحق حضرت شاہ فضل رحمن گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت و خلافت حاصل تھی اور سلسلۂ نقشبندیہ میں مرید کرتے تھے۔آپ نے ۲۷ جمادی الاخری ۱۲۸۷ھ کو اپنی جان مالک حقیقی کے سپرد کر دی۔

سید الاتقیاء مفتی نقی علی خان بریلوی:۔

سید الاتقیاء حضرت مولانا مفتی نقی علی خان بن مولانا شاہ رضا علی خان بریلوی ماہ رجب المرجب ۱۲۴۶ھ ۱۸۲۹ء کو بریلی شریف میں پیدا ہوئے، اکتساب علم وفن اپنے والد ماجد علیہ الرحمہ سے فرمایا۔

تمام عمر ایک عاشق صادق کی طرح اپنے اور زمانے بھر کے آقا و مولی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے اپنے سینے کو مدینہ بنائے رکھا اور اسی محبت کو تمام عمر زندگی کا سب سے قیمتی سرمایہ تصور فرماتے جب کبھی محبوب کائنات کی جدائی ستاتی اور ہجر مدینہ کے غم سے پیمانۂ دل لبریز ہوجاتا تو آنکھیں اشکبار ہوجاتیں۔

آپ جس قدر بے پناہ اپنے محبوب حقیقی سے محبت فرماتے اتنی ہی سختی سے ان کے دشمنوں سے نفرت وعداوت فرماتے تھے۔آپ کی زندگی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگیوں کی آئینہ دار تھی۔ پڑھنا لکھنا آپ کا محبوب ترین شعبہ تھا۔تصانیف میں الکلام الاوضح فی تفسیر الم نشرح، سرور القلوب فی ذکر المحبوب، وسیلۃ النجاۃ، جواہر البیان فی اسرار الارکان، اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد، ھدایۃ البریہ لشریعۃ الاحمدیہ، اذاقۃ الاثام لمانعی المولد والقیام، ازالۃ الاوھام، تزکیۃ الاوھام، فضل العلم والعلماء، احسن الوعاء لآداب الدعا و دیگر کتب ورسائل مشہور ہیں۔

۵.جمادی الاخر ۱۲۴۹ھ کو سیدنا شاہ آل رسول احمدی تاجدار مارہرہ مطہرہ رحمۃ اللہ علیہ نے خلافت واجازت جمیع سلاسل نیز سند حدیث سے مشرف فرمایا۔ ۱۲۹۵ھ میں حج وزیارت حرمین طیبین سے مشرف ہوئے۔اکیاون سال کی عمر شریف گزار کر ۱۸۹۷ء/ ۱۳۱۵ھ میں وعدۂ الٰہی کے مطابق اس دار فانی سے کوچ کر کے دار بقا کی طرف چل دیے مزار مقدس بریلی شریف میں مرجع خلائق ہے۔آپ کے تین صاحبزادے ہوئے۔ (۱)اعلیٰ حضرت شاہ امام احمد رضا خان(۲)استاذ زمن حضرت علامہ حسن رضا خان (۳)استاذ العلماء حضرت مفتی محمد رضا خان۔

مجدد دین وملت شاہ امام احمد رضا خان قادری برکاتی:۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہ کا تعارف بہت عام ہے پھر بھی ان کے مختصر تعارف کے لیے ایک دفتر درکار ہے۔چونکہ آپ حضور امین شریعت کے بڑے دادا ہیں اس لیے اپنی بساط علمی کے مطابق چند سطور حاضر ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

امام احمد رضا خان ۱۰ شوال المکرم ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ء کو بریلی

شریف کے محلہ ذخیرہ میں پیدا ہوئے۔آپ کا نام محمد رکھا گیا اور تاریخی نام المختار ۱۲۷۲ تجویز ہوا۔آپ کے جد امجد نے احمد رضا نام رکھا اور گھر میں امن میاں کے نام سے پکارے جاتے تھے۔بعد میں آپ نے عبدالمصطفےٰ کا اضافہ فرمایا۔

رسم بسم اللہ خوانی اگر چہ ۴ سال ۴ ماہ ۴ دن میں ہوئی لیکن دو سال کی عمر شریف سے ہی عربی کے الفاظ بولنا اور سمجھنا شروع کر دیا تھا اور چھ سال کی عمر شریف میں ایک نو وارد عرب بزرگ سے فصیح عربی میں گفتگو فرمائی۔اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے ابتدائی تعلیم جناب مولوی مرزا غلام قادر بیگ صاحب بریلوی علیہ الرحمہ سے حاصل فرمائی بعدہ تمام درسی کتابیں اپنے والد بزرگ وار علامہ نقی علی خان علیہ الرحمہ سے پڑھی۔آپ کے اساتذہ میں چند نام اور بھی شامل ہیں مثلا تاجدار مارہرہ حضور سید شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں، شیخ حسین بن صالح مکی، مولانا عبدالعلی رامپوری۔امام احمد رضا نے بہت سارے وہ علوم جو دنیا سے ناپید ہو چکے تھے انھیں دوبارہ زندگی عطا فرمائی اور بعض علوم کے تو آپ موجد مانے جاتے ہیں۔

علوم وفنون سے فراغت کے بعد تصنیف وتالیف، درس وتدریس اور فتوی نویسی کو آپ نے زندگی کا مشغلہ بنالیا۔اور اصلاح معاشرہ کی طرف خصوصی توجہ فرمائی امت کے درمیان پھیلے ہوئے غلط رسم ورواج کو مٹانے، بدعات وخرافات کے خاتمے کے لیے محاذ قائم فرمایا۔فرقہائے باطلہ کے فاسد نظریات وعقائد کی دھجیاں اڑائیں۔اسلامیان عالم کے ایمان وعقیدے کی حفاظت کے لیے زندگی کے تمام شب و روز وقف کر دیے۔

۱۲۹۱ھ میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کا عقد مسنون ہوا۔اور ۱۲۹۴ھ ۱۸۷۷ء میں امام احمد رضا فاضل بریلوی اپنے والد ماجد کے ساتھ مارہرہ مقدسہ میں حاضر ہو کر حضور قدوۃ الواصلین سید شاہ آل رسول احمدی میاں علیہ الرحمہ سے شرف بیعت حاصل کیا اور اسی وقت مرشد کامل نے آپ کو خلافت واجازت سے بھی سرفراز فرمایا۔اس وقت آپ کی عمر مبارک محض ۲۲ سال کی تھی۔ ۱۲۹۲ھ ۱۸۷۸ء میں پہلی مرتبہ حج بیت اللہ شریف کے لیے والد ماجد کے ہمراہ تشریف لے گئے اور دوسری مرتبہ ۱۳۲۳ھ ۱۹۰۵ء میں

زیارت حرمین شریفین اور حج بیت اللہ شریف کے لیے تشریف لے گئے۔ آپ کے اس سفر کو اسلامی تاریخ کا سنہرہ باب کہا جائے تو غلط نہ ہوگا۔ اس لیے کہ اس سفر میں آپ نے علم وفن کے وہ سورج اگائے جس کی روشنی قیامت تک مدھم نہیں پڑسکتی۔ الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ، حسام الحرمین، کفل الفقیہ الفاھم فی احکام قرطاس الدراھم کتابیں اسی سفر باعظمت کی نشانی ہیں۔

۶۰ سے زائد اور جدید تحقیق کے مطابق ۲۰۰ علوم وفنون میں ہزار سے زیادہ کتب ورسائل آپ کے تبحر علمی وفقہی بصیرت کا روشن مینار ہیں۔ آپ کے عشق رسالت کے معترف اپنوں کے علاوہ غیر بھی ہیں اور یہی آپ کا طرۂ امتیاز تھا۔ آپ کی تمام خوبیاں قابل ستائش ہیں مگر عشق رسالت آپ کا سرمایۂ افتخار تھا۔ قولا، فعلا، عملا اپنے محبوب علیہ السلام کے سچے عاشق نظر آتے ہیں۔ زہد وتقوی، سنت وشریعت کی پیروی ہی آپ کا نشان زندگی ہے۔ علم وفضل، عشق ومحبت کا یہ نیر خوباں ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ ۱۹۲۱ء کو بریلی شریف میں ہمیشہ کے لیے سوگیا۔ آپ کے دو فرزند ہوئے (۱) حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان (۲) مفتی اعظم ہند مولانا مصطفی رضا خان۔ تقریباً ۱۰۰ سال گزرنے کو ہیں لیکن آج بھی آپ کی عظمتوں کا چراغ پوری تابانی کے ساتھ جل رہا ہے۔ آپ سے علاقہ ونسبت ہی حق پر قائم رہنے کی علامت ہے۔ آپ کے دینی، روحانی، علمی، ادبی، اصلاحی، تہذیبی اور تجدیدی کارناموں سے عالم اسلام فیض یاب ہو رہا ہے۔

استاذ زمن حضرت علامہ حسن رضا خان حسن بریلوی۔

حضرت علامہ حسن رضا خان بن مولانا نقی علی خان بن مولانا رضا علی خان ۲۲۔ ربیع الاول شریف ۱۲۷۶ھ/ ۱۹ اکتوبر ۱۸۵۹ء کو بریلی شریف میں پیدا ہوئے۔

علامہ حسن رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ نے مروجہ علوم کی تکمیل گھر پر ہی اپنے والد ماجد علامہ نقی علی خان علیہ الرحمہ اور برادر اکبر حضور اعلی حضرت علیہ الرحمہ سے معقولات ومنقولات میں مہارت حاصل کی۔ شعر گوئی طبیعت پر غالب تھی۔ آپ نے غزلیہ شاعری کی طرف توجہ فرمائی اور اس فن میں جناب داغ دہلوی سے اصلاح لی۔ اور نعتیہ شاعری

میں آپ نے برادر اکبر عاشق رسول، سرکار اعلیٰ حضرت کو اپنا استاذ بنایا۔ اس فن میں آپ کو ملک گیر شہرت حاصل ہوئی۔ آپ نظم نگار ہونے کے ساتھ اول درجہ کے نثر نگار بھی تھے جس کی گواہی اس زمانہ کے بعض ہفتہ وار اور ماہوار رسالے سے ملتی ہے۔ آپ کی متعدد کتابیں بھی ہیں جو زیور طبع سے آراستہ ہوکر منظر عام پر آچکی ہیں۔ اور عوام میں مقبولیت کا درجہ پا چکی ہیں۔ ان میں خاص طور پر آپ کا نعتیہ مجموعہ کلام قابل صد ستائش واحترام ہے اس لیے کہ وہ وصف شہ خیر الانام ہے۔ آپ جامعہ منظر اسلام کے پہلے ناظم اعلی مقرر ہوئے اور اس خدمت جلیلہ کو آپ نے نہایت حسن وخوبی کے ساتھ نبھایا۔

اعلی حضرت کے خدمات دینی میں علامہ استاذ زمن کا بہت بڑا تعاون رہا۔ آپ نے حضور اعلی حضرت کو گھریلو ذمہ داریوں سے مکمل آزاد کر رکھا تھا۔ تمام ذمہ داری آپ نے اپنے اوپر لے رکھی تھی تاکہ سرکار اعلی حضرت صرف اور صرف دینی کام کرسکیں۔ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ سرکار اعلی حضرت کی صاحب زادی صاحبہ کی شادی کی تقریب تھی تمام تیاریاں مکمل فرمانے کے بعد حضرت استاذ زمن نے جب حضور اعلی حضرت کو خبر دی کہ بھائی جان فلاں روز بارات آنے والی ہے۔ سرکار اعلی حضرت نے دریافت فرمایا! حسن میاں تیاری مکمل ہوچکی ہے؟ حضرت استاذ زمن نے فرمایا جی بھائی جان! انتظامات مکمل ہو چکے ہیں بس آپ دعا فرمائیں اور تقریب عقد میں شرکت کے لیے وقت نکالیں۔ اتنا سننے کے بعد حضور اعلی حضرت کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور فرمایا میری بیٹی کا عقد ہو رہا ہے اور اس کی تیاری کے لیے میں نے کوئی وقت نہیں دیا۔ حسن میاں آپ نے مجھے گھریلو ذمہ داریوں سے فارغ البال کر رکھا ہے اسی لیے میں دین کی خدمت کر پاتا ہوں۔ اتنا فرما کر دونوں ہاتھ بارگاہ ایزدی میں اٹھادیے اور یوں دعا فرمائی کہ مولی تبارک وتعالی کل بروز حشر اگر احمد رضا کے خدمات کا صلہ تیری بارگاہ میں کچھ ہے تو اس میں سے آدھا میرے بھائی حسن میاں کو عطا فرمانا اور اس کے بعد اپنے عزیز بھائی کو گلے سے لگا کر بے انتہا دعاؤں سے نوازا۔

آپ حج وزیارت سے بھی مشرف ہوئے اور ۱۹۰۸ء میں آپ نے انتقال فرمایا۔

استاذ زمن علامہ حسن رضا بریلوی کے تین فرزند تھے (۱) فاروق رضا خان جو جوانی میں فوت ہوگئے (۲) حکیم حسین رضا خان (۳) علامہ ومولانا حسنین رضا خان۔

حکیم حسین رضاخان صاحب۔

استاذ زمن علامہ حسن رضا خان بریلوی کی اولاد میں حکیم حسین رضا خان سب سے بڑے ہیں۔ آپ کی ولادت ۱۳۰۶ھ ۱۸۸۸ء میں محلہ سوداگران بریلی شریف میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم والد ماجد سے اور اعلی تعلیم بھی اپنے والد ماجد اور عم محترم سے حاصل کی اور لکھنؤ سے علم طب حاصل کی۔ حکیم حسین رضا خان حضور اعلی حضرت فاضل بریلوی کے خصوصی معالج تھے۔ آپ کا نکاح اعلی حضرت سرکار کی منجھلی صاحب زادی صاحبہ سے ہوا جن سے تین صاحب زادے پیدا ہوئے (۱) جناب مرتضی رضا خان (۲) جناب ادریس رضا خان (۳) جناب جرجیس رضا خان۔ سرکار اعلی حضرت کی صاحب زادی صاحبہ کے وفات کے بعد آپ نے دوسرا نکاح فرمایا۔ جن سے یونس رضا خان اور غوثیہ بیگم دو بچے پیدا ہوئے۔ ۱۹۵۶ء میں آپ نے ہجرت فرمائی اور پاکستان چلے گئے۔ آپ کا خاندان اب پاکستان میں آباد ہے۔

استاذ العلماء حضرت مولانا حسنین رضا خان۔

استاذ العلماء حضرت علامہ حسنین رضا خان ابن استاذ زمن مولانا حسن رضا خان بریلوی ۱۳۱۰ھ/ ۱۸۹۲ء میں پیدا ہوئے آپ سرکار مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ سے عمر میں چھ ماہ بڑے تھے۔ آپ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی کے برادر زادہ، تلمیذ، داماد اور خلیفہ تھے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر ہی حاصل فرمائی۔ بعدہ بڑی کتابیں آپ نے اپنے عم محترم سرکار اعلی حضرت اور اپنے عم زاد حضور حجۃ الاسلام و دار العلوم منظر اسلام کے دوسرے اساتذہ سے پڑھیں۔ معقولات کی چند کتابیں رامپور کے مدرسہ ارشاد العلوم میں پڑھیں۔ بعد فراغت دار العلوم منظر اسلام میں مدرس منتخب کیے گئے اور دوران تدریس ہی

آپ نے حسنی پریس قائم کیا اوراسی زمانے میں آپ ایک ماہنامہ بنام "الرضا" نکالنے لگے۔ چونکہ اشاعتی ذمہ داریوں میں زیادہ وقت صرف ہونے لگا تب آپ نے خدمت تدریس سے استعفی دے دیا اور مکمل توجہ کے ساتھ آپ نے اعلی حضرت کے اشاعتی کام کو آگے بڑھایا۔ آپ اپنے پریس سے سرکار اعلی حضرت کے کتب و رسائل کی اشاعت فرماتے بعض رسائل اپنے صرفے سے شائع فرما کر مفت تقسیم فرماتے۔ ان دنوں کا ذکر فرماتے ہوئے حضور امین شریعت اپنے ایک مقالہ میں یوں رقم طراز ہیں" بعض نامساعد حالات کی بنا پر درس گاہ سے علیحدگی اختیار کرنے کے بعد حسنی پریس کے نام سے ایک پریس قائم کیا تھا۔ جو ایک زمانہ تک کام کرتا رہا اور کتب دینیہ بالخصوص رسائل اعلی حضرت علیہ الرحمہ کی اشاعت کا کام اس سے بہت بڑے پیمانے پر ہوتا رہا ہے۔ بہت سے رسائل تو اپنے صرفہ سے چھاپے اور مفت تقسیم کرائے۔ اس دور کو ہر حیثیت سے ان کی زندگی کا شاندار دور کہا جا سکتا ہے۔ اس وقت صحت بھی اچھی تھی اور فارغ البالی بھی تھی۔ شہر کے رؤسا میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔"

حضرت مولانا حسنین رضا علیہ الرحمہ چونکہ بہت متحرک اور فعال قسم کے انسان تھے ہمیشہ ہر وقت ملت بیضہ کی ترقی اور قوم مسلم کے فروغ و استحکام کی فکر آپ کو رہتی تھی اور ایسا کیوں نہ ہو کہ یہ چیزیں آپ کو وراثت میں ملی تھیں۔ انہی جذبات و خیالات کو عملی جامہ پہنانے کی خاطر آپ نے ایک تنظیم بنام" جماعت انصار الاسلام" قائم فرمائی۔ جس کے پلیٹ فارم سے دینی، ملی اور سماجی خدمات کو انجام دیتے تھے۔ جس زمانے میں شدھی کرن کی تحریک زوروں پر تھی اور شہزادگانِ اعلیٰ حضرت و دیگر علمائے اہلسنت اس تحریک کی کمر توڑنے پر آمادہ تھے۔ جگہ جگہ شور وغوغا ہو رہا تھا۔ پورے ملک میں افراتفری کا ماحول تھا۔ اس وقت بھی آپ نے ان آریہ سماج کے پنڈتوں کو کئی مقام پر شکست فاش دی اور منہ توڑ جواب سے ذلیل ورسوا کیا۔ حضور امین شریعت اس کا ذکر یوں فرماتے ہیں: "اسی زمانہ میں خلافت کمیٹی، ندوی تحریک، فتنۂ وہابیت اور دوسرے اٹھنے والے فتنوں کے سد

باپ کے لیے شہزادگان اعلی حضرت حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ وحضرت مفتیِ اعظم ہند مدظلہ الاقدس ودیگر علمائے کرام کے ہمراہ اعلی حضرت کا دست راست بن کر کام کرتے رہے۔''

آپ نے تقریر کی طرف توجہ نہیں فرمائی اور اگر فرماتے تو بقول حضور امین شریعت آپ ہندوستان کے سب سے بڑے خطیب ہوتے۔ شعر وسخن سے آپ کو خصوصی لگاؤ تھا۔ تحریری ذوق بھی تھا۔ آپ کا بیشتر وقت مسلمانوں کی نصرت وحمایت، امداد واعانت میں چلا جاتا تھا۔ گھر سے لے کر کورٹ، کچہری، اسکول، کالج ودیگر سرکاری دفاتر میں خود تشریف لے جاتے اور مسلمانوں کے پیچیدہ مسائل کو حل فرماتے باوجود اس کے آپ نے چند کتابیں تصنیف فرمائیں۔ جن میں دشتِ کربلا، نظام شریعت، اسباب زوال قابل الذکر ہیں۔

آپ کو شرفِ بیعت تاجدار مارہرہ حضور شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں سے حاصل تھا اور خلافت واجازت عم محترم مجدد دین وملت سیدی اعلی حضرت رضی اللہ عنہ سے حاصل تھی اس کے باوجود آپ نے کبھی کسی کو مرید نہیں فرمایا۔ جب کسی نے آپ سے بیعت کی خواہش کا اظہار کیا تو فرماتے حضور مفتیٔ اعظم ہند سے مرید ہوجاؤ۔ یہاں تک کہ اپنے شہزادگان ذیشان کو بھی حضور مفتی اعظم ہند سے بیعت کروایا۔

۵ صفر المظفر ۱۴۰۱ھ مطابق ۱۴ دسمبر ۱۹۸۱ء بروز یک شنبہ اللہ اللہ کا ذکر کرتے ہوئے روح پرواز ہوگئی۔ آپ کے تین صاحب زادے ہوئے اور ایک صاحب زادی ہوئی۔ (۱) ممدوح مکرم علامہ سبطین رضا خان (۲) صدر العلماء حضرت علامہ تحسین رضا خان (۳) حضرت علامہ حبیب رضا خان اور صاحب زادی صاحبہ جن کا نکاح قاضی القضاۃ فی الھند حضور تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خان مدظلہ النورانی سے ہوا۔

حضور امین شریعت علامہ شاہ حکیم سبطین رضا خان:۔

حضور امین شریعت حضرت علامہ سبطین رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان کی ولادت پاسپورٹ پر کندہ تاریخ کے مطابق ۹ نومبر ۱۹۲۷ء محلہ سوداگران بریلی شریف میں ہوئی۔

آپ کے تعلیمی سفر کا آغاز گھر سے ہی ہوا جب آپ کی عمر شریف پڑھنے کی ہوئی تو آپ کے والد ماجد علیہ الرحمہ نے حضرت ممدوح علیہ الرحمہ کے ماموں حضرت مولانا عبدالھادی صاحب کے دولت کدے پر ایک شاندار تقریب منعقد کر کے حضرت کے چھوٹے دادا برادر اصغر سیدی اعلیٰ حضرت، حضرت علامہ مولانا مفتی محمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ سے بسم اللہ خوانی کرائی۔ ناظرۂ قرآن مجید آپ نے حضرت سید شبیر علی رضوی بریلوی سے پڑھا۔ پھر باضابطہ درس نظامی کی تعلیم کے لیے والد ماجد علیہ الرحمہ نے آپ کو دارالعلوم مظہر اسلام بریلی شریف (قائم کردہ حضور مفتیٔ اعظم ہند) میں داخلہ کروا دیا۔ آپ نے نہایت محنت، لگن اور پورے ذوق وشوق کے ساتھ درسیات کی تمام کتابیں مظہر اسلام میں پڑھیں۔ دستارِ فضیلت سے نوازے گئے۔ چونکہ علم الابدان (علم طب) سے آپ کو گہرا تعلق تھا اس لیے آپ دو سال کے لیے طبیہ کالج علی گڑھ مسلم یونیورسٹی تشریف لے گئے اور وہاں کے ماہر اساتذۂ فن سے اس فن میں اپنے اندر کمال پیدا کیا۔

درسیات کی تکمیل کے بعد جب تدریسی خدمات کے انجام دہی کی بات آئی تو آپ نے سب سے پہلے اپنے مادر علمی دارالعلوم مظہر اسلام بریلی شریف کا انتخاب فرمایا اور یہیں اپنے مشفق اساتذہ کے زیر نگرانی طالبان علوم نبویہ کے علم کی تشنگی بجھانے لگے۔ چند دنوں بعد آپ مدرسہ اشاعت الحق ہلدوانی ضلع نینی تال تشریف لے گئے پھر وہاں سے جامعہ عربیہ ناگپور جو اپنے زمانے میں وسط بھارت کا سب سے بڑا ادارہ تھا تشریف لے گئے اور بحیثیت نائب شیخ الجامعہ آپ نے اپنی علمی صلاحیتوں کا لوہا منوایا۔ مگر بہت زیادہ دن وہاں بھی نہیں رہ سکے اس لیے کہ آپ کی خدمت کے لیے اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ کو منتخب کر رکھا تھا۔ وہ علاقہ آپ کی آمد کے لیے اپنی آنکھیں فرش راہ کیے تھا۔

بہر حال آپ ناگپور سے ۱۹۶۳ء میں ضلع بستر جو کہ غیر منقسم مدھ پردیش کا بہت بڑا اور نہایت پچھڑا علاقہ تھا۔ جہاں دور دور تک دین کا چراغ جلانے والا کوئی نہیں تھا۔ ہندوانہ رسم و رواج مسلمانوں کی زندگی کا حصہ بن چکے تھے۔ ایسے ماحول میں آپ

کیشکال میں مدرسہ فیض الاسلام اور پھر بعد میں انجمن اسلامیہ کانکیر میں تشریف لائے تب سے لے کر اب تک جو خدمات آپ نے انجام دی ہیں وہ ہر چشم بینا دیکھ رہی ہے اور ہر بیدار مغز انسان محسوس کر رہا ہے۔ اگر لکھا جائے تو آپ کے ہر دن کی خدمت پر ایک کتاب لکھی جا سکتی ہے۔ ایام علالت کو چھوڑ دیں تو کم وبیش نصف صدی پر آپ کی خدمات پھیلی ہوئی ہیں جس کا ہر باب آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہے۔

سب سے بڑا کارنامہ جو آپ کی زندگی کا نظر آتا ہے وہ یہ ہے کہ آپ نے اپنے جد اعلیٰ مجدد دین وملت سیدی اعلیٰ حضرت شاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ کی سچی جانشینی کرتے ہوئے مسلمانوں کو دین کے نام پر پھیلے ہوئے بدعات وخرافات سے روشناس کرایا اور حقیقی حکم شرع سے لوگوں کو آگاہ کیا۔ فقیر راقم الحروف کو بارہا حضرت ممدوح کے ساتھ جلسوں میں شرکت کے مواقع میسر آئے۔ میں نے دیکھا کہ آپ ہر جلسے، ہر میلاد کی محفل، ہر پروگرام میں صرف اور صرف اصلاح امت کی بات فرماتے ہر لمحہ، ہر آن صرف ایک ہی فکر آپ کو ستاتی رہتی کہ مسلمانوں کے بگڑے معاملات درست ہو جائیں۔ جب کبھی کانکیر یا رائے پور حاضری ہوتی اور حضرت ممدوح سے گفتگو کا شرف ملتا تو بس ایک بات فرماتے کہ ''مولانا آپ لوگ اصلاح امت کی فکر کیجیے اور اس کے لیے آپ لوگ محنت کیجیے۔''

آپ نہایت نرم طبیعت واقع ہوئے تھے۔ خوش کلامی، خوش مزاجی آپ کا خاصہ تھا۔ سنّی خوش عقیدہ مسلمان خواہ غریب ہو کہ امیر سب سے بے پناہ محبت فرماتے۔ خاص کر علمائے کرام چھوٹے ہوں کہ بڑے سب کی عزت افزائی فرماتے۔ ملاقاتیوں میں جب کوئی عالم جاتا تو مصافحہ سے فراغت پر ہاتھ پکڑ کر اپنے مقابل بٹھانے کی کوشش فرماتے۔ آپ کو شرف بیعت وخلافت تاجدار اہلسنت حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ سے حاصل تھا۔ سلسلۂ قادریہ، رضویہ میں بیعت فرماتے تھے۔ آپ کے مریدین لاکھوں کی تعداد میں ہندوستان کے طول وعرض میں پھیلے ہوئے ہیں۔ آخر کار وعدۂ الٰہی کو سچ کرنے کے لیے ۲۶ محرم الحرام ۱۴۳۷ھ مطابق ۹ نومبر ۲۰۱۵ء کو آپ ہم تمام غلاموں کو روتا

بلکتا چھوڑ کر چلے گئے۔

آپ کے دو صاحب زادے (۱) حضرت علامہ جنید رضا خان عرف سلمان میاں (۲) حضرت علامہ عبید رضا خان عرف نعمان میاں اور تین صاحب زادیاں ہیں۔ دعا ہے کہ مولی تبارک و تعالی اس چمنستان رضا کو باد سموم کے جھونکوں سے محفوظ و مامون رکھے اور اس کی عطر بیزیوں سے ہم تمام اہلسنت کو معطر فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

❁❁❁

بانی و ناظم اعلی دار العلوم امام اعظم و جامعہ حضرت مریم کیلاش نگر بھلائی درگ

حضور امین شریعت

حضور مفتیٔ اعظم ہند کا لاجواب انتخاب

ڈاکٹر غلام مصطفےٰ نجم القادری

”........ ایسا نہیں ہے کہ حضور مفتی اعظم ہند نے حضور امین شریعت کو اس علاقہ چھتیس گڑھ میں بحیثیت خطیب وامام جوابی رقعہ دے کر کچھ حال وماحول سمجھا کر روانہ کردیا ہو۔ بلکہ کا نکرٹولہ سے کانکیر تک مکمل رہنمائی فرمائی۔ یہ بصیرت افروز خواب خود مجھ فقیر سے بھی حضور امین شریعت نے بیان کیا تھا کہ جب میں حضور مفتی اعظم ہند کے حکم پر کانکیر جانے کے لیے آمادۂ سفر ہو گیا تو حضور مفتی اعظم ہند نے خواب میں تشریف لاکر کانکیر، اس کا محل وقوع، قلب شہر میں بہتا ہوا دریا، دریا کے کنارے بلندی پر بلندوبالا مینار والی مسجد، سب کا مشاہدہ کرادیا اور میں نے خواب میں دیکھا کہ مسجد کے کنارے اسی بہتے دریا میں حضور مفتی اعظم آگے آگے چل رہے ہیں اور میں پیچھے پیچھے چل رہا ہوں۔ یہاں تک کہ حضور مفتی اعظم ہند کی پیشوائی میں میں نے یہ دریا پار کر لیا......“

موت اس کی ہے کرے جس کا زمانہ افسوس
یوں تو دنیا میں سبھی آتے ہیں مرنے کے لیے

خدائے عزیز وبرتر کا یہ بہت بڑا اکرم ہے کہ اس نے دین اسلام کی حفاظت کی ذمہ داری اپنے دست قدرت میں لے رکھی ہے۔ جب جہاں اور جیسی ضرورت ہوتی ہے وہ انتظام فرماتا رہتا ہے۔ بدعقیدگی کی تیرگی میں خوش عقیدگی کی شمع جلانے کے لیے کفر کے خارزار کو اسلام کا لالہ زار بنانے کے لیے ظلم کے اسٹیج پر انصاف کا نعرہ لگانے کے لیے آزادخیالی وصلح کلیت کی تیز وتند ہوا میں سنیت کا چراغ جلانے کے لیے یونہی بدعملی، بدذوقی، بدفہمی کو خوش عملی، خوش ذوقی اور خوش فہمی کے آبشار سے سرشار کرنے کے لیے کوئی نہ کوئی انتظام وہ کرتا ہی رہتا ہے۔

ایک زمانہ وہ تھا جب مدھیہ پردیش، موجودہ چھتیس گڈھ اسلامی اقدار وشعار سے بہت دور تھا، وہاں مسلمان تو تھے مگر انہیں پتہ نہیں تھا کہ ضروریات دین، ضروریات اسلام اور ضروریات مذہب کیا ہیں۔ بحیثیت مسلمان ہمیں کیا کرنا اور کیا نہ کرنا ہے۔ ایمان آتا ہے تو جاتا بھی ہے اور جب چلا جائے تو پھر اسے واپس لانے کی صورت کیا ہے۔ ان تمام اسرار ورموز سے وہ نابلد تھے۔ اس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ وہاں تعلیمات اسلامی کی کرن اور ہدایات دینی کا اجالا نہ تھا، نظریات کی نکھری چاندنی نہ تھی بلکہ سب سے گھال میل، سب سے رابطہ وتعلق، سب کو اچھا سمجھنے والا نظریہ پورے سماج میں حلول کیے ہوئے تھا اور ایسے میں جو کفر کو اسلام سے، حق کو باطل سے، نور کو ظلمت سے، ایمان کو شرک سے چھانٹ چھانٹ کر الگ کردے ایسا کوئی رہنمائے کامل نہ تھا، لوگ بس روایتی مسلمان تھے، علامتی مومن تھے بنام اسلام جی رہے تھے، ستم یہ کہ بعض لوگ نماز بھی پڑھتے تھے اور گھروں میں بت بھی رکھتے تھے، حسب موقع خدا کی عبادت کرلی اور حسب ضرورت بتوں کی پوجا کرلی یعنی لوگ توحید اور شرک دونوں کا سنگم بنے ہوئے تھے یہ ایک الگ مسئلہ ہے کہ اجتماع ضدین ہے ایک ہوگا تو دوسرا نہیں ہوگا، مگر میں وہاں کے سماجی اور مذہبی حالات کی عکاسی کررہا ہوں کہ کس طرح اس علاقے کے لوگ جہالت

کے اندھیرے اور فکری ظلمت کی گھٹاؤں میں گھرے ہوئے تھے ایسے میں نہ جانے کس دل دردمند نے کس سوز و اخلاص سے دعا کی کہ اجابت نے بڑھ کر گلے سے لگالیا۔

کانکیر جو اس وقت ریاست چھتیس گڈھ کا ایک متمول قدرتی خزانوں سے معمور، معدنیات کے ذخیروں سے بھرپور ضلع ہے۔ اس وقت یہ ضلع بستر میں تھا۔ اور زیادہ سے زیادہ اس کی حیثیت ایک قصبہ کی رہی ہوگی، وہاں سے قطب عالم سیدی ومرشدی حضور مفتی اعظم نور اللہ مرقدہ کی بارگا میں جامع مسجد کانکیر کے لیے خطیب وامام کی ضرورت کا عریضہ نامہ پہنچا، تبھی نائب غوث اعظم حضور مفتی اعظم نے کانکیر و اطراف کا نکیر کے سماجی معاشرتی ماحول کو میری چھٹی حس بولتی ہے کہ خط کی زیریں لہروں میں دیکھ لیا تھا تبھی تو آپ نے وہاں کے لیے خطیب وامام کا جو انتخاب فرمایا وہ انتخاب خود حضور مفتی اعظم ہند کی بڑی کرامت ہے۔ ایسی کرامت جس نے علاقے کی کایا پلٹ دی، تقدیر بدل دی لوگوں کا ظاہر ہی نہیں باطن بھی نکھر گیا۔ اعمال ہی نہیں افکار کو بھی چکا چوند کر دیا، اور خاص سنی رضوی رنگ میں پورا دیار وامصار رنگ کر گلہائے رنگا رنگ کا منظر پیش کرنے لگا۔ آپ جانتے ہیں جس شخصیت پر خطیب وامام کے لیے حضور مفتی اعظم کی نظر پڑی تھی وہ شخصیت کون تھی؟ حلم وحکم کے کوہِ نور سے سجی ہوئی پیشانی، آنکھوں میں بہت کچھ کر جانے کے حوصلے کی تیزی وتندی، چہرے پر عزم وولولہ کی تابانی، زمانے کے تلخ وشیریں حالات سے کما حقہ ناآشنا مگر جوئے شیر پتھر سے نکالنے کی تڑپ سے مزین، حضور مفتی اعظم ہند کے سامنے حسن وجمال، زیبائی ورعنائی، دلکشی ودلآویزی کا پیکر ایک نوجوان متبسم انداز میں کھڑا تھا۔ آج اسی نوجوان کو ہم سب قطب چھتیس گڑھ، شبیہ مفتی اعظم پیکر شریعت، رہبر طریقت حضرت علامہ الشاہ سبطین رضا خاں المعروف حضور امین شریعت سے جانتے پہچانتے اور مانتے ہیں اور اب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہوئے پلکیں بھیگ جاتی ہیں، عشاق وفات کے تصور سے دل تھام لیتے ہیں۔

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

ایسا نہیں ہے کہ حضور مفتی اعظم ہند نے حضور امین شریعت کو اس علاقہ چھتیس گڑھ

میں بحیثیت خطیب وامام جوابی رقعہ دے کر کچھ حال و ماحول سمجھا کر روانہ کر دیا ہو۔ بلکہ کا نکر ٹولہ سے کانکیر تک مکمل رہنمائی فرمائی۔ یہ بصیرت افروز خواب خود مجھ فقیر سے بھی حضور امین شریعت نے بیان کیا تھا کہ جب میں حضور مفتی اعظم ہند کے حکم پر کانکیر جانے کے لیے آمادۂ سفر ہو گیا تو حضور مفتی اعظم ہند نے خواب میں تشریف لا کر کانکیر، اس کا محل وقوع، قلب شہر میں بہتا ہوا دریا، دریا کے کنارے بلندی پر بلند و بالا مینار والی مسجد، سب کا مشاہدہ کرا دیا اور میں نے خواب میں دیکھا کہ مسجد کے کنارے اسی بہتے دریا میں حضور مفتی اعظم آگے آگے چل رہے ہیں اور میں پیچھے پیچھے چل رہا ہوں۔ یہاں تک کہ حضور مفتی اعظم ہند کی پیشوائی میں میں نے یہ دریا پار کر لیا۔ فرماتے ہیں کہ میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب کانکیر پہنچ کر میں نے خواب کا پورا منظر جیتی جاگتی کھلی آنکھوں سے دیکھا۔ وہی مسجد، وہی دریا، وہی ساحل، وہی پہاڑ، سارا کا سارا نقشہ میری نظر کے سامنے تھا۔ کہنے کو تو یہ خواب ہے مگر میرا وجدان بولتا ہے کہ دریا پار کرا کر حضور مفتی اعظم ہند نے حضور امین شریعت کی مشکل آسان فرما دی، اشاروں میں پیغام دیدیا "سبطین رضا گھبرانا نہیں، دعوت دین وسنت کے راستے میں آنے والی پریشانیوں سے مضطرب نہ ہو جانا، تیرا بیڑا پار لگانے کے لیے میری توجہ میری باطنی رہنمائی ہمیشہ تیرے ساتھ رہے گی۔" اس سے پتہ چلا کہ حضور مفتی اعظم ہند کو یہ احساس تھا کہ چھتیس گڑھ کے اس ظلمت کدہ میں شریعت کا چراغ جلانا آسان نہیں ہے۔ رب کی نافرمانی سے رخ موڑ کر فرمانبرداری پر لگا دینا بہت کٹھن ہے، مگر میں نے تمہاری رہنمائی کر دی ہے، دریا پار کر کے چھتیس گڑھ کی بد عقیدگی و بدعملی کے دریا کو پار کرنے کی تمہیں ہمت اور شعور دیدیا ہے۔ آگے بڑھتے چلے جاؤ سربلندی و سرفرازی، کامیابی و کامرانی کا مژدہ تمہارے انتظار میں ہے۔ اس خواب کی مجلتی ہوئی تعبیر یہ ہے کہ تقریباً نصف صدی تک آپ اس پورے علاقے میں ہدایت و رہبری کا آفتاب و ماہتاب بن کر جگمگاتے رہے، جب پچاس برس پہلے آپ نے اس علاقے میں قدم رکھا تھا کام شروع کیا تھا تو جیسا کہ ذکر ہوا مسلمانوں کی حالت دینی لحاظ سے ناقابل ذکر و ناگفتہ بہ تھی۔ اور جب پچاس برس بعد آپ نے آنکھیں بند کیں تو

پورے علاقے میں اسلام وسنیت کا جھنڈا لہرا رہا تھا آبادی کی آبادی دین وشریعت کے رنگ ونور میں نہا کر شرابور ہو چکی تھی۔

حضور امین شریعت کون ہیں؟ آپ کی شخصی عظمت کیا ہے؟ خاندانی پس منظر کیسا ہے؟ ان تفصیلات کے لیے تو آپ میری تازہ ترین تصنیف ''حضور امین شریعت، حیات اور کمالات'' کا مطالعہ کریں اس مختصر مضمون میں بس اتنا سمجھ لیں کہ آپ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منجھلے بھائی استاذ زمن حضرت علامہ حسن رضا خانصاحب کے حقیقی پوتا، یعنی برادرزادۂ اعلیٰ حضرت حضرت علامہ حسنین رضا خانصاحب کے فرزند ارجمند ہیں۔ برادر اعلیٰ حضرت علامہ حسن رضا خانصاحب کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ اعلیٰ حضرت کے راز دار خفی وجلی ہیں۔ زمین داری کا پورا انتظام، خانہ داری کا اہتمام آنے جانے والوں کی ضیافت وخاطر داری کا پورا انصرام آپ ہی کے ہاتھ میں تھا، اور آپ نے وہ حق اخوت نبھایا کہ کہنا پڑتا ہے کہ خدا کسی کو بھائی دے تو مولانا حسن رضا خانصاحب جیسا بھائی دے آپ نے اعلیٰ حضرت کی دینی مشغولیت، صبح ومسا کی مصروفیت، سنیت کی خدمت واشاعت، بدعقیدوں کی نحوست سے معاشرے کی صیانت، اوراس کے علاوہ وہ سب کچھ جو امام احمد رضا کو ۲۲ رگھنٹہ محوذکر وفکر رکھتا تھا، آپ نے جب یہ سب دیکھا تو آپ بھی اعلیٰ حضرت کے کاموں میں شریک رہنے کی فکر میں لگ گئے۔ اور اس طرح ان ذمہ داریوں کو نبھایا کہ فکر دنیا سے اعلیٰ حضرت کو بالکل آزاد کر دیا۔ ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت کی بچی کی نسبت طے ہوگئی ہے، شادی کی تاریخ پڑ چکی ہے۔ سارے انتظامات ہو گئے ہیں جب بارات آنے کو چند دن رہ گئے تو آپ نے اعلیٰ حضرت کو بچی کی شادی اور تقریبات شادی کی اطلاع دی۔ اعلیٰ حضرت نے پوچھا بھائی اتنا بڑا کام آپ نے کر دیا اور مجھے خبر بھی نہ کی، فرمایا حضور آپ کو اس لیے خبر نہ دی کہ آپ خالص دینی ضروری کاموں میں لگے ہیں۔ اسلام اور سنیت کو چیلنج ہے اور اس چیلنج کا آپ جواب ہیں، ہمہ وقت آپ کو دین وسنیت کی فکر رہتی ہے، اس لیے ہم لوگوں نے سوچا کہ اگر آپ کو خبر دیتے ہیں تو کام میں رکاوٹ ہوگی، یا کام کی رفتار تھم جائے گی، یہ سن کر اعلیٰ حضرت کی

آنکھوں سے خوشی کے آنسو چھلک پڑے، اسی لیے میں نے کہا ہے کہ خدا کسی کو بھائی دے تو مولانا حسن رضا خان جیسا دے، اور بھائیوں میں اعتماد کا جوہر دے تو امام احمد رضا جیسا دے، امام احمد رضا نے تن تنہا جو ایک بڑی اکیڈمی، ایک عظیم انجمن، ایک عالمی ادارہ کا کام انجام دیا ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ ان کاموں کی تکمیل میں پورے گھر بھر کا خلوص شامل ہے۔ حضور امین شریعت کے والد ماجد انہی استاذ زمن علامہ حسن رضا خانصاحب کے لائق وفائق، بلند اقبال صاحبزادے ہیں۔

حضرت علامہ حسنین رضا خانصاحب کو اعلیٰ حضرت اتنا ہی چاہتے تھے جتنا اپنے مشہور زمانہ دونوں بیٹوں حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا اور مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو، آپ نے ان تینوں کے درمیان عقد مواخات قائم فرما دیا تھا اور ان تینوں بھائیوں نے بھی روادی ربط باہمی، بھائی چارگی، ایثار نفسی اور میل ملاپ کی ایسی مثال قائم کی کہ ان کے آپسی تعلقات کو پڑھ کر حیرت ہوتی ہے۔ حضرت علامہ حسنین رضا خان صاحب والد گرامی حضرت علامہ سبطین رضا خاں صاحب حضور مفتی اعظم ہند سے عمر میں چھ مہینے بڑے تھے، مگر حضور مفتی اعظم ہند کا آپ اتنا اکرام واحترام فرماتے کہ لگتا تھا یہی چھ مہینے کے چھوٹے ہیں۔ آپ کے علم وفہم ادب ودرک، تدبر ودانائی، زیرکی وہوشمندی، سیرت وصورت کی دلآویزی دیکھ کر اعلیٰ حضرت نے آپ کو اپنا داماد بنا لیا تھا۔ مگر ایک بچی کی ولادت ہوئی کہ محترمہ صاحبزادی صاحبہ مرحومہ ہوگئیں۔ حضرت کے گلشن حیات میں بعد میں جتنے بھی پھول کھلے وہ دوسری پھلواری کے ہیں۔

میری معلومات کے مطابق آپ کے صاحبزادوں میں سب سے بڑے صاحب زادے حضرت علامہ سبطین رضا خان صاحب ہیں۔ جو بعد میں امین شریعت کے لقب سے ملقب ہوئے اور یہی لقب آپ کا علم بن گیا۔ جس طرح حضور اعلیٰ حضرت آپ کے والد گرامی کو اپنے بچوں کی طرح چاہتے تھے ویسے ہی حضور مفتی اعظم ہند آپ کو اپنے بچوں کی طرح چاہتے تھے۔ یہ اخوت و چاہت ایسی تھی کہ کبھی کبھی کسی کسی کو تو حضور مفتی اعظم ہند سے پوچھنا پڑا کہ حضور یہ آپ کے صاحبزادے ہیں؟ اور حضور مفتی اعظم ہند نے

بھی جواب دیا ہاں پھر بعد میں اس کی وضاحت فرمادیتے، اس طرح حضور امین شریعت حضور مفتی اعظم کی نوری چھاؤں اور خاندانی علم برساتی فضا میں پروان چڑھے۔آپ کے اساتذہ میں دونام تو ایسا ہے جو سینکڑوں ناموں پر بھاری اور ممتاز ہے۔ایک حضور صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی اور دوسرے محدث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد خان علیہما الرحمۃ والرضوان۔جس بچے کو حضور مفتی اعظم ہند کی پیار بھری توجہ اور ان کاملان درس کی معیت ورفاقت ملی ہوگی وہ بچہ جب درسگاہ سے دستار فضیلت سنبھال کر نکلا ہوگا تو یقیناً آفتاب علم وماہتاب عمل کی نگاہیں بھی خیرہ رہ گئی ہوں گی۔یہی وجہ ہے کہ حضور مفتی اعظم ہند نے اپنے مرکزی ادارہ دارُ العلوم مظہر اسلام میں آپ کو مدرس رکھ لیا تھا۔دارُ العلوم مظہر اسلام کی درسگاہ کی مسند پر اس وقت عبقری شخصیات قصر علم کے لعل و گہر لٹا رہی تھیں اور علم کے متلاشی دور دور ملک و بیرون ملک سے آ آ کر اپنی علمی و باطنی پیاس بجھا رہے تھے۔حضور امین شریعت ان اساتذہ کے بیچ کئی سالوں تک اپنی درسی ذمہ داریوں سے سبک روی کے ساتھ سبکدوش ہوتے رہے۔اس دورانئے میں دارُ العلوم مظہر اسلام سے جو فارغین نکلے ان کی آبیاری میں حضور امین شریعت کا بھی خون جگر شامل رہا۔یہ بات لطف سے خالی نہ ہوگی کہ علامہ حسنین رضا خانصاحب حضور امین شریعت کا رشتہ حضور مفتی اعظم کی کسی صاحبزادی سے کرنے کی حسرت رکھتے تھے۔مگر حضور مفتی اعظم کی رفعت شان، نسبت عظمت نشان محبوبیت عرش آشیان کی وجہ سے کوئی بات بلاتکلف کرتے ہوئے جھجکتے تھے، حالانکہ مکتب ایک ساتھ کیا تھا۔ایک ساتھ پڑھے تھے اور ایک ساتھ ہی رہتے تھے۔مگر اس کے باوجود تحفظات کا یہ عالم اس کے سوا اور کیا کیا جاسکتا ہے کہ۔۔۔۔۔۔ایں سعادت بزور بازو نیست۔

اس وجہ سے دل کی حسرت زبان پر آنے میں ہمیشہ ناکام رہی، پھر ہوا یہ کہ حضور مفتی اعظم ہند کی اس صاحبزادی کا رشتہ کہیں طے ہوگیا۔اب علامہ حسنین رضا خانصاحب نے جب اپنے دل کی بات کسی سے کہی اور انہوں نے حضور مفتی اعظم ہند سے بیان کیا تب معلوم ہوا کہ حضور مفتی اعظم ہند کے دل میں بھی وہی حسرت کروٹ لے رہی تھی۔حضور مفتی اعظم ہند نے

فرمایا بھائی صاحب نے پہلے کیوں نہ ذکر کیا۔ اس کشمکش کی وجہ یہ ہوئی کہ علامہ حسنین رضا صاحب نے سوچا کہ حضور مفتی اعظم ہند بات چھیڑیں اور حضور مفتی اعظم ہند یہ سوچتے رہتے تھے کہ پہلے بھائی صاحب ذکر فرمائیں۔ بہر حال حسرت کا ایک دیا تھا جو دونوں دلوں میں جل رہا تھا اور اس کے بعد حضور امین شریعت کا رشتہ مفتی اعظم مہاراشٹر حضرت علامہ مفتی عبدالرشید خانصاحب، ناگپور بانی جامعہ عربیہ اور مصنف تسہیل المصادر کی دختر نیک اختر سے ہوا۔ یہ واقعہ خود میں نے حضرت کی زبانی سنا ہے۔

آج پورے ہندوستان میں صرف ریاست چھتیس گڑھ کو یہ شرف وامتیاز حاصل ہے کہ یہی وہ اسٹیٹ ہے، جہاں سنیت غالب اکثریت میں ہے۔ اور پورے چھتیس گڑھ میں رضا رضا بریلی بریلی کی دھوم مچی ہوئی ہے۔ بڑی خاموشی مگر بڑی تیزی وتندی کے ساتھ حضور امین شریعت نے مسلک اعلی حضرت کا نعرہ گاؤں گاؤں، قریہ قریہ، گلی گلی، کوچہ کوچہ پہنچایا ہے۔ پورا چھتیس گڑھ واطراف چھتیس گڑھ آج اگر سنی ہے اور بلا اختلاف مشرب بزرگوں کی نذر نیاز، مجلس ومحفل اور ذکر وتذکرہ کی ہماہمی ہے تو یہ سب حضور امین شریعت کی آج تک بے لوث اور بے ریا خدمت کی برکت ہے۔

اس میں ہمارا خون جلا ہو کہ جان ودل
محفل میں کچھ چراغ فروزاں ہوئے تو ہیں

سالوں پہلے جب ہندوستان میں شاہ بانو کیس کا ہنگامہ برپا ہوا، تو مسلم پرسنل لاء کے تحفظ کے لیے آل انڈیا مسلم پرسنل لاء کانفرنس کے نام سے قائد اہلسنت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمۃ نے پورے ملک کے تقریباً ہر مرکزی مقام پر جلسہ کیا۔ ایک جلسہ رائے پور جو، اب چھتیس گڈھ کی راجدھانی ہے میں حضور امین شریعت کی سرپرستی اور علامہ محمد علی فاروقی کی قیادت میں ہوا۔ اس جلسے کے بطن سے ادارہ شرعیہ کی اس علاقے میں ضرورت نے جنم لیا۔ صدر مقام ہونے کی وجہ سے ادارہ شرعیہ کی مرکزی آفس کے لیے رائے پور کا انتخاب ہوا اور امین شریعت کے لیے سب کی نظر جس چہرے پر اُٹھ کر رہ گئیں وہ علامہ سبطین رضا خان صاحب کی ذات تھی۔ اتفاق آراء سے آپ امین شریعت چنے گئے، حضرت علامہ

محمد علی فاروقی، حضرت مفتی معطر علی صاحب اور دیگر معین مفتی کی سرکردگی میں چند ہی دنوں میں ادارۂ شرعیہ نے لوگوں کے دلوں میں جگہ بنالی شہرت کے آسمان پر پہنچ گیا۔ بحیثیت امین شریعت حضور سبطین رضا خانصاحب کی مصروفیت ایسی دو چند بلکہ سہ چند و چہار چند ہوئی کہ اب آپ کانکیر کے بجائے رائے پور میں زیادہ وقت دیتے تھے۔ رائے پور والوں نے موقع غنیمت سمجھ کر زمین کا ایک بڑا قطعہ خریدا جس میں حضرت کے قیام کے لیے عالی شان مکان بنایا۔ بازو ہی میں خوبصورت مسجد اور شاندار مدرسہ کی تعمیر ہوئی اور زمین کا ایک گوشہ حضرت کی آخری آرام گاہ کے لیے مخصوص کر دیا۔

حضور امین شریعت کی زندگی کا سب سے قیمتی انمول، نایاب ِ یادگار، تاریخ سازِ عہد آفریں اور انقلاب بداماں دور کانکیر سے شروع ہوا۔ جس کی وجہ وجیہ گذشتہ سطور میں مذکور ہوئی کانکیر جامع مسجد کو آپ نے کام، مقصد، امنگ اور جذبے کا پلیٹ فارم بنا کر پورے چھتیس گڈھ کی تقدیر بدلنے کی ٹھان لی۔ فرزانگی میں دیوانگی کا روپ دھار کر اور دیوانگی کے قالب پر فرزانگی کی قبا ڈال کر رواں دواں ہو گئے۔ اسلام اور سنیت کو جہاں ضرورت ہوئی وہاں گئے، جب ضرورت پڑی تب گئے۔ دن کے اجالے میں گئے۔ رات کی تاریکی میں گئے، کبھی پیدل گئے، کبھی سائیکل سے گئے، کبھی بس سے گئے کبھی ٹرین سے گئے مگر گئے اور خوب گئے۔

جہاں پہنچے زمین کو آسماں سے کردیا اونچا
جہاں ٹھہرے درودیوار کا نقشہ بدل آئے

ان کا سایہ اک تجلی ان کا نقش پا چراغ
وہ جدھر گذرے ادھر ہی روشنی ہوتی گئی

اعلیٰ حضرت کے فیض نے اپنا جلوہ دکھایا مفتی اعظم ہند کی توجہ نے دستگیری کی آپ کے ظاہری و باطنی حسن وجمال نے دلوں میں جگہ بنائی۔ پھر کیا تھا چند ہی سال میں اندھیرا اجالے سے بدلنے لگا۔ بدعات وخرافات کی جگہ سنت وسیرت کا نور جگمگانے لگا، منکرات

مکروہات نے اپنا بوریا بستر سمیٹا اور شریعت مطہرہ کا عندلیب نو بہار چمن بن کر نغمہ سنجی کرنے لگا۔ ہدایت کے نجم وقمر نے اس آب وتاب کے ساتھ تجلی ریزی کی کہ دلوں میں خوف خدا آیا تو لوگ نا فرمانیوں سے کنارہ کش ہونے لگے۔ قلب مومن کو جب عشق مصطفیٰ کی حلاوت نے چھیڑا اور گدگدایا تو برسوں کی سوئی ہوئی حسرت بیتاب ہوکر بیدار ہوگئی۔ ذرے پر جب سورج کی کرن پڑتی ہے تو اس میں نظر کو خیرہ کرنے والی چمک پیدا ہوجاتی ہے۔ قطرے میں قوت پرواز آجاتی ہے، تل جب گلاب کی سنگت میں رہتا ہے تو وہ بھی گلاب کی سی خوشبو دینے لگتا ہے۔ یہ تو چند منٹوں یا چند گھنٹوں کی صحبت کا نتیجہ ہے جس دیار محبت کو شریعت کا آفتاب طریقت کا ماہتاب اور معرفت کا گلاب ملا ہو اس کی قسمت کا کون اندازہ لگا سکتا ہے۔

ادھر کانکیر والوں کو جب صورتحال کی آگہی ہوئی اور ایک نعمت خداداد ہاتھ سے نکلتی محسوس ہوئی تو ان لوگون نے بھی زمین کا بڑا حصہ حاصل کیا۔ اور مسجد ومدرسہ کے ساتھ حضرت کے مستقل رہنے کے لیے حضرت کے شایان شان مکان بنوایا، یہاں بھی زمین کے کونے کی بڑی جگہ حضرت کی آخری آرام گاہ کے لیے محفوظ کردی گئی حضرت کانکیر بھی رہتے اور رائے پور بھی دونوں جگہیں آپ کے ظاہری و باطنی فیوض وبرکات سے فیضیاب ہوتی رہیں، پیرانہ سالی کی وجہ سے جب حضرت کی طبیعت بار بار ناشاذ رہنے لگی تو ارباب کانکیر اور اصحاب رائے پور دونوں کا خیال اپنی چاہتوں کے انتہا پر پہنچ گیا کہ حضرت مستقل طور پر ہمارے یہاں رہیں تو ہمارے یہاں رہیں۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے کہ لوگوں نے ایک بار جب رائے پور کی مرکزیت اور رضوی افادیت کی عمومیت بیان کر کے حضرت سے آخری آرامگاہ کے بارے میں پوچھ ہی لیا تو حضرت کا جواب تھا۔ ہاں مگر مجھے حضور مفتی اعظم نے کانکیر کے لیے بھیجا تھا۔ جب ان دونوں مقامات کی کشمکش حد سے بڑھی تو حضرت نے فرمایا، میرا جہاں انتقال ہوجائے مجھے وہیں امانت زمین بنایا جائے، طبیعت جب بار بار سدھرنے بگڑنے جیسی کیفیتوں سے دوچار ہوئی تو حضور تاج الشریعہ کی حسب خواہش آپ بریلی شریف اپنے گھر ہی میں مکین ہوگئے، فرمان خداوندی

،،منہا خلقنکم وفیہا نعید کم ومنہا نخرجکم تارۃ اخری[1]،،

پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا۔ کے مصداق ابھی بریلی شریف ہی میں ۲۶ محرم الحرام ۱۴۳۷ھ / ۹ نومبر ۲۰۱۵ء بروز پیر دن میں ایک بج کر ۴۵ منٹ پر خلد آشیاں ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون- محتاط اندازے کے مطابق تقریباً تین لاکھ لوگوں نے نماز جنازہ پڑھنے کی سعادت حاصل کی۔

وہ تو چلے گئے مگر علاقہ چھتیس گڈھ بول رہا ہے کانکیر اور رائے پور کی دھرتی بول رہی ہے۔ مریدوں کی جماعت اور خلفاء کا جھرمٹ بول رہا ہے۔ چاہنے والوں کی عقیدت اور جاں نثاروں کی محبت بول رہی ہے۔ تم کیا گئے کہ رونق محفل چلی گئی۔

❀❀❀

نوٹ: یہ سب میں نے اپنی یاداشت سے لکھے ہیں اگر کوئی بات خلاف واقعہ ہو تو داناؤں سے گذارش ہے توجہ دلائیں۔

حضور امین شریعت اور آپ کا کشف

حضرت مولانا ابرار رضا

میرا یہ ہمیشہ کا معمول تھا کہ جب کبھی اپنے وطن جانا ہوتا یا وطن سے واپسی ہوتی تو فون کے ذریعہ یہ معلوم کر لیتا کہ حضور امین شریعت کہاں جلوہ گر ہیں اگر پتہ چلتا کہ کانکیر میں ہیں تو کانکیر، دھمتری میں ہیں تو دھمتری رائے پور ہیں تو رائے پور اتر کر زیارت سے مشرف ہو کر دعائیں لیکر پھر آگے کا سفر شروع کرتا ایک بار معلوم ہوا کہ رائے پور تشریف فرما ہیں ناچیز حضرت کے دولت کدہ پر حاضر ہوا سلام مسنونہ اور دست وقدم بوسی کے بعد حضرت کا اشارہ پا کر اس مبارک مجلس میں بیٹھ گیا وہاں پہلے ہی سے عقیدت مندوں کی بھیڑ لگی ہوئی تھی کوئی اپنی مشکلیں بیان کر کے مشکل کشائی کی دعا کروا رہا تھا کوئی اپنی بیماری بتا کر دوا کی تشخیص کروا رہے تھے کوئی حضرت کی خدمت میں مشغول تھے کوئی اس پاکیزہ مجلس میں بیٹھ کر خدائے تعالیٰ کی رحمت سے قریب لطف اندوز ہو رہا تھا، ایک عقیدت مند حضرت کے سر کی مالش کر رہا تھا میں نے اشارے سے اس عقیدت مند سے سر مالش کرنے کی اجازت چاہی اس نے خندہ پیشانی سے اجازت مرحمت فرمادی میں سر کی مالش میں مشغول ہو گیا کچھ دیر کے بعد میرے دل میں ایک خیال گزرا کہ اگر اپنے والد ماجد کا سر مالش کرتا تو کہیں زیادہ ثواب کا مستحق ہوتا دل میں خیال گزرنا تھا کہ فورا حضرت نے فرمایا بس کیجئے ہو گیا میں نے فورا دل میں توبہ کی اور عرض کیا حضور تھوڑی دیر اور موقعہ دیا جائے حضرت مسکرائے اور موقع عنایت فرمایا۔

ایسے تو جب سے میرا کیشکال کے مدرسہ میں آنا ہوا اور حضور امین شریعت نے کچھ نصیحت فرمائی ہمیشہ اس نصیحت پر کاربند رہا۔ لیکن درمیان میں ارکان مدرسہ سے تھوڑی شکر رنجی ہو گئی اور دل اتنا اچاٹ ہو گیا کہ ایک لمحہ رہنے کی طبیعت نہیں چاہتی تھی مگر

حضرت کے اجازت کے بغیر جا بھی نہیں سکتا تھا ناچیز ہر جمعہ کو بعد نماز جمعہ کیشکال سے کانکیر کے لیے یہ قصد کر کے نکلتا کہ آج کسی طرح حضرت سے اجازت لے ہی لوں گا لیکن جب بارگاہ میں پہنچا تو میرے پہنچنے سے پہلے ہی عقیدت مندوں کی بھیڑ لگی ہوئی ہوتی بھیڑ کی وجہ سے کچھ بول نہیں پاتا لیکن حضرت کا کشف دیکھئے حضرت نے ارشاد فرمایا کیسے آنا ہوا میں نے کہا زیارت کا شوق پیدا ہوا آ گیا حضرت نے میرا جواب سن کر تبسم فرمایا یونہی کئی بار آنا جانا ہوتا رہا لیکن تخلیہ نہ ہونے کی وجہ سے میں اپنا حال دل سنا نہیں پاتا تھا۔آنے جانے کا سلسلہ رہا، جب حاضر ہوتا حضور پوچھتے کہ مدرسہ میں کتنے بچے ہیں تعلیم کیسی چل رہی ہے اساتذہ کیسے ہیں آخر کار کئی ہفتہ گزرنے کے بعد حضرت کے ساتھ تخلیہ میسر آیا اور ناچیز نے مکمل سرگزشت حضرت کی بارگاہ میں پیش کر دی حضرت نے تھوڑی دیر تامل فرمایا اور پھر لبکشا ہوئے تو بہت دیر تک نصیحت فرماتے رہے اور اپنی بیتی آپ سناتے رہے۔آخر میں ارشاد فرمایا آپ کہاں کہاں جائیں گے ہر جگہ کچھ شری لوگ ملیں گے حضرت کی نصیحت سے دل بے قرار کو قرار آیا اور میرے دل سے جانے کا ارادہ محو فرما دیا حضرت کی کرامات تو بہت ہیں ان میں آپ کی سب سے بڑی کرامت پورے چھتیس گڑھ کو سنیت کی رسی میں باندھ کر رکھنا ہے مولی تعالی ہم سب کو حضرت کے فیوض و برکات سے مالا مال فرمائے۔

حضور امین شریعت اور خدمت دین

خدمت دین کے کئی ذرائع ہیں تعلیم و تعلم ،تصنیف و تالیف، وعظ و تقریر، پند و نصیحت ،حضرت نے تبلیغ دین کے لیے یہ تمام ذرائع اپنائے تعلیم کے اعتبار سے دیکھیں تو خود ایک جید عالم دین تھے اور تعلم کے اعتبار سے دیکھیں تو آپ سے مادر علمی مظہر اسلام بریلی شریف مدرسہ اشاعت الحق ہلدوانی ،جامعہ عربیہ ناگپور، دار العلوم فیض الاسلام کیشکال، مدرسہ عربیہ کانکیر کے مسند تدریس پر رونق افروز ہو کر تشنگان علوم دین کو شراب علم و آگہی سے سیراب فرمایا حضور مجاہد ملت کے ایماء پر کیشکال کی سرزمین پر علوم اسلامیہ سے مسلمانوں کو آشنا کرنے کے لیے جون ۱۹۷۶ء میں دار العلوم فیض الاسلام کیشکال کی بنا

رکھی۔جس کے افتتاحی جلسہ میں ملک کی بڑی بڑی قدآور شخصیتوں کو مدعو فرمایا جس میں ریحان ملت بریلی شریف، تاج الشریعہ بریلی شریف، برہان ملت جبلپور، پاسبان ملت الٰہ باد اور قرب و جوار کے کثیر علماء شریک ہوئے اور یہ وہی دارالعلوم ہے جسے آپ نے اپنے خون جگر سے سینچ کر پروان چڑھایا اور تعلیم و تربیت کے لیے جید علماء کا انتخاب فرمایا۔ رائے پور کی سرزمین پر جب علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ تشریف لائے تو انہوں نے وہاں ادارۂ شرعیہ قائم فرمایا اور آپ کو امین شریعت کا عہدہ سپرد کیا گیا کچھ ہی سالوں کے بعد آپ نے رائے پور کی سرزمین پر دارالعلوم انوار مصطفیٰ قائم فرما کر علم دین کو عام فرمانے کی سعئ جمیل فرمائی رائے پور کا دیکھا دیکھی کانکیر کی سرزمین پر بھی آپ کے عقیدت مندوں نے دارالعلوم امین شریعت قائم کیا اور نہ جانے کتنے مدرسوں اور مسجدوں کی بنیاد رکھی اور صدارت و سرپرستی فرمائی اور اس طرح سے آپ نے پوری عمر علم دین کی خدمت کی آپ نے حسب ضرورت تصنیف و تالیف بھی فرمائی۔ جب شیخ الاسلام مدنی میاں صاحب نے مشروط ٹی ویڈیو دیکھنے دکھانے ویڈیو کیمرے کی ذریعہ تصویر کھینچنے کھچوانے سے متعلق جواز کا فتویٰ دیا تو اس پرخطر ماحول میں آپ کی مبارک ذات تھی جو رائے پور کی سرزمین پر عدم جواز سے متعلق رسالہ تالیف فرما کر مفت تقسیم فرمایا اور مسلمانوں کو ٹی وی ویڈیو کے بھیانک انجام سے خبردار فرمایا جب دلی کے شوکت علی فہمی نے آئینہ قیامت جو آپ کے جدامجد حضور استاذ زمن کی تصنیف ہے اس میں خلط ملط کیا تو آپ نے برجستہ قلم اُٹھایا اور فہمی کو بے نقاب کر کے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر دیا اس کے علاوہ بھی بہت سارے مضامین حضرت نے سپرد قرطاس فرمایا جو مضامین امین شریعت مصنفہ مولانا اشرف رضا صاحب دیکھے اور پڑھے جاسکتے ہیں۔ وعظ و نصیحت آپ کا محبوب مشغلہ تھا اور اس کے ذریعہ آپ نے بہت سارے گمگشتگانِ راہ کو ہدایت کے شاہراہ سے لگا دیا آپ کی نصیحت میں ایسی تاثیر تھی کہ اکثر آپ کے عقیدت کیش صوم وصلاۃ کے پابند اور چہرے کو سنت سے سجائے دکھتے ہیں آپ نے وعظ و نصیحت کو عیش و آرام عزت و وقار شان و شوکت جاہ و حشم، مال و دولت، نام و نمود، عزت و شہرت، کا ذریعہ نہیں بنایا بلکہ خداو

رسول کی خوشنودی کا ذریعہ بنایا یہی وجہ ہے کہ آپ کو اگر کسی نے وعظ و نصیحت کے لیے مدعو کیا اور آپ نے وعدہ فرما لیا تو ہر حال میں وقت مقررہ پر پہنچنا ضروری و لازم جانتے تھے حصولِ زر کے لیے نہیں بلکہ پیارے آقا کا فرمان وعدہ پورا کرو کے پیش نظر اور میری ذات سے امت مسلمہ کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچے اور میں تو کہتا ہوں کہ حضرت کے دل میں امت مسلمہ کا درد کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا اور میری بات کی تصدیق حضرت کی تقریر و تحریر سے ہو جاتی ہے حضرت چاہتے تھے کہ سب لوگ صوم و صلاۃ کے پابند ہو جائیں زندگی شریعت محمدیہ کے مطابق گزارے اسی درد کو لیے ہوئے حضرت دور دراز علاقے کے لیے لمبی مسافت طئے فرما کر تشریف فرما ہو جاتے آپ نے جہاں ہوائی جہاز سے سفر فرمایا تو وہیں میلوں پیدل سائیکل سے جیپ، تانگا، بیل گاڑی، راجیہ پریوہن کی بس سے بھی سفر فرمایا۔ قاری عبدالرحمن صاحب مونگیری نے مجھ سے بیان فرمایا کہ حضرت کے ہمراہ ایک مرتبہ مغل سرائے اتر پردیش کے اطراف میں جانے کا اتفاق ہوا منزل تک پہنچنے سے پہلے سورج غروب ہو گیا۔ رات کی تاریکی بھی آ گئی اور میزبان کا اتا پتا بھی نہیں اس وقت موبائل فون کا بھی رواج نہیں تھا خط کے ذریعہ دعوت دی گئی تھی بس گاؤں کا نام یاد تھا مگر راستہ کا پتہ نہیں خیر ایک صاحب سے گاؤں کا راستہ پوچھا گیا اسنے نشاندہی کرتے ہوئے کہا بس تھوڑی دور ہے رات کی تاریکی میں چلتے رہے اور تھوڑی دور ختم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا۔ آخر کار ایک دوسرے شخص پر نظر پڑی اور اس سے گاؤں کا پتہ پوچھا گیا اس نے بھی تھوڑی دور بتا کر اپنا راستہ لیا آگے چلکر پھر ایک آدمی سے پوچھا گیا اس نے ایک روشنی کی طرف اشارہ کر کے بتایا کہ یہی وہ گاؤں ہے جہاں آپ لوگوں کو جانا ہے کچھ دور کے بعد کچا راستہ ختم ہو گیا اور پگڈنڈی کا راستہ شروع ہو گیا خدا خدا کر کے منزل تک پہنچا لیکن وہاں کا نظارہ ہی کچھ اور تھا گھر کے کچھ افراد لالٹین جلائے ہوئے کسی آنے والے مہمان کے نہ آنے سے مایوس بیٹھے ہوں جیسے ہی ہم لوگوں پر نظر پڑی خوشی سے جھوم اٹھے اور معذرت خواہ ہوئے کہ حضور ہم لوگ مغرب تک بس اڈے ہی پر تھے جب مغرب تک آپ لوگ نہیں آئے تو ہم لوگوں نے سمجھا حضور نہیں آئیں گے ہم لوگ مایوس

ہوکر واپس چلے آئے ہماری خوش قسمتی ہے کہ حضور تشریف لے آئے پھر صاحب مکان نے فوری گاؤں والوں کو حضرت کے آنے کی اطلاع دی لوگ جمع ہوئے اور حضرت نے وعظ ونصیحت کے ذریعہ تبلیغ دین کا فریضہ انجام دیا اور لوگ بیعت وارادت سے شادکام ہوئے ایسے ہی ایک واقعہ جناب سید حسن علی صاحب جو کندۂ گھٹکیل کے رہنے والے ہیں انہوں نے بیان کیا ایک موقعہ سے گھٹکیل کی انجمن نے حضرت کو دعوت دی حضرت بذریعہ بس کانکیر سے روانہ ہوئے وہاں لوگ حضرت کے منتظر تھے حضرت بس سے اترے اب سائیکل کا سفر شروع ہوا ہلکی بارش ہونے کی وجہ سے کئی مرتبہ سائیکل پھسلی اور حضرت زمین پر آتے آتے بچے لیکن واہ رے غریبوں کے غمگسار غریبوں کی دلجوئی بھی ہوجائے اور دین کی تبلیغ بھی ہوجائے کے مدنظر آپ اسی حال میں گھٹ کیل تشریف لے گئے اور محفل میلاد کے ذریعہ تبلیغ دین فرما کر پھر دوسرے دن کانکیر تشریف لائے تبلیغی سفر کا دو واقعہ حضرت نے بذات خود اس ناچیز سے بیان فرمایا ایک راج محل بہار اور دوسرا اڑیسہ کا۔

راج محل کا واقعہ یوں بیان فرمایا کہ بہت لمبی مسافت طئے کر کے شام کے وقت گنگا کے کنارے پہنچا معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ اسٹیمر سورج غروب ہونے کے بعد نہیں چلتا ہے اب کیا کیا جائے کچھ چھوٹے چھوٹے ہوٹل تھے وہ بھی غیر مسلموں کے مجبورا ایک ہوٹل میں گیا پوچھنے پر بتایا کہ صرف چاول دال ہے تھوڑا کھایا اور وہیں ٹیبل پر چادر بچھا کر کسی طرح رات گزاری صبح کی نماز ادا کر کے جہاں کی دعوت تھی وہاں کے لیے روانہ ہوئے اور اڑیسہ کا واقعہ یوں بیان فرمایا کہ ایک جگہ میں اور مفتی رجب علی صاحب نانپارہ مدعو تھے بس کا سفر تھا بس کا سفر ختم ہونے کے بعد ہم لوگ بیل گاڑی کا سفر کر رہے تھے بادل آسمان پر چھایا ہوا تھا بجلی چمک رہی تھی اور طوطئ ہند کلام الامام پڑھ رہے تھے

برستا نہیں دیکھ کر ابر رحمت
بدوں پر بھی برسا دے برسانے والے

اسی اثنا میں بارش شروع ہوگئی اور خوب تیز برسنے لگی ہم لوگ بھیگ گئے اور بارش

اتنی ہوئی کہ راستہ بھی بھر گیا ہم لوگوں کو بیل گاڑی سے صاحب مکان نے اس طرح اتارا جیسے بوری اتاری جاتی ہے اتنا بولنے کے بعد حضرت خوب مسکرائے اور فرمائے کہ پہلے سفر میں بہت پریشانی ہوتی تھی لیکن ہمارے اسلاف سفر کی کیسے کیسے صعوبتوں کو برداشت کر کے دین متین کی خدمت کی اب تو الا ماشاء اللہ۔ ان سب واقعات سے آپ بخوبی واقف ہو گئے ہونگے کہ حضور امین شریعت نے سفر کی کیسی کیسی تکلیفیں برداشت کر کے تبلیغ دین کی خدمت کی ہیں۔ مولی تعالی ان کے بتائے ہوئے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

فیض نے جس کے جنگل کو منگل کیا
اس امین شریعت پہ لاکھوں سلام

❀❀❀

خادم التدریس دار العلوم فیض الاسلام
کیشکال سی جی

حضور امین شریعت ایک مختصر تعارف

مفتی سلیم بریلوی

مشہور و معروف اور قابل احترام شخصیتوں کی موت کے تعلق سے ایک اردو شاعر نے بہت پتے کی بات کہی ہے کہ

موت تو وہ ہے کرے جس پہ زمانہ افسوس
ورنہ دنیا میں سبھی آتے ہیں مرنے کے لیے

ایک عربی شاعر نے موت کی حقانیت کو بیان کرنے اور جانے والے کے متعلقین کو صبر کا مرہم پیش کرتے ہوئے یوں کہا کہ

حوض منالک مودود بلا کذب
لا بدمن ورده یوماکماوردوا

آج محرالحرام ۱۴۳۷ھ کی ۲۶/تاریخ ہے اور نومبر 2015ء کی ۹/تاریخ ہے، پیر کا دن ہے، تقریباً ۲/ بجے کا وقت ہے، راقم السطور جامعہ رضویہ منظر اسلام کے کمپوٹر روم میں بیٹھا اپنے کاموں میں مصروف تھا کہ اچانک وھاٹس ایپ پر ایک مسیج موصول ہوتا ہے۔ مسیج کیا تھا اسے دیکھ کر پورا وجود ہی تھر تھرا اٹھا۔ اس میں تحریر تھا کہ ابھی تقریباً ایک بجکر پینتالیس منٹ پر امین شریعت حضرت علامہ مفتی محمد سبطین رضا خاں علیہ الرحمہ کا وصال ہوگیا۔ یہ خبر کیا تھی ایک بجلی تھی جس نے ہمارے پورے وجود کو ہلا کر رکھ دیا۔ جو بھی اس خبر کو سنتا اس پر سکتہ طاری ہوجاتا، ہر ایک کے لیے یہ خبر سوہان روح تھی، ایسا لگتا تھا کہ خبر دینے والے نے ہمارے کانوں میں گرم اور پگھلا ہوا سیسہ انڈیل دیا ہو، یہ خبر آناً فاناً پورے ملک اور بیرون ملک میں گشت کر گئی، سوداگران کی حالت یہ تھی کہ ہر ایک کے

دماغ میں ہلچل سی مچی ہوئی تھی، بریلی شریف کے تمام ادارے خاص کر منظر اسلام کے تمام درو دیوار سے سوگواری پھوٹنے لگی، رضا نگر کی گلیوں میں اُداسی کا راج ہو گیا، چمنستان رضا کا ہر پھول سراپا مرثیہ خواں بن گیا، شہر کے ہر محلے کو غم والم کی چادر نے اپنے اندر لے لیا، ہر طرف سوگواری ہی سوگواری نظر آرہی تھی۔ ہر عقیدت مند حسرت و افسوس، غم واندوہ، حزن ملال اور حیرت واستعجاب کی تصویر بنا نظر آرہا تھا۔ پورا شہر اور عقیدتمندوں کی پوری جماعت صدمے کی حالت میں اس شعر کی سراپا تصویر بنی ہوئی تھی کہ

غنچے خموش، پھول پریشاں، چمن اداس
کیا کہہ گئی ہے موج صبا سوچنا پڑا
ہر عقیدت مندتھا مرثیہ خواں نوحہ کناں
پھول وہ ٹوٹا کہ گلشن بھر میں ویرانی ہوئی

میرے دل میں یہ احساس پیدا ہوا کہ اے کاش! یہ میسج غلط ہو، خبر دینے والے کی خبر غلط ہو جائے، دل میں یہ بات آئی کہ ہمارے اکثر مخلص اکابر اس دنیا سے آہستہ آہستہ تشریف لے جا چکے ہیں مگر یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ حضرت امین شریعت اس دنیا سے اتنی جلدی چلے جائیں، ابھی ہم حواس باختگی اور تشکیک وتشلیط کی دیواروں میں سرگرداں تھے کہ اچانک پردۂ ذہن پر قرآن کریم کی یہ آیت جلوہ گر ہوئی کہ "کل نفس ذائقة الموت" اور "فاذا جاء اجلهم لا يستاخرون ساعة ولا يستقدمون" چنانچہ ان آیات قرآن کے ورد سے ذہن وفکر اور روح وقلب نے کچھ سنبھالا لیا، ہم ہوش کی دنیا میں آئے اور فوراً ہی زبان پر کلمۂ ترجیع "انا للہ وانا الیہ راجعون" جاری ہو گیا۔ ساتھ ہی حضرت امین شریعت کی پاکباز زندگی کے زریں نقوش ہمارے سامنے جلوہ گر ہو گئے اور سیدی سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ شعر بے ساختہ زبان پر مچل اٹھا کہ

عرش پر دھومیں مچیں وہ مومنِ صالح ملا
فرش سے ماتم اٹھے وہ طیب و طاہر گیا

حضرت امین شریعت کا سانحہ ارتحال بلاشبہ جماعت اہل سنّت کا ایک عظیم خسارہ ہے کیونکہ آپ کی ذات ایک انجمن تھی یقیناً آپ کی موت ایک عالم کی موت ہے۔آپ کا یہ انتقال پُرملال ایک عربی شاعر کے اس شعر کے مصداق ہے کہ

وما کان قیس موته موت واحد
ولکنه بنیان قوم تهد منا

یعنی قیس کی موت فرد واحد کی موت نہیں بلکہ اس کی موت کی وجہ سے تو آج پوری قوم کی عمارت ہی زمیں بوس ہوگئی۔

حضرت خنساء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بھائی ''صخر'' کی موت پر طلوع آفتاب اور غروب شمس کو اپنے بھائی کی یاد تازہ کرنے کے سبب بتایا تھا۔اس موقع پر آپ نے اپنے بے مثال عربی مرثیہ میں یوں اظہار خیال فرمایا تھا کہ

یذکرنی طلوع الشمس صخرا
وانکر عندکل غروب شمسی

یعنی روزانہ طلوع شمس میرے بھائی صخر کی یاد ستاتی ہے۔لیکن ہمیں حضرت امین شریعت کی یاد کو زندہ رکھنے کے لیے نہ طلوع شمس کی ضرورت ہے اور نہ ہی غروب آفتاب کی۔ بلکہ ان کی پاکباز حیات مبارکہ کے زریں نقوش ہمارے سامنے شمس وقمر اور آسمان کے ستاروں کے مثل روشن ومنور ہیں جو تا قیامت ہمیں ان کی یاد دلاتے رہیں گے۔اب ہم ذیل میں آپ کی مبارک زندگی کے چند روشن نمونے پیش کریں گے۔

حضرت امین شریعت ایک مختصر تعارف

حضرت امین شریعت، برادر اعلیٰ حضرت استاذ زمن حضرت علامہ حسن رضا خاں علیہ الرحمہ کے پوتے اور داماد اعلیٰ حضرت، حضرت علامہ حسنین رضا خاں علیہ الرحمہ کے تین شہزادوں میں سب سے بڑے شہزادے تھے علامہ حسنین رضا خاں علیہ الرحمہ کا پہلا عقد اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی بیٹی کنیز حسنین سے ہوا تھا جن سے صرف ایک بیٹی شمیم بانو تولد ہوئیں تھیں مگر جب ان کا وصال ہو گیا تو ان کی وفات کے بعد حضرت علامہ حسنین

رضا خاں نے عالیجناب عبدالغنی خاں کی بیٹی منوری بیگم سے دوسرا عقد فرمالیا۔جن سے تین فرزند (۱) حضرت مفتی سبطین رضا خاں سب سے بڑے شہزادے تھے (۲)صدرالعلماء حضرت علامہ تحسین رضاخاں علیہ الرحمہ جو ۱۸؍رجب المرجب ۱۴۲۸ھ مطابق ۳؍اگست بروز جمعہ چندر پور مہاراشٹرا جاتے وقت کار حادثے میں اس دارِفانی سے کوچ کر گئے۔(۳) حضرت مفتی حبیب رضاخاں جو علامہ حسنین رضا خاں کے سب سے چھوٹے شہزادے تھے اور جن کا وصال ۲۸؍مارچ بروز جمعہ ۲۰۱۴ء بعد نمازِ فجر ہوا۔(۴)ایک بیٹی جن کا عقد تاج الشریعہ حضرت علامہ اختر رضاخاں ازہری میاں مدظلہ العالی سے ہوا اور جو الحمدللہ ابھی بقید حیات ہیں۔اللہ تعالیٰ سلامت رکھے۔ آمین بجاہِ سیدالمرسین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

تاریخ پیدائش وجائے پیدائش: آپ رضا نگر محلّہ سوداگران بریلی شریف کی سرزمین عشق ومحبت پر مؤرخہ ۲؍نومبر ۱۹۲۷ء کو پیدا ہوئے۔

تعلیم وتربیت وتسمیہ خوانی: حضرت امین شریعت،خاندان علامہ نقی علی خاں کے فردفرید تھے کہ کئی پشتوں سے جس خاندان کا علمی،قومی،ملی،مذہبی،مسلکی اور روحانی خدمات کا سکہ پوری دنیا میں چل رہا ہے۔جس کی عظمت ورفعت اورشہرت وبلندی کا سورج افق عالم پر اب تک درخشندہ دتابندہ ہے۔اور ان شاء اللہ تا قیامت درخشاں وتاباں رہے گا۔ چنانچہ حضرت امین شریعت کو ایسے علمی گھرانے کا علمی وروحانی ماحول ملا۔حضرت علامہ حسنین رضا خاں جیسی شخصیت کا سایۂ پدری اور خاندان اعلیٰ حضرت کی علمی وروحانی شخصیتوں خاص طور پر تاجدار اہلسنّت سیدنا سرکار مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سایۂ عاطفت حاصل ہوا۔جس کی وجہ سے آپ کی زندگی میں ایسا نکھار پیدا ہوا کہ جس کی بنیاد پر دنیا نے انہیں امین شریعت کہا تو کبھی رہبر شریعت،کبھی شبیہ مفتی اعظم ہند سے تعبیر کیا تو کبھی حکیم الاسلام سے۔خاندانی رسم ورواج کے مطابق جب آپ کی عمر شریف چار سال چار ماہ چار دن ہوئی تو آپ کے والد بزرگوار حضرت علامہ حسنین رضا خاں علیہ الرحمہ نے آپ کے ماموں جان مرحوم مولانا عبدالہادی صاحب کے مکان پر رسم تسمیہ خوانی کی ایک مثال

اورعمدہ تقریب کا انعقاد کیا جس میں آپ کے چھوٹے دادا، سرکار مفتی اعظم ہند کے خسر محترم اور سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چھوٹے بھائی حضرت علامہ مفتی محمد رضا خاں علیہ الرحمہ نے آپ کو بسم اللہ شریف پڑھا کر آپ کی رسم تسمیہ خوانی کی ادائیگی فرمائی۔ آپ بچپن ہی سے تقویٰ شعار اور صوفی صفت انسان تھے۔ ابتداً اکبری مسجد جو پرانہ شہر کے محلّہ گھیر جعفر خاں میں واقع اور مرزائی مسجد کے نام سے مشہور ہے وہاں چلنے والے مکتب میں آپ نے ابتدائی تعلیم حاصل کی پھر درس نظامیہ کی اعلیٰ تعلیم کے لیے آپ کو دارالعلوم مظہر اسلام مسجد بی بی جی میں داخل کرایا گیا۔ جہاں آپ نے درس نظامیہ کی مروجہ کتابوں کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد اپنے رفیق درس مولانا فیضان علی رضوی بیسل پوری کے ساتھ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی تشریف لے جا کر داخلہ لیا۔

نکاح: گھریلوں ماحول تو آپ کو علمی و روحانی ملا ہی تھا خوش قسمتی سے سسرال بھی آپ کو علمی اور روحانی ہی ملی چنانچہ ۱۸/شعبان المعظم ۱۳۷۶ھ مطابق ۲۸/مارچ ۱۹۵۷ء بروز جمعرات بعد نماز عصر بڑی مسجد آم والی محلّہ جہاں گیر آباد بھوپال میں آپ کا نکاح تسہیل المصادر کے مصنف، ناشر مسلک اعلیٰ حضرت فقیہ اعظم حضرت علامہ مفتی عبدالرشید فتح پوری علیہ الرحمہ کی صاحبزادی کے ساتھ ہوا، مفتی مالوہ حضرت علامہ مفتی رضوان الرحمٰن صاحب نے آپ کا نکاح پڑھایا۔ آپ کی اہلیہ بے انتہا نیک، پارسا، صوم وصلوٰۃ کی پابند تقویٰ شعار اور پردے کا سختی کے ساتھ التزام کرنے والی خاتون ہیں۔ آپ کا پردہ پورے خاندان اعلیٰ حضرت میں مشہور ہے۔

اولاد: ان نیک خاتون سے آپ کی سات اولاد ہوئیں جن میں سے دو شہزادوں کا انتقال ہو گیا اور اس وقت دو صاحبزادے حضرت مولانا سلمان رضا خاں صاحب، حضرت نعمان رضا خاں صاحب۔ اور تین صاحبزادیاں بقید حیات ہیں۔ حضرت مولانا سلمان رضا خاں تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری میاں مدظلہ النورانی کے داماد بھی ہیں

بیعت وخلافت: حضرت علامہ حسنین رضا خاں علیہ الرحمہ نے اپنی تمام تر علمی و روحانی خوبیوں کے باوجود اپنے بڑے شہزادے حضرت امین شریعت کو تاجدار اہل سنّت شہزادۂ

اعلیٰ حضرت سیدنا سرکار مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست حق پر بیعت کرایا۔سرکار مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے آپ کو اجازت وخلافت بھی حاصل تھی۔

زیارت حرمین شریفین: آپ نے اپنی زندگی میں ۶/مرتبہ حج بیت اللہ اور زیارت حرمین شریفین کی سعادت حاصل فرمائی۔

دینی خدمات: علوم دینیہ اور عصری تعلیمات حاصل کرنے کے بعد آپ نے سب سے پہلے دارالعلوم مظہر اسلام میں تدریس خدمات انجام دیں۔پھر آپ ہلدوانی اترا کھنڈ مدرسہ اشاعت الحق میں تین سال تک علوم وفنون کے موتی بکھیرتے رہے اور طالبان علوم نبویہ انہیں اپنے دامن علم وفن میں سمیٹتے رہے۔۱۹۵۸ء میں آپ ناگپور کی عظیم الشان درسگاہ جامعہ عربیہ اسلامیہ تشریف لائے، یہاں کے ناظم اعلیٰ بنائے گئے۔تین سال تک اس عہدے پر فائز رہے۔یہاں کی مجلس شوریٰ کے آپ رکن بھی رہے۔۱۹۶۳ء میں چھتیس گڑھ کے ایک خطہ کانکیر تشریف لائے۔سرزمین کانکیر پر قدم رکھتے ہی آپ کی زبان فیض ترجمان سے اچانک یہ جملہ نکلا کہ ”ارے یہ تو وہی سرزمین ہے جسے میں نے عالم خواب میں دیکھا تھا“ اسی سرزمین کو آپ نے مسلک اعلیٰ حضرت کی نشر واشاعت کے لیے منتخب فرمایا اور دیکھتے ہی دیکھتے یہ بنجر زمین علوم وفنون اور روحانیت وعرفانیت کے ماحول کے حوالے سے رشک جناں بن گئی۔آپ نے نہایت تکلیفیں اور مصائب وآلام برداشت کر کے بے انتہا استقامت کے ساتھ یہاں روحانی وعرفانی ماحول پیدا کیا۔آج بھی یہ خطہ آپ کی مخلصانہ جدوجہد کی مونھ بولتی تصویر ہے۔چھتیس گڑھ کے بہت سے علاقوں اور خطوں میں آپ نے مساجد، مدارس اور دینی اداروں کو قائم فرمایا۔کیشکال میں مدرسہ فیض الاسلام، رائے پور میں مدرسہ ”ادارۂ شرعیہ دارالعلوم انوار مصطفیٰ“ قائم فرمایا۔کانکیر میں دارالعلوم امین شریعت کی بنیاد ڈالی۔

قلمی خدمات: آپ ایک بے مثال فقیہ، مفتی، مدرس، شاعر، پیر طریقت، مبلغ مسلک اعلیٰ حضرت اور خطیب و واعظ ہونے کے ساتھ ایک بہترین قلمکار اور مضمون نگار بھی تھے۔آپ کے مضامین جماعت اہل سنّت کے مشہور ومعروف رسالوں کی زینت بنتے

رہتے تھے۔آپ کے مضامین میں سے ''لاوڈ اسپیکر، آئینہ قیامت کے سرقہ کی پُراسرار داستان، ٹی وی کے مضر اثرات ،صدر العلماء پیکر علم و بردبار، یک از مردان حق، برادر زادۂ اعلیٰ حضرت استاذ العلماء مولانا حسنین رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ، ماہ محرم اور مفتی اعظم ،منفرد شخصیت، ہمارا قومی اتحاد اخلاق محمدی کے ائینے میں، کائنات کا دولہا، مراسم محرم اور مسلمان، نماز پڑھنے سے کیا ہوتا ہے؟'' جیسے مضامین آپ کے قلمی شاہکار ہیں۔ان تمام مضامین کو حضرت امین شریعت کے خادم خاص مولانا اشرف رضا قادری صاحب نے ''مضامین امین شریعت'' کے نام سے کتابی شکل میں جمع فرمادیا ہے۔

اوصاف جمیلہ: حضرت امین شریعت مسائل ضروریہ شرعیہ پر گہری نگاہ رکھتے تھے، فرائض وواجبات کے ساتھ اوراد وظائف اور سنن ومستحبات پر سختی سے عامل تھے۔تقویٰ شعار زندگی آپ کا نشان امتیاز تھی خلق خدا کو اوراد و وظائف اور مسائل شرعیہ کے ذریعہ نفع پہنچاتے۔کثرت کے ساتھ سرکار مفتی اعظم ہند کی حیات طیبہ کے گوشوں پر روشنی ڈالتے ،لوگوں کو مسلک اعلیٰ حضرت پر گامزن رہنے کی تلقین فرماتے ،اصاغر و اکابر ہر ایک سے نہایت ہی منکسرانہ انداز اور خندہ پیشانی کے ساتھ ملاقات فرماتے۔مدارس کے طلبہ کو بزرگوں کے واقعات سنا کر مسلک و مذہب کی خدمت کرنے پر بے لوث اور مخلصانہ انداز میں اُبھارتے۔دور دراز سے آنے والے پریشان حال لوگوں کو تعویذات وعملیات کے ذریعے فائدہ ونفع پہنچاتے۔

موصوف کے انتقال پر ملال پر حضور صاحب سجادہ حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد سبحان رضا خاں سبحانی میاں مدظلہ النورانی نے اپنے غم کا اظہار کرتے ہوئے راقم اور دیگر لوگوں کی موجودگی میں ارشاد فرمایا ''حضرت امین شریعت حضرت علامہ مفتی سبطین رضا خاں صاحب بے انتہاء منکسر المزاج اور تقویٰ شعار زندگی کے مالک تھے۔آپ کو دیکھ کر بزرگوں کی یاد تازہ رہتی تھی، صحیح معنوں میں آپ نمونۂ اسلاف تھے۔آپ کی سادگی سے عوام وخواص سبھی متاثر تھے۔بیعت وارشاد کے ذریعے آپ نے کافی لوگوں کو مسلک اعلیٰ حضرت کا پابند بنادیا تھا، آپ کے جانے سے ہمارے یہاں اب کافی خلا محسوس ہوگا، یقیناً

اب ہماری جماعت آہستہ آہستہ اپنے اکابر اور اپنے اسلاف سے محروم ہوتی جارہی ہے۔اللہ رب العزت ان بزرگوں کا صحیح جانشین ہم غربائے اہلسنّت کو عطا فرمائے،یقین ہی نہیں ہوتا کہ وہ عظیم اور سادہ مزاج شخصیت جس کے دیدار سے ہمیں سرکار مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یاد آجاتی تھی۔وہ شخصیت اب ہم سے رخصت ہوگئی۔ان تعزیتی جملوں کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا کہ ''کل جامعہ رضویہ منظر اسلام میں درس وتدرس کا سلسلہ موقوف کرکے رضا مسجد کے اندر ایک تعزیتی محفل کا انعقاد کیا جائے''۔

منظر اسلام میں تعزیتی اجلاس: ۱۰؍نومبر بروز منگل صبح سات بجے رضا مسجد کے اندر تمام اساتذہ اور طلبۂ منظر اسلام نے سب سے پہلے قرآن خوانی کی اس کے بعد ایک باضابطہ تعزیتی جلسے کا آغاز قاری رضوان صاحب کی تلاوت سے ہوا۔طلبہ نے نعت و مناقب کے نذرانے پیش کیے،علمائے منظر اسلام کے ذی استعداد اور باصلاحیت استاذ حضرت مولانا مفتی محمد اختر کوکب بریلوی مدظلہ نے اس موقع پر جو تعزیتی نظم پیش فرمائی اس کا ایک ایک مصرعہ یقیناً اشک آلود ہے۔ملاحظہ فرمائیں

لا تناہی فرقتوں سے جو ملا کر چل بسا
موت عالم موت عالم جو بتا کر چل بسا

فیض کا دریا جہاں میں جو بہا کر چل بسا
وہ تلاطم خیز بحر کراں تھا علم کا

تشنہ لب کی تشنگی کو جو بجھا کر چل بسا
تھا امین دین، شریعت کا محافظ پاسباں

عشق احمد کا دیا گھر گھر جلا کر چل بسا
سادگی مفتی اعظم کا پیکر، علم داں

گوہر علم و حکم ہر جا لٹا کر چل بسا
ہر ادا سے پھوٹتی تھی خوشبوئے شرع متین

باغ عالم کو وہ خوشبو سے بسا کر چل بسا

تھا بیاں، جس کا نہیں کوئی بیاں اس دہر میں
پند و نصیحت کے گراں موتی لٹا کر چل بسا
اس کے قدموں پہ نچھاور جان کوکب کی خدا
جو وہ آقا پہ اپنی جاں لٹا کر چل بسا

اس کے بعد جامعہ رضویہ منظر اسلام کے صدر المدرسین جامع منقولات حضرت علامہ مفتی محمد عاقل صاحب رضوی نے حضرت امین شریعت کی دینی، مذہبی، مسلکی، اور علمی وروحانی خدمات کے حوالہ سے ایک جامع خطاب فرماتے ہوئے طلبہ کو یہ نصیحت فرمائی کہ مسلک اعلیٰ حضرت کی نشر واشاعت کے سلسلہ میں جو آپ نے مصائب وآلام اور تکلیفیں برداشت کیں یہ ہم سب کے لیے مشعل راہ ہیں حضرت امین شریعت کے سانحہ ارتحال پر حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد احسن رضا قادری مدظلہ نے ارشاد فرمایا کہ ''حضرت امین شریعت کی ذات ہمارے لیے قابل فخر تھی، ان کی حیات پاک کی قیمتی سانسوں سے اور ان کی دینی خدمات سے ہمیں حوصلہ ملتا تھا۔ افسوس! اب ہمارا خاندان بزرگوں سے خالی ہوتا جارہا ہے''۔

آپ کے انتقال پُرملال پر تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری مدظلہ النورانی نے اپنے قلبی رنج والم اور حزن وملال کا جو اظہار اشعار کی صورت میں فرمایا وہ یقیناً بے مثال اور صنف مرثیہ خوانی کا عظیم شاہکار ہے۔

چھوڑ کر آپ سارا جہاں چل دیئے
اۓ ! امین شریعت کہاں چل دیئے
دیکھے ہستی کا اپنی نشاں چل دیئے
سب کی منزل جہاں ہے وہاں چل دیئے
کیسے ماہ مبیں بے گماں چل دیئے
کتنے زیر زمیں آسماں چل دیئے
عشق سرور میں مر کر امر ہوگئے
اور فنا ہو کے سوئے جناں چل دیئے

پیچھے اشکوں کے سیل رواں چل دیئے
داغ عشق نبی دل میں رکھے رہے
لے کے شمع لحد شادماں چل دیئے
باغ احمد رضا کے گل خوشنما
مسکراتے ہوئے گلستاں چل دیئے
دیکھنے والوں جی بھر کے دیکھوں ہمیں
کل نہ رونا کہ اختر میاں چل دیئے

نمازِ جنازہ اور تدفین: ویسے تو آپ کے مریدین ومتوسلین اس بات پر مصر تھے کہ وہ آپ کے جسد خاکی کو کانکیر کی سرزمین یعنی چھتیس گڑھ لے جائیں مگر اہل خانہ کے مشورے کے بعد آخر میں یہی طے پایا کہ آپ کی نماز جنازہ بھی سرزمین اعلیٰ حضرت پر ہو اور آخری آرام گاہ بھی اسی مقدس سرزمین پر بنائی جائے۔ چنانچہ ۲۸ محرم ۱۴۳۷ھ / ۱۱ نومبر ۲۰۱۵ء بروز بدھ تقریباً ۱۱ بجے دن میں آپ کا جنازہ غسل وتکفین کے بعد ایک گاڑی پر رکھ کر آپ کے کاشانۂ اقدس محلّہ کانکر ٹولہ پرانہ شہر بریلی سے جلوس کے ساتھ روانہ ہوا۔ کسی بھی گلی میں پاؤں رکھنے تک کی جگہ نہ تھی، بے پناہ اور بے شمار اژدہام تھا، روہیل کھنڈ کے علاوہ ہندوستان کے متعدد صوبوں خاص کر چھتیس گڑھ، اڑیسہ، کرناٹک، مہاراشٹر، مدھیہ پردیش اور گجرات کے متعدد اضلاع اور خطوں سے عقیدت مندوں اور مریدین کے جھنڈ کے جھنڈ سرزمین بریلی شریف پر آئے ہوئے تھے وہ زار و قطار رو رہے تھے، آنسوؤں سے داڑھیاں بھیگ رہی تھیں، تسبیح وتہلیل کی صداؤں اور

کعبہ کے بدرالدجیٰ تم پہ کروڑوں دُرود
طیبہ کے شمس الضحیٰ تم پہ کرڑوں دُرود

اور

وہ سوئے لالہ زار پھر تے ہیں
تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں

یہ کلام والہانہ انداز میں پڑھتے ہوئے جنازہ کے ساتھ چل رہے ہیں۔تقریباً ساڑھے بارہ بجے یہ جلوس جنازہ اسلامیہ گراؤنڈ پہنچا جہاں جماعت اہلسنّت کے اکابرو اصاغر علما خاندان اعلیٰ حضرت کے تمام شہزادگان موجود ہیں ان میں صاحب سجادہ حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد سبحان رضا خاں سبحانی میاں مدظلہ النورانی۔ان کے لخت جگر حضرت علامہ مولانا محمد احسن رضا قادری،شہزادۂ تاج الشریعہ حضرت علامہ الحاج عسجد رضا قادری،شہزادۂ مفسر اعظم ہند حضرت علامہ منان رضا خاں منانی میاں،شہزادۂ ریحانِ ملت حضرت مولانا تسلیم رضا خاں،شہزادۂ صدرالعلماء حضرت مولانا حسان رضا خاں، حضرت مولانا صوفی رضوان رضا خاں،شہزادۂ امین شریعت حضرت مولانا سلمان رضا خاں،حضرت مولانا نعمان رضا خاں،حضرت مولانا عمران رضا خاں عرف سمنانی میاں، شہزادۂ حبیب العلماء حضرت مولانا حسیب رضا خاں،شہزادۂ قمر ملت حضرت مولانا عامر رضا خاں، حضرت مولانا توقیر رضا خاں،شہزادۂ ریحان ملت حضرت مولانا عثمان رضا خاں عرف انجم میاں،حضرت مولانا شیران رضا خاں،حضرت مولانا ارسلان رضا خاں، حضرت مولانا نعیم رضا خاں،حضرت الحاج محمد حسن رضا خاں عرف نوری میاں،حضرت مولانا عدنان رضا خاں،محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب قادری،حضرت مفتی سید شاہد علی میاں رامپوری،شیر قادریت حضرت علامہ مختار احمد قادری بہیڑوی،خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند حضرت مولانا قاری امانت رسول صاحب پیلی بھیتی ومفتی اعظم مہاراشٹر مفتی محمد مجیب اشرف صاحب قبلہ اور بریلی واطراف کے مدارس اسلامیہ کے طلبہ اوراساتذہ کثیر تعداد میں موجود تھے۔تقریباً ۱ بجے حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری میاں مدظلہ النوارنی نے نماز جنازہ ادا کرئی۔اسلامیہ گراؤنڈ پورا بھرا ہوا تھا۔کہیں بھی تل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔نماز جنازہ کے بعد محلّہ کانکرٹولہ آپ کے مکان کے سامنے ایک پلاٹ خرید کر تقریباً شام ۳ بجے آپ کی تدفین عمل میں آئی۔دیر رات تک مٹی دینے والوں کا سلسلہ جاری رہا۔

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

باب پنجم

رضویات

امین شریعت اور مسلک اعلیٰ حضرت

مولانا عبدالمالک مصباحی

اسلام اللہ تبارک وتعالیٰ کا محبوب و پسندیدہ دین ہے اس نے اس کی حفاظت اور اشاعت کا ایسا حسین انتظام فرمایا ہے کہ جس دور اور جس زمانے میں جیسے افراد کی ضرورت محسوس کی گئی ویسے ہی افراد کو مطلوبہ تمام خوبیوں کا پیکر بنا کر کشتی ملت کی ناخدائی کا فریضہ سونپ دیا۔

ماضی قریب میں استعماری قوتوں کی شاطرانہ چالوں سے جب ایمان وعقیدہ کا تحفظ ایک چیلنج بن گیا، باطل قوتوں کی یلغار سے اہل ایمان کے قدم لڑکھڑانے لگے، ایک طرف مال وزر کی افراط اور دوسری طرف حکومتی سرپرستی ان ہوش ربا ماحول میں کشت زار ایمان وعقیدہ کی حفاظت اور آبیاری وآبپاشی کے لیے جو خانوادہ تن من دھن کی تمام قوتوں کو سمیٹ کر طاغوتی قوتوں سے لوہا لینے کے لیے کفن بردوش میدان عمل میں اترا اسے ''خانوادۂ رضا'' کے نام سے جانا جاتا ہے۔اس خانوادہ کی علمی، سیاسی اور معاشرتی تاریخ صدیوں پر محیط ہے۔اسی خانوادہ کے ایک نیر تاباں کا نام امام اہلسنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان (۱۲۷۲ھ/۱۸۵۶ء۔۱۳۴۰/۱۹۲۰) ہے۔جن کی علمی وروحانی نور افشانی سے پوری صدی درخشندہ وتابندہ ہے،آپ کے دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری وساری ہے۔

اسی سلسلۃ الذہب کی ایک ضوبار کڑی کا نام نامی اسم گرامی گل گلزار رضویت امین شریعت حضرت علامہ مفتی سبطین رضا خاں علیہ الرحمہ ہے(ولادت ۶ ۱۳۴ھ/ ۱۹۲۷ء وصال ۹/نومبر ۲۰۱۵)۔آپ کی علمی وفکری تربیت حضور مفتی اعظم ہند علامہ

مصطفی رضا خاں علیہ الرحمہ کی ولایت بار آغوش میں ہوئی۔حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ جن کی نگاہ کیمیا اثر سے لاکھوں خس و خاشاک افق علم و ولایت پر آفتاب و ماہتاب بن کر زمانہ کے ذہنوں پر چھا گئے۔آپ نے اپنی صحبت و معیت میں حضور امین شریعت کو وہ جام نور پلایا کہ آپ کی ذات خود ایک 'میخانہ' رشد و ہدایت بن گئ۔ایک ایسا میخانہ جہاں توحید باری کے شراب طہور سے قلب و نگاہ کی طہارت و پاکیزگی کی دولت بے بہا عطا کی جاتی تھی۔ایک ایسا میخانہ جہاں عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سرمستی سے فکر و نظر کی سرشاری کے سامان فراہم کیے جاتے تھے۔ایک ایسا میخانہ جہاں شریعت و طریقت کی بہاریں لٹائی جاتی تھیں۔ایک ایسا میخانہ جہاں حقیقت و معرفت کی باد بہاری سے مشام جاں معطر کی جاتی تھی۔اس پر مستزاد یہ کہ حضور امین شریعت، حضور صدر الشریعہ اور محدث اعظم پاکستان علامہ محمد سردار احمد خاں علیہ الرحمہ کی درسگاہ کے بھی جرعہ کش تھے اور یہ وہ حضرات ہیں جنہوں نے بلا واسطہ مجدد ملت سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی درسگاہ سے اکتساب نور کیا تھا ان حضرات کے قلوب عشق رسول سے سرشار اور سیرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آئینہ دار تھے ان حضرات نے بھی حضور امین شریعت کو اپنی خصوصی توجہ سے ایسا سرفراز کیا کہ اتباع رسول اور محبت رسول ان کی حیات کی متاع گرانمایہ بن گئی اور پھر اسی محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ترویج و اشاعت ان کی زندگی کا نصب العین بن گیا۔

دار العلوم مظہر اسلام بریلی شریف کے طلبہ کی تشنگی بجھانے سے آپ کی خدمات کا آغاز ہوا۔یہاں آپ پوری تندہی اور علمی جوش و تنوع کے ساتھ اپنے افکار کی تجلیات اور اخلاق کی خوشبو لٹا رہے تھے کہ اچانک ایک دن ریاست چھتیس گڑھ سے حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں ایک رقعہ پہنچا جس میں ''کانکیر'' کی جامع مسجد کے لیے ایک خطیب و امام کی ضرورت کا اظہار کر کے ایک مخلص اور باصلاحیت عالم دین کا مطالبہ کیا گیا تھا۔حضرت مفتی اعظم ہند جن کی نگاہ ولایت صرف حال ہی نہیں بلکہ مستقبل کو بھی ملاحظہ کیا کرتی تھی آپ نے 'کانکیر' اور چھتیس گڑھ کی مذہبی اور دینی حالت کے پیش نظر جس پرسوز داعی، روح پرور مبلغ اور اخلاص و وفا کے پیکر کا انتخاب فرمایا وہ کوئی اور نہیں بلکہ حضور امین شریعت علیہ الرحمہ کی

ذات بابرکات تھی۔

علاقہ چھتیس گڑھ اس وقت مذہبی اعتبار سے نہایت دور افتادہ علاقہ تھا،لوگوں کے اذہان وقلوب اسلام کی تعلیمات کی شیرینی سے ناواقف تھے،کلمہ کی صدا زبان سے تو سنائی دیتی تھی مگر رگ و پئے میں ہندوانہ رسم ورواج سرایت کیے ہوئے تھے۔شادی بیاہ سے لیکر موت کے مراسم تک میں ہندوانہ رسم ورواج کی گہری چھاپ تھی،کفرواسلام کی مابہ الامتیاز سے ان کے کان آشنا تو تھے مگر عمل سے دور دور تک اس کا اظہار نہیں ہوتا تھا مختصر یہ کہ اس وقت اس علاقہ کی حالت نہایت ناگفتہ بہ اور قابل رحم تھی۔حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے ایسے ظلمت آمیز ماحول کو بقعہ نور بنانے کے لیے جس عبقری شخصیت کا انتخاب فرمایا ان کا نام نامی اسم گرامی سبطین رضا ہے آپ نے اپنی خداداد صلاحیت اور اپنے خلوص وللّٰہیت سے وہ کچھ کر دکھایا کہ زمانہ آج بھی عش عش کر رہا ہے۔

حضور امین شریعت اسلام وسنیت اور مسلک اعلیٰ حضرت کی نشر و اشاعت کے لیے جی جان کی بازی لگا کر میدان عمل میں اتر پڑے اور اپنا آرام وسکون قربان کر کے دین کا پیغام پہنچانے اور سنیت کا پرچم لہرانے کے لیے ہمہ تن مصروف ہوگئے۔اس سلسلے میں آپ ہر جگہ گئے کیا شہر،کیا قصبہ،کیا دیہات ، کیا گاؤں کوئی بھی جگہ آپ کے قدم کی برکتوں سے محروم نہ رہی حالانکہ اس زمانے میں آمد ورفت کے موجودہ وسائل نہیں تھے سڑکیں خام،شاہراہیں خستہ،قدم قدم پر زحمتیں،لمحہ لمحہ روکاوٹیں مگر قربان جایئے اس درویش خداترس کے جذبۂ اصلاح قوم پر کہ ہر مصیبت کا خندہ پیشانی سے استقبال، ہر رکاوٹ کا حکمت سے دفاع کرتے رہے اور بلاخوف وخطر آگے بڑھتے رہے اور زبان حال سے کہتے رہے۔

سکوت موت ہے جہد وعمل کی دنیا میں
تھکو تو اور بھی قدموں کو خار خار کرو

حضور امین شریعت علیہ الرحمہ کی پوری زندگی دین متین کی خدمت اور ترویج کے لیے وقف تھی مگر اس شان کے ساتھ کہ اس میں دنیاوی منفعت کا دور دور تک شائبہ نظر نہیں

آ تا۔آپ لوگوں کی مذہبی ضرورتوں کے ساتھ سماجی ضرورتیں بھی پوری کیا کرتے تھے۔آپ اپنے فیوض و برکات جہاں درس وتدریس کی شکل میں،تعلیم وتربیت کی شکل میں،وعظ ونصیحت کی شکل میں اورامامت وخطابت کی شکل میں قوم کودیتے وہیں دعا اورتعویذ سے بھی مستفیض فرماتے۔آپ کی قیام گاہ پر ہروقت پروانوں کی اچھی خاصی بھیڑ لگی رہتی۔پروردگار عالم نے آپ کے دست مبارک میں **شفاء للناس** کا ایسا جوہر عطا فرمایا تھا کہ آپ کی دعاوں سے لوگوں کی بڑی سے بڑی مشکلیں حل ہوجایا کرتی تھیں۔آپ جہاں بھی تشریف لے جاتے حاجتمندوں کی بھیڑ آپ کے ارداگرد پروانہ وار منڈلانے لگتی مگر حیات مبارکہ کا ایک ایک لمحہ شاہد ہے کہ کبھی آپ نے اسے حصول زر کا ذریعہ نہیں بنایا(جیسا کہ آج بہت سے لوگ اسے اپنا پیشہ بنا کرشاہانہ زندگی گزار رہے ہیں)اور بھلا آپ کیسے ایسا کرسکتے تھے کہ آپ کے سامنے تو اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کا یہ درخشندہ کردار موجود تھا کہ

''ایک مرتبہ ایک صاحب نے بدایونی پیڑوں کی ایک کوری ہانڈی پیش کی،حضور نے فرمایا کیسے تکلیف فرمائی ؟ انہوں نے کہا حضور کوسلام کرنے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔حضور جوابِ سلام فرماکر کچھ دیر خاموش رہے اور پھر فرمایا کوئی کام ہے؟ انہوں نے کہا کچھ نہیں حضور محض مزاج پرسی کے لیے آیا تھا۔!

ارشاد فرمایا: عنایت ونوازش اور قدرے سکوت کے بعد پھر بایں الفاظ مخاطب فرمایا۔کچھ فرمائیگا؟ انہوں نے پھر نفی میں جواب دیا اس کے بعد وہ شیرینی حضور نے مکان میں بھجوادی۔

اب وہ صاحب تھوڑی دیر کے بعد ایک تعویذ کی درخواست کرتے ہیں۔

ارشاد فرمایا کہ میں نے آپ سے تین بار دریافت کیا مگر آپ نے کچھ نہ بتایا،اچھا تشریف رکھئے اوراپنے بھانجے علی احمد خاں صاحب مرحوم کے پاس سے تعویذ منگوا کر(کہ یہ کام انہیں سے متعلق تھا)ان صاحب کوعطا

فرمایا اور ساتھ ہی حاجی کفایت اللہ صاحب نے حضور کا اشارہ پاتے ہی مکان سے وہ مٹھائی کی ہانڈی منگوا کر سامنے رکھدی جسے حضور نے بایں الفاظ واپس فرمایا:

''اس ہانڈی کو ساتھ لیتے جایئے، میرے یہاں تعویذ بکتا نہیں ہے۔'' انہوں نے بہت معذرت کی مگر قبول نہیں فرمایا۔ بالآخر وہ صاحب اپنی شیرینی واپس لیتے گئے۔'' (حیات اعلیٰ حضرت ص ۲۹)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی ایک بہت بڑی خوبی یہ تھی کہ آپ **اشداء علی الکفار رحماء بینھم** یعنی

ہو حلقۂ یاراں تو ریشم کی طرح نرم
رزمِ حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

کی عملی تفسیر تھے یہی حال حضور امین شریعت علیہ الرحمہ کا تھا۔ آپ تصلب فی الدین کے نقطۂ کمال پر فائز تھے۔ آپ ان لوگوں میں سے نہ تھے جو رفتار زمانہ کے اسیر ہوکر ہوا ہو جدھر کی چلو تم ادھر کو پر عمل پیرا ہوں بلکہ آپ ان لوگوں میں سے تھے جو وقت اور حالات کے دھارے اپنی طرف موڑ لیا کرتے ہیں۔ جو لوگوں کے مزاج کے اعتبار سے فیصلے نہیں صادر کیا کرتے تھے بلکہ شریعت کی روح میں اتر کر احکام بتایا کرتے تھے۔

حضور امین شریعت کی حیات مبارکہ میں غوث پاک کے اس فرمان کی تابندگی پوری طرح سے نظر آتی تھی کہ

''علم عمل کے لیے بنایا گیا ہے نہ محض یاد کرنے اور مخلوق کے سامنے پیش کرنے کے لیے، خود علم سیکھ اور اس پر عمل کر بعدہٗ دوسروں کو سکھا، جب تو علم پڑھے گا پھر اس پر عمل کرے گا تو علم تیری طرف سے کلام کرے گا اگر چہ تو خاموش رہے گا۔ تو عمل کی زبان سے اس سے زیادہ کلام کر جیسا کہ علم کی زبان سے کلام کیا جاتا ہے جو شخص اپنے علم پر عمل کرنے والا ہوتا ہے تو اس علم سے وہ خود بھی نفع لیتا ہے اور دوسروں کو

بھی نفع پہنچاتا ہے۔“ (الفتح الربانی ص ۲۵۷، مطبوعہ اسلامک پبلشر دہلی)

تقریباً نصف صدی کے عرصہ میں آپ نے علاقہ چھتیس گڑھ کو بالخصوص نغمات رضا، تعلیمات رضا اور فرمودات رضا سے ایسا منور و مجلّٰی کیا کہ آج پوری ریاست کے ہر گلی کوچہ میں ”فیضان رضا“ کی موسلا دھار برسات ہو رہی ہے، ہر طرف دین وسنیت کی بہاریں نظر آ رہی ہیں، مسلک اعلیٰ حضرت کا پھریرا لہرا رہا ہے، ہر چہار جانب عشق رضا کی خوشبوئیں اپنا جلوہ بکھیر رہی ہیں، حضور امین شریعت کے انمٹ نقوش کے ثمر بار اثرات کا تذکرہ کرتے ہوئے عصر حاضر کے کہنہ مشق قلمکار ڈاکٹر غلام مصطفی نجم القادری لکھتے ہیں۔

”آج پورے ہندوستان میں صرف ریاست چھتیس گڑھ کو یہ شرف و امتیاز حاصل ہے کہ یہی وہ اسٹیٹ ہے، جہاں سنیت غالب اکثریت میں ہے اور پورے چھتیس گڑھ میں رضا رضا، بریلی بریلی کی دھوم مچی ہوئی ہے، بڑی خاموشی مگر بڑی تیزی وتندہی کے ساتھ حضور امین شریعت نے مسلک اعلیٰ حضرت کا نعرہ گاؤں گاؤں، قریہ قریہ، گلی گلی، کوچہ کوچہ پہنچایا ہے۔ پورا چھتیس گڑھ آج اگرسنی ہے اور بلا اختلاف مشرب بزرگوں کی نذر، مجلس ومحفل اور ذکر وتذکرہ کی ہماہمی ہے تو یہ سب حضور امین شریعت کی آج تک بے لوث اور بے ریا خدمت کی برکت ہے۔

اس میں ہمارا خون جلا ہو کہ جان و دل
محفل میں کچھ چراغ فروزاں ہوئے تو ہیں

(دوماہی الرضا، پٹنہ، ص ۴۶ بابت جنوری، فروری ۲۰۱۶ء)

مسلک اعلیٰ حضرت کا فروغ حضور امین شریعت کی زندگی کا مشن رہا آپ اپنے مریدین، خلفاء اور متوسلین میں بھی یہی روح اور اسپرٹ کارفرما دیکھنا چاہتے تھے۔

مسلک اعلیٰ حضرت کیوں؟

یہ رتبۂ بلند ملا جس کو مل گیا ہر مدعی کے واسطے دارورسن کہاں

میرے خیال میں اس کا سب سے اہم اور پہلا جواب تو یہ ہے کہ

ذالك فضل الله یو تیه من یشاء۔

اس سوال کو پیش کرنے سے پہلے تھوڑی دیر ٹھہر کر ذرا یہ غور کرلیا جائے کہ اگر کوئی کہے علم وفن اور فقہ وحدیث کے کوہ ہمالہ تو بہت سے ہیں پھر حضرت نعمان بن ثابت ہی کو امام اعظم کیوں کہا جائے؟ اگر کوئی کہے کہ عبادت وریاضت کے شہسوار تو بہت ہیں، تقویٰ وطہارت کے تاجدار تو ایک سے بڑھ کر ایک ہیں، صفحہ ہستی پر رشد وہدایت کے روشن مینار کی بھی کمی نہیں، اعلائے کلمۃ الحق کی صدائے دلنواز بلند کرنے والوں کی بھی ایک لمبی قطار ہے پھر سرکار بغداد شیخ عبدالقادر جیلانی ہی غوث اعظم کیوں؟

اس قسم کے سوالوں کے جواب میں اس کے علاوہ اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ **ذالك فضل الله یو تیه من یشاء**۔ ان نفوس قدسیہ نے اپنے اپنے زمانوں میں دین متین کی جو گرانمایاں خدمات انجام دی ہیں ان کے صلے میں منجانب اللہ انہیں ان القاب ومقامات علیا سے سرفراز کیا گیا ہے۔ اسی طرح اس فتنہ پرور، پُرآشوب ماحول میں جبکہ باطل کے پرستار اہل حق کا لبادہ اوڑھ کر شریعت اسلامیہ کے رخ تاباں کو گردآلود کرنے اور اتنا ہی نہیں بلکہ اپنی شاطرانہ چالوں سے اسے بیخ وبن سے اوکھاڑ پھینکنے کی سعی بیجا کررہے تھے تو امام احمد رضا علیہ الرحمہ اپنے تن من دھن کی بازی لگا کر عظمت اسلام کی سرفرازی کی خاطر میدان عمل میں اتر پڑے اور ہزار ہا آندھیاں چلیں، لاکھوں طوفان آئے مگر آپ کے پائے استقلال میں جنبش نہ آئی، ایسے ہوش ربا حالات میں مکمل پامردی اور ثبات قدمی کے ساتھ ملت بیضاء کی آبیاری وآبپاشی میں لگے رہے اور حیات مستعار کے آخری لمحات تک ہر محاذ پر سینہ سپر رہے یہاں تک کہ پروردگار عالم نے آپ کو کونین کی سرخروئی عطا فرمائی۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل اقتباس سے ظاہر ہے۔

آل انڈیا سنی کانفرنس ۱۹۴۶ء کے دستور میں سنی کی جو تعریف لکھی گئی تھی وہ یہ تھی۔ ''جو **ماانا علیه و اصحابی** کا مصداق ہو۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ائمہ دین، خلفاء راشدین مسلم مشائخ طریقت اور متاخرین علماء میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی

حضرت ملک العلماء بحر العلوم فرنگی محلی، حضرت مولانا فضل حق خیرآبادی حضرت مولانا شاہ فضل رسول بدایونی حضرت مولانا مفتی ارشاد حسین رامپوری حضرت مولانا مفتی شاہ احمد رضاخاں بریلوی رحمہم اللہ کے مسلک پر ہو‘‘ ۱ ؎ امتیاز اہل سنت یعنی مسلک اعلیٰ حضرت

یہ تعریف اس کانفرنس کے دستور اور رکنیت فارم میں درج تھی جس میں پانچ ہزار سے زائد علماء و مشائخ اہلسنت شریک تھے اور اس تنظیم سے لاکھوں افراد وابستہ تھے۔

مسلک کے حوالے سے بات تو بہت سے علما و محققین کی کی گئی ہے لیکن اس میں شہرت صرف اور صرف امام احمد رضا کے نام کو ملی تو بھلا اس میں واویلا مچانے کی کیا بات؟

یہ رتبہٗ بلند ملا جس کو مل گیا

مسلک اعلیٰ حضرت نشانے پر کیوں؟

آج غیروں کے ساتھ کچھ اپنے کہلانے والے بھی ’’مسلک اعلیٰ حضرت‘‘ کی مخالفت پر کمر بستہ ہیں اور ’’حلقہء مریداں‘‘ میں بھولے سے بھی کوئی ایسا موقع نہیں جانے دیتے جس سے لوگوں کے ذہن میں اس تعلق سے بدگمانی کے جراثیم پیدا نہ ہوں۔ ماضی میں تمام اکابرین اہلسنت نے اس کی تائید، توثیق، اور ترویج و اشاعت کا حق ادا کیا۔ ہندوستان تو ہندوستان عالم عرب کے جید علماء کا حال یہ تھا کہ وہ امام اہلسنت کی ذات کو معیار حق سمجھتے تھے، جیسا کہ مشہور عالم عرب حضرت علامہ سید محمد علوی مالکی علیہ الرحمہ، علماء ہند کے نزدیک امام اہلسنت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

نحن نعرفہٗ بتصنفاتہٖ و تالیفاتہٖ حبہٗ علامۃ السنہ و بغضہ، علامۃ البدعہ ۔ ۲؎

ہم انہیں ان کی تصنیفات و تالیفات سے جانتے ہیں ان کی محبت سنت کی علامت اور ان سے بغض بدعت کی نشانی ہے۔

اکابرین و اساطین کے حاشیۂ خیال میں بھی جو باتیں نہیں تھیں آج کچھ ’’دنیادار‘‘ قسم کے مولوی نما لوگ ان باتوں کو عوام و خواص میں پھیلا رہے ہیں۔ آخر کیوں یہ لوگ ایسے جسارت آمیز قدم اٹھا رہے ہیں اور کیوں اپنے اسلاف سے بغاوت کر کے انہیں

اپنی قبروں میں اذیت پہنچا رہے ہیں؟

اس کی وجہ اس کے علاوہ اور کیا ہو سکتی ہے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے قرآن و سنت کی روشنی اور اقوال سلف صالحین کے تناظر میں اپنے منصب ''مجددیت'' کا حق ادا کرتے ہوئے شریعت اسلامیہ کے روئے زیبا پر پڑنے والی گرد و غبار کی معمولی سی معمولی پرت کو بھی صاف کر دیا اور اس میں کسی کی کسی طرح کوئی رو رعایت نہ کی، شریعت کا حکم ببانگ دہل عام کر دیا۔ مثلاً

الف۔ کچھ لوگ ''کاشت مریداں'' کی افزائش و ہریالی کے لیے ''پیروں'' کو سجدہ کی وکالت کر رہے تھے اور کچھ عاقبت نا اندیش اور خوف خدا سے خالی پیرا سے عملی جامہ پہنانے میں لگے ہوئے تھے۔ ایسے لوگوں کا تعاقب کرتے ہوئے آپ نے چالیس احادیث صحیحہ سے استدلال کرتے ہوئے ''الزبدۃ الزکیہ لتحریم سجود التحیہ'' نامی رسالہ لکھ کر ''سجدہ تعظیمی'' کی حرمت آشکارا کیا۔ نفس پرست یاروں نے دیکھا امام احمد رضا نے پیر پرستوں کی آنکھیں کھول دیں اس لیے کمر بستہ ہو گئے امام احمد رضا کی مخالفت پر!

ب۔ کچھ لوگوں نے ''سماع'' کی عظمت کو پامال کرتے ہوئے ڈھول تاشے پر تھرکنے اور فاسق و فاجر قوال کی راگ پر جھومنے بلکہ ناچنے کو ''سماع'' کہکر گانے بجانے کے رسیا لوگوں کی بھیڑ اکٹھی کرنے لگے۔ امام احمد رضا نے ''مزامیر والی قوالی'' کو اکابرین کے اقوال کی روشنی میں حرام بتا کر حظ نفس میں سرمست لوگوں کی رہنمائی کا فریضہ انجام دیا تو شوکت اسلام کو پامال کرتے ہوئے حلقہ مریداں پر نظریں جمانے والے اصحاب جبہ و دستار نے سب کو چھوڑ کر امام احمد رضا ہی کو ٹارگیٹ (نشانہ) بنا لیا۔ بس پھر کیا تھا امام احمد رضا کی مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور لگانے لگے۔

ج۔ اسی ''کمپنی کے لوگ'' اپنے بزرگوں کی ''زیارت گاہ'' کو ''تجارت گاہ'' میں تبدیل کرتے ہوئے عورتوں کو بھی آستانوں اور مزارات پر بلا جھجک جانے کی اجازت دینے لگے حتیٰ کہ ''عرس مقدس'' کو ''میلا'' میں تبدیل کر دیا امام احمد رضا نے احادیث کی

روشنی میں اس کی مخالفت کی اور اس سلسلے میں ایک مستقل رسالہ "**جمل النور فی نہی النساء عن زیارۃ القبور** (۱۳۳۹ھ)" لکھ کر قوم کے حوالے کر دیا۔ بس اب کیا تھا امام احمد رضا نے عاقبت سدھارنے کی کوشش کی اور ارباب عیش ونشاط نے اسے اپنی آمدنی پر قدغن تصور کرلیا، بس کود گئے میدان میں مخالفت کے لیے۔

د۔ کچھ "فیلڈ مارشل" حضرات "پیروں" کا لبادہ اوڑھ کر 'میریدنیوں' کے جسم وسر پر "دست مقدس" پھیرنے کو کمال تبلیغ اسلام سمجھتے تھے حالانکہ یہ طریقہ روح اسلام کے سراسر منافی ہے۔ امام اہلسنت نے اسی بات کو شریعت کی روشنی میں اجاگر کرتے ہوئے فرمایا:

"پردہ کے باب میں پیر وغیر پیر ہر اجنبی کا حکم یکساں ہے جوان عورت کو چہرہ کھول کر بھی سامنے آنا منع ہے" ۳؎

یہ بات ان مجاہدین فرحت ونشاط کے دل میں چبھ گئی اس لیے اٹھ کھڑے ہوئے اہانت وتنقیص کا علم لیکر۔

ہ۔ فوٹو کی حرمت: کچھ خواہ مخواہ (خانقاہوں) کے ذمہ داروں نے اپنے مریدوں کو اپنا فوٹو کھینچوا کر دینا شروع کر دیا اور اسے تبرک بنا کر رکھنے کا ذہن دینے لگے امام اہلسنت نے قرآن وحدیث کی روشنی میں اس کا ردبلیغ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

"اللہ عزوجل ابلیس کے مکر سے پناہ دے دنیا میں بت پرستی کی ابتداء یوہیں ہوئی کہ صالحین کی محبت میں ان کی تصویریں بنا کر رکھیں۔" ۴؎

اس تعلق سے آپ نے باقاعدہ ایک رسالہ "**عطایا القدیر فی حکم التصویر** (۱۳۳۱ھ)" تحریر فرما کر اس ابلیسی فکر کی تردید فرمائی۔ بس کیا تھا تازیانہ حق کی ضرب برداشت نہ کر سکے اور اتر پڑے مخالفت کا پٹارہ لیکر۔

اس طرح "مسلک اعلیٰ حضرت" کی مخالفت ومعاندت کی وجوہات کی ایک لمبی فہرست ہے، بطور نمونہ یہاں چند پیش کی گئی ہیں۔

ان مثالوں سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ امام احمد رضا سے مخالفت یا"

مسلک اعلیٰ حضرت'' کی معاندانہ تشہیر صرف اور صرف عیش وعشرت اور حصول زر میں مداخلت کی وجہ سے ہے۔امام احمد رضا نے اصحاب جبہ و دستار کو دنیا کے گڑھے سے نکال کر جنت کی دائمی اور بہجت آمیز وادی میں پہنچانے کی سعی بلیغ کی تو یہ باتیں انہیں اپنے مفاد کے خلاف نظر آئیں،اس لیے گھریلو اور نجی محفلوں سے لیکر اسٹیجوں تک اور زبان سے لیکر قلم تک کے ذریعے ''مسلک اعلیٰ حضرت'' کا بہانہ بنا کر افکار و تعلیمات امام احمد رضا کو نشانہ بنانے لگے۔فیاللعجب!

کسی زمانے میں مسعود ملت ڈاکٹر مسعود احمد علیہ الرحمہ نے زیر نظر تبصرہ غیروں کے مکائد کا تجزیہ کرتے ہوئے سپرد قرطاس کیا تھا مگر ہائے افسوس اب کچھ اپنے کہلانے والے بھی اسی روش پر چل پڑے ہیں۔انہوں نے لکھا ہے۔

''امام احمد رضا سے مخالفت کی سب سے بڑی وجہ مسلک سلف صالحین پر ان کی بے پناہ استقامت اور اس کی اشاعت کے لیے ان کی سرگرمی اور اس مسلک کے مخالفین پر ان کی سخت تنقیدات معلوم ہوتی ہیں۔'' ۵؎

تاریخی شواہد کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ یہ حالات کچھ آج ہی کے پیدا شدہ نہیں بلکہ خود امام اہلسنت کے زمانے ہی میں ایسے عناصر سر ابھارنے لگے تھے۔جب ہی تو آپ کو کہنا پڑا۔

اک طرف اعدائے دیں اور اک طرف ہیں حاسدیں
بندہ ہے تنہا شہا تم پہ کروڑوں درود

آج جبکہ علمی گہرائی کمیاب،خشیت الٰہی مفقود اور نفس پرستی بڑھتی جارہی ہے ایسے ماحول میں محبین اسلام،اور ناشرین ''مسلک اعلیٰ حضرت'' کی ذمہ داری پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ جاتی ہے جسے شدت سے محسوس کرنے اور مضبوط لائحہ عمل تیار کرنے کی ضرورت ہے۔

احساس بڑھا دیتا ہے ہر درد کی شدت محسوس کروگے تو کسک اور بڑھے گی

موجودہ حالات کے تناظر میں ''مسلک اعلیٰ حضرت'' کی عصری معنویت کو اجاگر، افکار امام احمد رضا کی خوب خوب تشہیر،سنجیدہ لب ولہجہ اور علمی انداز میں مخالفین کی تردید،

سائنٹفک انداز میں لوگوں کی ذہن سازی اور عوام کو شخصیت پرستی سے زیادہ حقیقت پسندی کا خوگر بنانے کی ضرورت ہے۔ ہندوستان جیسے وسیع وعریض ملک میں دو پانچ ادارے اس کے لیے کافی نہیں ہر شہر اور قصبہ میں باصلاحیت اور متحرک افراد پر مشتمل ٹیم کی مشترکہ جدو جہد۔ عصری اسباب ووسائل اور آلات سے مسلح ہو کر مختلف انداز اور زبان میں کام کرنے، وقت وحالات کے مد نظر کشادہ ظرفی اور دور اندیشی سے اپنے منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے اور مسلک اعلیٰ حضرت کو عصر حاضر کی ضرورت اور ہر سنی مسلمان خواہ وہ کسی شعبۂ حیات سے تعلق رکھے اسے اس کی نشر واشاعت میں حصہ لینے کی اہمیت سمجھانے کی ضرورت ہے۔

یہ ہے دامن یہ ہے گریباں آؤ کوئی کام کریں
موسم کا منہ تکتے رہنا کام نہیں دیوانوں کا

مصادر

۱۔ امتیاز اہل سنت یعنی مسلک اعلیٰ حضرت ص ۵۱
۲۔ فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں، ص ۱۶۶۔ مطبوعہ رضا اکیڈمی، ممبئی
۳۔ فتاویٰ رضویہ جلد نہم ص ۱۰۲ مطبوعہ رضا اکیڈمی، ممبئی
۴۔ عطایا القدیر فی حکم التصویر ص ۲۔ مطبوعہ اختر بکڈ پو، محلہ خواجہ قطب، بریلی
۵۔ تقدیم برامام احمد رضا اور رد بدعات ومنکرات ص ۴۲ مطبوعہ رضا اکیڈمی، ممبئی

سنی دار الافتا، مدینہ مسجد،
آزادنگر، مانگو، جمشید پور، جھارکھنڈ

باب ششم

تاریخیات

حضرت امین شریعت کا شہر اور اس کے اولیائے کرام

مفتی محمد راحت علی خاں رضوی

نبیرۂ استاذ زمن، شبیہ مفتی اعظم، امین شریعت حضرت علامہ الحاج حکیم سبطین رضا قادری بریلوی قدس سرہ کا شہر بریلی شریف تاریخی اعتبار سے ایک اہم مقام رکھتا ہے، یہاں پر چند سطور اس کے پس منظر اور اولیائے کرام کے حوالے سے رقم کی جاتی ہیں۔

بریلی کے حدود اور اس کی آبادی

بریلی شریف ہندوستان کے صوبہ اتر پردیش کا ایک مشہور شہر ہے اس شہر کی آبادی ۲۰۱۱ء کی مردم شماری کے اعتبار سے آٹھ لاکھ اٹھانوے ہزار ایک سوسڑسٹھ (۸۹۸۱۶۷) ہے، جس میں چار لاکھ ستہتر ہزار چار سو اڑتیس (۴۷۷۴۳۸) مرد اور چار لاکھ بیس ہزار سات سو انتیس (۴۲۰۷۲۹) عورتیں ہیں۔ اسی مردم شماری کے اعتبار سے مسلمانوں کی تعداد تقریباً چونتیس فیصد ہے۔ بریلی شریف کی حدود اربعہ کے بارے میں تاریخ روہیل کھنڈ میں یوں ہے:

"شمال میں نینی تال، جنوب بدایوں، شرق پیلی بھیت، غرب میں رام پور۔ رقبہ پونے سولہ سو میل مربع جو بوجہ برد برار گھٹتا بڑھتا رہتا ہے۔ آراضی کشادہ و میدان، شمال سے جنوب کی طرف کو ڈھلوان۔ اس کی ہموار سطح پر بہت سے دریاؤں کی گھاٹیاں۔ جنوب و مشرق کی طرف یہ ضلع خاص کر بہت زرخیز ہے، بنجر زمین بہت کم ہے، آبادی گنجان ہے، لکڑی افراط سے ہے اور پانی ہر جگہ بہت گہرائی پر ہے۔"

(ضمیمہ اسرار الصنادید عرف تاریخ بریلی، از: عبدالعزیز خاں عاصی بریلوی، حصہ: (۱) دوم،

ص:۲۲۹،مطبوعہ مکتبۂ علم وفکر۔کراچی،اکتوبر ۱۹۶۳ءِ)

واضح رہے کہ اس تعارف کی ترتیب کو تقریباً نصف صدی سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے اب بریلی شریف کے حالات میں بھی کافی تبدیلی ہوچکی ہے۔ پہلے حدود اربعہ اس طرح تھیں ’’شمال میں نینی تال، جنوب بدایوں، شرق پیلی بھیت، غرب میں رام پور۔‘‘ لیکن اب شمال میں حد نینی تال نہیں بلکہ ’’ردّر پور‘‘ ہے، باقی حدود اسی طرح ہیں۔ پہلے اس کا رقبہ ’’پونے سولہ سو میل مربع‘‘ تھا لیکن اب اس کا موجودہ کل رقبہ چار ہزار ایک سو بیس (۴۱۲۰) کلومیٹر ہے۔ بریلی، آنولہ، بہیڑی، فرید پور، میرگنج اور نواب گنج اس شہر کی تحصیلیں ہیں۔

بریلی شہر دریائے گنگا کے کنارے خوبصورت شہر ہے۔ دریا کی خوشگوار فضا نے اس کے حسن میں موثر کردار ادا کیا ہے۔ یہ شہر پنچالہ شہر کا ایک حصہ تھا کچھ عرصہ کے بعد پنچالہ دیس دو حصوں میں تقسیم ہوا۔

شمالی پنچالہ

جنوبی پنچالہ

بریلی شمالی پنچالہ کا ایک حصہ متعین ہوا بریلی میں اس وقت راجہ دوید کی حکومت تھی۔کل ۱۴/راجاؤں نے بریلی پر حکومت کی ہے۔ بریلی شہر کے ارد گرد مندرجہ ذیل نو(۹) ندیاں بہتی ہیں:

(۱) **شرقی بھگل:** نواب گنج سے گزر کر ضلع شاہجہانپور میں گنگا سے مل جاتی ہے۔ (۲) **نکٹیا:** نواب گنج کی شمالی سمت سے نکل کر جنوب کی طرف بہتی ہوئی گنگا سے جاملتی ہے۔ (۳) **ڈھورنیاں:** نواب گنج اور بھوجی پورہ سے بہتی ہوئی بریلی کے قریب ہی گنگا سے مل جاتی ہے۔ (۴) **سنکھا:** یہ ندی ضلع بریلی کے پچھّم فتح گنج مغربی کے پاس سے جاری ہے۔ (۵) **دوجوڑہ:** کچھا اور مغربی بھگل اور ڈھکرا بھکرا کے ملنے سے دوجوڑا بریلی کے قریب سے بہتی ہے، میرگنج کی سرحد سے ہوتی ہوئی میران پور کٹرہ میں گنگا سے مل جاتی ہے۔ (۶) **دیوہا:** یہ ندی بھی قصبہ نواب گنج اور فرید پور کے قریب سے ہی بہتی ہے۔

(۷) گنگا: یہ ضلع کی سب سے بڑی ندی ہے۔ ہمالیہ پہاڑ سے نکل کر گنگا میں گرتی ہے۔ مغرب سے جنوب مشرق کی طرف جاری ہے۔ **(۸) افسرہا:** قصبہ نواب گنج اور فرید پور دونوں تحصیلوں سے مل کر بہگل میں آ کر گرتی ہے۔ **(۹) ارل:** یہ ندی آنولہ سے گزر کر گنگا سے جا کر مل گئی ہے۔

وجہ تسمیہ

بریلی کی وجہ تسمیہ کتب تاریخ میں یہ ہے کہ ۱۵۰۰ء میں ٹھاکر جگت سنگھ نے موجودہ آبادی بریلی سے پورب کی طرف جگت پور آباد کیا۔ جو آج بھی اسی نام سے موجود ہے۔ اس کے بعد ۱۵۳۷ء میں جگت سنگھ کے دو بیٹے بانس دیو اور بریل دیو نے اس شہر کی بنیاد ڈالی انہیں دونوں کی جانب منسوب کر کے اس شہر کو بانس بریلی کہا جاتا ہے۔ جس کو مورخ بریلی عبدالعزیز خاں عاصی بریلوی نے یوں بیان کیا ہے:

''بریلی ہمالیہ پہاڑ کے دامن میں آباد ہے۔ کٹھریا ٹھاکر جگت سنگھ نے موجودہ آبادی بریلی سے پورب کی طرف جگت پور آباد کیا۔ (۱۵۰۰ء) پھر باس دیو بریل دیو نے (۱۵۳۷ء) بریلی آباد کی اور انہیں کے ناموں پر بریلی مشہور ہوئی۔'' (۲)

(تاریخ روہیل کھنڈ، از: عبدالعزیز خاں عاصی بریلوی، باب ا رص: ۲۱، مطبوعہ مکتبۂ علم و فکر۔ کراچی، اکتوبر ۱۹۶۳ء)

ان ٹھاکروں کی حکومت ۱۵ ریا ۲۰ رسال تک رہی اس کے کے بعد ان ٹھاکروں پر ہمایوں یا دوسری روایت کے مطابق اکبر نے فتح حاصل کر کے قبضہ کر لیا تھا۔ بہر حال ۱۵۷۷ء میں بریلی کو صدر مقام کا درجہ حاصل ہو گیا اور اس کا پہلا ناظم حکیم عین الملک شیرازی مقرر ہوا۔ اس کے عہد میں بہت سے تعمیری کام ہوئے۔ تاریخ روہیل کھنڈ میں اس کو یوں بیان کیا گیا ہے:

''۱۵۷۷ء میں کانت گولہ کے بجائے بریلی صدر مقام ہو گیا۔ بریلی کا پہلا ناظم حکیم عین الملک شیرازی مقرر ہوا۔ اسی کے عہد نظامت میں جب شاہ داتا، عرب بہادر، نیابت خاں نے سنبھل کے نواح میں بغاوت کی تو حکیم نے بریلی کے قلعہ کو مستحکم کر کے

جاگیرداروں کی جماعت کے ساتھ باغیوں کا مقابلہ کیا۔اس کو باغیوں نے دھمکی بھی دی اور لالچ بھی کہ کسی طرح حکیم ہماری سازش میں شریک ہوجائے لیکن اس نے باغیوں کی حمایت میں پھوٹ ڈال دی اور نیابت خاں شاہی فوج کا شریک ہوگیا حکیم نے حریفوں سے جنگ کی اور انہیں شکست دی۔ ۱۵۷۳ء تک شاہی توپ خانہ بریلی رہتا تھا۔مرزائی محلہ، مرزائی باغ، مرزائی مسجد عہد اکبری و نظام عبدالملک کی یادگاریں ہیں جن میں سے مرزائی مسجد شہر کہنہ محلہ جعفر خاں میں موجود ہے۔(یہ مسجد آج بھی اسی نام سے ہے۔ ۱۲) یہ مسجد بریلی کی سب سے پہلی مسجد ہے۔(۳) (تاریخ روہیل کھنڈ،از:عبدالعزیز خاں عاصی بریلوی، باب ارص: ۲۳، مطبوعہ مکتبۂ علم وفکر۔کراچی، اکتوبر ۱۹۶۳ء)

۱۱۱۹ھ مطابق ۱۷۰۷ء میں حضرت اورنگ زیب عالمگیر قدس سرہ کا وصال ہوا۔ہندوستان کی تعمیر وترقی اور خوش حالی کے اعتبار سے آپ کا دور اقتدار ایک بے مثال دور ہے۔آپ نے ایک تجربہ کار قائد بے مثال مدبر اور عظیم منتظم کی حیثیت سے اپنی حکومت کے پچاس سال نہایت ہی جاہ وجلال کے ساتھ اس طور پر پورے کیے کہ آپ کے زمانے میں پورا ملک گہوارۂ امن وامان تھا اور مخالفین ومعاندین ان کی ہمت کی بلندی اور مثالی اولوالعزمی کو دیکھ کر ان سے مقابلہ کرنے کی جرأت نہ کرتے تھے۔بے مثال عدل وانصاف، عمدہ قیادت وسیاست اور ملکی پیمانے پر اچھے انتظامات کی بدولت آج بھی تاریخ عالم میں ان کو ایک کامیاب قائد ورہنما کی حیثیت سے یاد کیا جاتا ہے۔

حضرت اورنگ زیب عالمگیر قدس سرہ کے انتقال کے بعد ہی حکومت مغلیہ کا زوال شروع ہوگیا۔آپ کے انتقال کے بعد ۱۱۳۱ھ مطابق ۱۷۱۹ء تک صرف بارہ سال کا مختصر عرصہ گزرا تھا اس مدت میں یکے بعد دیگرے تین بادشاہ تخت شاہی پر متمکن ہوئے اور گزر گئے۔پورا ملک فتنہ وفساد، لوٹ وکھسوٹ، مارکاٹ اور قتل وغارت گری و بدامنی بے انتظامی کی لپیٹ میں آگیا، لوگوں کے دلوں سے حکومت کا خوف جاتا رہا۔

روہیل کھنڈ کی وجہ تسمیہ

''روہ ایک وسیع کوہستانی سلسلہ افغانستان میں ہے۔شمال میں کوہ کاشغر،جنوب میں بھکّر و بلوچستان،مشرق میں کشمیر کے پہاڑ،مغرب میں دریائے ہلمند جو قندھار کے قریب بہتا ہے۔''(۴) (تاریخ روہیل کھنڈ،از:عبدالعزیز خاں عاصی بریلوی،باب ۱/ ص:۲۶،مطبوعہ مکتبۂ علم وفکر۔کراچی،اکتوبر ۱۹۶۳ء)

''روہ''افغانستان میں ایک بہت وسیع سلسلۂ کوہستان ہے،جس کے شمال میں کوہ کاشغر،جنوب میں بھکراور بلوچستان،مشرق میں کشمیراور مغرب میں دریائے ہلمند ہے۔ یہاں کے رہنے والوں کو روہیلہ کہتے ہیں۔''(۵) (مقامات مظہری،تالیف حضرت شاہ غلام علی دہلوی،ص:۵۴،مطبوعہ:اردو سائنس بورڈ لاہور ۲۰۰۱ء)

انہیں روہیلوں کی جانب نسبت کرتے ہوئے اس علاقہ کو رہیل کھنڈ کہا جاتا ہے۔

آگرہ اور اودھ کے شمالی علاقہ پر ایک پٹھان کی حکومت تھی جس کا تعلق روہیلہ قبیلے سے تھا یہ قبیلہ پشاور کے گردونواح میں آباد تھا اس کے چند سرداروں نے جو مغل فوج میں اعلی عہدوں پر فائز تھے،۱۷/ویں صدی گزرنے کے بعد ۱۸/ویں صدی کے اوائل میں آگرہ اور اودھ کے اضلاع بریلی، بدایوں اور سنبھل وغیرہ کے علاقوں پر قبضہ کرلیا اور ایک طاقت ورسلطنت کے نام سے مشہور ہوئی۔۱۷۳۶ء سے روہیلوں کا دور اقتدار و عروج شروع ہوا اور ۱۷۴۰ء تک روہیلوں کی خوب ترقی ہوگئی،جس کو مشہور مورخ مولوی ذکاء اللہ دہلوی نے یوں بیان کیا ہے:

''یہ قوم افغانستان سے آکر ہندوستان میں بسی تھی اور اس ملک کی پچھلی لڑائیوں میں اس نے نام پیدا کیا تھا۔اور آخر کو گنگا کے مشرقی ملکوں میں اودھ سے لے کر پہاڑوں تک اس کا تسلط ہوگیا تھا''۔(۶) (تاریخ ہندوستان،جلد ۹/ص:۲۸۱،مطبوعہ:مطبع انسٹی ٹیوٹ علی گڑھ کالج،۱۹۱۹ء)

روہیل کھنڈ

روہیل کھنڈ کے تاریخی دارالحکومت بریلی اور بدایوں تھے جب کہ بعض تاریخ نویسوں نے بریلی اور رام پور کو تاریخی دارالحکومت لکھا ہے۔روہیل کھنڈ کے صوبے بریلی،

شاہجہاں پور، کھٹار، بدایوں، لکرالہ، پیلی بھیت، روڈر پور، چمپاوت تھے۔ بریلی سے پورب شاہجہاں پور، پچھم رام پور، اتر رڈّر پور اور دکھن بدایوں ہے۔ ان میں سے ہر ایک کا مختصر تعارف پیش ہے:

شاہ جہاں پور: ہندوستان کے صوبہ اتر پردیش کا ایک مشہور شہر ہے۔ اس شہر کو دلیر خاں اور بہادر خاں نے مغل بادشاہ شاہجہاں کے نام پر بسایا۔ اس کا رقبہ فی الحال چار ہزار پانچ سو پچہتر (۴۵۷۵) کلومیٹر ہے۔ سطح دریا سے ۱۹۴ر میٹر یعنی ۶۳۶ر فٹ بلندی پر واقع ہے۔ اس شہر کی آبادی ۲۰۱۱ء کی مردم شماری کے اعتبار سے دو لاکھ ستانوے ہزار نو سو بتیس ۶۷ ۳۲۳۰۰ (مزید تحقیق) ہے۔ صدر، پوایاں، تلہر اور جلا آباد اس شہر کی تحصیلیں ہیں۔ کھٹار بھی اسی شہر کی نگر پنچایت ہے ۲۰۰۱ء کی مردم شماری کے اعتبار سے جس کی کل آبادی ۱۴۲۱۹ر ہے۔ **مصطفےٰ آباد عرف رام پور:** ہندوستانی ریاست اتر پردیش کا ایک شہر ہے۔ اس شہر کا کل رقبہ ۴۸ر کلومیٹر ہے۔ یہاں کی آبادی ۲۰۱۱ء کی مردم شماری کے اعتبار سے تین لاکھ پچیس ہزار دو سو اڑتالیس (۳۲۵۲۴۸) ہے۔ **رڈّر پور:** یہ ہندوستان کی ریاست اترا کھنڈ کا ایک شہر ہے۔ جس کا رقبہ ۲۹۰۸ر کلومیٹر ہے۔ یہاں کی آبادی بارہ لاکھ پینتیس ہزار چھ سو چودہ (۱۲۳۵۶۱۴) ہے۔ **پیلی بھیت:** یہ بھی اتر پردیش ریاست کا ایک شہر ہے جس کو حافظ رحمت خان نے آباد کیا ہے۔ اس کا کل رقبہ ۴۷ر کلومیٹر اور کل آبادی ایک لاکھ ستائیس ہزار نو سو اٹھاسی (۱۲۷۹۸۸) ہے۔ **بدایوں:** یہ بھی صوبہ اتر پردیش کا ایک شہر ہے، اس کا کل رقبہ ۸۴ر مربع کلومیٹر، کل آبادی ایک لاکھ انسٹھ ہزار دو سو اکیس (۱۵۹۲۲۱) ہے اور ۱۶۴ر میٹر سطح سمندر سے اوپر ہے۔

سعادت یار خاں کی روہیل کھنڈ پر فتح

تقریباً ۱۷۴۵ء تک روہیل کھنڈ میں مغلیہ حکومت بالکل بے بس ہوگئی اور اس کی گرفت بہت کمزور ہوگئی تو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری برکاتی قدس سرہ کے جد امجد ''محمد سعید اللہ خاں صاحب'' جن کو حکومت کی طرف سے ''شجاعت جنگ'' کا خطاب ملا تھا اور عہدۂ ''شش ہزاری'' پر فائز تھے۔ ان کے صاحبزادے جناب ''سعادت یار

خاں صاحب کو، حکومت دہلی کی جانب سے اس مہم پر روانہ کیا گیا کہ وہ بریلی روہیل کھنڈ کے باغیوں کے خلاف کاروائی کریں۔ان کو اس مہم میں فتح وکامرانی حاصل ہوئی۔اس فتح یابی سے خوش ہوکر بادشاہ نے ان کو بریلی کی صوبے داری کا حکم نامہ جاری کیا،لیکن صوبے داری کا پروانہ ایسے وقت آیا کہ وہ بسترِ مرگ پر تھے،لہذا بریلی کے صوبہ دار نہ بن سکے۔ پھر مصالحت کے بعد ''نواب علی محمد خاں'' کی ریاست کو حکومت دہلی نے تسلیم کرلیا۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

یہاں پر یہ ذکر کردینا بھی ضروری ہے کہ ''تاریخِ بریلی'' کے متعلق ''ڈاکٹر محمد حسن قادری بریلوی'' بریلی کالج بریلی کا ایک مضمون نظر سے گزرا جو عنوان کی ذیلی سرخی میں موقع کی مناسبت سے کچھ تبدیلی کے ساتھ ''صدر العلما محدث بریلوی نمبر'' اور ''ماہنامہ اعلیٰ حضرت'' میں شائع ہوچکا ہے۔اس کا ایک اقتباس پیش ہے:

''عالمگیر کے جانشینوں سے حکومت مغلیہ کا زوال شروع ہوا۔اس علاقہ پر مرکزی حکومت کی گرفت کمزور پڑگئی اور کٹھیر پر روہیلوں کی حکومت قائم ہوگئی۔ دہلی سلطنت نے روہیل کھنڈ کے باغیوں کے خلاف تادیبی کاروائی کرنے کے لیے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہ کے جدامجد شجاعت جنگ سعد اللہ خاں کو روانہ کیا انجام کار جون ۱۷۴۵ء میں روہیلوں نے ہتھیار ڈال دیے اور نواب علی محمد خاں بادشاہ کے روبرو ہاتھ باندھ کر حاضر ہوا۔بادشاہ نے خوش ہوکر ''شجاعت جنگ سعد اللہ خاں'' کو بریلی کا صوبے دار بنانے کا حکم جاری کیا لیکن فرمان شاہی ایسے وقت ملا کہ آپ بستر مرگ پر تھے۔اس لیے بریلی نہ صوبہ بن سکا اور نہ آپ صوبے دار۔نواب علی محمد خاں نے اس کے بعد حکومت مغلیہ سے مصالحت کرلی تھی اور حکومت دہلی نے ان کی حکومت وریاست کو تسلیم کرلیا تھا۔'' (صدر العلما محدث بریلوی نمبر:(۷) ۶۴،مطبوعہ:امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف،۲۰۰۷ء)

حیات اعلیٰ حضرت تصنیف ملک العلما حضرت علامہ ظفر الدین فاضل بہاری قدس سرہ میں یوں ہے:

''خاندانی روایات کے مطابق محمد سعید اللہ خاں صاحب شش ہزاری عہدہ پر فائز تھے اور شجاعت جنگ انہیں خطاب عطا ہوا تھا۔ ان کے صاحبزادے سعادت یار خاں صاحب منجانب سلطنت ایک مہم سر کرنے کے لیے بریلی روہیل کھنڈ بھیجے گیے فتح یابی پر ان کو بریلی کا صوبہ دار بنانے کے لیے فرمان شاہی آیا لیکن وہ ایسے وقت پر آیا کہ وہ بستر مرگ پر تھے۔ (حیات اعلیٰ (۸) حضرت جلد اول ص:۷۴، مطبوعہ: امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف ۲۰۱۲ء)

ڈاکٹر محمد حسن قادری بریلوی صاحب کے مضمون کا مذکورہ اقتباس کئی اعتبار سے حقیقت کے خلاف معلوم ہوتا ہے، ہوسکتا ہے کہ کمپوزنگ وغیرہ کی وجہ سے اس کا مفہوم بدل گیا ہو۔

اولاً: اس مضمون میں ڈاکٹر صاحب نے جناب ''سعادت یار خاں صاحب'' کے والد محترم جناب ''شجاعت جنگ محمد سعید اللہ خاں'' کا نام ''سعد اللہ'' لکھا ہے۔ جب کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بارکاتی قدس سرہ کی سوانح کی کتابوں میں ان کا نام ''محمد سعید اللہ خاں'' ملتا ہے۔

ثانیاً: جناب ''شجاعت جنگ محمد سعید اللہ خاں'' کے بارے میں کہا کہ ان کو حکومت دہلی نے روہیل کھنڈ کے باغیوں کے خلاف تادیبی کاروائی کرنے کے لیے بھیجا تھا حالاں کہ روہیل کھنڈ تادیبی کاروائی کے لیے جناب ''شجاعت جنگ محمد سعید اللہ خاں'' کو نہیں بلکہ ان کے صاحبزادے جناب ''سعادت یار خاں صاحب'' کو بھیجا تھا۔

ثالثاً: جناب ''شجاعت جنگ محمد سعید اللہ خاں'' کے بارے میں ہی یہ کہا کہ ان کو بریلی کا صوبے دار بنانے کا حکم جاری کیا لیکن فرمان شاہی ایسے وقت ملا کہ آپ بستر مرگ پر تھے۔ حالاں کہ صوبہ داری کا یہ فرمانِ شاہی ان کے لیے نہیں بلکہ ان کے صاحبزادے جناب ''سعادت یار خاں صاحب'' کے نام تھا اور وہی اس وقت بستر مرگ پر تھے۔

''ڈاکٹر صاحب'' کا ایک دوسرا مضمون بھی اس کی تغلیط کرتا ہے:

علاقہ کٹھیر جو بعد کو روہیل کھنڈ کے نام سے مشہور ہوا، سلطنت دہلی کی گرفت اس پر ڈھیلی پڑ گئی تو سلطنت دہلی نے روہیل کھنڈ کے باغیوں کے خلاف تادیبی کاروائی کرنے کے لیے فوج کشی کا ارادہ کیا۔ اس مہم کو سر کرنے کے لیے قرعۂ فال ''سعادت یار خاں''

کے نام نکلا۔ اس مہم کو سر کرنے کے لیے ''سعادت یار خاں'' نے جبلی شجاعت اور جنگی مہارت کے خوب جوہر دکھائے۔ انجام کار ۲ر جون ۱۷۴۵ء روہیلوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور نواب علی محمد خاں بادشاہ کے روبرو ہاتھ باندھ کر حاضر ہوا، اس طرح فتح بریلی کا سہرا انہیں کے سر رہا، بادشاہ نے مسرور ہوکر بریلی کا صوبے دار بنانے کے لیے آپ کے نام فرمان جاری کیا، لیکن فرمان شاہی ایسے وقت جاری ہوا کہ آپ بستر مرگ پر تھے، اس وقت موت نے مہلت نہ دی نہ بریلی صوبہ بن پایا نہ آپ بریلی کے صوبے دار ہوئے۔(۹)

(صدر العلما محدث بریلوی نمبر: ۶۸، مطبوعہ: امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف، ۲۰۰۷ء)

شہر بریلی ہندوستانی تاریخ کا ایک اہم حصہ ہے بلکہ ہندوستانی تاریخ اس کے بغیر یقیناً ناقص و نامکمل ہے۔ تصوف وولایت، قضاوافتا، علم وادب، شعروسخن، صنعت وحرفت، تہذیب وثقافت، تحریر وصحافت، بہادری وشجاعت، خانقاہ ومزارات، مساجد و مدارس وغیرہ کے اعتبار سے اس شہر کو پورے ملک میں بہت ہی نمایاں اور ممتاز مقام حاصل ہے، بلکہ دین وسنیت کی نشرواشاعت کے حوالے سے اس شہر کو صرف ہندوستان ہی نہیں بلکہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہ کے حوالے سے پوری دنیا میں بلند مقام حاصل ہے۔

شہر بریلی کے اولیاے کرام

نوٹ: یہاں پر ان اولیائے کرام کے حالات ذکر ہوں گے جن کے متعلق مجھے جانکاری مل سکی ورنہ بریلی شریف میں اولیائے کرم کے مزارات کی کثرت ہے لیکن سب کی تاریخ محفوظ نہیں ہے۔

اس خاک دان گیتی پر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مشرق سے لے کر مغرب تک کوئی بھی ایسا علاقہ اور شہر نہیں کہ جہاں تصوف و ولایت کے حامل نہ ہوں بلکہ درحقیقت یہی تصوف و ولایت کے حاملین ہی اللہ تعالیٰ کے حکم سے نظام عالم کو اپنے اپنے رتبہ کے مطابق قائم رکھنے کے لیے کوشاں رہتے ہیں۔ الحمدللہ! اس مبارک شہر میں صوفیائے کرام اور اولیائے کرام کی کثرت رہی ہے اور ہر زمانے میں اللہ تعالیٰ کے یہ نیک بندے بھٹکی

ہوئی انسانیت کو شراب عشق و محبت سے سیراب کرتے رہے ہیں۔اللہ تعالیٰ ان نیک بندوں کے در سے مجھ ناکارہ کو بھی عشق و محبت کا قطرۂ کیمیا اثر عطا فرمائے!

ان کے معتقدین کی غایت درجہ محبت، مریدین کی بے پناہ الفت کے سبب اس کو ''مدینۃ الاولیا'' بھی کہا جاتا ہے۔اس شہر میں بانس کثرت سے ہوتے تھے جس کی وجہ سے اس کو بانس بریلی بھی کہا جاتا ہے۔حضرت اورنگ زیب عالمگیر قدس سرہ کے زمانے میں بریلی کے حاکم مکرندرام نے اس بن کو کٹوا کر نیا شہر آباد کیا۔مورخ عبدالعزیز عاصی بریلوی لکھتے ہیں:

''عالمگیر کے زمانہ میں مکرندرام پسر نانک چند کھتری ساکن دہلی پھر بریلی کا حاکم ہو گیا، جس نے بریلی کے پچھّم کی طرف ساکھوں کا بن جو بکثرت تھا کٹوا کر نیا شہر آباد کیا۔''

(تاریخ روہیل کھنڈ، از: عبدالعزیز خاں عاصی بریلوی، (۱۰) باب ا رص: ۲۱، مطبوعہ مکتبۂ علم وفکر۔کراچی، اکتوبر ۱۹۶۳ء)

لیکن تیرہویں صدی کے مجدد، امام عشق و محبت، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہ کے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بے پناہ اور مثالی عشق و محبت کی وجہ سے اس شہر کو ''شہر عشق و محبت'' کہا جاتا ہے۔آپ نے اپنی پوری زندگی دین متین کی خدمت، دفاع ناموس رسالت اور دشمنان خدا اور سول (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے رد و ابطال، ان کی سرکوبی نیز امت مسلمہ کی رشد و ہدایت میں صرف فرما کر ناقابل فراموش کارنامہ انجام دیا ہے۔اس کی نسبت سے اس شہر کو ''مرکز اہل سنت'' کہا جاتا ہے۔ہند و پاک میں اہل سنت و جماعت وہابیوں، دیوبندیوں، رافضیوں، قادیانیوں، اہل حدیث اور اہل قرآن وغیرہ گمراہ بد دین فرقوں سے امتیاز کے لیے خود کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہ کے اسی شہر کی جانب منسوب کرتے ہوئے بریلوی کہتے ہیں۔اہل سنت و جماعت کے ''بریلوی کہلانے کے متعلق دو اقتباس نقل کیے جاتے ہیں۔مرشد و مربی شیخ طریقت، وارث علوم اعلیٰ حضرت قاضی القضاۃ فی الہند الحاج الشاہ اختر رضا خان قادری برکاتی ازہری دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں:

''اہل سنت و جماعت کی نسبت ''بریلوی'' یہ ہندوستانی دیوبندیوں کے مقابلہ میں ہے۔''(۱۱) (الحق المبین ص:۳،مطبوعہ المجمع الرضوی بریلی شریف)

اس کے بعد اگلے صفحہ میں یوں فرماتے ہیں:

''اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے جن باطل وبدعتی فرقوں کا رد فرمایا انہوں نے آپ پر بہتان تراشیاں کیں خاص کر دیوبندیوں نے نئی جماعت ہونے کا الزام لگایا اور اہلسنت و جماعت کے عقائد ونظریات رکھنے والے لوگوں کو شہر بریلی کی جانب منسوب کرکے بریلوی کہنے لگے یہاں تک کہ لفظ ''بریلوی'' اہلسنت و جماعت کے لیے پہچان وعلم بن گیا۔''(۱۲) (الحق المبین ص:۴،مطبوعہ المجمع الرضوی بریلی شریف)

رئیس القلم حضرت علامہ **ارشد القادری** قدس سرہ یوں تحریر فرماتے ہیں:

''اعلیٰ حضرت کے اندر دین و ایمان کی وہ کون سی خوبی تھی جس کی وجہ سے ''بریلوی'' کا لفظ اب سنی صحیح العقیدہ حق پرست طبقے کا علامتی نشان بن گیا ہے۔''(۱۳)

(تجلیات رضا،ص:۱۷۵،مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، دسمبر ۲۰۰۷ء)

حضرت شاہ دانا ولی قدس سرہ

اکبر کے دور حکومت میں الحادو بے دینی عام کرنے کے لیے ہندو رشی وغیرہ مختلف ادیان کے لوگ کوشاں تھے۔اکبر کی ایجاد کردہ ان تمام شیطانی حرکات وخرافات کی بیخ کنی کے لیے حضرت عالی، مجدد الف ثانی، شیخ احمد فاروقی سرہندی اور قطب بلگرام، مجدد مائۃ ماضیہ، صاحب تصانیف کثیرہ سیدنا شیخ میر عبد الواحد بلگرامی علیہما الرحمہ جہادِ قلمی ولسانی فرما رہے تھے۔قطب بریلی شریف، شہیدِ راہِ وفا، حضرت جلال الدین شاہ دانا ولی قدس سرہ اس فتنے کی سرکوبی کو جہاد بالسیف فرمانے کے لیے جرأتِ حق وصداقت کے ساتھ اکبر کے گورنر عین الملک سے مقابلہ آرائی کے لیے کھل کر میدان میں آگیے اور ان باطل قوتوں سے مقابلہ آرائی میں ۱۵۸۲ء کو جامِ شہادت نوش فرمایا۔آپ کے حالات کے بارے میں مورخ بریلی عاصی بریلوی کہتے ہیں کہ آپ کے تفصیلی حالات ''ماثر الامرا'' کے مختصر

ذکر کے علاوہ کہیں نہیں ملے اور زبانی روایت کو یوں بیان کرتے ہیں:

''اب رہیں زبانی روایتیں، قاضی محمد عمران کا بیان یہ ہے کہ یہ خاندان محمد بن قاسم کے زمانہ میں ہندوستان آیا۔ سلطان علاء الدین کے زمانہ میں دہلی منتقل ہوا اور مورث اعلیٰ کٹرہ مانک پور کے قاضی ہوئے، اور قاضی صاحب کے دوسرے خاندانی لوگ فتح پور ہسوہ میں آباد ہوگیے۔ عالمگیر کے زمانے میں قاضی اسد اللہ قاضی القضاۃ بدایوں مقرر ہوئے، اور دوسرے خاندانی لوگ بریلی صوفی ٹولہ میں آباد ہوگیے، اور محلہ قاضی ٹولہ آباد کیا۔ شاہ دانا صاحب اسی گھر کے دو بھائی، ایک ابو محمد دوسرے شاہ دانا صاحب۔ ابو محمد کی نسل قاضی ٹولہ میں آباد ہے، شاہ دانا صاحب مجرد رہے۔ عام شہرت آپ کی بطور ایک ولی، فقیر اور قطب سے مشہور ہے۔ بریلی کے اندر آپ کے مزار سے زیادہ مشہور کوئی دوسرا مزار نہیں۔ (یہ مورخ نے اپنے زمانے کے اعتبار سے بیان کیا ہے۔ (لیکن آج ہمارے زمانے میں جو عالمی شہرت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہ اور ان کے مزار و گنبد شریف کو حاصل ہے وہ یہاں کسی دوسرے کو نہیں۔ قادری) دور دور کے مجذوب وفقرا اکثر آتے رہتے ہیں۔ (۱۴) (ضمیمہ اسرار الصنادید عرف تاریخ بریلی، از: عبد العزیز خاں عاصی بریلوی، حصہ: دوم، ص: ۳۰۲، مطبوعہ مکتبۂ علم وفکر۔ کراچی، اکتوبر ۱۹۶۳ء)

آپ کا مزار مبارک آج بھی زیارت گاہ عوام وخواص ہے، طالبین وضرورت مند آپ سے حصول فیض کے لیے کثرت سے حاضر ہوتے ہیں۔ آپ کا مزار شریف پرانے شہر میں محلہ شاہ مت گنج میں ہے بلکہ اب تو جس علاقے میں آپ کا مزار شریف ہے اس محلہ کا نام ہی ''شاہ دانا'' ہوگیا ہے۔ آپ کے مزار مقدس اور اس کے گنبد کو حضرت اورنگ زیب عالمگیر قدس سرہ کے گورنر مکرند رائے نے بنوایا تھا۔ جس کو مورخین نے تاریخی آثار میں شمار کیا ہے۔

حضرت شاہ نیاز احمد علوی چشتی بریلوی قدس سرہ

حضرت والا شاہ نیاز احمد علوی چشتی بریلوی قدس سرہ ۶/ جمادی الثانی ۱۱۵۵ھ مطابق ۷/ اگست ۱۷۴۲ء کو پیدا ہوئے۔ آپ سلسلۂ چشتیہ کے نامور صوفی اور اسی کے

ساتھ ساتھ اردو اور فارسی کے بلند پایہ شاعر تھے۔ دہلی کے نامور شاعر بلکہ استاذ الشعرا مصحفی کے استاذ تھے، اس کا تذکرہ خود مصحفی نے اپنی کتاب ''ریاض الفصحاء'' میں کیا ہے۔ ۶/ جمادی الثانی ۱۲۵۰ھ مطابق ۹/ اکتوبر ۱۸۳۴ء کو وصال فرمایا۔ آپ کا مزار مبارک بریلی شریف کے محلہ خواجہ قطب میں ہے، لیکن اب اس خانقاہ میں سب روافض کی راہ پر ہیں اور بہت سے خرافات خلاف شریعت مطہرہ رائج کر رکھی ہیں، یہاں کے پیروں کی صورتیں بھی عجیب وغریب ہوتی ہیں سر پر عورتوں کی طرح چوٹی رکھتے ہیں چہرہ کو داڑھی سے سجانے کے بجائے داڑھی کو منڈواتے ہیں۔ نوحہ وغیرہ کی جتنی مجالس روافض میں ہوتی ہیں یہ بھی خانقاہ میں ان تمام مجالس کے لیے مردوں، عورتوں، لڑکوں اور لڑکیوں کو جمع کرتے ہیں۔ نعوذ باللہ تعالیٰ

خاندانِ سادات

سید معصوم ترمذی، سید احمد صاحب عرف شاہ جی بابا اور ان کی اولاد سے سید علی بابا رحمہم اللہ سادات کرام ترمذ افغانستان سے ہیں۔ سید معصوم ترمذی ابن شاہ جی بابا ہجرت کر کے حافظ رحمت خاں صاحب کے ساتھ بریلی شریف کی سرزمین پر تشریف لائے۔ حافظ رحمت خاں نے بریلی شریف کی سرزمین پر اس اشرف واعلیٰ خاندان کو آباد کر کے مدینۃ الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے انوار بریلی میں چمکا دیے۔ ان کو نومحلہ کا قلعہ نذر کیا تھا، اسی احاطہ میں مدفون ہیں۔ اس کو عاصی بریلوی نے یوں بیان کیا ہے:

''نواب خیر اندیش خاں ثانی عہد مغلیہ میں روہیل کھنڈ کے ناظم تھے، انھوں نے بریلی میں ایک قلعہ تعمیر کرا کر ''خیر نگر'' اس کا نام رکھا مگر مشہور نہ ہوا۔ حافظ رحمت خاں کا جب بریلی پر قبضہ ہوا تو انھوں نے یہ قلعہ سید معصوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ ابن شاہ جی بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو نذر کر دیا، جو حافظ رحمت خاں کے ساتھ ہی بریلی آگیے تھے۔ اور نومحلہ مشہور ہو گیا''۔(۱۵) (ضمیمہ اسرار الصنادید عرف تاریخ بریلی، از: عبدالعزیز خاں عاصی بریلوی، حصہ: دوم، ص: ۳۱۷، مطبوعہ مکتبۂ علم وفکر۔ کراچی، اکتوبر ۱۹۶۳ء)

ان سادات کرام کی نسل اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہ کے عہد

تک باقی رہی اور ان سے اعلیٰ حضرت کے تعلقات بھی رہے یہاں تک کہ اس خاندان کے شہزادے سید محمد یحییٰ صاحب کو اعلیٰ حضرت نے ہی وصال کے بعد بوقتِ تدفین قبر میں اُتارا۔ اس کا ذکر یوں ہے:

سید محمد یحییٰ صاحب نور و اخلاقِ محمدی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی آخری نشانی بریلی میں تھے، جن کے بعد وہ رنگین جمال ہمیں کہیں دیکھنے میں نہیں آیا۔ تقریباً ستّر ۷۰ برس کی عمر میں ہم نے انھیں دیکھا تھا۔ ۲۶؍ربیع الاول ۱۳۲۹ھ مطابق ۲۸؍مارچ ۱۹۱۱ء منگل تاریخِ وصال۔ امام احمد رضا خاں نے قبر میں اتارا، پیشانی کو بوسہ دیا۔‘‘(۱۶)

(ضمیمہ اسرار الصنادید عرف تاریخ بریلی، از: عبدالعزیز خاں عاصی بریلوی، حصہ: دوم، ص: ۳۱۷، مطبوعہ مکتبۂ علم وفکر۔ کراچی، اکتوبر ۱۹۶۳ء)

مولانا محمد اعظم خاں قدس سرہ

سلطان محمد شاہ کے وزیر دولت، فاتح روہیل کھنڈ ’’سعادت یار خاں‘‘ کے فرزند اکبر حضرت مولانا محمد اعظم خاں قدس سرہ دربارِ شاہی کی جانب سے بلند و بالا منصب پر فائز تھے لیکن میلان طبع جانبِ زہد مائل ہونے کی وجہ سے آپ نے امور دنیا سے مکمل کنارہ کشی اختیار کر کے زہد وریاضت کی راہ کو اختیار کرلیا۔ اس فانی دنیا کی خواہشات و لذات زیب وزینت کے بجائے اخروی اجر وثواب کی فکر میں مصروف عمل ہوکر اپنی زندگی گزار دی۔ دہلی کے محل کو چھوڑ کر، بریلی شریف کے محلہ معماران کو اپنا جائے مسکن بنایا۔

آپ کی جائے سکونت آپ سے منسوب ہوکر آج بھی ’’شہزادے کی تکیہ‘‘ کے نام سے مشہور ہے، اسی تکیہ کے ایک حصہ میں آپ کا مزار مقدس ہے۔

مولانا حافظ کاظم علی خاں قدس سرہ

آپ بھی ابتدا میں سلطنت اودھ سے وابستہ تھے۔ آپ کی عظیم و بے مثال کارکردگی کی وجہ سے آپ کو سلطنت کی جانب سے بدایوں کا تحصیل دار مقرر کیا گیا۔ ایک سو(۱۰۰) گھوڑ سواروں کا دستہ آپ کی خدمت میں رہتا تھا۔ آپ کو آٹھ گاؤں بطور جاگیر ملے تھے۔ مولانا کاظم علی خاں دین دار صحیح العقیدہ اہل سنت و جماعت تھے۔ آپ مجدد

اعظم آپ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہ کے پیر طریقت حضرت سید شاہ آلِ رسول مارہروی قدس سرہ کے استاذ حضرت مولانا شاہ انوار الحق فرنگی محلی قدس سرہ سے سلسلۂ رزاقیہ میں بیعت تھے اور انہیں سے اجازت وخلافت بھی حاصل تھی۔ آپ سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سچے پکے عاشق تھے۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہ ان کے متعلق یوں رقم طراز ہیں:

''حضرت مولانا کاظم علی خاں ہر سال ۱۲/ربیع الاول کو محفل میلاد مبارکہ بڑے احترام سے منعقد کیا کرتے تھے۔ الحمد للہ! یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے۔(۱۷) (فتاویٰ رضویہ قدیم جلد دوم ص: ۳۰۲)

علامہ رضا علی خاں قدس سرہ

آپ حضرت مولانا حافظ کاظم علی خاں قدس سرہ کے بڑے صاحبزادے تھے۔ ۱۲۲۴ھ کو بریلی شریف میں پیدا ہوئے۔ آپ علوم عقلیہ ونقلیہ کے جامع تھے، آپ تصنیف کردہ جمعہ وعیدین کے عربی خطبات کو آپ کے شاگرد ومرید محمد حسن علمی قدس سرہ نے ترتیب دے کر ''خطبات علمی'' کے نام سے شائع کیے ہیں۔ آپ علم فقہ میں خاص دسترس رکھتے تھے۔ آپ بریلی شریف میں مرجع فتویٰ تھے، لوگ آپ سے اپنے الجھے ہوئے مسائل میں حل طلب کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ خوبی بھی عنایت فرمائی تھی کہ آپ کی تقریر بہت زیادہ مؤثر ہوتی تھی۔

آپ گوناگوں خوبیوں کے ساتھ ساتھ تجرید وتفرید کے بھی اعلیٰ رتبہ پر فائز تھے۔ ملک العلما حضرت علامہ ظفر الدین فاضل بہاری قدس سرہ تذکرۂ علمائے ہند کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں:

''آپ کے اوصاف شمار سے باہر ہیں خصوصاً نسبت کلام، سبقت سلام، زہد وقناعت، علم وتواضع، تجرید وتفرید آپ کی خصوصیات سے ہیں۔ (حیات اعلیٰ حضرت جلد اول ص:۴۹)(۱۸)

آپ کے مجموعۂ خطبات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آپ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، اہل بیت اطہار اور صحابۂ کرام کے کتنے بڑے عاشق تھے۔ اس کی سطر

سطر سے عشق ومحبت کی بھینی وشیریں خوشبو اہل عشق ووفا محسوس کرسکتے ہیں۔آج بھی آپ کا مزار مقدس سٹی قبرستان میں زیارت گاہ عوام وخواص ہے۔

علامہ نقی علی خاں قدس سرہ

جمادی الاخریٰ یا رجب ۱۲۴۶ھ مطابق ۱۸۳۰ء کو بریلی شریف کے محلہ ذخیرہ میں پیدا ہوئے۔ والد بزرگوار امام العلما مولانا رضا علی سے تعلیم وتربیت حاصل کی جس کا اثر یہ تھا کہ آپ بچپن ہی سے پرہیزگار اور متقی بلکہ پیکر تقویٰ وطہارت تھے، گویا کہ آپ میدان علم وعمل کے عظیم شہسوار تھے۔ جس کے سبب آپ کو علمائے کرام کے مرجع کی حیثیت حاصل ہوئی۔ علمائے عصر آپ کی آرا اور اقوال کو ترجیح دیتے تھے۔ بلکہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے تاج الفحول اور اپنے والد محترم (رئیس الاتقیا حضرت علامہ نقی علی خاں) رحمہا اللہ کے بارے میں فرمایا ''میرے زمانۂ ہوش میں دو بندۂ خدا تھے جن پر اصول وفروع اور عقائد وفقہ سب میں اعتماد کلی کی اجازت تھی''۔

آپ کے علمی وروحانی کمال کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے مندرجہ ذیل القاب سے آپ کو یاد فرمایا ہے: ''اعلم علماء الربانیین، افضل فضلاء الحقانیین، ظل رحمت رب، خاتم المحققین، امام المدققین، ماحی الفتن الدنیۃ، بقیۃ السلف المصلحین، حجۃ الخلف المفلحین، تاج المحققین، سراج المدققین اور اکمل الفقہاء المحدثین وغیرہ۔

آپ نے روز وصال نماز صبح پڑھ لی تھی، حالت نزع میں سب نے دیکھا کہ آنکھیں بند کیے متواتر سلام فرماتے تھے، جب چند سانسیں باقی رہ گئیں تو ہاتھوں کو اعضائے وضو پر یوں پھیرا گویا وضو فرما رہے ہوں یہاں تک کہ استنشاق بھی فرمایا، گویا کہ وہ اپنے طور پر حالت بے ہوشی میں نماز ظہر بھی ادا فرما گیے۔ ہنوز وقت ظہر باقی تھا کہ ذوالقعدہ روز پنج شنبہ ۱۲۹۷ھ کو ۵۱ ؍برس ۵ ؍ماہ کی عمر میں بعارضۂ اسہال دموی شہادت پاکر شب جمعہ سٹی قبرستان میں اپنے والد ماجد قدس سرہ کے کنارہ میں مدفون ہوئے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ

مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہٗ کی ولادت ۱۰؍شوال

۱۲۷۲ھ مطابق ۱۴/ جون ۱۸۵۶ء کو ظہر کے وقت محلہ جسولی بریلی شریف میں ہوئی۔ خود اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ولادت کا سن ہجری اس آیت مبارکہ سے نکالا ہے:

"اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ"(پ ۲۸ آیت ۲۲) (۱۲۷۲ھ) (۱۹) یعنی یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرمادیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی۔(ترجمۂ کنزالایمان) (سوانح اعلیٰ حضرت ص ۸۶:)(۲۰)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقریب بسم اللہ خوانی کے وقت ایک عجیب وغریب واقعہ پیش آیا" آپ کے استاذ محترم نے حسب دستور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بعد الف، ب، ت، وغیرہ حروف تہجی آپ کو پڑھانا شروع کیا۔ استاذ کے بتانے کے مطابق آپ پڑھتے گئے جب "لا" (لام الف) کی نوبت آئی استاذ نے فرمایا کہو "لام الف" تو اعلیٰ حضرت خاموش ہوگئے اور "لام الف" نہیں پڑھا استاذ نے دوبارہ کہا میاں صاحبزادے! کہو "لام الف" حضور نے فرمایا یہ دونوں حروف تو میں پڑھ چکا ہوں۔اب دوبارہ کیوں پڑھایا جارہا ہے؟ محفل بسم اللہ خوانی میں جدامجد حضرت مولانا شاہ رضا علی خاں قدس سرہٗ العزیز موجود تھے فرمایا بیٹا! استاذ کا کہا مانو جو کہتے ہیں پڑھو۔ اعلیٰ حضرت نے حکم کی تعمیل کی پھر آپ کے جدامجد نے فرمایا بیٹا شروع میں سب سے پہلا حرف جو تم نے پڑھا ہے وہ حقیقت میں ہمزہ ہے الف نہیں اب لام کے ساتھ ملا کر جو حرف پڑھ رہے ہو وہ الف ہے لیکن چونکہ الف ہمیشہ ساکن رہتا ہے اور تنہا ساکن حرف کو کسی طرح پڑھا نہیں جا سکتا اس لیے لام کو الف سے ملا کر اس کا بھی تلفظ کرادیا گیا۔آپ نے فرمایا کہ اسے کسی بھی حرف کے ساتھ ملا سکتے تھے لام کے ساتھ الف ملا کر ادائیگی کرائی گئی اس کی کیا وجہ ہے؟ جدامجد نے دعائیں دیتے ہوئے فرمایا بیٹا لام اور الف کے درمیان صورۃً اور سیرۃً بڑا گہرا تعلق ہے۔لکھنے میں دونوں کی صورت اور شکل ایک دوسرے کی طرح ہے دیکھو "لا" اور سیرۃً یوں تعلق ہے کہ لام کا قلب الف ہے اور الف کا قلب لام ہے۔یعنی "ل،ا،م" کے بیچ میں الف اور الف کے بیچ میں لام ہے۔(۲۱) (ملخصا حیاتِ اعلیٰ

حضرت، جلد اوّل، ص: ۳۳)

بسم اللہ خوانی کے بعد آپ نے چار سال کی عمر میں قرآن کریم کا ناظرہ مکمل کرلیا۔ چھ سال کی عمر میں ماہ مبارک ربیع الاول شریف کی تقریب میں منبر پر رونق افروز ہوکر بہت بڑے مجمع کی موجودگی میں ذکر میلا دشریف پڑھا۔ اردو فارسی کی کتابیں پڑھنے کے بعد حضرت مرزا غلام قادر بیگ علیہ الرحمہ سے میزان ومنشعب وغیرہ کی تعلیم حاصل کی پھر آپ نے اپنے والد ماجد تاج العلماء سندا لمحققین حضرت مولانا شاہ نقی علی خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مندرجۂ ذیل اکیس علوم پڑھے: (۱) علم قرآن (۲) علم تفسیر (۳) علم حدیث (۴) علم اُصول حدیث (۵) کتب فقہ حنفی (۶) کتب فقہ شافعی ومالکی وحنبلی (۷) اصول فقہ (۸) جدل مہذب (۹) علم العقائد والکلام (۱۰) علم نحو (۱۱) علم صرف (۱۲) علم معانی (۱۳) علم بیان (۱۴) علم بدیع (۱۵) علم منطق (۱۶) علم مناظرہ (۱۷) علم فلسفہ مدلسہ (۱۸) ابتدائی علم تکسیر (۱۹) ابتدائی علم ہیئت (۲۰) علم حساب تا جمع، تفریق، ضرب، تقسیم (۲۱) ابتدائی علم ہندسہ۔

تیرہ برس دس مہینے پانچ دن کی عمر میں ۱۴؍شعبان ۱۲۸۶ھ کو فارغ التحصیل ہوئے اور دستار فضیلت سے نوازے گئے۔ اسی دن مسئلۂ رضاعت سے متعلق ایک فتویٰ لکھ کر اپنے والد ماجد کی خدمت میں پیش کیا جواب بالکل صحیح تھا۔ والد ماجد نے ذہن نقاد طبع وقار دیکھ کر اسی وقت سے فتویٰ نویسی کی جلیل الشان خدمت آپ کے سپرد کردی۔ (۲۲) (ملخصا ماخوذ از۔ سوانح اعلیٰ حضرت ص: ۹۰،۹۱)

اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالی عنہ نے پچاس سے زائد علوم وفنون پر مشتمل کثیر کتابیں تصنیف فرمائیں۔

۲۵؍صفر المظفر ۱۳۴۰ھ مطابق ۲۸؍اکتوبر ۱۹۲۱ء کو جمعۂ مبارکہ کے دن دو بجکر ۳۸؍منٹ پر عین اذان جمعہ میں اُدھر ”حیّ علی الفلاح“ کی پکار سنی ادھر روح مبارکہ نے ”داعی اِلی اللہ“ کو لبیک کہا۔ اور اس طرح آسمان علم وفن کا سورج ہمیشہ کے لیے غروب ہوگیا۔

استاذ زمن علامہ حسن رضا قدس سرہ

آپ حضرت علامہ نقی علی خاں قدس سرہ کے دوسرے صاحبزادے اور اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے منجھلے بھائی ہیں۔آپ کی ولادت ۴ ربیع الاول ۱۲۷۶ھ مطابق یکم اکتوبر ۱۸۵۹ء مادر گیتی بریلی شریف میں ہوئی۔علمی گھرانے میں آنکھیں کھولیں اور علم و فضل میں یکتائے روزگار شخصیات کی آغوش میں تربیت پائی۔آپ بھی اپنے آبا کی طرح مرجع عوام وخواص ہوکر میدان علم وفضل میں امتیازی خصوصیات حاصل کیں۔آپ کے عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اگر جھلک دیکھنی ہوتو آپ کی تحریرات خصوصاً نعتیہ کلام کو دیکھا جائے جو قیام قیامت تک آپ کے عشق وسرور کے باب میں دلیل کے درجہ میں ہیں۔

۲۲ ررمضان المبارک ۱۳۲۶ھ مطابق ۱۹۰۸ء کو بعمر پچاس سال ۵ رماہ میں بعارضۂ تپ اس دار فانی سے کوچ کر کے دارِ بقا میں جا بسے۔آپ کی نماز جنازہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے پڑھائی اور اپنے دست مبارک سے قبر میں اتارا۔ اپنے آبائی قبرستان میں والدمحترم کے مزارمقدس سے پوربی جانب مدفون ہوئے۔تقریباً ایک درجن تصانیف اور بہت سے شاگرد یادگار چھوڑے۔

مولانا محمد رضا خاں قدس سرہ

آپ حضرت علامہ نقی علی خاں قدس سرہ کے سب سے چھوٹے صاحبزادے اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے سب سے چھوٹے بھائی تھے۔والد ماجد کے انتقال کے وقت آپ کی عمر تقریباً چار برس ہوگی،نہایت ہی پرہیزگار و متقی، بالغ نظر فاضل اور پختہ فکر عالم تھے۔آپ اپنے آبا واجداد کی طرح دیگر علوم وفنون میں مہارت کے ساتھ ساتھ علم میراث سے خاص دلچسپی رکھتے تھے اور دور ودراز سے آنے والے سوالات پر فتاویٰ صادر فرماتے تھے۔لیکن حضور سیدی اعلیٰ حضرت کی مصروفیات کے سبب گھر کی تمام ذمہ داریاں بھی آپ ہی بحسن وخوبی انجام دیا کرتے تھے۔

۲۱ رشعبان المعظم ۱۳۵۸ھ مطابق ۵ ر اکتوبر ۱۹۴۱ء بروز جمعرات کو آپ نے

اس دار فانی سے کوچ فرمایا اور اپنے آبائی قبرستان میں جانب شرق لبِ سڑک دفن کیے گیے۔ حضور مفتی اعظم قدس سرہ نے اس پر مقبرہ تعمیر کروایا تھا۔

حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا قدس سرہ

آپ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے بڑے صاحبزادے ہیں۔ ربیع الاول شریف ۱۲۹۲ھ مطابق ۱۸۷۵ء کو اپنے دادا خاتم المحققین حضرت علامہ نقی علی قدس سرہ بریلی شریف میں پیدا ہوئے۔ اسم گرامی ''محمد'' معروف بہ ''حامد رضا'' اور خطاب ''حجۃ الاسلام ہے۔ تمام علوم وفنون کی تعلیم والد بزرگوار کی بارگاہِ فیض ترجمان میں حاصل کی۔ علمی گھرانے میں آنکھیں کھول کر علمی فضا میں پروان چڑھنے والی یہ شخصیت بھی علم و عمل، فضل وتقوی میں بے مثل و بے نظیر تھی۔ آپ کا تفسیر وحدیث کا درس بہت مشہور تھا اور عربی ادب میں بھی انفرادی حیثیت کے مالک تھے۔

پچاس سال تک آپ نے فتاوی نویسی کی ذمہ داریاں بحسن وخوبی انجام دینے کے ساتھ ساتھ دیگر دینی ومذہبی اور علمی وقلمی خدمات انجام دیں اور عوام اہل سنت کو وہابیوں دیوبندیوں کے مکروفریب سے بچاتے رہے۔ آپ دین وسیاست کے اعتبار سے امت مسلمہ کے لیے ایک عظیم قائد تھے، اور اپنے والد محترم اعلی حضرت امام احمد رضا قادری کے سچے نائب اور ان کی علمی و مذہبی امانت کے اچھے امین بھی تھے۔ سفر وحضر، درس وتدریس، خطابت ووعظ، مناظرہ ومباحثہ اور قرطاس وقلم ہر طرح سے حدود دینیہ کی پاس داری فرمائی۔

۱۷ر جمادی الاولیٰ ۱۳۶۲ھ مطابق ۲۳ر مئی ۱۹۴۳ء بعمر ۷۰ر سال عین حالت نماز میں دوران تشہد اس دنیا سے رخصت ہوگیے اور اپنے خالق حقیقی سے جاملے۔ آپ کی نماز جنازہ آپ کے خلیفۂ خاص محدث اعظم پاکستان مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد قدس سرہ نے پڑھائی، کثیر تعداد میں علما ومشائخ اور عوام الناس شریک ہوئے خانقاہِ رضویہ میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے پہلو میں دفن ہوئے۔

استاذ العلما علامہ حسنین رضا خاں قدس سرہ

آپ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے خلیفہ اور ان کے منجھلے بھائی استاذ زمن

علامہ حسن رضا خاں قدس سرہ کے صاحبزادے ہیں۔آپ ۱۳۱۰ھ مطابق ۱۸۹۳ء کو بریلی شریف میں پیدا ہوئے۔ابتدائی تعلیم گھر پر ہی حاسل کرنے کے بعد مدرسہ منظر اسلام کے ذی استعداد اور جید علمائے کرام سے علوم دینیہ کی تکمیل کی۔آپ حضور مفتی اعظم علامہ مصطفی رضا خاں بریلوی کے ہم سبق تھے۔معقولات کی تعلیم حاصل کرنے کے لیے رام پور کے مدرسہ ارشاد العلوم میں داخل ہوئے اور وہاں چند کتابیں پڑھیں۔آپ کی فہم وفراست،قوت حافظہ اور حاضر جوابی سے متاثر ہوکر جو ممتحنین امتحان کے لیے آتے وہ آپ کو خوشی میں خوب دعاؤں سے نوازتے۔

آپ اعلیٰ حضرت کے شاگرد اور بھتیجے تھے اعلیٰ حضرت کی چوتھی صاحبزادی کنیز حسنین عرف چھوٹی بیگم آپ کو منسوب ہوئیں،خود اعلیٰ حضرت نے نکاح پڑھایا جن سے صرف ایک لڑکی شمیم بانو پیدا ہوئیں۔چھوٹی بیگم کے انتقال ہوجانے کے بعد آپ کی دوسری شادی منوری بیگم دختر عبد الغنی خاں صاحب سب انسپیکٹر پولیس کانکرٹولہ بریلی سے ہوئی، جن سے چار اولادیں تین لڑکے اور ایک لڑکی ہوئیں،ان کے نام علی الترتیب یوں ہیں:

(۱) امین شریعت حضرت علامہ سبطین رضا خاں قادری قدس سرہ

(۲) صدر العلما محدث بریلی مفتی تحسین رضا خاں قادری قدس سرہ

(۳) تاج الاصفیا حضرت مولانا حبیب رضا خاں قادری قدس سرہ (متوفیٰ ۲۷/جمادی الاولیٰ ۱۴۳۵ھ مطابق ۲۸/مارچ ۲۰۱۴ء بروز جمعہ صبح بوقت چاشت، آپ خانقاہ تحسینیہ کانکرٹولہ میں حضور صدر العلما علامہ تحسین رضا قادری محدث بریلوی قدس سرہ کے قریب مدفون ہیں۔)

(۴) پیرانی امّی محترمہ سلیم فاطمہ زوجہ حضور تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خاں قادری ازہری دامت برکاتہم العالیہ

استاذ العلما علامہ حسنین رضا خاں قدس سرہ کا انتقال ۱۴۰۱ھ مطابق ۱۹۸۱ء میں ہوا حجۃ الاسلام قدس سرہ کے پائنتی جانب صدر دروازہ کے بائیں طرف خانقاہ رضویہ میں مدفون ہیں۔

مفتی اعظم علامہ مصطفی رضا قدس سرہ

خود اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہ کا بیان ہے کہ اپنے پیر و مرسید شاہ آل رسول احمدی مارہروی قدس سرہ کے مبارک آستانے پر حاضر تھا، سراج السالکین سید شاہ ابوالحسین احمد نوری قدس سرہ بعد نماز فجر زینہ سے اتر رہے تھے اور میں ان کے پیچھے تھا۔ حضرت نوری میاں اچانک رک گیے اور اعلیٰ حضرت سے فرمایا: ''مولانا صاحب! بریلی میں آپ کے گھر میں ایک صاحبزادے کی ولادت ہوچکی ہے، جب میں بریلی آؤں گا تو اس بچے کو ضرور دیکھوں گا، وہ بڑا مبارک وخوش بخت بچہ ہے مجھے خواب میں بشارت ہوئی ہے کہ اس کا نام ''آلِ رحمان'' رکھا جائے''۔ اعلی حضرت قدس سرہ جب مارہرہ مقدسہ سے بریلی آئے تو معلوم ہوا کہ حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ کی ولادت بسعادت ۲۲؍ذی الحجہ ۱۳۱۰ھ مطابق ۱۸۹۲ء کو ہوچکی تھی۔

حضور مفتی اعظم ہند نے بچپن کا زمانہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہ کے زیر سایہ علمی ماحول میں گزارا، انہیں کی سرپرستی میں آپ نے تمام مروجہ علوم وفنون میں مہارت حاصل کی جو اعلیٰ حضرت کی تربیت اور اس وقت کے دیگر علما کی صحبت کا نتیجہ ہے۔ جب آپ کی عمر صرف نو سال ہوئی تبھی والد ماجد نے ان کی ولایت کا اعلان فرمادیا۔ عبادت وریاضت، علم وفضل، حق گوئی بے باکی اور اخلاق وکردار وغیرہ اوصاف عالیہ میں اپنی مثال آپ تھے۔

بہر حال فضائل کمالات کا چمکتا ہوا سورج ۱۴؍محرم الحرام ۱۴۰۲ھ مطابق ۱۲؍نومبر ۱۹۸۱ء کو ہمیشہ کے لیے غروب ہوگیا۔ آپ بھی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے پہلو میں مدفون ہیں۔

مفسر اعظم علامہ ابراہیم رضا خاں قدس سرہ

حضور حجۃ الاسلام کے دولت کدہ میں بحیثیت اولادِ نرینہ اور بحیثیت نبیرۂ اعلیٰ حضرت پہلی ولادت بسعادت حضور مفسر اعظم ہند قدس سرہ کی ۱۳۲۵ھ میں ہوئی۔ سنت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مطابق آپ کی ولادت کے بعد داہنے کان میں اذان اور بائیں میں تکبیر پڑھی گئی، اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے تھوڑا سا چھوہارا چبا کر بھیجا جو آپ

کے منہ میں رکھ دیا گیا۔ولادت کی خبرسن کر استاذ زمن قدس سرہ نے فی البدیہہ مصرع ارشادفرمایا:

علم وعمراقبال وطالع دے خدا(۱۳۲۵ھ)

آپ کا تذکرہ اس اعتبار سے اوراہم ہے کہ امام احمد رضا قدس سرہ کا گلستاں انہیں کے ذریعہ گلزارچمن ہے اوراسی سے پھول کھلتے رہیں۔بچپن میں ہی آپ نے والدہ محترمہ سے قرآن عظیم اور اردو کی چند کتابیں پڑھنے کے ساتھ ساتھ لکھائی کی بھی مشق کر کے نہایت خوشخط ہوگیے۔ ۶/ یا ۷/سال کی عمر میں دارالعلوم منظر اسلام کے لائق و فائق علمائے کرام کے پاس علوم حاصل کیے اور والد ماجد سے بھی حدیث و فقہ کی کتب پڑھیں۔علمی فضااوردینی ماحول کانتیجہ یہ ہوا کہ زمانہ نے آپ کوبھی بے مثال پایا۔مدرسہ منظراسلام اور خانقاہ کی ذمہ داریوں کے علاوہ آپ نے دیگر دینی کاموں کی انجام دہی میں اپنی زندگی صرف فرمائی۔

۱۱/صفرالمظفر ۱۳۸۵ھ مطابق ۱۲/جون ۱۹۶۵ء کوغریق رحمت ہوئے نماز جنازہ اسلامیہ انٹر کالج کے وسیع وعریض میدان میں مفتی افضل حسین مونگیری قدس سرہ نے پڑھائی اورامام احمد رضا قدس سرہ کی دائیں جانب مدفون ہوئے۔آپ نے پانچ مندرجہ ذیل صاحبزادے اورتین صاحبزادیاں یادگارچھوڑیں:

(۱) ریحان ملت مولانا ریحان رضا خاں قادری (متوفی ۱۹۸۵ء)(۲)جانشین حضور مفتی اعظم ہند تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خاں قادری (۳)قمرملت مولانا ڈاکٹر قمر رضا خاں قادری (متوفی ۵/شعبان المعظم ۱۴۳۳ھ مطابق ۲۶/جون ۲۰۱۲ھ بروز منگل بوقت فجر خانقاہ رضویہ میں ریحان ملت کے داہنی جانب مدفون ہیں۔)(۴)مولانا منان رضاخاں منانی میاں (۵)مخدوم تنویر رضا خاں آپ جانشین حضور مفتی اعظم سے عمر میں بڑے تھے،جذبی کیفیت میں غرق رہتے تھے،مفقودالخبر ہوگیے۔

صدرالعلماعلامہ تحسین رضامحدث بریلوی قدس سرہ

آپ محلہ سوداگران بریلی شریف میں ۱۴/شعبان المعظم ۱۳۴۸ھ مطابق

۱۹۳۰ء کو پیدا ہوئے۔ابتدائی تعلیم مقامی مکتب و مدرسہ میں حاصل کی،عربی وفارسی کی اعلیٰ تعلیم کے لیے دارالعلوم منظر اسلام میں داخل ہوئے۔حضور محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ سردار احمد قدس سرہ اور دیگر اساتذۂ کرام کی توجہات سے آپ محنت ولگن کے ساتھ حصول علم دین میں مصروف رہے۔تقسیم ہند کے بعد والد محترم کی اجازت سے حضور محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ سردار احمد قدس سرہ کے پاس پاکستان چلے گیے، اور وہاں سے جب واپس آئے تو محدث اعظم کے مشورہ کے مطابق آپ کے ذمہ خدمتِ درسِ حدیث کردیا گیا پوری زندگی اسی کام میں مشغول رہے۔

ایک تبلیغی دورے پر آپ ۲/اگست ۲۰۰۷ء بروز جمعرات بریلی شریف سے دہلی تشریف لے گیے اور وہاں سے شام کی فلائٹ سے ناگپور، پھر صبح کو ناگ پور سے کسی گاؤں کی ایک مسجد کی تعمیر توسیع کا افتتاح اور جمعہ پڑھانے کے لیے روانہ ہوئے اور راستہ میں آپ کی گاڑی ایک حادثہ کا شکار ہوئی جس کی وجہ سے آپ نے ۳/اگست ۲۰۰۷ء بروز جمعہ جامِ شہادت نوش فرمایا اور اپنے مالک حقیقی سے جاملے۔آپ کا مزار مقدس کانکر ٹولہ بریلی شریف میں زیارت گاہِ عوام وخواص ہے۔

امین شریعت علامہ سبطین رضا قدس سرہ

امین شریعت حضرت علامہ سبطین رضا قدس سرہ اعلی حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاندان کی بلند و بالا شخصیت، برادر اعلیٰ حضرت استاذ زمن حضرت علامہ حسن رضا خاں قدس سرہ کے پوتے تھے۔آپ نومبر ۱۹۲۷ء کو محلہ سوداگران بریلی شریف میں اس مکان کے اندر پیدا ہوئے جو کہ خانقاہ عالیہ قادریہ رضویہ کی عقبی جانب واقع ہے اسی مکان کے اندر آپ کے دادا جان استاذ زمن قدس سرہ ایک عرصہ تک سکونت پذیر رہے۔

آپ چونکہ ایسے گھرانے میں پیدا ہوئے کہ جس خاندان کے علم کا شہرہ آج بھی چہار دانگ عالم میں بلندیوں پر ہے اس لیے اپ کی تعلیم کی ابتدا آپ کے گھر سے ہی ہوئی، بریلی شریف میں ہی دارالعلوم مظہر اسلام سے سند فضیلت حاصل کی،اور جدید علوم مسلم یونیورسٹی علی

گڑھ سے حاصل ۔آپ کے مشہور اساتذہ حضرت علامہ حسنین رضا خاں بریلوی قدس سرہ، صدرالشریعہ بدرالطریقہ حضرت علامہ امجد علی اعظمی قدس سرہ، شمس العلما حضرت علامہ شمس الدین جعفری جونپوری قدس سرہ اور حضرت علامہ حافظ عبد الرؤف بلیاوی قدس سرہ وغیرہ ہیں۔اس کے علاوہ آپ نے حضور مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا بریلوی قدس سرہ سے بھی علمی وروحانی فیض حاصل فرمایا۔آپ حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ کے مرید وخلیفہ تھے۔

حضور امین شریعت قدس سرہ نے درس وتدریس کا آغاز دارالعلوم مظہر اسلام سے فرمایا پھر مدرسہ اشاعت الحق ہلدوانی ضلع نینی تال، جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگ پور اور مدرسہ فیض الاسلام کیش کال ایم پی وغیرہ میں تدریسی خدمات انجام دیں۔

کانکیر ضلع بستر چھتیس گڑھ کو آپ نے اپنا مسکن بنایا اور آپ نے اس جگہ کو دیکھ کر فرمایا تھا کہ یہ تو وہی جگہ ہے کہ جس کو میں خواب میں دیکھ چکا ہوں وہاں آپ نے دین و سنیت کی خدمت کی جہالت کو دور کیا وہاں جہالت کا اتنا غلبہ تھا کہ پڑھے لکھے لوگ آسانی سے دیکھنے کو نہیں ملتے تھے۔ناخواندگی کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کے پاس ایک گوشت بیچنے والا آیا اور کہنے لگا کہ اس چھری پر پڑھ دیجیے اس کا مقصد یہ تھا کہ جب چھری پر پڑھ کر پھونک دیا جائے گا تو کبھی اس پر بسم اللہ پڑھنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔حضرت نے وہاں ایسی محنت کی کہا جاتا ہے کہ اب وہاں بہت کثرت سے علمائے کرام پائے جاتے ہیں۔

تبلیغ اسلام کی خاطر آپ نے اپنا چین وسکون عیش وآرام سب تج دیا تھا گھر گھر جاکر لوگوں میں تبلیغ فرماتے تھے ایک واقعہ میں نے حضرت کے بارے میں محب گرامی قدر خادم امین شریعت مولانا محمد اشرف رضا صاحب کی زبانی سنا کہ جب حضرت صبح کو سائکل سے نکلتے تو سفید کپڑے زیب تن فرماتے وہاں کی مٹی ہلکی سرخ (اینٹوں کے رنگ کی) ہونے کی وجہ سے شام تک وہ کپڑے سرخ ہوجایا کرتے تھے۔

جی ہاں حضور امین شریعت قدس سرہ بلند اخلاق، پاکیزہ کردار، اسلاف کی امانتوں کے سچے وارث وجانشین، علم وعمل کا پیکر، صدق وصفا اور استقامت کے جبل عظیم تھے

انہوں نے سادہ مکان کے اندر اپنی زندگی گزار دی اور لوگوں کے دلوں کو ایمان کی حلاوت اور چاشنی عطا کی۔حضرت کے وصال سے ۸/ روز قبل یکم اکتوبر ۲۰۱۵ء کو میں عیادت کے لیے حاضر ہوا ''خادم امین شریعت مولانا محمد اشرف رضا صاحب'' نے حضرت سے دعا کروائی اور مجھ کو چند روز کے بعد دوبارہ بھی بلایا لیکن مصروفیات کے سبب دوبارہ نہ جا سکا کہ ایسی خبر آ گئی جس نے سارے سنیوں کو غمگین کر دیا۔

۲۶/ محرم الحرام ۱۴۳۷ھ مطابق ۹/ نومبر ۲۰۱۵ء بروز پیر ایک بجکر پینتالیس (1:45) منٹ پر اس دار فانی سے کوچ فرما گئے۔آپ کی نماز جنازہ اسلامیہ گراؤنڈ میں قاضی القضاۃ فی الہند تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خاں قادری ازہری دامت برکاتہم العالیہ نے پڑھائی جس میں ملک و بیرون ملک کے عقیدت مندوں نے بہت بڑی تعداد میں شرکت کی ،آپ صدر العلما حضرت علامہ تحسین رضا خاں قادری محدث بریلوی قدس سرہ کے مزار پر انوار سے تھوڑی دوری پر پورب کی جانب اپنے مکان کے سامنے مدفون ہوئے۔اللہ تعالیٰ ہم اہل سنت کو حضرت کے فیوض و برکات سے مالا مال فرمائے۔آمین

بانی و ناظم دار العلوم فیضان تاج الشریعہ بریلی شریف

Email:mrkmqadri@gmail.com

لوحِ تاریخ وصال یگانہ جہان ۱۴۳۷ھ

مولانا قاری امانت رسول صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم نیک صفات	۱۴۳۷ھ
صلی اللہ علی سیدنا محمد و آلہ وسلم الطاف خدا	۱۴۳۷ھ
بحر علوم، امین شریعت	۱۴۳۷ھ
مرید مفتئ اعظم ہند نیک طبع	۱۴۳۷ھ
بخدا نبیرۂ استاذ زمن	۱۴۳۷ھ
صاحب ارشاد نبیرۂ استاذ زمن	۱۴۳۷ھ
معین جہاں نبیرۂ اعلی حضرت	۲۰۱۵ء
بحر حیا نبیرۂ اعلی حضرت	۲۰۱۵ء
مقبول ہند شہزادۂ حسنین علامہ سبطین رضا	۲۰۱۵ء
نیک وجود مولانا سبطین بن مولانا حسنین بن مولانا حسن رضا	۲۰۱۵ء
پاکدامن الحاج سبطین بن حسنین بن حسن رضا بن مولانا نقی علی	۲۰۱۵ء
جائے حبیب ان المتقین فی جنت ونعیم	۲۰۱۵ء
دار الآخرت	۱۴۳۷ھ
گلزار جہاں ولمن خاف مقام ربہ جنتن	۲۰۱۵ء
از شاگرد مجدد ابن مجدد کنز احسان مصطفیٰ رضا	۲۰۱۵ء
خلیفہ ابن امام احمد رضا صاحب	۲۰۱۵ء

وفا شعار مجاز برہان ملت	سنہ ۱۴۳۷ھ
بوئے لطیف خلیفہ قطب مدینہ الحاج محمد امانت رسول	سنہ ۲۰۱۵ء
خلیفہ حسن احسن العلماء محمد امانت رسول	سنہ ۲۰۱۵ء
انوار جہاں ولمن خاف مقام ربہ جنتن	سنہ ۲۰۱۵ء
پاک جمال رحمت اللہ تعالیٰ علیہ	سنہ ۱۴۳۷ھ

واہ واہ ماہ کامل تاریخی مادے سنہ ۱۴۳۶ھ

مولانا **مفتی انور علی** صاحب

آہ ماہ تابندہ والله المستعان علیٰ ما تصفون — ۲۰۱۵ء

آہ زاہد فقہ داں امین شریعت نور اللہ مرقدہ — ۲۰۱۵ء

آہ انیس بزم وفا امین شریعت نور اللہ مرقدہ — ۲۰۱۵ء

آہ زہے اہل جود الحاج محمد سبطین رضا نور اللہ مرقدہ — ۲۰۱۵ء

بافیض پیر طریقت عدیم البدل — ۲۰۱۵ء

مہر منیر، ان اللہ عندہ اجر عظیم — ۲۰۱۵ء

آہ رحلت سبطین رضا صاحب لطف وجود — ۲۰۱۵ء

وصال امین شریعت مہ کامل نور اللہ مرقدہ — ۲۰۱۵ء

آہ والا ہمت نبیرۂ استاذ زمن — ۲۰۱۵ء

آہ چشمہ نور، برادر تحسین ملت — ۲۰۱۵ء

آہ بدر ہند، علم دین کا سورج غروب ہو گیا — ۲۰۱۵ء

آہ وصال امین شریعت محب مولیٰ نور اللہ مرقدہ — ۲۰۱۵ء

آہ صد آہ مرید مفتیٔ اعظم بلا واسطہ — ۲۰۱۵ء

آہ رخصت عالم سعادت مآب — ۲۰۱۵ء

آہ صد ہزار حیف مفتیٔ اعظم ایم پی — ۲۰۱۵ء

آہ ہادیٔ انجمن، شیخ پارسا نور اللہ مرقدہ — ۲۰۱۵ء

آہ رخصت زبان حق گو، نکہت گل — ۲۰۱۵ء

آہ رخصت اولیاء نور اللہ مرقدہ	سنہ ۲۰۱۵ء
آہ وصال والاشان علیہ الرحمۃ والرضوان	سنہ ۲۰۱۵ء
آہ وصال کمال مہربان علیہ الرحمۃ والرضوان	سنہ ۲۰۱۵ء
آہ رخصت ذی جاہ علیہ الرحمۃ والرضوان	سنہ ۲۰۱۵ء
آہ انتقال پر ملال طوطئ عجم علیہ الرحمۃ والرضوان	سنہ ۲۰۱۵ء
آہ موت العالم موت العالم صادق	سنہ ۱۴۳۷ھ
آہ بحر علم امین شریعت	سنہ ۱۴۳۷ھ
آہ شہزادۂ حسنین محبوب رب نور اللہ مرقدہ	سنہ ۱۴۳۷ھ
آہ مجموعہ اخلاق، معدن صدق وصفا	سنہ ۱۴۳۷ھ
آہ وفات صابر وشاکر جمال گل	سنہ ۱۴۳۷ھ
آہ وصال بافیض، عالی فکر	سنہ ۱۴۳۷ھ
آہ ادیب اسلام، وجیہ عالم، نعت گوشاعر	سنہ ۱۴۳۷ھ
آہ رخصت علام	سنہ ۱۴۳۷ھ
آہ رخصت لامع	سنہ ۱۴۳۷ھ
آہ رخصت محب کامل	سنہ ۱۴۳۷ھ
آہ پارسا، خطیب اہل سنت	سنہ ۱۴۳۷ھ
آہ مہر حیا، خطیب اہلسنت	سنہ ۱۴۳۷ھ
آہ حق پسند، مضمون نگار	سنہ ۱۴۳۷ھ
آہ آہ وصال شہزادۂ حسنین، حمیدہ نہا نور اللہ مرقدہ	سنہ ۱۴۳۷ھ

ق ق ق

جامعہ رضویہ منظر اسلام، بریلی شریف

باب ہفتم

خصوصیات

حضرت امین شریعت اور ان کا علمی مقام

مولانا مفتی محمد عیسیٰ رضوی

شیخ الاسلام والمسلمین امام اہلسنت اعلی حضرت عظیم البرکت الشاہ امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کے افراد خاندان میں اکثر حضرات علم وفضل کے درخشندہ آفتاب و ماہتاب ہوئے اور انہوں نے قوم مسلم کی دینی قیادت ورہنمائی کا خوشگوار فریضہ انجام دیا، انہیں خاندانی وقار وعظمت کے ساتھ علمی وجاہت وسربلندی بھی حاصل رہی، سواد اعظم اہلسنت نے ان کو اپنا قائد وپیشوا مانا خواہ وہ اعلی حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کے جدامجد سراج الاصفیاء حضرت مولانا الشاہ رضا علی خاں صاحب رضی اللہ تعالی عنہ ہوں یا ان کے والدگرامی خاتم المحققین حضرت مولانا الشاہ نقی علی خاں صاحب رضی اللہ تعالی عنہ ہوں ہر ایک کو علمی جمال وکمال اور قائدانہ مقام وعروج حاصل رہا۔ یوں ہی اعلی حضرت کے بعد جوان کے وارث وجانشین ہوئے وہ بھی بساط ہند پر مہ وخورشید بن کر چمکے اور علمائے راسخین میں ان کا شمار ہوا خواہ وہ اعلی حضرت کے منجھلے بھائی استاذ زمن حضرت مولانا حسن رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالی علیہ ہوں یا ان کے خلف اکبر حجۃ الاسلام حضرت مولانا الشاہ حامد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالی علیہ اور ان کے خلف اصغر تاجدار اہلسنت حضور مفتی اعظم ہند حضرت مولانا الشاہ مصطفے رضا خاں صاحب رضی اللہ تعالی عنہ ہوں ہر ایک بزم علم وادب کی زینت اور شمع انجمن ہیں، ہر ایک کو علم وفضل کا تمغہ افتخار حاصل ہے۔ یہ وہ نفوس قدسیہ ہیں جن کی دینی وعلمی خدمات کے سبب سے اہل سنت و جماعت ان کی طرف راغب ومتوجہ ہوئے اور انہیں اپنا مرکز علم وعقیدت سمجھا

زمانہ جانتا ہے کہ اعلی حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کے بعد ان کے خلف اکبر حجۃ الاسلام حضرت مولانا الشاہ حامد رضا خاں صاحب کی جس طرح عوام وخواص میں

شہرت ومقبولیت رہی وہ ان کے علمی اثر ورسوخ اور قائدانہ فکر وبصیرت کا کمال ہے۔ میدان مناظرہ ہو یا اختلافی مسائل کا تصفیہ ہر جگہ انہوں نے اعلیٰ حضرت کی نیابت وجانشینی کا فریضہ اس شان سے انجام دیا کہ علمائے معاصرین ان کی علمی ثقاہت وبرتری کے قائل ومعترف ہوگئے۔ جانشین اعلیٰ حضرت ہونے کی حیثیت سے سب نے ان کا خیر مقدم کیا، سب سے بڑی چیز یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت کو ان پر وثوق واعتماد تھا، ان کا علمی رتبہ اعلیٰ حضرت کو معلوم تھا اسی لیے اکثر معاملات میں ان کے فیصلے کو وہ اپنا فیصلہ سمجھتے تھے۔ سفر وحضر اور دیگر اہم مواقع پر حضرت حجۃ الاسلام اعلیٰ حضرت کے ہمراہ رہتے اور اکتساب فیض کرتے تھے، یہاں تک کہ سفر حجاز میں بھی وہ اعلیٰ حضرت کے ساتھ رہے اور بہت سارے علمی انوار وبرکات کا مشاہدہ فرمایا۔ ان کے علمی جاہ وجلال اور فنی صلاحیت واستعداد کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ بعض تصانیف اعلیٰ حضرت کی تسوید وتبییض اور ترجمے کا شرف بھی انہیں حاصل ہوا۔ مروجہ علوم وفنون پر مہارت ودسترس کے ساتھ عربی ادب پر انہیں کمال وعبور حاصل تھا۔

یوں ہی تاجدار اہلسنت حضور مفتی اعظم ہند حضرت مولانا الشاہ مصطفیٰ رضا خاں صاحب نوری علیہ الرحمۃ والرضوان بھی اپنے وقت کے ولی کامل، عالم ربانی اور مسند علم وافتاء کے شہ نشین ہوئے، عوام وخواص اور علماء نے ان کی طرف رجوع کیا، انہوں نے خلق خدا کے رشد وہدایت اور تعلیم وتربیت کا سامان کیا کہ حضور مفتی اعظم ہند علوم وفنون کی تشہیر واشاعت اور تصنیف وتالیف وغیرہ میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کے سچے جانشین ووارث ثابت ہوئے اپنے علم وکمال اور خدمات دینیہ سے زمانے پر یہ واضح وآشکارا کر دیا کہ بریلی شریف کو جس طرح اعلیٰ حضرت کے عہد میں مرکزیت حاصل تھی ان کے بعد بھی اس سرزمین کو مرکزیت کا شرف واعزاز حاصل رہے گا کیونکہ بریلی کی مسند افتاء جس طرح اعلیٰ حضرت کے دور میں بارونق ومرجع خلائق رہی، حضور مفتی اعظم ہند کے زمانے میں بھی اسے وہی آب وتاب حاصل رہی، اہلسنت وجماعت کی بڑی اکثریت اور علماء کی کثیر تعداد نے اسے تسلیم وقبول بھی کیا۔ اس کا اثر اور اس کی گونج آج بھی اسی انداز میں باقی

ہے مجھے امید ہے کہ بریلی کی خاک میں جب تک وہ قدسی صفات حضرات مدفون رہیں گے اوران کی تربتیں موجود وسلامت رہیں گی تو بریلی شریف کی مرکزیت ومرجعیت باقی و برقرار رہے گی اس کی مرکزی حیثیت کو دنیا کا کوئی فرد مسترد ومسلوب نہیں کرسکتا، دنیا کی کوئی طاقت اس کی مرکزیت کو زائل وفنا نہیں کرسکتی۔ کیونکہ مرکز بڑی عمارت یا بڑے ادارے کا نام نہیں بلکہ مرکز اس تقدس وکمال اور علمی اثر ورسوخ کا نام ہے جو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کو من جانب اللہ حاصل ہوا۔ سواد اعظم اہل سنت نے اسے قبول بھی کیا اور انہیں اس کا اعتراف واقرار بھی ہے۔

استاذ زمن حضرت مولانا الشاہ حسن رضا خاں صاحب بریلوی علیہ الرحمہ بھی مختلف علوم وفنون میں مہارت ودسترس رکھتے تھے۔ ان کے خاندان میں جو وراثت علمیہ تھی اسی مورثی علم وفن کا وافر حصہ انہیں بھی ملا تھا خصوصا شعر وسخن میں تو اپنا جواب اور ثانی نہیں رکھتے تھے گویا کہ شاعری بھی انہیں ورثے میں ملی تھی اگرچہ غزلیہ شاعری کے لیے انہوں نے حضرت داغ دہلوی سے شرف تلمذ حاصل کیا مگر نعت گوئی اور مدحت خیر الانام کے اصول وضوابط اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ سے سیکھے پھر تا عمر انہوں نے اعلیٰ حضرت کے بتائے ہوئے اصول نعت پر طبع آزمائی کی اوراس راہ میں ایسا کمال حاصل کیا کہ اپنے ہم عصر شعراء پر سبقت وبازی لے گئے، جس کا منھ بولتا ثبوت ان کا نعتیہ دیوان ’’ذوق نعت‘‘ ہے جو اہل علم کے لیے عظیم سرمایہ اور جدت طراز شعراء کے لیے متاع فکر وفن ہے۔ ذوق نعت ایسے حسین ودلکش کلاموں کا مجموعہ ہے جس کے ورق ورق سے حضرت استاذ زمن کا کمال فن ظاہر ہوتا اور اس کے ایک ایک شعر سے ان کے عشق رسالت کی نکہت وخوشبو پھوٹتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔ جہاں ذوق نعت سے علماء وشعراء میں انہیں شہرت ومقبولیت ملی وہیں میرا خیال یہ ہے کہ اہلسنت وجماعت میں استاذ زمن کا تعارف اعلیٰ حضرت کے منجھلے بھائی ہونے کی حیثیت سے کم ذوق نعت سے زیادہ ہوا ہے۔

ان کا غزلیہ دیوان ’’ثمر فصاحت‘‘ بھی اردو ادب کا شاہکار اور بزم شعراء میں مثل شمع روشن وفروزاں ہے کیونکہ غزلیہ شاعری کو بھی انہوں نے ایک نئے رنگ وآہنگ سے

پیش کیا جو بعد کے شاعروں کے لیے مشعل راہ اور سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے، ثمر فصاحت کی طباعت و اشاعت اگر چہ کافی دنوں سے نہیں ہوئی ہے جس کی وجہ سے وہ کمیاب ہے لیکن اگر جدید اسلوب و انداز میں عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق وہ مطبوع ہو کر عام ہو جائے تو اردو شاعری کو اس سے مزید روشنی ملے گی، فکر وفن کو پیام تازہ ملے گا، زبان و بیان کی شگفتگی میں خوشگوار اضافہ ہوگا، شعر و شاعری کی فنی خوبی بھی ملے گی، ادبی تقاضوں کا حسن و بانکپن بھی نظر آئے گا، اس کے اندر رنگ و نور کی جس انداز میں منظر کشی کی گئی ہے اسمیں سلاست و روانی بھی ہے اور تراکیب و جملے کی ندرت و برجستگی بھی، غرض کہ ''ثمر فصاحت'' زبان و ادب کی زینت اور فکر وفن کا بے مثل مجموعہ ہے۔

حضرت استاذ زمن کی تصنیف ''آئینہ قیامت'' واقعات کربلا سے متعلق ایک اہم دستاویز اور مستند ماخذ ہے اگر چہ یہ بہت مختصر ہے مگر لائق اعتبار اور قابل استناد ہے۔ اعلی حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کو اس پر کافی وثوق و اعتماد تھا اسے سراہتے تھے، کربلا سے متعلق آپ خواہشمندوں کو یہی کتاب پڑھنے کی ترغیب دیتے تھے، کسی نے گزارش کی کہ حضور آپ کربلا سے متعلق کچھ لکھ دیں تا کہ ہم اس سے استفادہ کریں کیونکہ واقعات کربلا پر جو کتابیں دستیاب و فراہم ہیں ان میں سے اکثر کتابوں میں رطب و یابس دونوں طرح کی روایات ہیں لہذا درست وصحیح واقعات کی ترجمانی کے لیے اگر آپ کا قلم اٹھ جائے تو بہتر ہوگا اس سلسلے میں ہماری جماعت میں جو اضطراب و بے چینی ہے وہ بھی ختم ہو جائے گی، اس پر اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے فرمایا کہ میرے قلم میں اتنی تاب و طاقت نہیں ہے کہ میں کربلا کے دل دوز و جانگداز واقعات پر کچھ لکھ سکوں اس کے لیے آہنی جگر اور فولاد جیسی ہمت چاہیے یعنی اگر میں ایسا کرنے لگوں تو میرا ضبط وتحمل جواب دے دیگا اور میرے قلم کے آنسو نکل پڑیں گے۔ پھر فرمایا کہ اس سلسلے میں میرے بھائی حسن رضا مرحوم کی کتاب ''آئینہ قیامت'' بہت خوب اور مستند ہے۔

اعلی حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ سے کسی نے استفسار کیا کہ محرم کی مجالس میں جو مرثیہ خوانی ہوتی ہے سننا چاہیے یا نہیں؟

آپ نے ارشاد فرمایا کہ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کی کتاب جو عربی میں ہے وہ یا حسن میاں مرحوم میرے بھائی کی کتاب ''آئینہ قیامت'' میں صحیح روایات ہیں انہیں سننا چاہیے باقی غلط روایات کے پڑھنے سے نہ پڑھنا اور نہ سننا بہتر ہے۔

(الملفوظ دوم تخریج شدہ ص ۹۶ ۱۳ ایڈوانس پرنٹنگ دہلی)

شہزادۂ استاذ زمن، فخر الاتقیاء حضرت مولانا الشاہ حسنین رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ علوم وفنون میں ماہر اور فکر وشعور کی پختگی میں یکتا ومنفرد تھے۔ اعلی حضرت اور حضور مفتی اعظم ہند سے بے پناہ عقیدت وعشق رکھتے اور ان کے علمی جاہ وجلال کو تسلیم بھی کرتے تھے۔ یہ بات ظاہر وعیاں ہے کہ اہل علم ہی اعلیٰ حضرت کی علمی گہرائی وگیرائی اور حضور مفتی اعظم ہند کے مقام ولایت وعرفان سے بخوبی واقف وآگاہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اعلی حضرت اور ان کی تصانیف سے اکتساب فیض کرنا شہزادۂ استاذ زمن کی زندگی کے معمولات ومشغولیات میں شامل تھا۔ کیونکہ ان کی تصانیف کو وہ اشاعت سنیت کا ذریعہ اور سامان ہدایت وفلاح جانتے تھے۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ جو کام ایک ادارہ، ایک جماعت، ایک تنظیم، ایک انجمن، ایک یونیورسٹی ملکر نہیں کرسکتی تھی وہ کام تنہا اعلی حضرت اور حضور مفتی اعظم کی ذات اور ان کی تصنیفات وتالیفات نے کردیا اسی داعیہ کی بنا پر شہزادۂ استاذ زمن نے اعلی حضرت اور حضور مفتی اعظم ہند کی تصانیف کی طباعت واشاعت کا بیڑا اٹھایا۔ مطبع اہلسنت بریلی شریف سے ان کی اکثر تصانیف کو طبع فرما کر سنیت کو فروغ و استحکام بخشا اور مسلک حق کی بے مثل خدمت انجام دی۔ میرا دل یہ کہتا ہے کہ اگر شہزادۂ استاذ زمن حضرت علامہ حسنین رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ تصانیف رضا کی طباعت و اشاعت کا بروقت اہتمام وانتظام نہ فرماتے تو آج بہت ساری تصانیف رضا سے ہم محروم رہ جاتے، ہمیں ان کی زیارت بھی نہ ہوتی جیسا کہ اعلیٰ حضرت کی کچھ تصانیف کے ساتھ یہ المیہ اور حادثہ پیش آیا کہ ان کا صرف نام رہ گیا اور درحقیقت ان کا وجود عنقا ہوگیا۔ حق یہ ہے کہ اس راہ میں شہزادۂ استاذ زمن کی جو کدوکاوش اور مساعی جمیلہ ہیں وہ قابل تقلید اور لائق ستائش ہیں ان کا یہ تاریخی کارنامہ ایسا اہم ہے جسے بھلایا نہیں جاسکتا رہتی دنیا تک یہ

یادگار کی حیثیت سے باقی رہے گا بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ انہوں نے تصانیف رضا کو حسب استطاعت منظر عام پر لاکر پوری جماعت اہل سنت پر احسان عظیم فرمایا ہے تو بیجا نہ ہوگا۔ کیونکہ اعلیٰ حضرت نے جو تصانیف اپنی حیات اقدس میں شائع فرمائیں یا جو حضور حجۃ الاسلام وحضور مفتی اعظم ہند کے حکم وایماء پر شائع ہوئیں، یا شہزادۂ استاذ زمن نے جنکی اشاعت فرمائی وہی آج بھی مطبوع شکل میں موجود و دستیاب ہیں ورنہ اس کے بعد اعلی حضرت کی بہت کم تصانیف طبع ہوئیں یہی وجہ ہے کہ ان کے ذخیرۂ تصانیف میں سے بہت ساری کتابیں ضائع یا کرم خوردہ ہوگئیں ان سے استفادہ ممکن نہ رہا یہ سب اپنوں کی غفلت و بے توجہی اور تغافل سے ہوا ہے، بلاشبہ یہ ایک بڑا المیہ ہے۔

میں (راقم الحروف محمد عیسی رضوی قادری) نے حضرت شہزادۂ استاذ زمن کی ان کی آخری عمر شریف میں زیارت کی ہے ان کے چہرے میں جو علمی جاہ وجلال دیکھا تھا اس کی تابانی اب تک میری نگاہوں میں محفوظ ہے۔ اس بات کی قسم کھائی جا سکتی ہے کہ وہ مرد حق آگاہ تھے۔ دین وشریعت کے داعی اور سنیت کے محافظ و پاسبان تھے۔ ان کی یادوں کے جو نقوش ہمارے ذہن وفکر میں مرتسم ہیں وہ کبھی محو نہیں ہوں گے۔ اللہ والوں کی علامت ونشانی یہی ہے کہ دنیا سے روپوش ہونے کے بعد بھی ان کی یادوں کا چراغ انفس وآفاق میں جلتا رہتا ہے، ان کے نقوش فکر سے تاریک دنیا کو روشنی اور راہ راست سے بھٹکے ہوئے انسانوں کو رہنمائی ملتی رہتی ہے۔

اس طویل تمہید کے بعد مجھے عرض یہ کرنی ہے کہ ہمارے ممدوح سرتاج العلماء حضرت امین شریعت علامہ مفتی سبطین رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ کو جن عہد آفریں بزرگوں سے رشتہ نسب اور علمی وروحانی فیضان حاصل ہے وہ سب کے سب اہل سنت و جماعت کے عظیم دینی مقتداء و پیشوا اور علمی قائد ورہنما ہیں ان کے فیض وعطا کا ابر کرم جب جھوم کر برساتو اس سے ایک زمانہ سیراب وشادکام ہوا بیگانے و پرائے بھی سیراب و فیضیاب ہوئے، اس نقطہ نظر سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ حضرت امین شریعت علیہ الرحمہ اپنے آباء واجداد کے فیوض وحسنات سے مالامال ہوئے کیونکہ وہ ان کے سچے وارث وجانشین

تھے۔ ان کی میراث سے انہیں علم وفن کا کمال، اور طہارت وتقویٰ کا تقدس ملا ہے۔حضرت امین شریعت علیہ الرحمہ کا ان بزرگوں سے جو نسبی تعلق اور روحانی رشتہ ہے اگراس کی وضاحت کی جائے تو یہ حقیقت سامنے آئے گی۔اوراس کا نقشہ کچھ یوں ہوگا۔

جماعت رضائے مصطفیٰ کے رکن اہم روح رواں، ناشر تصانیف رضا حضرت علامہ حسنین رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ حضرت امین شریعت کے والد بزرگوار اور مربی ومحسن ہیں۔

برادر اعلیٰ حضرت حضرت علامہ حسن رضا خاں صاحب بریلوی علیہ الرحمہ حضرت امین شریعت کے جدامجد اور روحانی مقتداء ہیں۔

تاجدار اہل سنت،شہزادۂ اعلی حضرت حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ الشاہ مصطفیٰ رضا خاں صاحب رضی اللہ تعالی عنہ حضرت امین شریعت کے مرشد بیعت وطریقت ہیں انہیں سے آپ کوسلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ برکاتیہ کی اجازت وخلافت حاصل ہے۔

شیخ الاسلام والمسلمین امام اہل سنت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ حضرت امین شریعت کے دادا پیر اور روحانی مرشد ہیں، بلکہ حضرت امین شریعت علیہ الرحمہ کوعلم وفضل کا جو بھی تمغہء افتخار حاصل ہے وہ انہیں کے نقوش زندگی کی برکت اور روحانی وخاندانی رشتے کا فیض ہے۔

اس تفصیلی خاکہ سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ جس کے دامن سے رشتوں اور نسبتوں کی اتنی بہاریں وابستہ ہوں اس کا پیکر زیبا کتنا بلند و بالا اور کس قدر خوبیوں سے مزین وآراستہ ہوگا۔ ماننا پڑے گا کہ حضرت امین شریعت علیہ الرحمہ کی ذات مقدس میں جو شرافتیں سعادتیں اور فیضان نظر کی کرامتیں ہیں وہ یہ سمجھنے کے لیے کافی ہیں کہ آپ بھی خانوادۂ اعلی حضرت کے افراد خاندان میں ایسے باوقار عالی صفت فرد ہیں جو اپنے علم وفضل اور خاندانی طمطراق کی وجہ سے اہلسنت و جماعت کی آنکھوں کے تارے اور محبوب نظر ہیں ،اہلسنت کوان پر بھی ناز ہے۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ خاندان اعلی حضرت کی جو وجاہت و عظمت ہے وہ ان کی نسل کے بچہ بچہ میں موجود ہے۔نسل رضا کا ہر بچہ محترم اورقابل عزت وتکریم ہے۔

حضرت امین شریعت علیہ الرحمہ کی خوش بختی و فیروز مندی کا اندازہ اس سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ آپ نے جس ماحول میں ہوش وخرد کی آنکھیں کھولیں وہ علمی و دینی اور روحانی تھا علم وتہذیب اور دینداری کے تمام تر تقاضے گھر کے آنگن میں موجود تھے۔اس گھر کی علمی شوکت وعظمت کا آفتاب عرب وعجم کے آسمان پر جگمگا رہا تھا۔ اہلسنت و جماعت کو اس گھر پہ فخر و ناز تھا وہ اس کی بقاء وسلامتی کی دعائیں کر رہے تھے۔ اگر چہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ دنیا سے روپوش ہو چکے تھے مگر ان کے مسلک ومشن کو فروغ واستحکام بخشنے اور ان کی تحقیقات علمیہ کو زندہ و پائیندہ رکھنے کے لیے اہل علم کا ایک قافلہ موجود تھا۔ حضرت امین شریعت علیہ الرحمہ بھی اسی قافلہ کے ایک عظیم فرد اور با وقار ہستی تھے، دنیا جانتی ہے کہ آپ نے جن حالات میں مسلک اعلیٰ حضرت کو فروغ و دوام بخشا وہ انتہائی صبر آزما اور حوصلہ شکن تھے۔ لیکن حالات کے اثر ونفوذ سے آپ کے پائے استقامت میں کسی طرح کی کوئی لغزش و بے اعتدالی نہ آئی نہ جادۂ مستقیم سے آپ سر مو منحرف ہوئے۔ یاد رکھو جنکی رگوں میں مولانا نقی علی خاں اور استاذ زمن کا خون رواں ہو وہ حالات کے نشیب وفراز اور ان کی سنگینیوں سے ہرگز گھبرا نہیں سکتے وہ تو باطل طاقتوں اور طاغوتی قوتوں کے سامنے سینہ سپر ہو کر یہ کہتے ہیں کہ

باطل سے دبنے والے اے آسماں نہیں ہم
سو بار کر چکا ہے تو امتحاں ہمارا

حضرت امین شریعت علیہ الرحمہ کے علمی سفر اور داعیانہ زندگی کی ایک جھلک یہ ہے کہ انہوں نے علم وفن کی اشاعت دین وسنت کی تشہیر وترقی اور مسلک اعلی حضرت کی ترویج و بقاء کے لیے وطن عزیز سے ہٹکر کانکیر کی سرزمین کو منتخب فرمایا جو ان کے لیے ہر طرح کی خیر وخوبیوں والی اور ہر اعتبار سے موافق وسازگار ثابت ہوئی۔ ایسا لگتا ہے کہ وہ وہاں پر من جانب اللہ مامور ومقرر ہوئے اور دین حق کی دعوت وارشاد کا فریضہ انجام دیا۔ دنیا بھر کو تو چھوڑیئے ہندوستان کے کچھ علاقے ایسے پسماندہ ہیں جو ابھی تک جہالت و پستی اور اعتقادی وعملی ضلالت وگمراہی کی ظلمت وتاریکی میں ڈوبے ہوئے ہیں کہ وہاں پر

ابھی تک علم وتہذیب کا کوئی چراغ روشن نہ ہوا نہ وہ اپنے روایتی جمود وتغافل کی دلدل سے باہر نکل سکے، معاشرتی صلاح وفلاح کی بھی انہیں کوئی روشنی نہ ملی۔آپ کو یہ جان کر یقینا حیرت ہوگی کہ یوپی جیسے حساس صوبے میں مسلمانوں کی بعض آبادی ایسی ہے جو سیکڑوں کی تعداد پر مشتمل ہے مگر وہاں کوئی دینی مکتب و مدرسہ اور مسجد نہیں ہے۔ایسی صورت میں حضرت امین شریعت علیہ الرحمہ نے اگر مدھیہ پردیس کے ایک گمنام وغیر معروف شہر کانکیر کو اپنا مسکن و مرکز بنایا تو یہ ان کی دور اندیشی اور فکری بلندی ہے۔ ہموار و موافق زمین سے نرگس ونسترن حاصل کر لینا جوانمردی نہیں بلکہ بنجر وخشک زمین سے گلاب و یاسمین پیدا کر لینا ہمت وحوصلہ کا کمال ہے۔

حضرت امین شریعت علیہ الرحمہ سے میری کئی ملاقاتیں ہوئیں ان میں انکو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا، انہیں ہم نے خاندانی رواداری کے ساتھ علم وعمل، زہد وتقویٰ، طہارت و پاکیزگی، حسن اخلاق وخوش خلقی،صبر وتحمل، ایثار وقربانی، استقامت وکرامت، رشد و ہدایت، خلوص وللّٰہیت، خوف وخشیت، حق گوئی و بے باکی اور خورد نوازی وغیرہ اوصاف ومحاسن میں کامل و بہتر پایا، انسانی زندگی کے لیے یہ وہ صفات کریمانہ ہیں جنکی بدولت انسان قرب خداوندی کی منزلیں پاتا اور بارگاہ عزت میں درجہ کمال پر فائز ہوتا ہے۔ جب انسان کے اندر صفات حمیدہ کی کارفرمائی ہوتی ہے تو وہ خالق ومخلوق دونوں کے نزدیک عزیز ومحبوب ہوجاتا ہے اور اسے اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم کی رضا وخوشنودی حاصل ہوتی ہے۔

ایک مرتبہ حضرت امین شریعت علیہ الرحمہ کے ساتھ تقریری پروگرام کے تحت ایک ہفتہ تک ساتھ رہنے کا اتفاق ہوا۔ سفر میں بھی انہیں قریب سے دیکھنے اور فیض و برکت حاصل کرنے کا حسین موقع ملا، تجربہ ومشاہدہ یہ ہوا کہ وہ خواہ سفر میں ہوں یا حضر میں ہر جگہ ان کے معمولات عبادت یکساں رہے کہیں پر میں نے ان کے ذکر وفکر کی مشغولیات میں کوئی فرق نہیں دیکھا ورنہ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ لوگ حضر میں تو مصروف عبادات واعمال ہوتے ہیں مگر سفر میں ان کا معمول قائم وبرقرار نہیں رہ پاتا اسمیں فرق پڑ

جاتا ہے لیکن حضرت امین شریعت علیہ الرحمہ کی یہ کرامت واستقامت ہے کہ انہیں سفر و حضر ہر جگہ میں نے برابر ویکساں پایا ان کے معمولات میں کوئی تبدیلی محسوس نہ ہوئی یہاں تک کہ اوراد و وظائف میں بھی وہ وقت کی پابندی کا شدت وسختی کے ساتھ خیال رکھتے تھے۔ ہر وظیفے کو وہ اس کے مقررہ وقت میں پڑھتے تھے۔ ان کے نحیف و ناتواں جسم و صحت کو دیکھ کر یہ احساس ہوتا تھا کہ شاید وہ سفر کی صعوبتوں سے تھک چکے ہوں گے، طبیعت پر اکتاہٹ اور ان کے جسمانی اعصاب میں اضمحلال یا ضعف وگرانی ہوگی مگر یقین جانئے کہ طویل سفر کی مسافت طے کرنے کے باوجود حضرت امین شریعت علیہ الرحمہ کے اندر تکدر وملال کا کوئی اثر نہ ہوتا وہ چاق و چوبند ہوتے، جبکہ ان کے ساتھ جو جواں سال عالم دین یا عام آدمی ہوتے وہ اپنے اندر تھکاوٹ محسوس کرتے اور انہیں آرام کی فکر ہوتی تھی۔ ماننا پڑے گا کہ یہ جسمانی قوت کی بات نہ تھی بلکہ یہ ان کی روحانی قوت کا کمال تھا کیونکہ جہاں جسمانی قوت کی انتہا ہوتی ہے وہاں سے روحانی پرواز کا آغاز ہوتا ہے اور یہ کہ جب جسمانی قوت پر روحانی قوتوں کا غلبہ ہوتا ہے تو انسان کو معراج کمال اور تقرب و بزرگی حاصل ہوتی ہے۔ فکر وتدبر کو بلندی دی جاتی ہے، عقل وادراک کو فزوں تر کردیا جاتا ہے۔ یہ رب تعالی کی عطا وبخشش ہے وہ جسے چاہتا ہے نوازتا ہے۔ **ذالک فضل اللہ یوئتیہ من یشاء۔**

آخر میں یہ کہکر ہم اپنی بات سمیٹ لیں گے کہ حضرت امین شریعت علیہ الرحمہ ایک متبحر عالم دین، مرشد کامل، شیخ طریقت اور بافیض محسن و مربی تھے۔ ان کے اندر وہ تمام اوصاف وخوبیاں کامل طور پر موجود تھیں جو ایک عالم ربانی کے اندر ہوتی ہیں۔ تعلیم و تعلم، درس وتدریس، وعظ وتقریر، پند ونصیحت، حکمت وموعظت ذوق سخن وشعر وشاعری، فکر وبصیرت، تدبر و دانائی، متانت وسنجیدگی، حلم و بردباری، عفو و درگذر وغیرہ محاسن و کمالات سے مزین ومرصع تھے بلکہ اپنی زندگی کا بیشتر حصہ انہوں نے خلق خدا کی تعلیم و تربیت، دین وسنت کی خدمت، بیعت وارشاد اور سلسلہ قادریہ رضویہ کے فروغ و بقاء میں گزارا اسی کو انھوں نے اپنی زندگی کا نصب العین اور فرض منصبی قرار دیا۔

بالآخر ۲۶ محرم الحرام ۱۴۳۷ھ مطابق ۹ نومبر ۲۰۱۵ء بروز پیر ہمارے آقائے نعمت، آفتاب شریعت، ماہتاب طریقت، حضور امین شریعت، علیہ الرحمہ اپنے مالک حقیقی سے جاملے۔

ابر رحمت ان کے مرقد پر گہر باری کرے
حشر تک شانِ کریمی ناز برداری کرے

الجامعۃ الرضویہ مظہر العلوم
گرسہائے گنج قنوج یوپی

حضرت امین شریعت کی دل رُبا یادیں

مولانا خالد علی رضوی شمسی

دنیا میں کچھ شخصیتیں تاریخ کی مرہون منت ہوا کرتی ہیں۔ اگر تاریخ اپنے دامن میں ان کو جگہ نہ دے تو تھوڑے ہی دنوں میں ان کا وجود فضا میں تحلیل ہو جاتا ہے اور کچھ شخصیتیں وہ ہوتی ہیں جن کو تاریخ اپنے دامن میں نہ سمیٹے تو خود تاریخ اپنا وجود کھو دیتی ہے ایسی شخصیتیں اپنے گردوں شکار کارناموں سے جو تاریخ رقم کرتی ہیں خود تاریخ ان کی مرہونِ منت ہوتی ہے۔

حضور امین شریعت حضرت علامہ الشاہ سبطین رضا خاں رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ دنیا کی تاریخ ساز شخصیتوں میں بہت ممتاز ہیں ان کے ظاہر و باطن میں اوصاف حمیدہ، کمالات کثیرہ کے جو چاند، سورج اور ستارے تیر رہے ہیں ان کو ایک مختصر تحریر میں سمیٹنا آسان نہیں ہے ان کے فیوض و برکات، کشف و کرامات کا سلسلہ لاکھوں افراد سیکڑوں شہروں قصبات اور دیہات تک میں پھیلا ہوا ہے ان کی حیات و خدمات پر برسوں کوئی ٹیم مکمل ذوق و شوق سے کام کرے تو شاید کوئی تصویر گل تیار ہو سکے

نظر گم ہوگئی جلووں میں عارف
اندھیرا کردیا ہے روشنی نے

جہاں ان کے تقویٰ، طہارت، دین و دیانت اور اخلاص و للھیت کا ایک عالم گواہ ہے وہیں ان کی ولایت و کرامت کے باب میں روحوں کی تطہیر، نفسوں کا تزکیہ، ذہنوں کی تنویر، قلوب کا تصفیہ، نظروں کی دقت اور دلوں کی رشاقت و براقت کے کارنامے سن کر ایوان عقیدت میں چاندنا ہو جاتا ہے۔

حضور امین شریعت کے دادا حضور حضرت حسن بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے

بارگاہ رسالت میں عرض کیا تھا

یہ کیوں کہوں مجھ کو یہ عطا ہو وہ عطا ہو
وہ دو کہ ہمیشہ مرے گھر بھر کا بھلا ہو

بارگاہ رسالت میں ان کا عریضہ ایسا مقبول ہوا کہ ان کے گھر والوں کا تو بھلا ہوا ہی آج ان کے گھر والوں سے جہاں بھر کا بھلا ہو رہا ہے۔

حضرت حسن رضا بریلوی نے سرکار کی شان عطا کے بارے میں عرض کیا ہے

ملتی ہے بھیک دوڑتے پھرتے ہیں بے نوا
در کی طرف کبھی کبھی دیوار کی طرف

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے کرم سے یہی کیفیت خانوادہ رضا کو بھی عطا فرما دیا کہ حسن رضا! تم نے ہماری دہلیز کے بارے میں جو کہا ہے وہی کیفیت تمہاری دہلیز کو بھی عطا کر دیں گے۔ خانوادہ رضا کی امت میں جو مقبولیت ہے اس تناظر میں اس حقیقت کا اعتراف مشکل نہیں ہے۔

حضور امین شریعت سے دارین کی حاجتیں طلب کرنے والے مشکل کشائی چاہنے والے اور علوم ظاہر و باطن کے مشکل مسئلے حل کرانے والے سبھی طبقے کے افراد ان کی بارگاہ میں حاضر ہوتے، اپنی منہ مانگی مرادیں پاتے اور یہ کہتے ہوئے شاداں وفرحاں رخصت ہوتے کہ

سلامت تو ترا میخانہ تیری انجمن ساقی

حرم کعبہ اور حرم مدینہ کے لاکھوں کی بھیڑ میں کون کس کی خبر رکھتا ہے وہاں تو اپنے جیب وگریباں کی خبر نہیں رہتی مگر آپ کی شخصیت ایسی جاذب اور دل ربا تھی کہ اس بھیڑ میں اپنے جلووں کی تابانی کے ساتھ محبوب کے عتبہ عالی پر حاضر ہوتے تو راویوں کا بیان ہے کہ مجمع راستہ دینے میں ضرور باہوش ہوتا مگر زیارت کرنے میں وارفتہ ہوش ہو جاتا آپ نے تن تنہا اپنے وجود گرامی سے جو خدمت انجام دی پوری جماعت مل کر بھی ویسی خدمت انجام دینے سے قاصر ہے۔ حضور امین شریعت علیہ الرحمۃ والرضوان نہات

مستجاب الدعوات بزرگ تھے آج ہزاروں فیضیاب افراد آپ کو مل جائیں گے جو اس بات کی گواہی دیں گے کہ حاجت مند کی درخواست پر آپ دست کرم اٹھاتے تو ایسا محسوس ہوتا کہ ابر کرم اٹھا۔سائل پریشان حال آتا اور سکون کی دولت سے مالا مال ہو کر واپس ہوتا۔ سائل روتا ہوا حاضر ہوتا اور دعاوں سے نہال ہو کر شاداں وفرحاں واپس ہو جاتا، مریض ہو کر آتا صحت مند ہو کر لوٹتا۔

مانگنے والوں کے یقین واذعان کو سلام نذر کرتا ہوں میں نے بچشم خود دیکھا ہے حضور امین شریعت کبھی طبابت کے پردے میں اپنی کرامت چھپانا چاہتے تو سائل مچل کر کہتا حضور! بغیر دوا اچھا ہو جاوں تو، اس نیاز مندی پر آپ ایک دلنواز تبسم سے مریض کو دیکھتے اور وہ بغیر دوا ہی شفایاب ہو جاتا۔حضور امین شریعت نے قلم وقرطاس سے الگ لاکھوں دلوں کے صفحات پر وہ گنجینہ فیض رقم فرمایا ہے جس سے نسلیں فیضیاب ہونگی۔

بنام مسلک اعلیٰ حضرت مذہب اہلسنت وجماعت کی وہ لازوال خدمت آپ نے انجام دی ہے جس سے لاکھوں سینے آباد ہو کر رشک گلستاں ہیں۔مذہب اہلسنت و جماعت جس کی شناخت مسلک اعلیٰ حضرت سے کی جاتی ہے اس کے نہایت مخلص داعی و مبلغ تھے۔

زندگی شریف کے آخری دو تین سال جس میں آپ نہایت کمزور اور سخت بیمار رہا کرتے تھے اس عالم میں بھی مخلوق کی حاجت روائی ومشکل کشائی کے ساتھ مسلک اعلیٰ حضرت کی بہاروں کا بانکپن اور اس کی جلوہ سامانیوں سے کبھی غافل نہیں رہے۔اعلیٰ حضرت اور مسلک اعلیٰ حضرت کے حاسدین کے جواب میں میری پہلی کتاب رضوی تعاقب جب حضرت کو پیش کی گئی تو آپ نے اپنے خادم خاص حضرت مولانا اشرف رضا قادری سے کئی نشستوں میں اس کتاب کو پڑھوا کر سماعت فرمایا مجھے بہت دعاؤں سے نوازا اور انعام عطا فرمایا۔اس کے بعد دوسری کتاب رضوی آئینہ جب چھپی تو اسے بھی پڑھوا کر، سنا دعائیں دیں اور دوبارہ انعام عطا فرمایا۔دونوں کتابوں کے درمیان جو وقفہ گزرا اس دوران جب کبھی شرف زیارت سے مشرف ہوا تو دریافت فرماتے دوسری

کب تک شائع ہوگی میں جب کبھی حاضر خدمت ہوتا تو خیر وعافیت دریافت فرمانے کے بعد فوراہی سنی دنیا کے حالات دریافت فرماتے۔

مخلص علماء اہلسنت کے تازہ کارناموں کوسن کر خوشی کا اظہار فرماتے اور دعائیں دیتے اور جب سنی نما صلح کلیوں کی ریشہ دوانیوں کا اوران کی سازشوں کا ذکر کرتا تو چہرہ مبارک پر غیظ وجلال کے آثار ظاہر ہوجاتے اور فرماتے یہ سب مریں گے

جب تک ہاتھوں میں طاقت تھی اپنوں کی سازشوں کا حال واحوال سن کر ایسا محسوس ہوتا تھا کہ کوئی بیمار مجاہد صاحب فراش ہوکر بھی اپنے کمزور ہاتھ کو بار بار تلوار کے قبضے پر رکھنا چاہتا ہے۔

مذہب ومسلک کا جو درد انہوں نے عطا کیا خدا کرے تادم واپسیں قائم رہے۔آمین

پڑھے لکھے ہوشمندوں اور فرزانوں میں ہدایت وتبلیغ کا کام اتنا مشکل نہیں ہوتا جتنا دیوانوں کو فرزانہ بنانے میں مشکلیں درپیش ہوتی ہیں۔

کامیاب قائد اسے کہتے ہیں جو دیوانوں کو فرزانہ کردے۔علم سے تہی دامن قوم کو علم کا شیدائی کردے، غیر مہذب افراد کے درمیان آئے اورانہیں تہذیب کا مدرس کردے۔

حضورامین شریعت نے بحکم حضور مفتی اعظم ہند کانکیر میں قدم رکھا تو اس وقت وہاں کی جو حالت تھی وہ نا قابل بیان ہے آپ نے اس سنگلاخ وادی میں قدم رکھا اور گلستان کردیا پوری فضا خوش عقیدگی کے نور سے جگمگانے لگی۔

مستقبل کا مورخ جب کبھی چھتیس گڈھ کے مذہبی حالات کا جائزہ لے گا تو وہ لکھنے پر مجبور ہوگا کہ

حضورامین شریعت کے معطراور منور وجود گرامی کی برکت سے یہاں کے جنگل، پہاڑ اور فضا سب مشکبار ہیں۔

جدھر جدھر سے امین شریعت گزرے ہیں
وہ راستہ وہ گلی وہ چٹان مہکے ہے

حضور امین شریعت نے دین وشریعت کو نہایت اہتمام سے ہم تک منتقل کیا اب ہماری ذمہ داری ہے کہ آئندہ نسلوں تک اس دولت کو منتقل کریں۔

حضور امین شریعت کی کتاب ہو یا خطابت شاعری ہو یا مجلسی گفتگو ان کی خلوت ہو یا جلوت ہر جگہ دین ہی غالب تھا، ان کی تبلغ وارشاد، ہدایت وقیادت کے احسان کا بدلہ ادا نہیں ہوسکتا ہم نے ان کی بارگاہ میں دنیا کا آرام نذر کیا اور انہوں نے ہمیں آخرت کا انعام عطا فرمایا۔

مختلف ادوار میں امت پر کئی مرتبہ ایسا وقت آیا جب حق و باطل، ہدایت وگمراہی اور اندھیروں اجالوں کی تمیز مشکل ہوگئی ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ کے کچھ خاص بندے عالم وجود میں آئے جن کو رب تعالیٰ نے حق وحقانیت کی دلیل بنایا امت نے ان فیروز بختوں کا نقش قدم دیکھ کر اپنی سمت قبلہ درست فرمائی۔

ماضی قریب میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا ان کے خلفاء تلامذہ، خلفاء کے خلفاء تلامذہ کے تلامذہ نے نہایت اخلاص کے ساتھ امت کی دینی ومذہبی قیادت کا فریضہ انجام دیا آج ان بزرگوں کی طرف انتساب خوش عقیدہ ہونے کی ضمانت ہے۔

حضور امین شریعت انہیں فضیلت مآب شخصیتوں میں بہت ممتاز حیثیت کے مالک ہیں جن کی مخلصانہ اور داعیانہ خدمات نے امت کے بہت بڑے طبقے کو گمراہی کے گڑھے میں گرنے سے بچالیا۔ جن محبوب شخصیتوں کو امت کے افراد سن کر جانتے تھے حضور امین شریعت نے اپنے عمل وکردار سے دکھادیا کہ محبوب شخصیتیں ایسی ہوتی ہیں۔

علماء اولیاء کی جوشان کتابوں میں پڑھا کرتے ہیں آپ نے اسے اپنے وجود میں دکھایا کہ علماء اور اولیاء ایسے ہوتے ہیں۔ مشائخ ایسے ہوتے ہیں، مستجاب الدعوات بزرگوں کے سلسلے میں کتابوں میں جو پڑھا کرتے ہیں حضور امین شریعت نے دکھایا کہ مستجاب الدعوات ایسے ہوا کرتے ہیں سنیت کی جوشان، پہچان پڑھا کرتے ہیں آپ

نے اسے اپنے عمل و کردار سے بتایا کہ سنی کی شان و پہچان یہ ہے۔

کہا جاتا ہے عالم کاغذ پر لکھتا ہے اور عارف دلوں کے صفحات پر لکھتا ہے، عالم ظاہر سنوارتا ہے اور عارف باطن کو سنوارتا ہے مگر ایک ہی ذات عالم بھی ہو اور عارف بھی ہو تو اس کے فضائل کی حد بندی بہت ہی مشکل ہے، حضور امین شریعت عالم بھی تھے عارف بھی تھے۔

بزرگان دین فرماتے ہیں اولیاء اپنی کرامتوں کے ذریعہ مثبت معجزات انبیاء ہوتے ہیں اس رخ سے جب حضور امین شریعت کی ذات بابرکات سے ظاہر ہونے والی کرامتوں کا جائزہ لیجئے تو بیشمار کرامتوں کے چشم دید گواہ آج موجود ہیں جنہوں نے آپ کی ایسی کرامتیں دیکھی ہیں جس کا معارضہ کوئی بڑے سے بڑا معاند نہیں کرسکتا۔

قارئین کچھ کرامات ملاحظہ کریں اس سے آپ کو اندازہ ہوجائیگا کہ حضور امین شریعت ولایت کے تصرفات اور مشاہدہ باطن کے کس درجہ علیا پر فائز ہیں۔

مولانا شاکر رضوی امام جامع مسجد کانکیر کا بیان ہے حضرت امین شریعت کے ایک مرید حاجی بلال صاحب نے خواب دیکھا میدان محشر قائم ہے حضور امین شریعت کے مریدین جنت میں جارہے ہیں جب حاجی صاحب موصوف نے باب جنت کی طرف بڑھنے کی کوشش کی تو انہیں روک دیا گیا اس خواب کو انہوں نے خواب ہی سمجھا مگر کچھ دنوں کے بعد جب موصوف حاضر خدمت ہوئے تو حضور امین شریعت نے فرمایا حاجی صاحب! آپ کی داڑھی ہوتی تو آپ بھی میرے مریدوں کے ساتھ جنت میں جاتے، حضور امین شریعت کا یہ مشاہدہ غیب تھا کہ میرا کون مرید خواب میں کس حالت سے گزرا اس کی آپ کو خبر ہوگئی۔ میرے مریدوں میں کون جنت میں گیا اور کون روکا گیا آپ کو خبر ہوگئی۔ اس سے آگاہ رہنا شان ولایت نہیں تو اور کیا ہے؟

ناگپور کے جناب کمال رضوی نے بتایا میری اہلیہ کو کینسر ہوگیا، ڈاکٹر نے موت کی مدت تین مہینہ مقرر کردی تھی میں نہایت اضطراب میں حاضر خدمت ہوکر سارا ماجرا حضرت سے عرض کیا حضرت نے تسلی دی تعویذ عطا فرمایا اور دعائے صحت

فرمادیا، میری اہلیہ شفایاب ہوگئی اور اپنی عمر طبعی کو پہنچی۔

حضرت مولانا ذاکر حسین سنبل پوری راوی ہیں کہ ایک صاحب نے حاضر ہوکر حضور امین شریعت سے عرض کیا پچیری بہن سے میرا نکاح ہوا ہے اولاد اپاہج پیدا ہوتی ہے ڈاکٹر نے رشتے کی قربت کو وجہ قرار دیا ہے حضور امین شریعت نے عرض احوال سن کر مومنانہ جلال کے ساتھ ارشاد فرمایا ڈاکٹر غلط کہہ رہا ہے جس رشتے کو شریعت نے جائز قرار دیا ہے اس میں اس مرض کا سوال ہی نہیں ہے۔ اس کے بعد حضرت نے دعا فرمائی اور تعویذ عطا فرمایا اور ارشاد فرمایا جاو بےفکر رہو! حضرت کی دعا اور بشارت سے ان کی اولاد صحیح سالم پیدا ہوئی۔

راورکیلا کے برادرم علاء الدین رضوی بیان کرتے ہیں ایک بچے کو دل میں ٹیومر تھا، ڈاکٹر نے تشخیص کے بعد کہا تھا یہ لاعلاج مرض ہے بچہ سات آٹھ سال سے زیادہ زندہ نہیں رہے گا، اس بچے کو حضور امین شریعت کی بارگاہ میں پیش کیا گیا اور ڈاکٹر کا بیان دہرایا گیا حضرت نے دعاء صحت فرمائی تعویذ عطا فرمایا اور پانی دم کرکے دیا، آج اس بچے کی عمر 18 سال کی ہے اور اسے کوئی مرض نہیں ہے۔

سچ کہا ہے کسی نے کہ

جلا سکتی ہے شمعِ مردہ کو موجِ نفس ان کی
الٰہی کیا چھپا ہوتا ہے اہلِ دل کے سینوں میں

راورکیلا کے قریب رضانگر گاوں میں جلسہ تھا سامعین کی تعداد بڑھتی جارہی تھی اور لنگر کا کھانا ختم کے قریب تھا ناظم جلسہ نے حضور امین شریعت کی بارگاہ میں حاضر ہوکر عرض کیا حضور! کھانا ختم ہونے کے قریب ہے اور سامعین کی بھیڑ بڑھتی جارہی ہے سرکار! آبرو بچائیں

حضرت نے تھوڑے کھانے پر دعاء برکت فرماکر ارشاد فرمایا اس کھانے کو دیگ میں ڈال دو، دیگ میں جھانکنا نہیں احتیاط سے کھانا نکالو اور کھلاو! حضرت کی دعا کی برکت سے تھوڑا کھانا تقریبا دس ہزار کے مجمع کو کفایت کرگیا بلکہ کھانا بچ گیا جسے کچھ لوگ

اپنے گھر بھی لے گئے۔

موصوف راوی ہیں حضرت امین شریعت 1992 میں چکردھر پور تشریف لائے آپ کی تشرف آوری سے قبل شدید بارش ہوئی تھی پھر اچانک رک گئی حضرت عصر کے وقت وضو کے لیے آنگن میں تشریف لائے تو آسمان کی طرف نگاہ کیا بادلوں کی گھن گرج اور بیتاب بجلیوں کو ملاحظہ فرما کر حاجی حبیب الرحمن سے ارشاد فرمایا حاجی صاحب! جسے قید کیا ہے اس کی کوئی مدت بھی ہے حاجی صاحب کچھ سمجھ نہ سکے تو آپ نے دوبارہ ارشاد فرمایا بارش روکنے کے لیے آپ نے جو عمل کیا اس سے بادلوں کو آزاد کردو حاجی صاحب پر سکتہ طاری ہوگیا حاجی صاحب نے فوراً تعویذ نکال دیا موسلا دھار بارش شروع ہوگئی اور جلسہ شروع ہونے سے پہلے آسمان صاف ہوگیا۔

حضرت کی اس کھلی کرامت سے متاثر ہوکر حاجی صاحب موصوف نے حضرت کے دست پاک پر بیعت کرلی ان کے علاوہ تقریباً دس ہزار افراد بیعت سے مشرف ہوئے، ذرا سوچیے! زمین پر تشریف رکھتے ہوئے آسمان کی خبر رکھنا یہ شان ولایت نہیں تو اور کیا ہے؟

موصوف فرماتے ہیں حضرت پہلی مرتبہ میرے غریب خانے پر تشریف لائے جب کھانے کا وقت ہوا حضرت سے کھانا تناول کرنے کی گزارش کی گئی حضرت نے صاف انکار فرمادیا اور ارشاد فرمایا پوچھو! گھر میں سب سنی ہیں؟ میں نے عرض کیا حضور سب سنی ہیں حضرت نے فرمایا ٹھیک سے دریافت کرو، میں نے ٹھیک سے دریافت کیا تو پتہ چلا کہ میری اہلیہ غیر مقلدین کے خیالات سے متاثر ہے۔ حضرت نے اس سے توبہ کرایا اور داخل سلسلہ فرمایا تب جاکر کھانا تناول فرمایا۔ ذرا سوچیے! گھر میں کون سنی اور کون بدمذہب ہے کسی نو وارد کو کیسے خبر ہوسکتی ہے؟ یہ پیری اور روشن ضمیری کی بات ہے۔

کسی بڑی شخصیت کا مطالعہ کرنے والے دوطرح کے افراد ہوتے ہیں ایک طبقہ صرف ظاہر پر نظر رکھتا ہے اور کرامت خیز واقعات کا ادراک نہیں کرپاتا سنا ہے کسی شہر کے لوگ افلاطون کو دیکھنے کا اشتیاق رکھتے تھے افلاطون ان کے شہر میں اچانک وارد ہوا

تو دیکھا اہل شہر رقص وسرود کی محفل میں بیٹھے ہیں، اس نے اپنا تعارف کرائے بغیر ستار بجانے کی خواہش ظاہر کی، لوگوں نے ستار اس کے حوالے کردیا اس نے ایک دھن ایسا بجایا کہ سب لوگ رونے لگے دوسرا دھن بجایا تو اہل محفل ہنسنے لگے اور جب تیسرا دھن بجایا تو اہل محفل گہری نیند سو گئے

افلاطون نے ستار پر درج ذیل جملہ لکھا اور روانہ ہو گیا

افلاطون تمہارے درمیان آیا مگر تم
رونے، ہنسنے اور سونے میں رہ گئے

ایسے افراد جب کسی محبوب شخصیت کی زندگی و بندگی کی تفصیلات اور ان کے فضل وکمال سے آگاہ ہوتے ہیں تو طلسم حیرت میں مبتلا ہو کر تصویر حیرت بن جاتے ہیں کہ جس ذات کو ہم نے معاشرے میں سادہ زندگی گزارتے ہوئے دیکھا ہے وہ اپنے روحانی مدارج ومقامات کے اعتبار سے اس بلندی پر تھا جس کے ادراک میں شہپر جبریل تصور سست ہے۔

حضور امین شریعت کی کرامت مآب زندگی سے روشناس ہونے والا طبقہ اس کیفیت سے دوچار ہے۔ اور دوسرا طبقہ ذی ہوش دیندار اور حساس افراد کا ہے جنہوں نے حضرت کی ایک ایک ادا کو دل کے نہاں خانے میں محفوظ کرلیا ان لوگوں نے حضور امین شریعت کی ذات میں جس فضل وکمال اور شان ولایت وکرامت کو دیکھا ہے آج وہ زبان کھولتے ہیں تو عقیدت کی دنیا میں چاندنا ہوجاتا ہے خدائے پاک انہیں سلامت رکھے جنہوں نے ان کے وجود گرامی کی ظاہری دلکشی ودلربائی کو محفوظ رکھا اور باطنی کمالات کے مطالعے سے بھی غافل نہیں رہے۔ انہیں حضرات کی بدولت حضور امین شریعت کی زندگی وبندگی کا حسین مرقع عوام وخواص تک پہنچتا رہیگا۔

وسطی ہند ایم، پی چھتیس گڈھ سے حضور امین شریعت کے فیضان کرم کا سحاب رحمت اٹھا اور ہندوستان کے طول وعرض میں تقریبا پچاس سال تک برستا رہا، چھتیس گڈھ کے مسلمانوں کو خدا جزائے خیر دے جنہوں نے حضور امین شریعت کو پھولوں کی

طرح رکھا اور اخیر دم تک حق وفاداری ادا کیا یہ حقیقت ہے کہ انہوں نے جو پایا دوسروں نے کم پایا کسی اہل دل نے کہا ہے

بفراغ دل زمانے نظرے بخوب روئے
بہ ازاں کہ چتر شاہی ہمہ عمر ہاؤ ہوئے

ترجمہ: دل کو خیالات غیر سے فارغ کر کے کسی اللہ والے کے روئے زیبا پر ایک نگاہ ڈالنا تمام عمر چتر شاہی میں بیٹھنے اور شاہی تزک واحتشام سے بہتر ہے۔

دوسری جگہ کسی اہل دل نے فرمایا

یک زمانہ صحبت باولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

ترجمہ: کسی اللہ والے کے ساتھ ایک آن کی صحبت اخلاص والی صد سالہ عبادت سے بہتر ہے۔

چھتیس گڈھ والو ذرا سوچو! ایک آن اور ایک نظر کا جب یہ حال ہے تم تو آدھی صدی تک ان کے فیض کرم سے سرشار رہے ہو تمہاری تین نسل حضور امین شریعت کے فیض سے فیضیاب رہی ہے اللہ تعالیٰ تمہاری یہ سعادت باقی رکھے آمین۔

حضور امین شریعت کی حیات ظاہری کے جلووں سے تمہیں جو سرور تھا اسے صبح قیامت تک باقی رہنا چاہیے

پی کے بھی جھوم رہے تھے درمیخانے پر
بے پیئے بھی یہی عالم ہے کہ سرشار ہیں ہم
باغ میں شکر وصل تھا ہجر میں ہائے ہائے گل
کام ہے ان کے ذکر سے خیر وہ یوں ہوا کہ یوں

حضور امین شریعت کی بریلی میں تدفین سے تمہیں مایوس نہیں ہونا چاہیے عشق وروحانیت کی دنیا میں بعد مکانی کوئی چیز نہیں، محبوبان خدا کا فیضان شہروں اور سرحدوں کی فرضی لکیروں سے بے نیاز ہے

کسی نے بہت خوب کہا ہے

کوئی دور رہ کے اویس ہے

کوئی پاس رہ کے بلال ہے

اللہ تعالیٰ کے محبوبوں کے یہاں کسی کی نیاز مندیوں کی قیمت ادھار نہیں رکھی جاتی اور ان کا عقیدت مند کبھی محروم نہیں رہتا، چھتیس گڈھ والوں نے حضور امین شریعت کے ساتھ تا عمر جو حسن سلوک کیا اس کا بدلہ انہوں نے بھی پایا ان کی نسلیں بھی پائیں گی فرق صرف یہ ہے کہ کل جلوے ظاہر تھے اس لیے چشم ظاہر سے دیکھتے تھے آج آنکھیں بند کرلو تو وہی جلوے وہی تماشائے کرم سامنے ہوگا

زندہ جاوید ہیں یہ سوز محبت کے قتیل

یہ شرر ٹھنڈے نہیں ہوتے ہیں بجھ جانے کے بعد

چھتیس گڈھ والو! فرض کرو کسی کے پاس متعدد آئینے ہوں مگر اس کو اپنی صورت وسیرت کا جمال ایک ہی آئینے میں نظر آتا ہو تو کوئی بھی اس آئینے کو کسی دوسرے کو نہیں دیگا۔

حضور مفتی اعظم کی اس نوازش پر قربان ہو جاو کہ ان کی صورت وسیرت کا جمال جس آئینے میں نظر آتا تھا اور جس کو دنیا بیک زبان شبیہ مفتی اعظم کہتی تھی وہ آئینہ حضور مفتی اعظم نے تمہیں پچاس سال کے لیے عطا کردیا تھا آج اگر اس آئینے کو اپنے فضل وکمال کی راجدھانی بریلی میں طلب کرلیا تو تمہیں ملول خاطر نہیں ہونا چاہیے۔

اپنی خوش بختی پر ناز کرو کہ یہ قیمتی امانت تم نے واپس کردیا اس قیمتی امانت کو عرصہ محشر میں واپس کرنے کا انتظار بہت گراں ہوتا۔

حضور امین شریعت علیہ الرحمۃ والرضوان کا وصال ہوا وہ شادکام شربت دید ہوئے ان کی عید ہوئی۔

آج پھولے نہ سمائیں گے کفن میں آسی

جس کے جویاں تھے اسی گل سے ملاقات کی رات

مگر اس قافلے کا کیا ہوگا جس کا وہ قافلہ سالار تھے اس سوال کا تشفی بخش جواب حاصل کرنا چاہیں تو حضرت سلمان میاں صاحب قبلہ کو دیکھیں جو اپنے بزرگوں کا عکس جمیل اور نقش حسین ہیں آپ کو تسلی ہو جائے گی۔

مری اک روشنی گم ہو تو سو انوار پیدا ہوں
غروبِ مہر کیا ہے لشکرِ انجم کی تابانی

آج سے ایک سال پہلے کی بات ہے عرس رضوی میں حضور امین شریعت کی تشریف آوری کے تعلق سے سخت سردی کی وجہ سے احباب میں امید و یاس کی کیفیت تھی، ہر شخص حیران تھا کہ پتہ نہیں اس سال رائے پور سے بریلی شریف حضرت امین شریعت تشریف لے جائیں گے یا نہیں اسی دوران میں نے خواب دیکھا حضور امین شریعت اپنے کاشانۂ انور کے باہر عصا لیے ہوئے سفر کی سی حالت میں ہیں اور مجھ سے فرمایا ''میں بریلی جاؤں گا''۔اس خواب کا ذکر میں نے برادر گرامی جناب ثاقب رضوی سے کر دیا تھا اس لیے جب حضرت بریلی شریف عرس رضوی سے چند روز قبل تشریف لے آئے تو ثاقب صاحب نے مجھے مبارک باد دی، کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے خواب کو سچا کر دیا، حضور امین شریعت بریلی شریف تشریف لے گئے۔

بریلی شریف میں آخری آرام گاہ کے بعد مجھے یہ سمجھ میں آیا کہ حضرت نے اشارے میں بریلی ہی میں اپنی آخری آرام گاہ کی خبر ایک سال پہلے ہی دے دی تھی، مگر میں اپنی کوتاہ فہمی سے یہ سمجھ رہا تھا کہ حضرت صرف عرس رضوی میں اپنی شرکت کے تعلق سے خبر دے رہے ہیں۔

وصال شریف سے ایک دن پہلے میں نے خواب دیکھا میری بستی کی رضا جامع مسجد کا ایک منارہ گر گیا، اور دوسرے دن حضرت کے وصال کی خبر موصول ہوئی۔ مغل تاجدار شاہجہاں کے وزیر مہابت خان نے جب حضرت شیخ محدث دہلوی کا مقبرہ تیار کرا دیا تو حضرت شیخ محقق دہلوی سے جا کر عرض کیا حضرت مقبرہ تیار رہے۔ شیخ محقق نے فرمایا: ''ہم بھی تیار ہیں''۔ اور اسی شب میں آپ نے وصال فرمایا، اسی طرز پر حضور امین شریعت

کے خادم مولانا اشرف رضا قادری اپنی شدید ضرورت کے تحت گھر جانے کے لیے تیار ہو کر حضور امین شریعت کی بارگاہ میں حاضر ہوئے دست بوسی اور قدم بوسی کے بعد عرض کیا حضور ہم گھر جا رہے ہیں۔

حضور امین شریعت نے فرمایا ہم بھی جا رہے ہیں، اور دوسرے ہی دن حضرت نے وصال فرمایا

حضور امین شریعت کے نبیرہ محترم حضرت حماد رضا فرماتے ہیں کہ وصال کے وقت میں حاضر خدمت تھا میں نے جسم مبارک سیدھا کیا اور خوب اہتمام سے انگلیاں سیدھی کر دیں مگر اس وقت سے لے کر سپرد خاک کیے جانے تک انگلیوں کا حلقہ قائم رہا اور شہادت کی انگلی سے توحید باری تعالیٰ کا اشارہ فرماتے رہے۔ سچ کہا ہے کسی نے کہ

زندہ جاوید ہیں یہ سوز محبت کے قتیل
یہ شرر ٹھنڈے نہیں ہوتے ہیں بجھ جانے کے بعد

آخری آرام گاہ کے لیے تصرفات کی ابتدا

کاشانہ اقدس کے سامنے ایک غیر مسلم کا مکان تھا جس میں ایک مندر بھی تھا، مالک مکان نے مندر انہدام کر کے کچھ مسلمانوں کے ہاتھ زمین فروخت کر دی۔ جب حضرت کی آخری آرام گاہ کے لیے حضرت کے بڑے شہزادے حضور سلمان میاں صاحب نے اس زمین کو خریدنے کا ارادہ فرمایا تو حضرت کے خادم خاص مولانا اشرف رضا صاحب نے حضور امین شریعت سے دعا کی درخواست کی معمول کے مطابق حضور امین شریعت اندرون خانہ تشریف فرما تھے آپ نے فرمایا:

”زمین کی پیمائش ہو رہی ہے حضرت کے اس ارشاد پر مولانا موصوف نے باہر نکل کر دیکھا تو زمین کی پیمائش ہو رہی تھی موصوف فرماتے ہیں کہ میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ حضرت کو خبر کیسے ہو گئی“۔

زمین کی خریداری کے دوران ایک وقت ایسا بھی آیا کہ نا امیدی ہونے لگی حضرت نے حضور سلمان میاں سے ارشاد فرمایا، مجھے بات کراؤ زمین والے مان جائیں

گے۔اس ارشاد سے بھی مترشح ہے کہ حضرت کو وہ جگہ پسند تھی ،اور تصرف جاری تھا۔

زمین کی خریداری سے لے کر آسودۂ خاک ہونے تک متعدد واقعات سے عیاں ہے کہ جیسے کوئی ایک مکان سے دوسرے مکان میں جانے کا اہتمام کرتا ہے بتدریج حضور امین شریعت کی آخری آرامگاہ کے تعلق سے بھی ویسا ہوا۔

زمین ہموار کی گئی پھر حضور امین شریعت کے جشن ولادت کی تقریب سعید ہوئی، حضور تاج الشریعہ وارث علوم اعلی حضرت سیدی الکریم حضور ازہری میاں صاحب اور سینکڑوں علماے اہل سنّت نے تشریف لاکر قدم درویش رد بلا کی بشارت دی اور ہزاروں احباب اہل سنت نے نعرۂ تکبیر و رسالت کے ساتھ اذکار طیبہ سماعت کیا، صلوٰۃ وسلام اور دعا پر مجلس پاک کا اختتام ہوا

آنجا کہ بود نالہ و فریاد مشرکاں
اکنوں خردش نعرہ اللہ اکبر است

جب ذکر الٰہی سے جگہ پرنور ہوگئی تو اس کے ساتویں دن حضور امین شریعت کا وصال ہوگیا اور بہ صد انداز یکتائی بغایت شان زیبائی حضور امین شریعت اسی زمین میں مدفون ہوئے، حضور تاج الشریعہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور لاکھوں کی بھیڑ نے کہا ''ولی کی نماز جنازہ ولی نے پڑھائی''۔

ابرِ رحمت ان کے مرقد پر گہرباری کرے
حشر تک شانِ کریمی ناز برداری کرے

حضور امین شریعت کچھ یادیں

مولانا جمال انور صاحب

خدمت دین ایک عالم دین کا عظیم ترین مقصد ہوتا ہے۔ جو تعلیمی سفر کے آغاز ہی سے ملحوظ ہوتا ہے مگر ایسی مبارک ہستیاں کم ہوتی ہیں جو بتمام وکمال اس مقصد عظیم کے حصول میں کامیاب ہوں۔ اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ عموما میدان عمل کے انتخاب میں انسان کے اپنے نجی جذبات کا دخل ہوتا ہے۔ انسان وہ میدان منتخب کرتا ہے جسمیں خود اس کے ذوق کی تسکین کے اسباب مہیا ہوں اور وہ بزعم خویش خود نکھر سکے۔ چنانچہ کوئی اپنی زندگی نکھارنے کے لیے باہر کا رخ کرتا ہے تو کوئی وطن ہی میں سب کچھ پا کر آسودہ رہتا ہے یہ ایک بشری فطرت ہے۔

اگر چہ ایسے افراد کے خلاف لب کشائی نہیں کی جا سکتی مگر ان مردان قلندر کی مدح سرائی سے زبان وقلم کو روکا بھی نہیں جا سکتا جنھوں نے دین کی اشاعت اور اس کے فروغ کے لیے اپنے ان جذبات کو قربان کیا اور اپنے آقا کی بارگاہ سے بطور انعام سب کچھ پا یا۔ ایسی با برکت ہستیوں کو اللہ تعالی نے دین محبوب کے فروغ کا ذریعہ بننے کا شرف بخشا ہے۔ عطائے رسول سرکار خواجہ غریب نواز، برکۃ المصطفیٰ فی الہند حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی اعلی حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی رضی اللہ تعالی عنہم کی پاکیزہ زندگی میرے ان جملوں کی تائید کو کافی ہے۔

حضور امین شریعت علامہ سبطین رضا خاں رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی پاکیزہ زندگی کا مطالعہ کریں تو حضرت علیہ الرحمہ بھی انہی پاکان امت کا عکس جمیل نظر آتے ہیں۔ ایک انسان اپنی دنیوی واخروی زندگی کی صلاح وفلاح کے لیے جتنی چیزوں کا حاجت مند ہوتا ہے ان سب کا منبع وسرچشمہ اسی آنگن میں تھا جس میں حضرت نے نشونما پائی مگر کچھ ہستیاں

ایسی ہوتی ہیں جن کی زندگی صرف اپنے لیے نہیں ہوتی بلکہ ان کی نورانی ذوات سے ایک عالم کو اجال دینا قدرت کا فیصلہ ہوتا ہے چنانچہ حضور امین شریعت رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اپنے مرشد باصفا، شیخ بے ریا سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کے حکم پر چھتیس گڑھ کے ایک قصبہ کانکیر ضلع بستر کو مرکز دائرۂ کار بنایا اور کانکیر کی جامع مسجد کی امامت کی ذمہ داری قبول کر لی۔

نہیں ہیں ہم وہ جو صرف اپنے گھروں میں شمعیں جلا کے بیٹھیں
جہاں جہاں تیرگی ملے گی وہاں وہاں روشنی کریں گے

اس دور میں چھتیس گڑھ کے جو حالات تھے اس سے متعلق معروف قلمکار جناب ڈاکٹر نجم القادری صاحب کا ایک بیان ملاحظہ فرمائیں۔

''ایک زمانہ وہ تھا جب مدھیہ پردیش موجودہ چھتیس گڑھ اسلامی اقدار و شعار سے بہت دور تھا۔ وہاں مسلمان تو تھے مگر انہیں پتہ نہیں تھا کہ ضروریات دین، ضروریات اسلام اور ضروریات مذہب کیا ہیں، بحیثیت مسلمان ہمیں کیا کرنا ہے۔ اور کیا نہ کرنا ہے، ایمان آتا ہے تو جاتا بھی ہے اور جب چلا جائے تو پھر اسے واپس لانے کی صورت کیا ہے۔ ان تمام اسرار و رموز سے وہ نابلد تھے۔ اس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ وہاں تعلیمات اسلامی کی کرن اور ہدایات دینی کا اجالا نہ تھا نظریات کی نکھرتی چاندنی نہ تھی بلکہ سب سے گھال میل، رابطہ و تعلق سبکو اچھا سمجھنے والا نظریہ پورے سماج میں حلول کیے ہوئے تھا۔ اور ایسے میں جو کفر کو اسلام سے، حق کو باطل سے، نور کو ظلمت سے، ایمان کو شرک سے چھاٹ چھاٹ کر الگ کر دے ایسا کوئی رہنمائے کامل نہ تھا۔ لوگ بس روایتی مسلمان تھے۔ علامتی مومن تھے۔ بنام اسلام جی رہے تھے۔ ستم یہ کہ بعض لوگ نماز بھی پڑھتے تھے اور گھروں میں بت بھی رکھتے تھے۔ حسب موقع خدا کی عبادت کر لی اور حسب ضرورت بتوں کی پوجا کر لی۔'' (دوماہی الرضا پٹنہ جنوری فروری ص ۴۳)

خادم حضور امین شریعت علیہ الرحمہ حضرت مولانا اشرف رضا صاحب نے فقیر کو خود حضرت علیہ الرحمہ کا بیان کردہ ایک واقعہ بتایا کہ ایک قصاب چھری لے کر حضرت کے پاس اسلیے آیا تھا کہ

اس کی چھری پر دم کر دیا جائے تاکہ کلمات ذبح بار بار دہرانے کی زحمت نہ رہ جائے۔

ایسے ماحول میں ایک ذی استعداد عالم دین جس ذہنی اذیت کا شکار ہو جاتا ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ کتنے لوگ ایسے ماحول سے گھبرا کر رجعت ہی میں اپنی کلاہ علم و دانش کی سلامتی سمجھتے ہیں اور کچھ جوع البقر کے مریض ایسے مواقع کو غنیمت جان کر جیب وشکم کی بھوک مٹانے کا سامان بھی کرنے لگتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج بھی بہت سے مسلم علاقے تشنہ ہدایت ہیں۔

حضور امین شریعت رحمۃ اللہ تعالی علیہ جہاں خود علم وفن کے تاجدار تھے وہیں ایک ایسے علمی خانوادے کے چشم و چراغ بھی تھے جس کے زیر سایہ پلنے والے خدام بھی علم و فن کے جواہر سے مالا مال تھے لہذا چھتیس گڑھ کا ماحول دیکھ کر بتقاضائے فطرت یقینا آپ کا دل بھی رنجیدۂ وملول ہوا ہوگا مگر یہ بھی ایک نا قابل انکار حقیقت ہے کہ رضوی خانوادہ کمال علم وفن کے ساتھ ساتھ دینی خدمات اور دین کے لیے مصیبت واذیت جھیل جانے کے حوالے سے بھی نمایاں اور مشہور ہے۔ دین کے خلاف اٹھنے والے ہر طوفان سے ٹکرا جانا اور باطل کی آندھیوں میں بھی چراغ عشق محمدی گھر گھر میں روشن رکھنا اس خانوادہ کا امتیاز ہے۔کام وہ لے لیجئے تم کو جو راضی کرے'' اس خانوادہ کا عملی محور ہے اور یہی وہ جوہر ہے جس نے اہل ایمان کو اس خانوادے کے لیے جان چھڑکنے پر مجبور کر رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس گلشن کو سدا پر بہار رکھے۔ ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد چنانچہ حضور امین شریعت رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے روح اسلام کی پکار پر بصدق دل لبیک کہا اور اہل اسلام کی صلاح وفلاح کے لیے کمر ہمت باندھ لی۔ ظاہر ہے ایسے ماحول میں کام کرنا اور نتیجہ تک پہنچ جانا آسان نہیں ہوتا۔ یوں بھی عوام کے درمیان رہنے والا مرکزی آدمی کھنکتے سکوں کی دل فریبیوں اور سسکتے دلوں کی آہوں کے درمیان گھر جاتا ہے نتیجۃً کوئی سکوں کے جال میں پھنستا ہے تو کوئی آہوں کا ہدف ہو جاتا ہے۔ الا ماشاء اللہ۔ مگر ایک عالم گواہ ہے کہ حضور امین شریعت رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے کردار کا وہ جوہر پیش کیا کہ جہاں آپ کے در پر کھنکتے سکے اک نظر التفات کی بھیک لینے کے لیے کھڑے رہیں وہیں گلیم

پوشان مست غربت بھی رواں رواں سے آپ کے لیے دعا گو نظر آئے۔

کانکیر میں ابتداء آپ فقط ایک قابل امام اور صاحب زہد و ورع عالم دین کی حیثیت سے رہے۔ اس وقت وہاں کے باشندگان نہ تو آپ کی نجابتوں سے آگاہ تھے نہ ہی آپ کی خاندانی وجاہتوں سے آشنا تھے۔ چنانچہ مسجد کی انتظامیہ کا سلوک آپ کے ساتھ بھی وہی تھا جو دیگر ائمہ کے ساتھ ہوتا ہے۔ آپ بڑے استغناء و تدبر اور حلم و ترحم کے ساتھ اپنے مشن پر کام کرتے رہے۔ خوشبوؤں نے انگڑائی لی اور اہل کانکیر کی مشام جاں معطر ہونے لگی۔ رفتہ رفتہ آپ کے پرنور وجود باجود کی کرنیں پھیلیں اور پھیلتیں چلی گئیں نتیجۃً سرزمین کانکیر شریف مرجع عشاق ہو گئی۔

حضور مجاہد ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کے ایماء پر آپ نے کانکیر شریف سے تیس کلومٹر کی مسافت پر واقع ایک بستی کیشکال میں ایک تعلیمی ادارہ بنام مدرسہ فیض الاسلام قائم فرمایا جسمیں ابتداء بنفس نفیس تدریسی خدمات بھی انجام دی اور تاحیات اس کی سرپرستی بھی فرماتے رہے۔ اہل چھتیس گڑھ کی قسمت آرائی میں اس ادارے کا بھی خاص رول رہا۔ اس کے علاوہ بھی کئی ادارے اور مراکز آپ نے قائم فرمائے اور ان کی سرپرستی کی جن میں ادارۂ شرعیہ دار العلوم انوار مصطفیٰ رائے پور خاصی شہرت کا حامل ہوا۔ عمر پاک کے اواخر میں کانکیر شریف میں بھی محبین کی فرمائش پر ایک ادارہ بنام دار العلوم امین شریعت قائم ہوا۔ الحمدللہ یہ سارے ادارے بحسن وخوبی اپنے مشن پر قائم ہیں اور مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت میں مصروف ہیں۔ اللہ تعالیٰ نظر بد سے محفوظ رکھے۔ آمین

حضور امین شریعت علیہ الرحمہ کی زندگی پاک میں تبلیغی اسفار کا بھی طویل سلسلہ رہا۔ یہ اسفار بھی پر عیش ریز رو کاروں سے نہ ہوتے تھے بلکہ کہیں بس سے کہیں سائیکل وغیرہ سے تو کہیں پیادہ۔ فراغت کے بعد فقیر کی تقرری مدرسہ فیض الاسلام کیشکال ہی میں ہوئی تھی مجھے یاد آتا ہے کہ اسی علاقے کے ایک گاؤں میں تقریر کے لیے جانا ہوا۔ قریب کے ایک قصبہ کے بس اسٹینڈ پر ایک صاحب نے مجھے خوش آمدید کہا اور بذریعہ موٹر سائیکل گاؤں کی طرف لے چلے۔ راستہ بالکل خام اور نیم سرخ تھا۔ بارہ پندرہ کلومیٹر کی مسافت

نے ہمیں سڑک کے رنگ میں رنگ دیا تھا۔خیر کسی طرح منزل پر پہنچے۔فریش ہونے کے بعد احباب سے ملاقات ہوئی تو ایک صاحب نے بڑی سادگی سے راستے کی خیریت بھی پوچھ دی۔مگر اس وقت میں اپنی ساری تھکن اور پریشانی بھول گیا جب انہی صاحب نے بتایا کہ ہم حضور امین شریعت کو کانکیر سے بذریعہ سائیکل لائے تھے۔جناب یہاں سے کانکیر کی مسافت کتنی ہے؟جی تیس (۳۰) کلومیٹر۔۔۔۔ اللہ اکبر

تواضع زگردن فرازاں نکوست
گدا گر تواضع کند خوئے اوست

بعض اسفار میں فقیر کو بھی ساتھ رہنے کا شرف حاصل ہوا ہے۔حضرت علیہ الرحمہ اپنے سفر و حضر میں نہایت سادگی پسند اور تکلفات سے آزاد تھے۔سفر میں کوئی پریشانی در پیش ہوتی تو کبھی شکوہ نہ کرتے۔یہ اس وقت کی بات ہے جب ہر چہار جانب فضاؤں میں فیضان حضور امین شریعت زندہ باد کے نعرے گونج رہے تھے۔جہاں کہیں حضرت کا ورود مسعود ہوتا عشاق کی ایک بھیڑ جمع ہو جاتی۔لوگوں کے مسائل کا ایک تسلسل ہوتا۔کوئی مرض کی شکایت کر رہا ہے تو کوئی تعویذ کا سوالی کوئی دعاؤں کا طلبگار ہے تو کوئی زیارت کا مشتاق۔ایک سلسلہ ہے جو رکنے کا نام نہیں لیتا۔حضرت کو عشاق کے درمیان اس قدر مصروف دیکھ کر مجھے الجھن بھی ہوتی۔(شاید اسی لیے کہا گیا ہے کہ مشائخ کرام کے خدام اکثر جلالی ہوتے ہیں) مگر حضور امین شریعت علیہ الرحمہ بغیر کسی اکتاہٹ کے گل بداماں تبسم کے ساتھ سب کی عرض سنتے۔حاجتیں پوری فرماتے۔اور دعاؤں سے نوازتے رہتے۔

اڑیسہ راجگانگپور کے نواح میں ایک بار حضرت کے ساتھ جانا ہوا۔غالبا برج راج نگر نام کی کوئی جگہ تھی۔جس محلہ میں قیام ہوا وہاں کے اکثر لوگ پردیسی تھے۔جو وہاں نیم پختہ مکانوں میں بسے ہوئے تھے۔اس دورے میں غالبا پانچویں یا چھٹی جگہ تھی۔حضرت مفتی مسلم صاحب علیہ الرحمہ بھی اس دورے میں اکثر جگہ حضرت کے رفیق تھے۔جس مکان میں حضرت کا قیام تھا وہ ایک بہت معمولی چھپر دار مکان تھا۔جس میں بغیر جھکے

داخلہ نہیں ہوسکتا تھا۔ گرمی کا موسم، لوگوں کا ہجوم، جلسہ شروع ہونے پر لوگوں کی بھیڑ کم ہوئی تو ان کی جگہ مچھروں نے لے لی۔ مجھے بڑا غصہ آیا۔ میں نے ایک طرف ہوکر دیگر مدعو علماء کے درمیان ان باتوں کا شاکیانہ تذکرہ کیا۔ حضرت مفتی مسلم صاحب نے فرمایا۔ ارے بابو! غریب اور مزدور طبقہ کے لوگ ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ اتنے میں یعقوب بھائی جو ان دنوں سفر میں حضرت کے خدمت گار ہوا کرتے تھے۔ آپہنچے میری باتیں سن کر انہوں نے کہا کہ حضرت کے سامنے اس طرح کی بات نہ کیجئے گا۔ ایک مرتبہ مولانا اعجاز کامٹوی صاحب نے اسی طرح کی جگہ پر حضرت کے سامنے شکوہ کیا تھا تو حضرت نے فرمایا تھا کہ کل جہاں قیام تھا وہاں تو آپ نے کوئی تعریف نہیں کی تھی۔ آج شکوہ کیوں؟ اللہ تعالیٰ جس حال میں رکھے اس کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ یعقوب بھائی کی یہ باتیں سن کر ہم لوگ ایک دوسرے کا منھ تکتے رہ گئے۔ سبحان اللہ۔ اقلیم دل کے شہنشاہوں کی شان بڑی نرالی ہوتی ہے۔

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

آپ نے آرام وآسائش سے بے پروا ہوکر حضرت علیہ الرحمہ کی ساری توجہ لوگوں کے احوال کی اصلاح پر ہوتی تھی۔ خلاف شرع امور پر ضرور ٹوکتے اور تنبیہ فرماتے۔ کسی مکان میں اگر ٹیلی ویزن یا تصویر نظر پڑ جاتی تو اکثر فرماتے کہ لوگ برکت کے لیے دعا و تعویذ کا سوال تو کرتے ہیں مگر بے برکتی کی جڑ اور نحوستوں کا پٹارہ گھروں سے نہیں نکالتے۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ عوام کو عموماً دینی مسائل سیکھنے اور علمائے اہلسنت سے قربت کی تلقین فرمایا کرتے۔ اور علماء سے ان کے حال کے مطابق گفتگو فرماتے۔ ایک مرتبہ مفتی عابد حسین صاحب جمشید پور ٹاٹا نے معرفت کے حصول کے لیے وظیفہ پوچھا تو جواباً ارشاد فرمایا کہ اس راہ میں سب سے پہلے اکل حلال اور صدق مقال ضروری ہے پھر۔ الھم نور قلبی بنور معرفتک یا اللہ۔ تعلیم فرمایا۔

عادات واطوار اور اخلاق وسیرت کے معاملے میں حضرت کی زندگی سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کی حیات پاک کا کامل آئینہ تھی۔ زیارت کرنے والا جس

ہیئت میں دیکھتا وہ یہ کہنے پر مجبور ہوتا کہ اس معاملے میں حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ و الرضوان کی ادا یہی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ ایک عالم آپ کے دامن سے وابستہ ہوا اور آج بھی اس تعلق غلامی پر نازاں ہے۔ اور اسی وابستگی کے صدقہ آج وہ لوگ اپنے دینی و دنیوی احوال میں خوش حال ہیں۔ اور چھتیس گڑھ کے ساتھ حضرت کے قدم بوس دیگر علاقوں میں سنیت کی بہار قائم ہے اور مسلک اعلی حضرت کے علم لہرا رہے ہیں۔ آج ان علاقوں میں ایسے ان گنت لوگ ملتے ہیں جو اپنا ماضی بیان کرتے ہیں تو دل ان کا حال دیکھ کر ان کے ماضی کا یقین نہیں کرتا مگر یہ انہی کی بیان کردہ سچائی ہے کہ ہم نکمے تھے۔ حضرت کی برکات نے کامیاب کیا ہم گنوار تھے، حضرت کی توجہات نے ہمیں زندگی و بندگی کے آداب سکھائے۔ ہم گڑھے میں گرے پڑے تھے، حضرت کی ہدایات نے ہمیں دین حق کی مستقیم شاہراہ پر لا کھڑا کیا۔ ہم بے نشان تھے۔ حضرت کی عنایات نے ہمیں مسلک اعلی حضرت کا علم عطا کیا۔

کسی کی چشمِ کرم نے ہمیں سنبھال لیا
وگر نہ ہم کو ابھی یاد ہے کہ ہم کیا تھے

انسان مختلف شخصیات کے ساتھ اپنی عقیدت کا رشتہ قائم کرتا ہے مگر بارہا ایسا ہوتا ہے کہ انسان جیسے جیسے اپنے ممدوح کے قریب ہوتا ہے ویسے ویسے اس کی عقیدت مجروح ہوتی چلی جاتی ہے۔ عہد رواں میں ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ ممدوح سے قربت عقیدت میں اضافے کا سبب ہو مگر حضور امین شریعت علیہ الرحمۃ والرضوان کی بارگاہ میں قربت کا شرف پانے والا ہر خاص و عام خوش نصیب یہی کہتا ملے گا کہ جیسے جیسے میں قریب ہوا ویسے ویسے اسیر ہوا۔

فقیر کو اسی کیفیت کے ساتھ تین بارگاہوں میں قربت کا شرف حاصل ہوا ہے۔ پہلے خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند شیر بہار حضرت مفتی اسلم رضوی علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں جن کے زیر سایہ حصول علم کے سفر کا آغاز کیا اور فراغت تک جن کی توجہات رہنما رہیں۔ پھر جامعہ اشرفیہ کے بعد مرشدی الکریم حضور تاج الشریعہ ادام اللہ تعالی ظلہ علینا کی بارگاہ

جہاں ایک سال سے زیادہ خصوصی تلمذ کا شرف حاصل رہا۔ ان دنوں فقیر جامعہ منظر اسلام کا طالب علم تھا۔ اور پھر حضور امین شریعت کی بارگاہ جن کے زیر سایہ کرم مدرسہ فیض الاسلام کیشکال اور دار العلوم انوار مصطفیٰ رائے پور میں تدریس کا موقعہ میسر آیا۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ایام دنیا و آخرت میں میری زندگی کی پونجی ہیں۔

شنیدم کہ در روز امید و بیم
بداں را بہ نیکاں بہ بخشد کریم

حضور امین شریعت علیہ الرحمۃ و الرضوان کی رحلت کی وجہ سے آج اہل سنت شدید صدمات میں مبتلا ہیں۔ غلامان امین شریعت خصوصا اہل چھتیس گڑھ آج یتیمی کے احساس سے دو چار ہیں اور مذہبی قیادت و سرپرستی کے سلسلے میں سب کی نگاہیں شہزادۂ حضور امین شریعت داماد حضور تاج الشریعہ حضرت مولانا سلمان رضا خاں مدظلہ پر ہزار امید و آس ٹکی ہوئی ہیں۔ اور یہ اہل چھتیس گڑھ کا حق ہے۔ مولیٰ تبارک وتعالی حضور امین شریعت علیہ الرحمۃ و الرضوان کے فیوض و برکات جاری و ساری رکھے اور شہزادۂ گرامی کو آپ کا سچا اور بافیض جانشین رکھے۔ آمین بجاہ النبی الکریم علیہ وعلی الہ اکرم الصلوت والتسلیم۔

❀❀❀

خادم مدرسہ جمیلیہ رضویہ کلیر ضلع ارول (بہار)

۸ ربیع الآخر شریف ۱۴۳۷ھ مطابق ۲۰ جنوری ۲۰۱۶ء

حضور امین شریعت ایک مخلص داعی امت

محمد قمر الزماں مصباحی

حضور امین شریعت، شبیہ مفتی اعظم حضرت علامہ سبطین رضا علیہ الرحمہ کا شجرۂ علم و نسب بڑا اونچا ہے۔آپ کے جد کریم استاذ زمن حضرت علامہ حسن رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ، مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری کے منجھلے بھائی ہیں، جن کے بارے میں آپ کا ارشاد گرامی ہے کہ مری خدمات دینیہ میں آدھا حصہ مرے بھائی حسن مرحوم کا ہے۔امام احمد رضا قدس سرہ کا یہ جملہ بتا رہا ہے کہ ابطال باطل، احقاق حق اور فروغ سنیت میں حضور استاذ زمن اپنے برادر اکبر کے شانہ بشانہ نظر آرہے ہیں۔حضور امین شریعت زیدہ مجدہ کے لیے یہی نسبت کافی ہے کہ آپ نے اس خاندان میں پرورش پائی جو علم وفضل، سلوک وتصوف، زہد وتقویٰ، فقہ وتفسیر، احسان ومروت، ارشاد وہدایت اور خدمت دین وسنیت میں بے مثال ہے۔آپ کے والد محترم استاذ العلما حضرت علامہ شاہ حسنین رضا قادری قدس سرہ یگانہ زمانہ، علم وشعور کے کوہ ہمالہ اور عبقری الشرق شخصیت کے مالک تھے اور خود حضور امین شریعت کا قد علم وتقویٰ کے اعتبار سے بہت اونچا ہے مگر اتنا کچھ ہونے کے باوجود نہ نخوت فکر، نہ پندار علم اور نہ ہی خاندانی عز وشرف کا کوئی غرہ، پوری زندگی عجز وانکساری کا مرقع، تواضع وخاکساری کا مجسمہ، حسن اخلاق، تابندہ کردار اور سادگی وکسر نفسی کا پیکر نظر آتی ہے۔قدرت نے آپ کی دعوت وتبلیغ کے لیے اس علاقے کا انتخاب فرمایا جہاں کفر واسلام میں کوئی فرق نہ تھا، دھوپ چھاؤں کی کوئی تمیز نہ تھی، بدعت وسنت میں کوئی امتیاز نہ تھا اور شرعی حسن وقبح سے لوگ مکمل ناآشنا تھے، لیکن آپ کی پاکیزہ سیرت، قائدانہ بصیرت اور شب وروز کی محنت ومشقت سے پوری آبادی میں ایمان وعقیدہ کا ایسا نور پھیل گیا کہ جن گھروں میں ہولی اور دیوالی منائی جاتی تھی وہاں

سے تلاوت قرآن کی خوشبو پھوٹنے لگی، ہر گھر میں عقیدے کی بہار آگئی، زندگی میں حسن کردار کی مستیاں چھانے لگیں، زبانوں پر نغمہ توحید کے پھول کھلنے لگے، چہروں پر نور کے سبزے اگنے لگے، کثافت قلبی دور ہونے لگی اور پیشانیاں لذت سجدہ سے سرشار ہونے لگیں۔ یہ ایک سچائی ہے کہ چھتیس گڑھ میں اسلامی تہذیب وشرافت کا جو چراغ جل رہا ہے اس میں آپ کے لہو کا تیل بھی شامل ہے۔ وہ آبادیاں جو صرف پہاڑوں اور خارداروں سے ہی نہیں بلکہ شرک وبدعت کے جنگلوں سے گھری ہوئی تھیں اس وادی غیر ذی زرع میں ایمان وایقان، عشق واخلاص اور نبی رحمت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے کردار کے جو پھول مہکائے ہیں اس سے آج بھی دماغ سنیت معطر ہے اگر آج پورا علاقہ سنت وشریعت کی کرنوں سے رشک قمر بنا ہوا ہے تو اسی مرد قلندر کی نگاہ مقدر ساز کا اثر ہے۔

اس سے پہلے کہ میں حضور امین شریعت کی داعیانہ بصیرت پر روشنی ڈالوں آیئے دعوت وتبلیغ کے معنی ومفہوم، دعوت کے مراتب اور داعی کے اوصاف قرآن مجید کے اُجالے میں ملاحظہ کریں تا کہ ممدوح کی شخصیت کے جلوۂ صد ہزار سے آپ کچھ حظ اٹھا سکیں۔

دعوت وتبلیغ:۔ دعوت کا لغوی معنیٰ ''کسی چیز کی طرف بلانا'' اور تبلیغ کا لغوی معنیٰ ''کوئی چیز پہنچانا'' شریعت میں دعوت کا معنی دین کی طرف بلانا اور تبلیغ کا معنی احکام دینیہ کو پہنچانا۔

حضرت علامہ اسمٰعیل حقی علیہ الرحمہ نے دعوت کے چار مراتب بیان کیے ہیں۔

(۱) انبیاے کرام علیہم السلام کی دعوت:۔ جو معجزات وبراہین اور تلوار کے ذریعہ ہوتی ہے۔

(۲) علماے کرام کی دعوت:۔ جو دلائل وبراہین سے دی جاتی ہے۔

(۳) سلاطین اسلام کی دعوت:۔ تلوار کی طاقت سے دی جاتی ہے، یہ حضرات کفار سے اس وقت تک جہاد کرتے ہیں جب تک کہ وہ دین اسلام میں داخل نہ ہو جائیں۔

(۴) موذن کی دعوت:۔ نماز کے لیے۔

خداوند قدوس کی کتاب قرآن مجید کی سورہ نحل میں دعوت وتبلیغ کے چند روشن اصول یہ ہیں:

پکی تدبیر (حکمت)۔ ۲۔ موعظ حسنہ (اچھی نصیحت)۔ ۳۔ جدال احسن (اچھے طریقہ پر

بحث کرنا)۔ ۴۔صبر واستقامت۔ ۵۔تقویٰ واحسان۔(معارف محسن ملت،ص: ۱۲۴ تا ۱۲۶)

حکمت: ۔اس میں کوئی شبہ نہیں کہ گفتگو خواہ جس قدر حسین جملوں کے غلاف میں لپٹی ہوا گر دلائل اور عقلیت سے خالی ہوتو بے وزن ہوکر رہ جاتی ہے یوں ہی سامع کی فکر اور ذوق سماعت کو اپیل بھی کررہی ہو اور حدیث رسول بھی اسی کی تعلیم دیتی ہے کہ گفتگو مخاطب کے فہم وشعور کے اعتبار سے کرو ورنہ تمھاری بات مقصدیت کو کھو بیٹھے گی۔

موعظ حسنہ: ۔گفتگو میں جس قدر بھی وزنی دلائل پیش کیے جائیں اگر انداز میں تلخی اور لہجے میں کرختگی ہے تو گفتگو روح کی خلوتوں میں نہیں جھانک سکتی۔اس لیے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری علیہ الرحمہ نے ملفوظ شریف میں ارشاد فرمایا دیکھو نرمی میں جو فوائد ہیں وہ سختی میں ہرگز نہیں حاصل ہو سکتے۔گویا دعوت کو پر اثر بنانے کے لیے جہاں گفتگو دلائل و براہین سے روشن ہو وہیں باتوں میں لذت وحلاوت بھی ضروری ہے۔

جدال احسن: ۔دعوت وتبلیغ کی راہ ایسی ہے کہ کبھی کبھی بحث ومناظرہ کے ماحول سے بھی گزرنا پڑتا ہے ایسی صورت میں حلم و بردباری اور صبر وتحمل کی ضرورت ہے۔گفتگو معقول ہونے کے ساتھ انداز میں متانت اور لب ولہجہ میں سنجیدگی لازم ہے۔گرم جوشی اور مجادلہ کا اظہار بالکل نہ ہونے پائے۔

صبر واستقامت: ۔دعوت کی راہ میں قدم قدم پر زحمتیں، مصیبتیں، دشواریاں اور پریشانیاں ہیں۔پھولوں سے نہیں انگاروں سے گزرنا ہے، کانٹوں سے کھیلنا ہے، دامن کو کلیوں سے نہیں پتھروں سے سجانا ہے ایسی مشکل ترین گھڑی میں ایک داعی کی سب سے اہم پونجی صبر واستقامت ہے۔گویا ظلم کی دھوپ میں صبر کے خیمے نصب کرنے ہیں، ستم کے سائے میں بیٹھ کر استقامت کی تاریخ رقم کرنی ہے اور جسے یہ دولت گرامایہ میسر ہے یقین جانیے اس کی دعوت کامیاب ہے۔

صبر واستقامت کی انوکھی مثال: ۔جہاں تک میرا حافظہ کام دے رہا ہے بات ۱۹۹۵ء کی ہے کشن گنج سے قریب جہانگیر پوری کے ایک جلسے میں مدعو تھا۔سرپرستی میں

حضور امین شریعت کا نام تھا۔ممبئی گیتانجلی ٹرین پر میں بیٹھا حضرت رائے پور سے اس ٹرین پر سوار ہوئے میری بوگی حضرت کے ڈبے سے قریب تھی اس لیے کلکتہ تک کئی مرتبہ حضرت کے قدموں میں حاضر ہو کر ان کی دعائیں سمیٹتا رہا۔رات ۹/بجے کلکتہ سے کشن گنج کے لیے ٹرین تھی۔میرا ٹکٹ جنرل بوگی کا تھا اس لیے جنرل ڈبے میں گھس کر کسی طرح جگہ بنانے کی کوشش کی مگر اپنی کوشش میں ناکام رہا۔لمبی ویٹنگ کی وجہ سے حضرت کا ٹکٹ بھی کنفرم نہیں ہوسکا پھر بھی حضرت کو رزرویشن بوگی میں بٹھا کر اپنی بوگی میں لوٹ آیا اور اپنی اٹیچی پر ہی بیٹھ کر جھپکیاں لینے لگا۔کچھ دیر کے بعد جب آنکھ کھلی تو دیکھا کہ حضرت بھی اسی ڈبے میں اپنے بکس پر تشریف فرما ہیں اور لوگ حضرت کو پھلانگ کر اپنی آمدو رفت کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہیں۔میں نے خادم سے پوچھا: کیا بات ہے؟ تو اس نے جواب دیا: ٹکٹ کنفرم نہ ہونے کی وجہ سے ٹی ٹی نے ہم لوگوں کو اس ڈبے میں بھیج دیا ہے۔وہ منظر آج بھی نظروں میں رقصاں ہے۔اور سچ پوچھئے تو اسی دن سے آپ کی اخلاقی بلندی اور روحانی عظمتوں کا سکہ میرے دل میں بیٹھ گیا۔ایک طرف خاندانی برتری، علمی طمطراق، فکری جاہ وجلال اور دوسری طرف ایسی خاکساری وانکساری کہ جنرل بوگی میں بیٹھنے کے لیے جگہ نہیں ہے تو اپنے بکس پر بیٹھیں ہیں، وہ بھی عام گزرگاہ پر، مگر واہ رے مفتی اعظم کے منظور نظر اور خاندان رضا کے تابندہ قمر نہ زبان پر کوئی حرف شکایت اور نہ پیشانی پر کوئی بل، ہونٹوں پر تبسم، چہرے پر بشاشت اور لبوں پر نصیحت کے اتنے میٹھے بول کہ سننے والے کی زحمتیں بھی دور ہوجائیں۔میں نے عرض کیا: حضور! جلسے کے منتظمین کس قدر ظالم ہیں کہ آپ کو ایک عام عالم کی صف میں شمار کرلیا ہے، نہ مقام ومنصب کا احترام اور نہ ہی عمر کا پاس ولحاظ، اپنے مقتدا کے ساتھ ان کا یہ ناروا سلوک کیا تاریخ انھیں معاف کر سکے گی...؟ حضرت نے بڑے شیریں لہجے میں ارشاد فرمایا کہ عزیزم ابھی آپ اس راہ کے نئے مسافر ہیں۔صحرا میں پھول کھلانا ہر ایک کا مقدر نہیں اور ہر مدعی کے واسطے دارورسن کہاں۔رشد وہدایت کے پیامی انہیں کانٹوں سے گزرتے ہیں جدھر

بہاروں نے کبھی رخ نہیں کیا ہو، اور ایک داعی الی الحق ان سنگ ریزوں بھری راہوں سے جب گزرتا ہے تو راہ کی آبلہ پائی نہ صرف لطف ولذت عطا کرتی ہے بلکہ چودہ سوسالہ پرنور ماضی کی پاکیزہ یادیں شکستہ حوصلوں میں توانائی کا رنگ بھرنے لگتی ہیں اور پھر اس کے بعد حضور مفتی اعظم، سلطان المناظرین علامہ رفاقت حسین، سید العلما حضرت سید آل مصطفی مارہروی اور حضور مجاہد ملت کی تاریخ دعوت وعزیمت کے روشن اوراق الٹنا شروع کر دیئے۔ میں بھی سر جھکائے ان کے درد بھرے واقعات سنتا رہا، آنکھیں برستی رہیں اور دعوتی زندگی میں ہمارے بزرگوں نے جو چوٹیں کھائیں ہیں اس کی کسک میں بھی اپنے دل میں محسوس کرنے لگا۔علی الصباح ہم لوگ کشن گنج پہنچ گئے۔ سخت ٹھنڈک کا موسم، کہرے اتنے دبیز کہ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دے اس وقت مصیبت اور دہری ہوگئی جب اسٹیشن پر منتظمین جلسہ میں سے کوئی نظر نہیں آیا۔ حضرت نے تبسم آمیز لہجے میں ارشاد فرمایا" ابکیا ہوگا...؟" میں نے عرض کیا کہ حضور جناب منا مشتاق کا گھر یہاں سے بہت قریب ہے جنہیں حکومت بہار نے کوئی قلمدان بھی دے رکھا ہے خوشی کی بات ہے کہ پکے سنی سرکار مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے دست گرفتہ ہیں۔ حضرت نے کہا" آپ انہیں جانتے ہیں...؟" میں نے عرض کیا" شناسائی تو نہیں ہے تاہم بریلی شریف کا وسیلہ کافی ہے۔ ہم لوگ رکشے پر بیٹھے اور منا مشتاق صاحب کے گھر پہنچ گئے۔ معلوم ہوا کہ پٹنہ اسمبلی اجلاس میں مصروف ہیں جب گھر میں اطلاع ملی کہ بریلی شریف سے حضرت آئے ہیں تو ان حضرات کی خوشیوں کی انتہا نہ رہی۔ ہر شخص قدموں میں بچھ گیا اور اکرام واحترام میں کوئی کسر باقی نہ رکھی۔ شام کے ۴ رنج گئے مگر جلسے والوں نے کوئی رابطہ نہیں کیا۔ بعد نماز مغرب لوگ گاڑی لے کر آئے میں نے سمجھا کہ حضرت ڈانٹ پلائیں گے لیکن اس وقت چہرے پر جمال کی کرنیں ابھری ہوئی تھیں، زبان پر کوئی گلہ نہیں۔ یہ ہے صبر واستقامت کی انوکھی مثال اور دعوت الی الحق کا سچا جذبہ۔ ع

"کہتی ہے صداقت کہ کوئی مرد خدا ہے"

اس تناظر میں بھی حضور امین شریعت کی شخصیت ممتاز و منفرد نظر آتی ہے۔ پوری زندگی تقویٰ وطہارت اور حسن سلوک کے اجالوں سے روشن ہے۔ہم نے حضرت کو بزم میں دیکھا اور خلوتوں میں بھی، عوام کی بھیڑ میں بھی دیکھا اور علما کی محفل میں بھی، دانشوروں کی مجلس میں بھی دیکھا اور مشائخ کی انجمن میں بھی، کہیں بھی تارک سنت نہیں پایا ہر جگہ اتباع رسول کا پیکر دیکھا، یوں تو کتنی بار حضرت کے ساتھ کھانے پر شرکت میسر آئی لیکن ایک بار پونہ میں ہوا یوں کہ جب ہم لوگ کھانے کے لیے بیٹھے تو صاحب خانہ پہلے حضرت کا ہاتھ دھلانے کے لیے آگے بڑھے تو حضرت نے فرمایا سنت طریقہ یہ ہے کہ کھانے سے پہلے چھوٹوں کا ہاتھ دھلانا چاہیے اور جب کھانے سے فارغ ہو جائیں تو دستر خوان پر جو سب سے اہم شخصیت ہو اس کا ہاتھ دھلانا چاہیے۔ جب سنت رسول کی پیروی کا یہ عالم ہے تو پھر فرائض و واجبات پر عمل کا کتنا اچھا جذبہ ہوگا۔ خوف خدا، عشق رسول، اخلاص وللّٰہیت، منکرات سے اجتناب، اوامر پر عمل، الغرض ایک داعی کے اندر جتنی خوبیاں ہونی چاہیے وہ سب آپ میں بدرجہ اتم موجود ہیں۔

تقویٰ اور احسان:۔ یہ ایسی خوبی ہے کہ اس کے بغیر دعوتی نظام کی تکمیل کا تصور ہی نہیں۔ ظاہر ہے جو دوسروں کو خیر کی طرف بلائے اور خود اس کا دامن نیکیوں کے پھولوں سے خالی ہو تو اس کی دعوت کیوں کر موثر ہوسکتی ہے اور اگر داعی تقوی کے زیور سے آراستہ ہے اس کی زندگی سے حسن عمل کا اجالا برس رہا ہو اور ادا ادا سے اخلاص وللّٰہیت کی شعائیں پھوٹ رہی ہوں تو اس کی گفتگو، اس کی پاکیزہ سیرت اور اس کا زندہ کردار دوسروں کی زندگی میں انقلاب کا داعی ہوسکتا ہے۔ اس پس منظر میں اگر حضور امین شریعت کی پرنور شخصیت کا جائزہ لیں تو پورے یقین کے ساتھ یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ آپ کا پورا وجود حکمت وموعظت، سنجیدگی ومتانت، صبر واستقامت کے ساتھ تقوی وطہارت کی خوشبو میں لپٹا ہوا ہے۔

کانکیر بستر ضلع کا نہایت مشہور شہر ہے۔ جہاں آپ نے کم وبیش چالیس سال تک

امامت وخطابت کے فرائض انجام دیئے اور اصلاح وتذکیر کے نور سے پورے علاقے کو منور کیا،مگر جب تبلیغی دورے دور دور تک ہونے لگے تو امامت کی ذمہ داریوں سے خود کو الگ کرلیا۔منصب امامت سے جدا ہونے کے بعد آپ نے مسجد کا حجرہ خالی کردیا۔کمیٹی کے افراد نے بڑی کوشش کی کہ حضرت جب کبھی تبلیغی دورے سے تشریف لائیں تو اسی حجرے میں قیام کریں۔حضرت نے فرمایا کہ جب تک مسجد کی خدمت کرتا تھا تو اسی وقت تک مسجد کے حجرے کے استعمال کا حق تھا،لیکن جب اس ذمہ داری سے سبکدوش ہوگیا تو اب مسجد کے حجرے میں رہنے کا کوئی حق نہیں پہنچتا۔ہاں!اس حجرے میں رہنے کی ایک ہی صورت ہے کہ اس کا کرایہ میں مسجد کو ادا کروں۔بات اسی پر طے ہوئی اور چند ارادت مندوں نے اس خدمت کو اپنے حق میں سعادت سمجھ کر قبول کرلیا۔یہ ہے آپ کا بلند تقوی اور شریعت کے احکام پر عمل کا جذبہ خیر۔

الغرض ایک داعی میں جس قدر اوصاف وخصائل ہونی چاہیے وہ ساری خوبیاں اس مردحق آگاہ کے اندر بدرجہ اتم موجود ہیں جہاں پہنچے اخلاص وہدایت کے پھول سے پوری آبادی کو معطر کردیا اور اس کا رشتہ مدینے والے آقا سے اتنا مضبوط کردیا کہ تادم حیات اس مقدس رشتے میں کوئی کمی نہیں آئی۔

❀❀❀

پرنسپل:الجامعۃ الرضویہ مغلپورہ پٹنہ سیٹی
موبائل نمبر:9430860560

حضور امین شریعت ترجمانِ رضویت

علامہ انیس عالم سیوانی

بڑوں کا احترام اور چھوٹوں پر شفقت تعلیمات نبوی کا ایک اہم باب ہے، تاریخ، تذکرہ، سوانح اور سیرت نگاری کے ذریعہ ہم اجتماعی اور انفرادی احوال سے باخبر ہوتے ہیں، ہمیں اپنے بڑوں اور بزرگوں کے بارے میں جاننے کا موقع ملتا ہے، ہر دور اور ہر زمانے میں اکابر اور اعاظم شخصیتوں کے احوال منضبط کیے گئے تاکہ آنے والی نسلیں ان با اوصاف شخصیات کی ذاتی زندگی سے لیکر اجتماعی زندگی کے بارے میں معلومات حاصل کر سکیں، نیز ان کی تحریروں اور ان کے تجربوں سے استفادہ کر سکیں۔ ان کی زندگی کو اپنے لیے نمونۂ عمل بنا سکیں۔ اس لیے کہ بزرگوں نے کہا ہے کہ بلاوجہ کی تجربہ کاری کے عمل میں سرگرداں ہونے سے بہتر ہے کہ بزرگوں کے تجربے سے فائدہ حاصل کیا جائے، تاریخ و تذکرہ کے مطالعہ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ سیرت و تاریخ کی کتابیں مذہبی، سیاسی، سماجی، ادبی تمام طرح کے انقلاب آفریں لوگوں کے ذکر سے مملو ہیں۔ نیک اور باکردار حضرات کی سیرت بھی کتابوں اور رسالوں میں موجود ہے اور ظالم و جابر اور خالص دنیادار لوگوں کا بھی تذکرہ موجود ہے لیکن دونوں طرح کے لوگوں کے تذکروں میں فرق یہ ہے کہ دنیا داروں اور بے دینوں کے ذکر سے صرف اُن کی شخصیت اور احوال کا علم ہوتا ہے لیکن نیک اور باکردار لوگوں کے ذکر سے صرف معلومات ہی حاصل نہیں ہوتی بلکہ پڑھنے اور سننے والوں پر اس کے اچھے اثرات مرتب ہوتے ہیں، دلوں میں خدا کا خوف اور آخرت کی یاد پیدا ہوتی ہے، گناہوں سے بچنے کا جذبہ جنم لیتا ہے، احمقانہ اور جاہلانہ افعال سے نفرت پیدا ہوتی ہے۔

انہیں پاکیزہ جذبات و احساسات کے پیش نظر نبی کریم علیہ السلام کی سیرت طیبہ کو

علما نے پوری دیانت داری اور ایمانداری کے ساتھ تحریر کا جامہ پہنایا اور اہل اسلام نے اس عمل کو عبادت سے کم نہ سمجھا بلکہ ہر دور میں اہل ایمان نے اپنی بساط بھر نبی اور نبی کے مقدس صحابہ اور صحابہ کے اتباع کا تذکرہ لکھا اور یہ سلسلہ آج تک جاری ہے اسی سلسلۃ الذہب کی ایک کڑی علما اور مشائخ کی سیرت وسوانح نگاری بھی ہے تا کہ اہل عقیدت اور وابستہ افراد اپنے ممدوح کے حالات اور تعلیمات وخدمات سے مستفیض ہوسکیں۔ سر دست میں جماعتِ اہل سنت کے ممتاز اور مؤقر عالم دین، خانوادۂ رضویہ کی جلیل القدر اور عظیم المرتبت شخصیت، بڑے باپ بڑے دادا پر دادا کے علوم وفنون اور فضل وکمال، تقویٰ و طہارت کے سچے وارث چھتیس گڑھ کی سرزمین پر اسلام کے داعی، سنیت کے مبلغ اور رضویت کے ترجمان، علامۂ زماں حضرت مولانا شاہ سبطین رضا خاں صاحب قبلہ کے بارے میں اپنی ناقص معلومات کو الفاظ کا جامہ پہنا رہا ہوں، دراصل کئی مہینے پیشتر حضرت ممدوح کے خادم و مستفیض محب گرامی قدر مولانا اشرف رضا خاں نے فون اور خط کے ذریعہ فرمائش کی تھی کہ میں حضرت علامہ سبطین رضا خاں صاحب قبلہ دام ظلہ النورانی کے سلسلے میں شائع ہونے والی کتاب کے لیے کوئی مضمون لکھ دوں حالانکہ حضرت کی شخصیت سے متعلق بہت زیادہ نہ معلومات ہے اور نہ اس سے پہلے کوئی اس طرح کا کام ہوا جو رہنما بن سکے پھر بھی مولانا موصوف کے حکم کی تعمیل میں حصول برکت کی غرض سے چند سطریں حیطۂ تحریر میں لائی جارہی ہیں۔

علامہ سبطین رضا خان صاحب قبلہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت سیدنا شاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی کے منجھلے بھائی علامہ حسن رضا خاں کے بیٹے علامہ حسنین رضا کے بڑے صاحبزادے ہیں (علامہ تحسین رضا خاں صاحب جو ناگپور میں گاڑی پلٹنے سے شہید ہوگئے تھے) آپ کے چھوٹے بھائی تھے، اللہ غریق رحمت فرمائے آمین۔ علامہ سبطین رضا خاں صاحب اور علامہ تحسین رضا خاں صاحب دونوں بھائی ہونے کے ساتھ ساتھ کئی چیزوں میں کافی حد تک یکساں ہیں، دونوں شکل وشباہت، قد وقامت، چہرہ مہرہ، رنگ وروپ میں ملتے جلتے تھے، خود علامہ سبطین میاں صاحب کا فرمان ہے کہ ہم

دونوں ایک دوسرے کے کپڑے استعمال کرتے اور پتہ نہیں چلتا کہ دوسرے نے دوسرے کا لباس پہنا ہے، شباہت اتنی ملتی کہ ایک کو دیکھنے سے دوسرے کو دیکھنے کا شبہ پیدا ہو، ساتھ ہی دونوں علم، حلم، تقویٰ اور خموش مزاجی میں بھی ایک دوسرے کے عکس ہیں، دونوں کے اندر بڑی سنجیدگی اور نرم مزاجی پائی جاتی ہے، علامہ تحسین رضا خاں علیہ الرحمہ کو تو کئی بار دیکھنے کا موقع ملا لیکن امین شریعت حضرت علامہ سبطین رضا خاں صاحب قبلہ سے کئی سال پہلے رائے پور میں برادر گرامی حضرت علامہ قمر الزماں رضوی مظفر پوری اور ڈاکٹر غلام مصطفیٰ نجم القادری صاحبان کی معیت میں ملاقات کا شرف حاصل ہوا، اس سے پہلے کبھی دیکھا نہ تھا، سنتا تھا کہ جو لوگ شہزادۂ اعلیٰ حضرت سرکار مفتی اعظم کو دیکھنا چاہتے ہیں وہ سبطین میاں صاحب کو دیکھ لیں، خاص کر اس کا تذکرہ مجاہد سنیت کرم فرماں الحاج قاری محمد صابر علی رضوی ہاتھرسی ثم لکھنوی فرماتے کہ حضرت سبطین میاں صاحب کا چہرہ حضور مفتیٔ اعظم کے ہو بہ ہو ہے، اس لیے آپ کے دیکھنے میں ایک لذت تھی، ہم سب نے رائے پور میں آپ کی مسجد میں با جماعت عصر کی نماز ادا کی اور آپ کی ملاقات گاہ میں پہنچ گئے، آپ کی طبیعت علیل چل رہی تھی چھوٹے صاحبزادے نعمان میاں صاحب کے ذریعہ خبر کرائی گئی کہ کچھ علما ملنا چاہتے ہیں، شدید نقاہت اور کمزوری کے باوجود ملاقات گاہ میں تشریف فرما ہوئے، سفید صاف شفاف قمیص پائجامہ ٹوپی چمکتا ہوا چہرہ، روشن آنکھیں، منور پیشانی، لبوں پہ مسکراہٹ، دیکھ کر ایسا لگا کہ واقعی اللہ والے ایسی ہی ہوتے ہیں، باتوں میں ٹھہراؤ، متانت وسنجیدگی سے بھر پور انداز جس سے عالمانہ وقار جھلکتا تھا، چھتیس گڑھ، ناگپور، مدھیہ پردیش اور اڑیسہ کے بہت سارے شہروں اور دیہاتوں میں آپ کی مساعی جمیلہ کے خوبصورت نقوش ملتے ہیں، لوگوں میں بڑی قدر ومنزلت اور اعتماد ویقین پایا جاتا ہے، آپ پیدا بریلی محلہ سوداگران میں ہوئے، یہیں پروان چڑھے لیکن موجودہ حالات میں میرا خیال ہے کہ لوگ آپ کو بریلی کا نہیں رائے پور چھتیس گڑھ کا ہی سمجھتے ہیں، مدھیہ پردیش اور چھتیس گڑھ کے مذہبی حلقوں پر آپ کا زبردست احسان ہے، اس علاقے کے باشندوں میں سنیت کی جوت جگانے سے لیکر تعلیمات اعلیٰ حضرت کے فروغ

اور غیر مسلمین میں دعوت وتبلیغ کا فریضہ جس احسن طریقے پر آپ نے انجام دیا ہے بلا شبہ وہ فیضان مفتی اعظم ہی کہا جا سکتا ہے۔آج کے بگڑتے اور روز بروز بدلتے ماحول میں بھی ان علاقوں میں لوگوں کے عقیدے میں تصلب اور مسائل میں سنیت اور حنفیت کی طرف رجوع کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ لوگ آج بھی اعلیٰ حضرت اور مسلک اعلیٰ حضرت کے فدائی ہیں اور کسی حال میں وہ اعلیٰ حضرت کی مخالفت کو برداشت کرنے کے موڈ میں نہیں ہیں۔

علامہ سبطین میاں صاحب قبلہ کی پُروقار شخصیت، عالمانہ جاہ وجلال، فاضلانہ اخلاق، پُرتاثیر انداز گفتگو اور داعیانہ صلاحیتوں کے سبب نہ معلوم کتنے بے راہ روراہِ راست پر آ گئے، کتنے گم گشتگان راہ منزل سے ہمکنار ہوئے کتنے بے دین توحید کی لا زوال نعمت سے مالا مال ہوکر شادکامی اور شادمانی کی زندگی گذار رہے ہیں،علم وحکمت، دانائی،شعور وآگہی،تقویٰ شعاری ایک کامل ومکمل انسان اور مسلمان کے اندر جو خوبیاں ہوسکتی ہیں، وہ آپ کے اندر پائی جاتی ہیں ماڈرن زمانے اور جدید ماحول میں بھی دین و مذہب کے تعلق سے وہی سوچ وہی فکر جو ہمارے قدیم اسلاف کا رہا ہے،زبان پہ شریعت وسنت کی باتیں، بات بات پہ اعلیٰ حضرت اور مفتیٔ اعظم کا تذکرہ آخر کیوں نہ ہو! انہیں بزرگوں کی برکتوں سے سنیت محفوظ ہے، ہمارا رشتہ انبیاء ومرسلین، صحابہ،شہدا اور صالحین سے وابستہ ہے، دور حاضر میں وہابیت کے نت نئے فتنوں سے ہمیں کس نے باخبر کیا۔ احسان ہے اعلیٰ حضرت کا اور خانوادۂ رضویہ کا کہ جس انداز میں اس خاندان نے سنیت، حنفیت اور قادریت کو اعدائے دین، حاسدین اور بدمذہب گروہوں سے محفوظ فرمایا۔ بلا شبہ یہ سب فضل الٰہی اور فیضان بزرگان دین ہے، ورنہ معلوم نہیں سنیوں کا کیا حال ہوتا، اعلیٰ حضرت نے صرف اہل سنت اور اہل تصوف کو دلائل نہیں فراہم کرائے بلکہ ان کی ذات خود دلیل بن گئی حق اور باطل کے مابین اعلیٰ حضرت خط فاصل بن گئے، نام لینے والا سنی سمجھا جاتا ہے اور مخالفت کرنے والا یا تو بددین ہوتا ہے یا معاند وخاسر، یہی وجہ ہے کہ اہل سنت کا ہر فرد اعلیٰ حضرت اور بریلی شریف کا نام سن کر جھومنے لگتا ہے۔ جماعت اہل سنت کا چاہے فقیہ ہو یا داعی ومبلغ یا مدرس یا خطیب وامام یا مؤلف ومصنف اپنی بات کو مضبوط اور

مستحکم بنانے کے لیے اعلیٰ حضرت اور مفتیٔ اعظم کا نام لینا ان سے استدلال کرنا ضروری سمجھتا ہے ادھر چند سالوں سے کچھ پرانے حاسدین ومعاندین خواہ مخواہی اور ایک دو مدرسے والے اعلیٰ حضرت اور مفتیٔ اعظم کے فتووں سے انحراف کی تحریک چلا رہے ہیں، درحقیقت یہ وہ لوگ ہیں جو اعتقادی طور پر کچھ پلپلے اور عمل میں تساہل پسند اور وہابیوں دیوبندیوں اور شیعوں سے میل ملاپ رکھنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت دے آمین۔

الغرض حضرت سبطین میاں صاحب قبلہ اپنے مشائخ، اساتذہ اور بزرگوں کے نقش قدم پر تھے، اسلامی شریعت اور سنت نبوی سے ذرہ برابر ہٹنے کو دین کے لیے زہر ہلاہل سمجھتے تھے، رائے پور کی سرزمین سے جو آواز اٹھتی ہے وہ آواز بریلی کی ہوتی ہے، مرکز کی ہوتی ہے، اعلیٰ حضرت کی ہوتی ہے، رائے پور اور چھتیس گڑھ کی سرزمین میں آپ کی ذات سے ایک طرف اسلام کی کھیتی لہلہا اٹھی تو دوسری طرف اہل سنت کے گلشن میں بہار آئی، حنفیت، قادریت اور رضویت کا پرچم بلند ہوا، بدمذہبوں کے افکار باطلہ اور عقائد فاسدہ سے لوگ باخبر ہوئے۔ گویا کہ آپ کی ذات منبع فیوض وبرکات و مستجمع کمالات واقع ہوئی، اللہ تعالیٰ نے آپ کو بیشمار خوبیوں سے سرفراز فرمایا تھا۔ ایک عالم دین، ایک داعی اور رہنما کے اندر جن اوصاف کو پایا جانا چاہیے وہ آپ میں بدرجۂ اتم موجود ہیں۔

آپ جس خاندان میں پیدا ہوئے یعنی خانوادۂ رضویہ وہ محتاج تعارف نہیں۔ آپ کے بابا، چچا، دادا، تایا، پردادا، بھائی، بھتیجے، داماد سب اپنے وقت کے زبردست عالم وفاضل جن اساتذۂ کرام سے آپ نے شرف تلمذ حاصل کیا وہ اپنے زمانے کے باکمال اور مسلم الثبوت حضرات تھے، کون نہیں جانتا علامہ حسنین رضا خاں بن علامہ حسن رضا خاں کو، علامہ امجد علی اعظمی کو محدث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد صاحب لائلپوری کو، قاضی شمس الدین جونپوری کو، مفتی وقار الدین کو، علامہ غلام جیلانی اعظمی کو ان جیسے باکمال اساتذۂ کرام سے حضرت سبطین میاں صاحب نے اکتساب فیض کیا، سرکار مفتیٔ اعظم کے دست حق پرست پر نوعمری ہی

میں بیعت کا شرف حاصل کیا اور حضرت سے آپ کو اجازتیں بھی عطا ہوئیں، آپ اپنے بھائیوں میں سب سے بڑے تھے، منجھلے بھائی علامہ تحسین رضا خاں علیہ الرحمۃ تھے اور سب سے چھوٹے علامہ مفتی حبیب رضا خاں علیہ الرحمۃ تھے حال ہی میں جن کا وصال ہوا ہے۔ حضرت سبطین میاں صاحب کا عقد مسنون حضور مفتی اعظم کے حسب الارشاد علامہ مفتی عبد الرشید نا گپوری کی صاحبزادی سے ۱۸/شعبان ۱۳۷۶ھ مطابق ۲۸/مارچ ۱۹۵۷ء بروز چہار شنبہ بعد نماز عصر بڑی مسجد آم والی محلہ جہانگیر آباد بھوپال میں ہوا۔ آپ کا نکاح مفتی مالوہ علامہ مفتی رضوان الرحمٰن صاحب نے پڑھایا۔ آپ کی تاریخ ولادت ۱۹۲۷ء ہے اس اعتبار سے آپ کی عمر تقریباً چھیاسی سال ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ آپ کے روحانی فیضان سے ہم غربائے اہلسنت کو مالا مال فرمائے آمین۔ حضرت کا وصال پوری جماعت کے لیے بالخصوص اہل چھتیس گڈھ کے لیے عظیم نقصان ہے۔ آپ کے وجود کی برکتوں سے سنیت کی حدیں وسیع ہو رہی تھیں۔ آپ کے وصال سے فی الوقت یہ سفر ٹھہر سا گیا ہے اب آپ کے اخلاف، خلفا تلامذہ اور معتقدین کی ذمہ داری ہے کہ وہ سفر کی رفتار تیز کر دیں تا کہ خوش عقیدگی اپنا جلوہ بکھیرتی رہے اور بد عقیدگی کا کلیجہ جلتا رہے رب کائنات ہمیں اپنے اسلاف کے نقوش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے آمین۔ آپ کا سایہ دراز فرمائے اور آپ کے شہزادگان علامہ سلمان رضا خاں اور مولانا نعمان رضا خان کو آپ کا پرتو بنائے۔ آمین۔

❀❀❀

سکریٹری

امام احمد رضا فاؤنڈیشن، لکھنؤ

امین شریعت سرکار مفتیِ اعظم کا عکس جمیل

مفتی شفیق احمد شریفی

چل دیے تم آنکھ میں اشکوں کا دریا چھوڑ کر
رنج وفرقت کا ہر ایک سینے میں شعلہ چھوڑ کر
لذت مے لے گیا وہ جام و مینا چھوڑ کر
میرا ساقی چل دیا مے کو تشنہ چھوڑ کر

ہر صدی اور ہر دور میں کچھ ایسے پاکیزہ نفوس پیدا ہوئے ہیں جنہوں نے مردہ قوم کے اندر زندگی کی روح پھونکی ہے، اور برسوں سے سوئی ہوئی قوم کو خواب غفلت سے جگا کر انہیں منزل مقصود کا سیدھا راستہ بتایا، جنہوں نے اسلام کی اور مذہب اہلِ سُنّت کی حمایت کو جزو زندگی بنایا، اور ہمیشہ دشمنان اسلام کے مقابل صف آرا رہے، یہ وہ ہستیاں تھیں جنہیں اللہ نے اپنے فضل وکرم سے گمراہوں کی ہدایت، سرکشوں کی اصلاح اور حق و باطل کے درمیان امتیاز پیدا کرنے کے لیے پیدا کیا تھا۔ جنہوں نے اعلاء کلمۃ الحق کے لیے اپنا سب کچھ راہِ خدا میں قربان کر دیا حق گوئی وراست بازی جن کا شعار تھا، جن کے اندر سرفروشانہ شجاعت شیرانہ جسارت کے جوہر نمایاں تھے، ان کی رہبری کا حال یہ تھا کہ دنیا کی کوئی طاقت انہیں فرض منصبی کی ادائیگی سے باز نہ رکھ سکی۔ ماضی قریب میں مجدد اعظم، آیۃ من آیات اللہ و معجزۃ من معجزات رسول اللہ، سیدنا امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہ کی ذات گرامی بھی انہیں نفوس قدسیہ میں سے ایک تھی جن کی پوری زندگی اطاعت الٰہی واتباعِ سنت پر مشتمل تھی، اور جنہوں نے اپنی خداداد صلاحیتوں سے اپنے زمانے کے تمام باطل گمراہ فرقوں کے منصوبوں کو خاک میں ملا دیا اور عشق ومحبت رسول کی ایسی شمع جلادی کہ آج یہ باطل فرقے رات کے اندھیرے میں بھی پہچانے جا سکتے ہیں،

لاکھ ہا لاکھ عوام اہل سنت کو ان کے فتنوں سے بچایا، اور مسلک اہل سنت کی حفاظت و صیانت کے لیے علما اور اولیا کی ایسی جماعت تیار کردی کہ آج بھی آپ کے تلامذہ و تلامذہ کے تلامذہ آپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے باطل فرقوں کے لیے شمشیر آبدار کا کام کررہے ہیں، حجۃ الاسلام، سرکار مفتیِ اعظم ہند، ریحان ملت، مفسر اعظم، تحسین ملت، امین شریعت علیہم الرحمۃ والرضوان نے آپ کے مشن کو جس طرح آگے بڑھایا وہ جماعت اہل سنت سے پوشیدہ نہیں۔

اور تاج المحققین، تاج الشریعت، وارثِ علوم اعلیٰ حضرت، قائم مقام سرکار مفتیِ اعظم ہند دامت برکاتھم القدسیہ اپنے تبلیغی دوروں، تصانیف اور جامعۃ الرضا جیسے علمی مرکز سے وہی فریضہ ادا فرمارہے ہیں، جو امام اہل سنت نے روحانی طور پر انہیں تفویض فرمایا ہے۔ اسی سلسلۃ الذهب کی ایک روشن و تابناک شخصیت حضور امین ریعت، شیخ الاسلام والمسلمین، رہبر شریعت وطریقت علامہ الحاج شیخ محمد سبطین رضا علیہ الرحمۃ کی ہے، جن کی پوری زندگی مسلک اہلِ سنت (جو فی زمانہ مسلک اعلیٰ حضرت سے موسوم ہے) کی نشرواشاعت میں گذری، اور اپنے پیچھے مدارس، مساجد، تنظیمیں اور قابل افراد و مشائخ تلامذہ چھوڑ کر اپنے رب سے جا ملے، جو آپ کے بعد مسلک اعلیٰ حضرت کی حفاظت وصیانت کا فریضہ صوبہ چھتیس گڑھ میں انجام دے رہے ہیں۔

امین شریعت سے راقم الحروف کی ملاقات:

حضور امین شریعت سے میری پہلی ملاقات امام احمد رضا کانفرنس شیڈول میں ہوئی اس کے بعد دوسری ملاقات مرکز علمی دارالعلوم غریب نواز الٰہ آباد میں، پھر تیسری ملاقات دارالعلوم افضل المدارس کریلا باغ الٰہ آباد، میں حضرت علامہ حبیب رضا علیہ الرحمۃ کی معیت میں فقیر پر اتنا کرم فرمایا کہ آج بھی ان کی شفقت جب یاد آتی ہے، تو آنکھیں چھلک پڑتی ہیں۔

میں نے دیکھا نماز باجماعت کا التزام، مخصوص اوراد و وظائف کی پابندی، امر بالمعروف ونھی عن المنکر پر عمل اکابر کی تعظیم اوسط پر کرم فرمائیاں اصاغر پر بے پناہ شفقتیں

اور عوام اہل اسنت کی فلاح و بہبود کا خیال ایسی تمام خوبیاں جس فرد واحد میں جمع کر دی گئی تھیں وہ ہے امین شریعت حضرت علامہ شیخ محمد سبطین رضا علیہ الرحمۃ والرضوان کی ذات۔

امین شریعت عکس مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ:

آپ ایک باعمل عالم دین و مرشد کامل تھے، شاہانہ تمکنت کے ساتھ ایک بوریہ نشین تاج دار، علم کی روشنی سے پر نور اور عمل کی دولت سے معمور خوش اوقات، خوش اخلاق، شب زندہ دار، قناعت پسند صاحب کردار بزرگان رضویہ کی دولت کے امین اور بزم مشائخ کے صدر نشین چھوٹوں پر ایسے شفیق و کریم گویا انہیں میں سے ایک در یتیم تھے، پُرعظمت و باوقار جامہ زیب وطرح دار متواضع وملنسار خوش رو خوش گفتار، صاحب دل پر رحمت باراں پر نہ صلہ کی تمنا نہ معاوضہ کے طلب گار۔

قوم وملت کا درد ہمیشہ قلب وجگر میں لیے رہے، قوم کی بے راہ روی آپ کو بے چین کر دیتی۔ جس کی اصلاح کے لیے ہمہ دم مستعد رہا کرتے تھے، آپ خود تو پابند شریعت تھے ہی دوسروں کو بھی اس پر چلنے کی سخت تاکید فرماتے تھے، آپ نے رشد و ہدایت اور تبلیغ کے ذریعے پاکیزہ ماحول اور خوش گوار فضا قائم کرنے کی پوری سعی فرمائی۔

آپ سلف صالحین کی امانتوں کے وارث، علما و مشائخ اور صوفیاء کی بزم کے دولہا سراج العلما وفخر صوفیا تھے۔ ظاہری حسن اور مردانہ وجاہت کی ایک دلکش اور پر کشش شخصیت جو ہزاروں میں پہچانی جاتی، سرخی مائل گندمی رنگ، آنکھوں میں ملکوتی چمک، پیشانی پر سجدوں کی نورانیت، ہونٹوں پر ہلکا تبسم، ارادت مندوں اور مریدوں کے درمیان ہلکے قدموں سے اس طرح چلتے کہ آہٹ تو کجا احساس تک نہ ہوتا۔ جس محفل میں جاتے مرکز نگاہ رہتے دیکھنے والے عقیدت سے دیکھتے اور متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتے۔ وہ شہنشاہ محبت، فاتح زمانہ تھے، مذہب وملت کے ہزاروں لاکھوں دلوں کو جیتا دماغوں کو مسخر کیا۔ انسان دوستی ان کے نصاب زندگی کا ایک حصہ تھی۔

آپ کی محفل میں بیٹھنے والا یہ احساس کرتا کہ وہ سیدنا سرکار مفتی اعظم ہند کی مجلس مبارک میں بیٹھ کر اصلاح کردار کی کوشش کر رہا ہے۔ درمیان گفتگو مجدد اعظم، مفسر اعظم،

سرکار مفتی اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان میں سے کسی بزرگ کا تذکرہ ضرور فرماتے، خانقاہ مارہرہ مطہرہ کا ذکر بڑے ادب واحترام سے فرماتے وہاں کے بزرگوں کا ذکر فرماتے تو دل بھر آتا، آنکھیں اشک بار ہوجاتیں۔

ہزاروں فساق وفجار نے آپ کے مقدس ہاتھ پر بیعت توبہ کی بلاشبہ آپ کی ذات اس شعر کا مصداق تھی ؂

اکیلا ہوں مگر آباد کر دیتا ہوں ویرانہ
بہت روئے گی میرے بعد میری شام تنہائی

محب گرامی وقار فاضل جلیل حضرت علامہ اشرف رضا قادری، مہتمم امینِ شریعت اکیڈمی، راے پور، پوری جماعت کی طرف سے قابل مبارک باد ہیں، جنھوں نے حضور امین شریعت کی حیات وخدمات کی ترتیب کا کام اپنے ذمے لیا، مولیٰ تعالیٰ انہیں دارین کی سعادت سے سرفراز فرمائے۔ اوران کے چھوڑے ہوئے کاموں کی تکمیل کے لیے غیب سے اسباب پیدا فرمائے۔ آمین

❀❀❀

قاضی شہر الہ آباد
بانی جامعہ دارالسلام وافضل المدارس، کریلی الہ آباد
پرنسپل ومفتی وشیخ الحدیث، دارالعلوم غریب نواز، مرزا غالب روڈ، الہ آباد، یوپی

شبیہ مفتی اعظم

مفتی محمود اختر القادری

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کا مقدس خانوادہ اعلیٰ حضرت سے پہلے بھی اور ان کے بعد بھی بڑا ہی روحانی، علمی، دینی فیوض و برکات کا سرچشمہ، علم و عمل، تقویٰ و پرہیز گاری، طہارت و پاکیزگی کا مرکز نظر آتا ہے۔ اس خانوادہ میں ایک سے بڑھ کر ایک ولی کامل مرجع فتاویٰ علامۃ الدہر امام وقت، شیخ کامل اور علمی و روحانی جواہر پارے پیدا ہوتے رہے ہیں۔ امام اہلسنت سے قبل حضرت علامہ مولانا محمد اعظم خان علیہ الرحمۃ والرضوان جیسے باکرامت ولی کامل، حضرت علامہ مفتی رضا علی خان علیہ الرحمۃ والرضوان جیسے قطب زمانہ و بے مثال عالم ربانی اور حضرت خاتم المحققین مفتی نقی علی خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے جلیل القدر عالم دین بے مثل مناظر اور بے نظیر مصنف گزرے ہیں۔ فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کے منجھلے بھائی زبردست عالم دین قادر الکلام شاعر استاذ زمن علامہ حسن رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان جن کی نعت و منقبت کے اشعار مقبول خواص و عوام ہیں۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شہزادۂ اکبر حجۃ الاسلام جن کی ذات روشن برہان تھی جن کا چہرہ بھی مبلغ تھا نہ جانے کتنے گم گشتہ راہوں کو صرف ان کے چہرے کی زیارت سے ہدایت نصیب ہوگئی۔ آپ کے دوسرے فرزند ارجمند امام العارفین رئیس الاتقیاء مفتی اعظم عالم ہیں جو حقیقتاً اعلیٰ حضرت کے علم، تقویٰ، ان کی غیرت ایمانی، جلالتِ شان اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مظہر اتم تھے۔ وہ ایک عظیم فقیہ، نکتہ رس مفتی، کامل محدث، عظیم متکلم، عاشق رسول، ولی کامل اور عظیم مرشد طریقت تھے جن کی نگاہ کیمیا اثر نے نہ جانے کتنوں کو ذرے سے آفتاب اور قطرے سے بحر ذخار بنا دیا۔ وہ صرف ولی ہی نہیں ولی گر بھی تھے ان کی بارگاہ سے فیض پا کر بہت سارے منصب ولایت پر فائز ہوگئے۔ اس

زمانہ میں انہیں کے فیض یافتہ اور انھیں کی بارگاہِ کرامت کا انتخاب حضور تاج الشریعہ دامت برکاتہم القدسیہ کی ذات مقدس ہے، وہ خود فرماتے ہیں ۔

مفتیِ اعظم کا ذرہ کیا بنا اختر رضا
محفلِ انجم میں اختر دوسرا ملتا نہیں

آج جن کی ایک جھلک دیکھنے کو لاکھوں نگاہیں ترستی ہیں ان کے فیضان کرم سے ایک جہاں آباد ہے جو اپنے زمانہ کے علما و مشائخ میں یکتا و ممتاز اور فائق وسر بلند نظر آتے ہیں۔

خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے ایک مقدس فرد اور قطب عالم، ہم شبیہ غوث اعظم سرکار مفتی اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کی بارگاہ کے پروردہ اور فیض یافتہ حضور امین شریعت قطب چھتیس گڑھ ہیں۔ جو سرکار مفتی اعظم کی قربت وصحبت، شفقت و چاہت سے ہمیشہ سرشار و شاداب رہے، ان کی نگاہ کرامت نے انہیں ذرے سے آفتاب بنادیا۔ حضور امین شریعت علیہ الرحمۃ والرضوان اپنے پیر و مرشد کے رنگ میں ایسے رنگے اور ان کے عشق و محبت میں ایسے وارفتہ ہوئے کہ فنا فی الشیخ ہوکر ہم شبیہ مفتی اعظم ہو گئے آپ صورت وسیرت نشست و برخاست، گفتار وکردار، تبلیغ واصلاح، وعظ ونصیحت ہر عمل میں سیدی آقائی مرشدی سرکار مفتی اعظم کے سچے آئینہ دار تھے۔ ان کی ہر ادا اور ہر بات میں حضور مفتی اعظم کی جھلک نظر آتی تھی اور ان پر نظر پڑتے ہی سرکار مفتی اعظم کی یاد تازہ ہوجاتی تھی۔

ڈاکٹر نجم القادری نے بڑی سچی عکاسی کی ہے ۔

رضا کے گلشن کے پھول ہو تم، رہِ وفا کے اصول ہو تم
ہے پاک وشفاف تیری سیرت امین شریعت امین شریعت
رضا کی سنت کا فیض ہے یہ، اور مفتی اعظم کا نور ہے یہ
جو چھتیس گڑھ کی بدل دی قسمت امین شریعت امین شریعت

آپ نے دین وملت اور مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت کے لیے بڑی ہی بے لوث اور عظیم خدمات انجام دی ہیں۔آپ نے ہند و بیرون ہند رشد و ہدایت کے چراغ روشن کیے۔خصوصاً ریاست چھتیس گڑھ اوراس کے اطراف و جوانب کے علاقوں میں دینی مسلکی انقلاب برپا کردیا۔جولوگ مسلک اعلیٰ حضرت سے ناآشنا تھے انہیں اس سچے مسلک سے روشناس فرمایا اوراپنی نگاہ ولایت سے بہتوں کوعلم ومعرفت کا آفتاب و ماہتاب بنادیا۔

آپ کوتحریر کے ذریعہ لوگوں تک اپنا مافی الضمیر پہنچانے کا ملکہ حاصل تھا،مشکل سے مشکل ترین موضوع کوبھی آپ بہت سہل اورآسان انداز میں پیش فرماتے کہ معمولی سے معمولی قاری کےبھی ذہن میں بات اتر جاتی ہے۔آج کل فرق باطلہ اتحاد پر بہت زور دے رہے ہیں اور بھولے بھالے کم تعلیم یافتہ سنیوں کواتحاد کے نام پر ورغلاتے اور مغالطے دیتے ہیں،آپ نے اتحاد کی بڑی اچھی توجیہ پیش فرمائی اورسنیوں کے آپسی اختلاف کو بہت ہی پرسوز انداز میں بیان فرمایا۔ان کے ایک مضمون ’’ہمارا قومی اتحاد اخلاق محمدی کے آئینے میں‘‘ کاایک اقتباس ملاحظہ ہو۔

> اتحاد ہوگا مگرصرف نور کا نور سے ہوگا،حق کا حق سے ہوگا، خوش عقیدہ کاخوش عقیدہ سے ہوگا،مومن کا مومن سے ہوگا، جیسے دن اوررات کا اتحاد غیرممکن ہے ایسے ہی ایمان وکفرکا اتحادغیرممکن ہے،ہاں نورنورایک نہ رہے،حق کاحق سے ملاپ نہ رہے،مومن مومن سے گریزاں رہے، یہ صورت واقعی افسوسناک اور بھیانک انجام کی طرف لے جانے والی ہے۔
>
> وہ لوگ جواپنی بدعقیدگی،خیالات فاسدہ اورعقائد باطلہ کی وجہ سے خود ہی مسلمانوں سے کٹ چکے ہیں ان کا ذکر ہی

چھوڑیئے۔ اس لیے کہ ان سے بفرمان رسول پاک ﷺ **''ایاکم و ایاھم لا یضلونکم و لا یفتنونکم''** اپنے کو ان سے دور رکھو، اور انہیں اپنے سے دور کرو کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں کہیں وہ تمہیں فتنے میں نہ ڈال دیں، دور رہنا چاہیے مگر افسوس تو اس کا ہے کہ وہ مسلمان جو خوش عقیدہ ایک ہی مسلک کے پیرو اور حامی ہیں ان کے آپس میں بھی شدید اختلاف موجود ہے، اس باہمی اختلاف کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ مسلمان اتحاد و اتفاق کی برکتوں سے بالکل محروم ہو چکے ہیں، ان کی ساکھ قائم نہ رہی، دوسری قوموں پر ان کا رعب باقی نہ رہا، اقوام عالم روز بروز ان پر حاوی ہوتی جا رہی ہیں،

ان کی گرفت مسلمانوں پر مضبوط ہوتی جا رہی ہے اور مسلمان بری طرح ذلیل وخوار ہو رہے ہیں، اس صورت حال پر مسلمانوں کی عقلوں کا جس قدر ماتم کیا جائے تھوڑا اور جس قدر آنسو بہایا جائے کم ہے۔

اخیر میں ارشاد فرماتے ہیں

بلا شبہ میرے آقا و مولیٰ حضور سرور کائنات، فخر موجودات ﷺ فاتح عالم ہیں اور جس چیز سے آپ نے دنیا کو فتح فرمایا وہ آپ کا خلق عظیم ہے۔

مسلمان آج بھی اگر نبی پاک کی تعلیمات کو اپنائیں اور عمل کریں تو یقین جانئے کہ ان کے باہمی اختلافات یکسر دور ہو جائیں، آپس میں پھوٹ نام کو نہ رہے، ان میں اتحاد و

انفاق کی لہر دوڑ جائے، خوش گوار ماحول پیدا ہو جائے اور
مسلمان پھر سے ایک مضبوط مستحکم قوم بن جائیں۔

اس سے آپ اندازہ لگائیے کہ حضور امین شریعت کا قلم کس قدر شستہ اور رواں تھا کہ ایک مشکل مضمون کو کس قدر آسان پیرائے میں پیش فرما کر قوم کی سچی رہنمائی فرمائی ہے۔

رب قدیر اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ میں حضرت امین شریعت کے فیضان کرم کو عام و تام فرمائے اور ہمیں بھی اس سے وافر حصہ عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی سید المرسلین علیہ الصلاۃ و التسلیم۔

❁❁❁

صدر مفتی رضوی امجدی
دارالافتاء ممبئی

حضرت امین شریعت یقیں محکم، عمل پیہم کی تفسیر تھے

مفتی محمد شمشاد حسین رضوی

حضرت علامہ مفتی محمد سبطین رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان کسی معمولی شخصیت کا نام نہیں ہے......اور نہ ہی کسی معمولی خاندان سے تعلق رکھتے تھے...... بلکہ آپ کی ذات و شخصیت میں وہ تمام خوبیاں اور کمالات پائے جاتے ہیں......جو دور حاضر میں ''دعوت و ارشاد'' کے تقاضوں کو پورا کیا کرتے ہیں......قبل اس کے......میں اس بارے میں کچھ عرض کروں...... چند باتیں پیش کردینا ضروری سمجھتا ہوں تاکہ ''حضرت امین شریعت'' کی شخصیت کو سمجھنے میں آسانی ہو......

☆......بچہ کوئی بھی ہو......اور کسی کا بھی ہو......اور کسی بھی خاندان میں پیدا ہوا ہو......دانشوروں کا ماننا ہے......بچہ اگرچہ ابتدائی حالت میں سادہ سی شخصیت کا حامل ہوا کرتا ہے......اس کے باوجود بچہ میں وہ تمام تر صلاحیتیں پائی جاتی ہیں جو اس کے خاندان کا طرہ امتیاز ہوا کرتی ہیں......جب کوئی بچہ کسی اہل حرفت یا اہل صنعت کے خاندان میں آتا ہے تو اس کے مزاج میں ''حرفت وصنعت'' کی جانب میلان پایا جاتا ہے......اگرچہ یہ میلان فوری طور پر محسوس نہ ہوتا ہو......مگر ہاں! یہ میلان بچہ کی مخصوص عمر کے دوران ضرور محسوس ہوا کرتا ہے......اس کے برخلاف اگر کوئی بچہ اس خاندان میں آتا ہے جس میں علم وشعور......فکر وفن......اور درک وادراک پائے جاتے ہیں تو بچوں میں بھی اس خاندان کی خوبیاں یقینی طور پر پائی جاتی ہیں......یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے......

☆......یہ بات تجربہ میں آچکی ہے کہ پیدا ہونے والا بچہ ظاہری طور پر اپنے باپ کے مشابہ ہوتا ہے یا پھر اس کی شکل وصورت اس کی ماں سے ملا کرتی ہے......اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس کی شکل نہ باپ سے ملتی ہے اور نہ ماں سے ملا کرتی ہے بلکہ اس کے

خاندان کے کسی تیسرے فرد سے ملا کرتی ہے...... چاہے وہ فرد اس کے موجودہ خاندان کا ایک فرد ہو یا اس کا وجود اس کے خاندان کی اوپر کی پیڑیوں میں پایا جاتا ہو......

☆......جب ظاہری طور پر بچوں میں ان کے بزرگوں سے مشابہت پائی جاتی ہے تو کیا بعید؟ کہ ان کے باطن میں بھی اسی طرح کے خیالات پائے جاتے ہوں......اسی مناسبت شدیدہ کے سبب بچے اپنے خاندان سے منسوب ہوا کرتے ہیں اور خود ان کا خاندان ان سے متعلق ہو جایا کرتا ہے......

☆......اکثر و بیشتر ایسا بھی دیکھا گیا ہے...... ہر انسان اپنی فطرت اور اپنے مزاج کے اعتبار سے اپنے خاندان اور نسلی شرافت وعزت پر فخر ومباہات کا اظہار کیا کرتا ہے......اگر چہ اس کا یہ فخریہ انداز تکبر اور غرور کے سبب نہیں ہوا کرتا ہے بلکہ اس کا مقصد صرف اور صرف ''حقیقت کا اظہار کرنا'' ہوتا ہے......اور کہیں کہیں اس کے پیچھے جذبہ تکبر بھی ہوا کرتا ہے......خاص طور سے عرب کی سرزمین پر اس قسم کے جرثومے پائے جاتے تھے......اسی جرثومے کے سبب پورا عرب قبیلوں میں بٹا ہوا تھا ......اور برسہا برس تک ان قبیلوں کے درمیاں جنگ وجدال کی آگ بھڑکتی رہتی تھی......ہمارا ہندوستان بھی اس مزاج سے قطعی طور پر خالی نہیں بلکہ آج بھی اس طرح کا مزاج کئی قوموں کے درمیاں پایا جاتا ہے......مسلمانوں میں بھی اور غیر مسلموں کے یہاں بھی......

☆......جہاں سوسائٹی کے عام لوگوں میں اس طرح کا مزاج پایا جاتا ہو...... وہیں شعرا حضرات بھی اس مزاج سے واقف ہوئے اور اسے اپنی شاعری میں جگہ بھی دی ......اس قسم کی شاعری کو عربی زبان وادب میں ''حماسہ'' کا نام دیا جاتا ہے......جس طرح عربی زبان میں قصیدوں کا رواج عام تھا......ٹھیک اسی طرح اس شاعری کا بھی رواج عام ہو گیا......یہ بات سب کو معلوم ہے کہ تل کو پہاڑ بنانا شاعروں کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہوا کرتا تھا اور پھر کبر وغرور......نخوت وتفوق اور فخر ومباہات تو ان کے مزاج سے بہت زیادہ قریب ہوتے ہیں......اس لیے یہ شاعری ان کے مزاج میں رچ بس گئی......اسی مزاج

نے جنگ وجدال کو ہوادی اور قتل وغارت گری کے ماحول کو گرم کر دیا......

☆......مذہب اسلام نے جب عرب کی سرزمین پر قدم رکھا تو یہاں کا مزاج ہی بدلا بدلا سا تھا......فوری طور پر اسلام اس کی اصلاح کی طرف متوجہ ہوا......کبر وغرور اور بے جا فخر ومباہات کرنے سے منع فرمایا......اسلام نے شاعری کی مخالفت تو نہیں کی مگر اس بات پر زور دیا کہ شاعری کے ذریعہ اخوت و بھائی چارگی اور محبت کے پیغامات عام کیے جائیں......اور اس کے سہارے سماج ومعاشرہ کی اصلاح کی جائے نہ کہ شاعری کے توسط سے نفرت وکدورت پھیلائی جائے......کہ اس طرح کی باتوں سے ماحول بگڑتا ہے لوگوں کے مزاج میں فساد لازم آتا ہے اور فاصلوں میں اضافہ ہوتا ہے جس کے نتیجہ میں ایک انسان دوسرے انسان کا مخالف بن جاتا ہے اور ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ کے مقابلہ میں آجاتا ہے......جب کہ سماج اور معاشرہ کی تشکیل اس بات کا مطالبہ کرتی ہے کہ ایک دوسرے سے قریب ہو جاؤ......آپس میں مل بیٹھو......کچھ اپنی کہو اور کچھ دوسروں کو بھی کہنے دو......کوئی بھی اپنے خاندان کا ذکر کر سکتا ہے......اسلام نے اس کی اجازت دی ہے مگر اس شرط کے ساتھ کہ خاندانی شرافت کا ذکر کیا جائے......دیانت اور امانت کا ذکر کیا جائے......علم وفن اور شعور وادراک کا ذکر کیا جائے غرض یہ ہے کہ خاندان میں جو اچھائیاں ہیں ان کا ذکر کیا جائے مگر اس ذکر میں کبر وغرور کا شائبہ تک نہ ہو......اور جب کوئی تمہیں بزدل کہے یا کمزور وناتواں تصور کرے تو اس وقت یہ کہنے کی اجازت ہے کہ میرا خاندان بھی اعلی ہے......اشرف وبالا ہے......جیسا کہ ایک موقع پر سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: انا ابن عبداللّٰہ کہ میں بھی ’’عبداللّٰہ‘‘ کا بیٹا ہوں......

☆......اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اس جہان گیتی میں جو بچہ آتا ہے اس کا رشتہ خاندان سے جڑا رہتا ہے......بچہ جوں جوں نشوونما پاتا ہے......اسی کے تناسب سے اس کے خاندانی رشتہ میں استحکام بھی بڑھتا رہتا ہے اور ترقی پاتا رہتا ہے......بالآخر ایک وقت ایسا بھی آتا ہے کہ وہ پورے خاندان کا نمائندہ اور ترجمان بن جاتا ہے......کل تک

جو بچہ اپنے خاندان پر ناز کیا کرتا تھا مگر اب اس کی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ خاندان اس پر ناز کیا کرتا ہے...... ماں باپ اور خاندان کے دوسرے افراد بھی اس پر ناز کرنے لگتے ہیں ...... یہ وہ انقلاب ہے جس کے لیے دلیل کی ضرورت نہیں ہوتی ہے بلکہ اس کا وجود خود اہل خاندان کے لیے باعث عزت ہو جایا کرتا ہے......اسی تناظر میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد عالی کو لیا جائے کہ : الحسین منی وانا من حسین......کہ حسین میرا ہے اور میں حسین کا ہوں ...... یہ رشتہ کس قدر گہرا رشتہ ہوا کرتا ہے......کیسا انوکھا اور نرالا ہوا کرتا ہے......ایسا بچہ کتنا مبارک ہوا کرتا ہے اور کس قدر عالی شان ہوا کرتا ہے جو اپنے خاندان کے لیے ناک کا بال ثابت ہو ......

☆ ......سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: الولد سر لابیه کہ بچہ اپنے باپ......اپنے والدین......اپنے آباؤ اجداد......اور اپنے خاندان کے ہر ایک فرد کا ''سربستہ راز'' ہوا کرتا ہے...... یہ ایک سچا اور حق بولتا راز ہے...... جب کسی کے دل میں کسی کا راز چھپا ہوا کرتا ہے تو اس کی اہمیت و افادیت کا اندازہ لگانا مشکل ہو جاتا ہے ......اور جو راز داں ہوا کرتا ہے وہ اپنے دل میں چھپے ہوئے رازوں کی حفاظت کرتا ہے ......کہ یہ راز کسی اور کا راز نہیں ہوتا ہے بلکہ اس کا راز ہوا کرتا ہے جس کے دم قدم سے اس کا وجود ایک معتبر وجود بن جاتا ہے......اور جس کی زندگی کا ایک ایک لمحہ اس کے احسانات کا اسیر ہو جایا کرتا ہے......انسان کی فطرت آزادی کا تقاضہ کرتی ہے......اس کے باوجود کوئی بھی انسان اپنے خاندان سے آزاد رہنا نہیں چاہتا ہے......خاندان سے کوئی آزاد رہے تو کس طرح رہے؟ اسی اسیری نے ہمارے دلوں کے گلشن کو آباد کیا ہے......اور ذہن وفکر کے صحراؤں کو مہکا دیا ہے......اگر دیکھا جائے تو اسی اسیری نے بنجر زمینوں میں لالہ ونسترن اگا دیئے ہیں اور انہیں زعفران کی کھیتیوں میں تبدیل کر دیا ہے......یہی سبب ہے......کوئی بھی انسان اپنی کسی بھی عمر میں اپنے خاندان کے احسانات کو فراموش نہیں کر سکتا ہے اور آئندہ بھی نہیں کر سکے گا......

☆......دور ماضی کے ایک عظیم مفکر......بہت بڑے دانشور......اور لا جواب محقق و مدقق......فقہ و اصول فقہ میں کمال صلاحیت رکھنے والے فرد جلیل نے خاندانی فیوض و برکات اور رحمتوں کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے

تیری نسلِ پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عینِ نور تیرا سب گھرانہ نور کا

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل اور خاندان۔نور کا خاندان ہے......نکہتوں کا خاندان ہے......رحمتوں کا خاندان ہے اسی لیے اس نسلِ پاک میں جو بھی آتا ہے وہ نور کا ہوا کرتا ہے۔اس کا وجود سراپا نکہتوں کا وجود ہوا کرتا ہے اس کے کردار و عمل سے نور و ضیاء کی کرنیں پھوٹتی ہوئی نظر آتی ہیں......یہ کمال کتنا بڑا کمال ہے اور یہ ساری چیزیں صرف نسل کی بدولت حاصل ہوا کرتی ہیں......

حضرت امین شریعت کا خاندان

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ''حضرت امینِ شریعت''جس خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔وہ کیسا خاندان ہے؟ اور اس کے فیوض و برکات کا دائرہ کہاں تک ہے؟ شاید یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے......یہ سب جانتے ہیں کہ ان کا خاندان ایک اعلیٰ خاندان ہے......اہل زہد و ورع کا خاندان ہے......اہل فقہ و تدبر کا خاندان ہے......اس خاندان نے دنیا کو نہیں چاہا ہے بلکہ دین کو چاہا ہے......اس خاندان نے کسی کا بگاڑا نہیں ہے بلکہ بنایا ہے......سنوارا اور سجایا ہے......یہ خاندان اس قدر فیض و برکت کا خاندان ہے کہ اس نے کسی سے نہ کچھ لیا ہے بلکہ سب کو دیا ہے اور خوب دیا ہے اور ایسا دیا ہے کہ اب تک کسی خاندان نے دینے میں اس کی ہمسری کا دعویٰ نہ کیا ہے......یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے اب اگر کوئی سر پھرا اس کے خلاف کچھ بولتا ہے اسے احسان فراموشی سے تعبیر کیا جائے گا......اس خاندان میں ایسے ایسے افراد نے جنم لیا ہے جو خود میں آفتاب و ماہتاب تھے اور نور و نکہت کی خیرات بانٹا کرتے تھے اور بانٹنے والوں میں سب سے آگے رہا

کرتے تھے......انہیں افراد میں سے چند کا ذکر کیا جارہا ہے

☆......حضرت مولانا حسنین رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ ''حضرت امین شریعت کے والد محترم ہیں......اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے سگے بھتیجے......شاگرد رشید اور خلیفہ وداماد ہیں......خود حضرت امین شریعت نے اپنے والد محترم کے تعلق سے تحریر فرمایا۔

حضرت والد ماجد علیہ الرحمۃ میں خاندانی شرافت ونجابت وعلمی قابلیت کے علاوہ اور بھی بے شمار خصوصیات پائی جاتی تھیں ...... خداداد ذہانت......زورقلم......حق گوئی و بیباکی......شگفتگی مزاج ...... حسن اخلاق......فیاضی طبع......سادگی......ایثار و قربانی ...... دین وملت ومخلوق خدا کی خدمت کرنے کا جذبہ......درس وتدریس ......اشاعت وطباعت کے بارے میں ماہرانہ صلاحیت......فتنوں کے سدباب کے لیے زبردست کوششیں......مجلسی گفتگو کے آداب ...... بروقت فیصلہ لینے کی صلاحیت ......انتظامی امور میں فطری رغبت......شعروشاعری سے گہری وابستگی......خوبصورت لب ولہجہ جو دلوں کو موہ لے اور ذہن وفکر میں اتر جائے......سلام ومحبت، صلہ رحمی اور صادق جذبوں کو فروغ دینے میں پیش پیش رہنا......تہذیب وشائستگی......لفظوں کے استعمال میں نرمی اور حلاوت کو پیش نظر رکھنا ...... اور طبیعت میں استغنا کا پایا جانا ......اسی طرح کی اور بھی خصوصیات تھیں جو حضرت امین شریعت کے والد محترم کی ذات و شخصیت میں پائی جاتی تھیں......(خلاصۂ مضمون حضرت امین شریعت)

اوپر جو خصوصیات پیش کی گئیں......وہ خلاصہ ہے حضرت امین شریعت کے ایک مضمون ''برادرزادۂ اعلیٰ حضرت استاذ العلماء مولانا حسنین رضا خاں علیہ الرحمۃ'' کا جو ''مضامین امین شریعت نامی کتاب'' میں شامل ہے......اس خلاصہ سے اس بات کا

اندازہ ہوجاتا ہے کہ حضرت امین شریعت کے والد محترم کن خوبیوں اور انفرادی امتیازات سے مزین تھے؟ ایک بچہ اپنے باپ سے زیادہ مانوس ہوا کرتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ بچہ ہر وقت اپنے والد کے زیر تربیت رہا کرتا ہے اور شعور کی منزل پر قدم رکھتے ہی اپنے والدین اور گھر کے دوسرے افراد کے قول و عمل اور ان کے فکر و خیال ......اصول و نظریات کو اپنی شخصیت میں جذب کرنے لگتا ہے...... یہ ایسی واضح حقیقت ہے جس سے انکار بہت مشکل ہے......

☆......حضرت امین شریعت کے خاندان کی دوسری بہت ساری شخصیات ہیں جن کی حیات کا ایک ایک لمحہ ستاروں کی تابانیوں کو شرمسار کیا کرتا ہے......ان میں ایک ذات میرے مرشد برحق عارف باللہ کی ذات تھی...... جسے دنیا سرکار مفتی اعظم ہند کے لقب سے یاد کیا کرتی ہے ......ان کی ذات جامع صفات تھی جس سے اندھیرے دور رہا کرتے تھے......جو ان کی بارگاہ میں روتا ہوا آتا تھا چند ساعتوں کے بعد ہنستا ہوا چلا جاتا تھا ......اس دور میں کسی ایسی ذات کو دیکھنے کے لیے آنکھیں ترستی ہیں ......حضرت امین شریعت نے سرکار مفتی اعظم ہند کے تعلق سے جو تاثر پیش کیا ہے وہ پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے......

آپ نے مضمون کی ابتدا درج ذیل شعر سے کی ہے......آپ فرماتے ہیں

گر تازہ خواہی داشتن داغہائے سینہ را
گاہے گاہے باز خواں ایں قصہ پارینہ را

اس شعر کا مطلب یہ ہے کہ

اگر اپنے سینہ کے داغ محبت کو ہرا بھرا رکھنا چاہتے ہو تو پرانے قصوں کو کبھی کبھی پڑھ لیا کرو...... کیوں کہ اس کے پڑھنے سے سینہ کا داغ ہرا رہا کرتا ہے اور پھر وہ سدا بہار ہو جایا کرتا ہے......اس شعر میں سینہ کے داغوں سے مراد عشق و محبت کے داغ ہیں اور وفا شعاری کے نشانات ہیں......فلاح و بہبودی اور نیک خوئی کے جذبات ہیں......اور قصہ

پارینہ سے مراد ایک ایسا قصہ ہے جس کا ''مرکزی کردار'' کوئی ''مرد خدا'' ہو......مفہوم کے اعتبار سے اگرچہ اس میں عمومیت پائی جاتی ہے......مگر انداز پیش کش اور اسلوب بیان اس بات کو ثابت کررہا ہے کہ مضمون نگار نے ''مرکزی کردار'' کے طور پر سرکار مفتی اعظم کو مراد لیا ہے...... مضمون نگار کو بہر حال اس بات کا حق پہنچتا ہے کہ وہ کسی کو مراد لے ...... یہ ان کا اپنا حق ہے اس حق کو کوئی چیلنج بھی نہیں کرسکتا ہے......لہٰذا یہ شعر اس بات کو واضح کررہا ہے کہ ''سرکار مفتی اعظم ہند'' کی ذات و شخصیت اور ان سے متعلق جس قدر بھی چیزیں ہیں......وہ سب کی سب ایسی ہیں جن سے ایمان کو تازگی ملتی ہے اور عشق و وفا کے کھیتوں کو سبز و شادابی نصیب ہوتی ہے......اس لیے اس بات کی ضرورت محسوس کی گئی کہ اللہ والوں سے متعلق واقعات و حکایات کا مطالعہ کیا جائے......ایک بار نہیں بلکہ جب جب موقع ملے اس کا مطالعہ کیا جائے

سرکار مفتی اعظم کے تعلق سے حضرت امین شریعت نے اپنا جو تأثر پیش کیا ہے وہ بڑا ہی خوش گوار ہے اور خوش منظر بھی ہے......اس سے اس بات کا بھی اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت امین شریعت کی شخصیت کی تشکیل میں حضرت مفتی اعظم ہند کی شخصیت کا بڑا اہم حصہ رہا ہے ظاہر سی بات ہے جو جس شخصیت سے متأثر ہوتا ہے ان کی شخصیت سے کچھ نہ کچھ ضرور لیتا ہے۔

حضرت امین شریعت کے خاندان میں جو خوبیاں پائی جاتی ہیں وہ بڑی اہم خوبیاں ہیں......ذیل میں انہیں خوبیوں کو اجمالی انداز میں بیان کیا جارہا ہے

☆......دنیا سے عدم رغبتی اور دینی معاملات میں شدید انہماک

☆......نسلی طور پر دیانت شرافت

☆......تسبیح واوراد و وظائف

☆......علم وفکر شعور وادراک

☆......جملہ علوم وفنون میں درک تام

☆......فقہ وتدبر میں کمال مہارت

☆......ایثار وقربانی

☆......دینی مذہبی قیادت

☆......خدمت خلق کا وافر حصہ

☆......ظاہری حسن و جمال

☆......باطنی طور پر تزکیہ نفس اور طہارت قلب

☆......تلاش و جستجو میں آگے بڑھنے کا جذبہ

☆......نبی پاک سے عشق ووفا

☆......سوز وگداز کی کیفیت

☆......شعروسخن

☆......اشاعت علم وفن

حضرت امین شریعت کے خاندان میں یہ خوبیاں کہاں سے آئیں؟......میرے خیال میں یہ بتانے کی ضرورت نہیں...... پوری دنیا جانتی ہے کہ اس خاندان میں یہ کمالات درج ذیل افراد سے آئے ہیں

حضرت علامہ مولانا رضا علی خاں علیہ الرحمۃ

حضرت علامہ مولانا نقی علی خاں علیہ الرحمۃ

حضرت علامہ سیدی اعلی حضرت فاضل بریلوی

حضرت علامہ مولانا حسن رضا خاں بریلوی

حضور حجۃ الاسلام علامہ مولانا حامد رضا خاں

حضور مفسر اعظم ہند وغیرہ

یہ وہ افراد واشخاص ہیں جن کی بدولت خاندان کے مزاج وسرشت میں جمالیت پیدا ہوتی ہے......اور خوبیوں کا بہت بڑا ذخیرہ جمع ہوجاتا ہے...... جہاں تک حضور سیدی

اعلی حضرت کی بات ہے میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ امام احمد رضا فاضل بریلوی کی ذات و شخصیت ......فن ولیاقت ......اور فکر وخیال ......رشک ہمہ جہاں اور فخر ہمہ جہات ہے......انہوں نے جسے چھولیا اسے سونا کر دیا......اور جسے اپنی تربیت میں لے لیا اسے لازوال نعمتوں سے مالا مال کر دیا......اعلی حضرت ایسے باکمال ہیں کہ جوان کا نام لے لیتا ہے وہ کامیاب ہوجاتا ہے......اضطراب کیسا بھی ہو......ان کے دست مقدس کے حسین لمس سے دلوں کو سکون مل جاتا ہے......اور ذہن وفکر میں بہاروں کا موسم آجاتا ہے......کیا دورِ حاضر میں ایسا بھی کوئی خاندان نظر آتا ہے؟

جو بچہ جس خاندان میں جنم لیتا ہے وہ اس خاندان کی روایتوں کا امین ہوا کرتا ہے ......اور اپنے بزرگوں کی خصوصیات کا ترجمان ......بس یہیں سے یہ مسئلہ حل ہوگیا کہ حضرت امین شریعت جب اعلی حضرت فاضل بریلوی کے خاندان میں تشریف لائے تو ان کے علمی فنی اور تہذیبی روایتوں کے صحیح معنی میں امین بن کر آئے ......بچہ بہر حال بچہ ہوتا ہے اور ان کے مزاج میں صلاحیتوں اور استعدادوں کا ایک عظیم ذخیرہ ہوا کرتا ہے ......بس انہیں استعمال کرنے کا ہنر آنا چاہیئے اور یہ ہنر جب حاصل ہوتا ہے جب بچہ کسی کے شخصی آثار وعکوس کے زیر تربیت اپنی شخصیت کی تشکیل کرتا ہے......اس بات میں کوئی شک نہیں کہ حضرت امین شریعت نے اپنے والد محترم اور حضرت مفتی اعظم کے اشارہ ابرو سے اپنی شخصیت کو سنوارا ہے اور اسے کمال تک پہنچایا ہے جیسا انہوں نے کہا آپ نے ویسا ہی کیا ......اس کے بعد حضرت امین شریعت بہترین اور عظیم شخصیت کے مالک ہو گئے ......کسی بھی شخصیت کا تصور آسان ہوا کرتا ہے مگر اس شخصیت کے پاتال تک پہنچ جانا کوئی آسان بات نہیں ہے اس کے لیے جوئے شیر جاری کرنا پڑتا ہے اس کے باوجود کوئی بھی انسان ......دانشور ......اور مفکر اس بات کا دعوی نہیں کرسکتا ہے کہ ہم شخصیت کے پاتال تک پہنچ گئے ہیں ......اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ جو راہ شخصیت کے اندرونی حصہ کو جاتی ہے اس طرح پیچیدہ ہوا کرتی ہے کہ یہ صحیح معنی میں شخصیت کے مالک کے لیے ہی کھلتی

ہے اس کے علاوہ کسی اور کے لیے نہیں کھلتی ہے اس لیے پاتال تک پہنچنے کا دعوی بے سود ہوا کرتا ہے......حضرت امین شریعت کی شخصیت بھی کچھ اسی انداز کی تھی......

جب کسی عظیم شخصیت سے اخذ و استفادہ کا رشتہ مضبوط ہو جاتا ہے......اور اس میں شدت اپنے کمال کو پہنچ جاتی ہے......تو عظیم شخصیت کے آثار وعکوس اور اسرار و رموز کھلنے لگتے ہیں...... جو طبعی طور پر اخاذ ہوا کرتا ہے وہ اپنے سے بڑوں کے اسرار و رموز کو سمیٹ لیتا ہے اور پھر انہیں اپنی شخصیت میں شامل کر لیتا ہے......حضرت امین شریعت نے بھی یہی کیا کہ انہوں نے اپنی شخصیت کی تشکیل یوں ہی نہیں کی...... بلکہ ان کی شخصیت کے پس منظر کسی کا اشارہ ابرو ہے......نور کی ایک کرن ہے......نکہتوں کی برسات ہے ......عنایتوں کا فیضان ہے...... کسی کے وجود کی برکت ہے...... کسی کا قول ہے اور کسی کا عمل ہے......کسی کا جذبہ ہے...... کسی کا سوز ہے...... کسی کا ساز ہے اور کسی کی گداز کیفیت ہے ......آخر وہ کون ہے؟ یہ وہی ہے جس کے بارے میں خود امین شریعت کا تاثر ہے

گر تازہ خواہی داشتن داغہائے سینہ را
گاہے گاہے باز بخواں ایں قصہ پارینہ را

سرکار مفتی اعظم کے لیے اس شعر کو پیش کرنا کسی سطحی کوششوں کا ثمرہ نہیں ہے بلکہ اندرون قلب کی پکار ہے اور ضمیر کی سچی آواز ہے......

کہا جاتا ہے چہرہ ظاہر باطن کا ترجمان ہوا کرتا ہے......جب دل خوش ہوا کرتا ہے تو چہرہ پر بشاشت آ ہی جاتی ہے...... یہ بات صرف کہی نہیں جاتی ہے بلکہ حقیقت میں ایسی ہی ہے......اور جب کسی دل میں فتور رہا کرتا ہے...... بدعقیدگی اور فساد پایا جاتا ہے تو اس وقت چہرہ کا جوزاویہ ہوا کرتا ہے وہ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے یہ باتیں سب پر عیاں ہیں...... بہت سی رہنما صورتوں کو میں نے دیکھا ہے اور پرکھا بھی ہے کہ ان کی صورت اجلی ہوتی ہے اور لباس بھی ایسا سفید ہوتا ہے کہ بس مت پوچھئے ......مگر ان کے چہروں میں نہ ملاحت ہوتی ہے اور نہ ہی کسی قسم کی جاذبیت پائی جاتی ہے......اس سے اس بات کا

اندازہ ہوجاتا ہے کہ ان کے دل کی دنیا سونی سونی ہوتی ہے اور ان کے دل کے آنگن میں صحرا جیسی خاموشی ہوتی ہے اس لیے ان کا چہرا خود ان کے باطن کی چغلی کھاتا ہے......اور جن کے چہرہ پر ملاحت ہوتی ہے شگفتگی اور حسن و جاذبیت ہوتی ہے تو فوری طور پر اس بات کا احساس ہوتا ہے کہ ان کا دل واقعی دل ہے اور ان کا سر واقعی سر ہے......جن لوگوں نے حضرت امین شریعت کو دیکھا ہے اور ان کے رخ زیبا کی زیارت کی ہے وہ اس بات کے گواہ ہیں ......کہ ان کا چہرہ کسی کے چہرہ کی مانند ہے......ان کا خاموش رہنا اور ان کا بولنا کسی کے خاموش رہنے اور کسی کے بولنے جیسا ہے اسی لیے اہل زمانہ نے انہیں ہم شبیہ مفتی اعظم کہا......کہ ان کا دل بھی ان کے دل کے جیسا ہے......انہیں کے لمحات حیات کی روشنی میں حضرت امین شریعت نے اپنی حیات کے ہر ایک گوشہ کو تابانی دی ہے......اور اس کو بنانے سنوارنے میں کوشش کی ......ایام تشکیل سے گزرنے کے بعد حضرت امین شریعت ایک ایسی منزل پر کھڑے ہوگئے جہاں ان کی شخصیت پر ہر ایک لقب زیب دینے لگا......اس منزل پر بھی آپ تنہا نہ تھے بلکہ آپ کے ساتھ حضور مفتی اعظم ہند کی دعائیں تھیں......اور ان کا اعتماد تھا

میں نے اس سے پہلے اس بات کا دعوی کیا تھا کہ بچہ اپنے آبا ؤ اجداد کا سربستہ راز ہوا کرتا ہے اور یہ ایسا راز ہوا کرتا ہے جو موقعہ ملتے ہی وہ راز کھلنے لگتا ہے یعنی ان کی ذات وشخصیت میں جو صلاحتیں مضمر ہوا کرتی ہیں وہ قوت سے فعلیت میں آنے لگتی ہیں اسی کو ''راز کا افشاء ہونا'' کہا جاتا ہے......

سربستہ راز کس طرح افشاء ہوا کرتا ہے؟

☆......حضرت امین شریعت سند فراغت کے حصول کے بعد خاموش نہیں بیٹھے بلکہ اپنی پوری توجہ درس وتدریس کی طرف مرکوز کردی......درس وتدریس کوئی آسان کام نہیں ہے بلکہ یہ ایک مشکل امر ہے جو اس میدان میں کامیاب ہوجاتا ہے وہ اپنے وقت کا ایک کامل ستارہ ہوا کرتا ہے اور علم وفن شعور وادراک کا ایک ایسا نیر تاباں بن جاتا ہے۔

جس کی ایک ایک کرن رشد و ہدایت کا پیغام دیتی ہے......اور سماج و معاشرہ کی اصلاح کا کام انجام دیتی ہے......نگاہوں سے پلانا آسان ہوا کرتا ہے مگر کتابوں سے پلانا مشکل ہوا کرتا ہے......اس کی وجہ یہ ہے کہ نگاہوں سے پلانے کو"کرامت" سے تعبیر کیا جاتا ہے......مگر کتابوں سے پلانے کو" فطری ارتقاء" اور سنجیدہ کوشش کا نام دیا جاتا ہے ...... جہاں قدم قدم پر خطرہ لاحق ہوا کرتا ہے کبھی اس راہ میں نفس سرکشی پر اتر جاتا ہے اور کبھی شیاطین کے وسوسوں سے بچتے بچاتے خود کو نکالنا پڑتا ہے......نگاہوں سے پلانا انفرادیت پر مبنی ہوا کرتا ہے کہ پینے والا بھی منفرد ہوا کرتا ہے اور پلانے والا بھی منفرد ہوا کرتا ہے اور جہاں سنجیدہ طور پر پلانے کی کوشش کی جاتی ہے وہاں نہ پینے والے تنہا ہوا کرتے ہیں اور نہ پلانے والا اکیلا ہوتا ہے......ہوسکتا ہے کوئی کہے کہ میاں یہ کیا بات ہے ؟ مدرس تو تنہا ہی ہوا کرتا ہے......میں کہونگا......ہاں ہاں وہ تنہا ضرور ہوا کرتا ہے مگر ان کا انداز تدریس عمومی انداز کا ہوا کرتا ہے کوئی بھی درس گاہ میں آئے اسے پینے کی اجازت ہوا کرتی ہے......درسگاہ کا فیضان عام ہوا کرتا ہے۔ یہاں منھ دیکھ کر کام نہیں کیا جاتا ہے خواہ درس و تدریس اور رشد و ہدایت کی بزم مدرسہ کی چہار دیواری میں سجائی جائے......یا پھر خانقاہ میں اس کی تقریب منعقد کی جائے......دونوں تقاریب کا مقصد ایک ہوا کرتا ہے......ان کے اہداف اور تناظر بھی ایک جیسے ہوتے ہیں......عوامی سطح پر اگر کوئی فرق محسوس کیا جاتا ہے تو صرف اس قدر کہ مدرسوں میں فکر و خیال روشن کیے جاتے ہیں اور خانقاہوں میں دل کی دنیا سنواری جاتی ہے...... جہاں تک افادیت اور اہمیت کی بات ہے تو اس بارے میں عرض ہے......افادیت میں مدارس بھی کسی سے کم نہیں ہیں......

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدارس کو ہی ترجیح دی ہے جیسا کہ ایک روایت میں کہ

☆......سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے تو دیکھا کہ مسجد میں دو مجلسیں سجی ہوئی ہیں، ایک مجلس درس و تدریس کی ہے اور دوسری مجلس ذکر و فکر کی ہے......ایک مجلس رشد و ہدایت کی ہے

اور دوسری مجلس میں خود کو سنوارنے کا کام کیا جا رہا ہے......سرکار
دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی مجلس کو پسند فرمایا اور اسی مجلس میں
جلوہ بار ہوئے......

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مدرسوں سے جو فیضان جاری ہوتا ہے وہ اہمیت رکھتا ہے......حضرت امین شریعت پہلی مجلس کے روح رواں ہوئے اور آپ نے درس وتدریس کے دوران ایسے جواہر پارے بکھیرے ہیں کہ ان کی تاب وتوانائی آج بھی محسوس کی جارہی ہے......آپ نے ''جامعہ مظہر اسلام مسجد بی بی جی بریلی شریف سے درس و تدریس کی ابتدا فرمائی......اس کے بعد آپ ہلدوانی بھی تشریف لے گئے اور وہاں بھی درس وتدریس جاری رکھا......ان کی مجلس میں شریک ہونے والوں نے بتایا کہ آپ اس میدان میں زبردست کامیاب ہوئے......تدریس کا اسلوب اس قدر دلچسپ ہوا کرتا تھا کہ طلبہ آپ کی مجلس سے غیر حاضر نہیں ہوتے تھے بلکہ طلبہ آپ کی تدریس کے منتظر رہا کرتے تھے......جو سوال ہوتا آپ اس کا اطمینان بخش جواب مرحمت فرماتے...... جذبات اور مفہوم کے بیان کرنے کا انداز اس قدر خوشگوار ہوا کرتا تھا کہ طلبہ آپ کی درسگاہ میں ہمہ تن گوش رہا کرتے تھے اور آپ جس بات کا درس دیا کرتے تھے......اسے نہایت ہی غور سے سنا کرتے تھے......اپنے فکر وخیال کو سنوارتے تھے اور جذبات و کیفیات میں بھی سبز وشادابی لایا کرتے تھے......جہاں جہاں آپ نے درس دیا وہاں وہاں آپ کامیاب ہوئے......درس وتدریس کے تعلق سے ورثہ کے طور پر جو صلاحیت ملی تھی......عملی طور پر آپ نے اسے پیش کیا اور اس میں کامیاب بھی ہوئے......یہی وہ راز ہے جسے آپ نے افشاء فرمایا......

☆......سرکار مفتی اعظم کا کرم تو دیکھیئے کہ آپ نے انہیں شرف غلامی سے نوازا ......خلافت واجازت بھی عطا فرمائی......اور اس راہ کے نشیب وفراز سے بھی آگاہ کردیا ......لذت خیال ودل کیا ہے؟ اس سے بھی روشناس فرمایا......کیا یہ عنایتیں اتفاق کا درجہ

رکھتی ہیں ......؟۔نہیں ہر گز نہیں ! بلکہ یہ ایسا ہی ہے جیسے کسی کو کسی میدان میں اتار نے سے پہلے سنوارا اور سجایا جاتا ہے......

☆......کبھی کبھی شخصیت میں بھی سورج کی تابانی...... چاند کی چاندنی اور پھولوں کی مہک پائی جاتی ہے......اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ’’حضور امین شریعت‘‘ میں یہ ساری خوبیاں پائی جاتی تھیں......اب دیکھنا یہ ہے کہ آپ کہاں کہاں چمکے......؟ آپ کی چاندنی نے کیا کیا کرشمہ دکھایا؟ اور کسے مہکایا اور کہاں تک مہکایا؟ اس بابت جناب مولانا اشرف رضا فرماتے ہیں......

> ۱۹۶۳ء میں حضرت کانکیر تشریف لائے......حضور امین شریعت جب کانکیر تشریف لائے اور شہر کانکیر کا نظارہ کیا تو حضرت نے فرمایا یہ تو وہی ہے جسے میں نے خواب میں دیکھا تھا...... کہ ایک ندی (جسے دودھ کی ندی) کہا جاتا ہے جس میں آگے آگے حضور مفتی اعظم ہیں ان کے پیچھے مفتی عبد الرشید فتحپوری اشرفی علیہ الرحمۃ ہیں اور ان کے پیچھے میں ......ایک اور روایت ہے جسے حضرت مفتی محمد یامین صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان نے فرمایا: چھتیس گڑھ سے کچھ لوگ حضور مفتی اعظم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض فرمایا حضور چھتیس گڑھ کے لیے کوئی مولانا چاہیے......سرکار نے ان کے کہنے کی بنیاد پر فرمایا......آپ سبطین میاں کو لے جائیں میرے بڑے خاص ہیں......مجھے ان کی ذات پر بھروسہ ہے کہ ان کا کہا میرا کہا ہے۔
>
> (مضامین امین شریعت)

حضرت امین شریعت نے جو خواب دیکھا اس میں کچھ مضمرات ہیں جن کی جانب اشارہ کرنا مناسب تصور کرتا ہوں......

☆......جب کوئی عظیم انسان کسی علاقہ کو خواب میں دیکھا کرتا ہے تو اس کا

مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس انسان کا اس علاقہ سے کوئی خاص تعلق ہے اگر چہ ظاہری طور پر اس تعلق کی وجہ سمجھ میں نہ آتی ہو...... یہ راز اس وقت کھلا کرتا ہے جب وہ علاقہ اس کے زیر نگیں ہو جایا کرتا ہے......

☆......کسی علاقہ کو خواب میں دیکھنے اور دکھانے کا ایک مقصد یہ بھی ہوتا ہے کہ اسی علاقہ کو اس کی خدمات کا محور قرار دیا گیا ہے......اس طرح کسی علاقہ کو خواب میں دیکھنا ہمارے بہت سے بزرگوں سے منقول ہے کہ انہوں نے کسی بنجر علاقہ کو دیکھا اور پھر اسے رشد و ہدایت کے ذریعہ سبز و شاداب کر دیا......صحرا دیکھا اور اسے چمن بنا دیا......تپتی ہوئی زمیں دیکھی اور پھر اپنے دامن کی ٹھنڈی ہوا سے اس زمیں کو راحت جاں کر دیا ......کفرستان پہنچے اور ایمان ویقین کے سہارے اسے ''کشت زعفران'' کر دیا......

حضور امین شریعت نے بھی خواب میں کسی علاقہ کو دیکھا ہے......اور اس علاقہ کو انہوں نے اسی انداز میں لیا ہے جیسا کہ بزرگان دین لیا کرتے ہیں......

☆......حضرت امین شریعت نے خواب میں ''دودھ کی ندی'' دیکھی ......اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہاں ''دودھ کی ندی'' سے کیا مراد ہے؟ کیا واقعی ''دودھ کی ندی ''ہی مراد ہے؟ نہیں! اس لیے کہ واقعی طور پر ''دودھ کی ندی'' مراد لینا خلاف واقعہ ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اب تک میری آنکھوں نے ......نہیں......بلکہ کسی کی آنکھوں نے ''دودھ کی ندی نہیں دیکھی ہے''......اور یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جہاں کسی جملہ کا حقیقی معنیٰ مراد لینا دشوار ہوتا ہے تو وہاں اس سے مجازی معنی مراد لیا جاتا ہے لہٰذا یہاں بھی اس سے مجازی معنیٰ ہی مراد لیا جائے گا......فرہاد وہ پہلا شخص ہے جس نے ''دودھ کی نہر'' جاری کی تھی یعنی انہوں نے شیریں کو پانے کے لیے اپنے گھر سے لے کر شریں کے گھر تک پتھروں کو تراش کر ایک نہر جاری کی اور وہ نہر ایسی معلوم ہوتی تھی جیسے کوئی ''دودھ کی نہر ''ہو......اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ حضرت امین شریعت نے بھی اپنے علاقہ میں اس قدر محنت کی اور دعوت وتبلیغ کا ایسا سلسلہ جاری کیا کہ کانکیر اور چھتیس گڑھ دودھ کی ندی

کی مانند ہوگیا......اور کیوں نہ ہو کہ انہیں کی کوششوں سے یہ علاقہ چمن زار بنا......میں نے لوگوں کی زبانی سنا ہے کہ کانکیر میں بدعقیدگی برائے نام ہے ......اس علاقہ کے تمام مسلمان ''مسلک اعلی حضرت'' کے حامی ہیں

آپ آسمان سنیت کے چاند ہیں۔جن کی ضیاپاش کرنوں نے نہ صرف چھتیس گڑھ بلکہ پورے ہندوستان کے خطہ کو بقعہ نور بنادیا جس زمانہ میں حضور امین شریعت کانکیر چھتیس گڑھ تشریف لائے اس وقت پوری مسلم آبادی جہالت میں ڈوبی ہوئی تھی۔آپ نے اس ماحول میں نہایت استقلال و استقامت کے ساتھ رضائے الٰہی پر قائم رہتے ہوئے علم ومعرفت کی شمع روشن کی۔چھتیس گڑھ اور ہندوستان کے اکثر اضلاع کا دورہ فرمایا۔جدھر گزرجاتے آبادیاں ٹوٹ پڑتیں ......انسانوں کا میلہ لگ جاتا عاشقوں کا ہجوم قابل دید ہوتا۔

ان کا پتہ نہ پوچھو آگے بڑھے چلو
ہوگا کسی گلی میں میلا لگا ہوا

حکومت کی تاریک اور گھنونی فضاؤں نے بارہا آنکھیں دکھائیں۔ لیکن آپ کی جبین اقدس پر کسی وقت بھی شکن نہ آئی......آپ نے خدا کے بھٹکے ہوئے بندوں کو معبود حقیقی اللہ وحدہ لا شریک کی وحدانیت ومعرفت کی طرف بلایا......جس کی وجہ سے آپ کو نہ جانے کن کن اذیتوں کا سامنا کرنا پڑا۔آپ نے معاشرے کو خرافات سے حسنات......اور برائی سے بھلائی کی طرف دعوت دی۔

(مضامین امین شریعت ص ۳۰)

جو مرد مجاہد ہوا کرتا ہے اسے کسی چیز سے نہ خوف لاحق ہوتا ہے اور نہ وہ کسی بات سے غمزدہ ہوا کرتا ہے......اس کے سامنے صرف اس کا مقصد ہوا کرتا ہے اور وہی مقصد

اس کے پیشِ نظر رہا کرتا ہے آندھی آئے یا طوفان ......راستہ میں پہاڑ آئے یا دریا ان تمام چیزوں کی طرف ان کا دھیان ہی نہیں جاتا ہے......اوپر ’’مضامین امین شریعت ‘‘کے حوالہ سے جو عبارت پیش کی گئی......اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ امین شریعت علیہ الرحمۃ ایک مرد مجاہد کی طرح میدان میں ڈٹے رہے اور جو بھی فتنہ یا دقتیں سامنے آئیں ان سے نہایت ہی خوبصورتی کے ساتھ نپٹ لیا کرتے تھے......نہ کبھی مایوس ہوئے اور نہ ہی ناکامی کو پنپنے کا موقع دیا......یہی تو اللہ والوں کی شان ہوا کرتی ہے اور مرد مجاہد کا کرشمہ ہوا کرتا ہے......اس بنیاد پر مجھے یہ کہنے میں کوئی عار نہیں......کہ امین شریعت بہر حال کامیاب ہوئے اور انہوں نے کانکیر کو ایسا کر دیا جیسے وہاں دودھ کی کوئی ندی جاری ہو......اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت امین شریعت نے کسی غیر کو پنپنے کا موقع ہی نہیں دیا ۔

آگے آگے سرکار مفتی اعظم کو دیکھنا اس بات کی علامت ہے کہ حضرت نے جو بھی کام کیا......اس میں سرکار مفتی اعظم ہند کا ارادہ بھی شامل ہے......اور ان کی دعائیں رہنما کی حیثیت رکھتی ہیں......

☆......حضرت جب بستر علالت پر تھے تو کانکیر سے کچھ لوگ حضرت کی بارگاہ میں حاضر ہوئے......اور عرض کیا: حضرت کانکیر تشریف لے چلیں......آپ کے بنا سب کچھ سونا سونا سا لگ رہا ہے......اس کے جواب میں آپ نے فرمایا: نہیں مجھے میرے مرشد نے جس کام سے بھیجا تھا میں نے اسے پورا کر دیا ہے......اب وہاں میری ضرورت نہیں......اس کے بعد آپ راہی ملک بقا ہو گئے انا للہ و انا الیہ راجعون......

حضرت امین شریعت اب ہمارے درمیاں نہیں ہیں......مگر ان کی دینی مذہبی اور علمی فکری خدمات ہیں......ان کے کارنامے اور کرشمے ہیں......ان کی یادیں ہیں...... ان کے تذکرے ہیں......جو ان کی محبت کو تازہ کرتے رہیں گے......حضور امین شریعت اس جہان فانی سے رخصت ہو گئے مگر ان کے اجالے ہیں......اور ان کے فکر و دانش کی

تابانیاں ہیں ...... جو دل اور دماغ دونوں کو تاباں کر رہی ہیں ...... یہ بات حقیقت ہے جو یہاں آتا ہے وہ جانے کے لیے ہی آتا ہے یہاں رکنے کے لیے کوئی بھی نہیں آتا ہے ...... مانا کہ دل کا شیشہ بڑا نازک ہوا کرتا ہے جو ذرا سی ٹھیس لگنے پر چکنا چور ہو جاتا ہے ...... اس کے باوجود دلوں کو سنبھالا جاتا ہے اور آنکھوں سے گرتے ہوئے آنسوؤں کو روکا جاتا ہے...... اور یہ اسی وقت ممکن ہوسکتا ہے جب اسے اس بات کا یقین ہو جائے کہ

آنکھیں رو رو کے سجانے والے
جانے والے نہیں آنے والے

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ جانے والا کامیاب ہو کر گیا ہے ...... اجالوں کو اپنے دامن میں سمیٹ کر گیا ہے اور اندھیروں کو ان کے اپنے گھروں میں قید کر کے گیا ہے ...... نہ جانے کتنوں کا نصیبہ بیدار کر کے گیا ہے ...... جو اس طرح جاتا ہے تو پھر وہ جاتا نہیں ہے بلکہ اپنا لباس ہستی بدل دیتا ہے اور رونے والوں کو یہ پیغام دیتا ہوا جاتا ہے کہ

میرے جنازے پہ رونے والو! فریب میں ہو بغور دیکھو
مرا نہیں ہوں غمِ نبی میں لباسِ ہستی بدل گیا ہوں

جو غم نبی میں اس جہاں سے جاتا ہے وہ مرتا نہیں ہے صرف لباس ہستی بدل دیتا ہے ...... اور پھر ان کی نئی زندگی کی شروعات ہو جاتی ہے ...... میں نے حضور امین شریعت کو پہلی بار بنارس میں دیکھا تھا ...... یہ اس وقت کی بات ہے جب میں طالب علم تھا اور حضرت کسی کانفرنس میں تشریف لائے تھے اور حضرت علامہ مولانا مفتی محمد یامین صاحب قبلہ کے اصرار پر حضور امین شریعت کا قیام ''انجمن ترقی اہلسنت'' بھیلو پورہ بنارس کی بلڈنگ میں تھا ...... اس طرح مجھے بھی حضرت کی خدمت کا موقع ملا تھا ...... میں نے حضرت کے عمل وقول سے اتباع سنت اور عشق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو چھلکتے ہوئے دیکھا تھا اور اسی وقت میرے ذہن و دماغ نے ان کی شخصیت اور پابندی شریعت کے التزام کو دیکھتے ہوئے سمجھ لیا تھا کہ یہ شخصیت کوئی غیر معمولی شخصیت ہے ...... یہ کوئی مرد خدا ہے اور

ان کی شان مرد مجاہد کی شان ہے......اس کے علاوہ درسگاہ میں کبھی کبھی حضرت مفتی محمد یامین صاحب علیہ الرحمۃ ان کا تذکرہ محبت بھرے انداز میں کیا کرتے تھے......ان کی شفقت اور محبت کا یہ عالم تھا...... ہر سال تراویح کے لیے مفتی صاحب قبلہ کو مدعو کیا کرتے تھے اور جب آپ کانکیر سے تشریف لاتے تو حضرت کا خوب تذکرہ فرماتے ان کی شفقتوں محبتوں کا خوب خوب ذکر فرماتے......اس طرح میرے دل میں بھی ان کی محبت رچ بس گئی تھی......اور پھر دید کا اشتیاق اس قدر مشتعل ہوا کہ میں حضرت امین شریعت سے ملاقات کے لیے بریلی شریف حاضر ہوا......حضرت کی باتوں میں بڑا لطف آتا کیا شیریں الفاظ اور شگفتہ جملے ہوتے ؟ کہ ایک ایک لفظ سے نور کی کرنیں پھوٹتی تھیں اور خوشبوؤں کی لپٹیں اٹھتی ہوئی محسوس ہوتی تھیں...... باتوں باتوں میں آپ وہ جواہر پارے بیان کر دیا کرتے تھے جنہیں بیان کرنے کے لیے اوروں کو کافی محنت کرنی پڑتی تھی......اور ہفتوں ریہرسل کی ضرورت محسوس ہوا کرتی تھی......آپ کی مجلسی گفتگو میں مختلف موضوعات ہوا کرتے تھے...... بات کہنے کا ڈھب بڑا عمدہ ہوا کرتا تھا لب ولہجہ میں متانت اور سنجیدگی ہوا کرتی تھی ......کہیں استعارہ ہوا کرتا تھا اور کہیں رمز و کنایہ ......اور کبھی تشبیہ کے روپ میں بڑی سی بڑی بات بیان کر دیتے تھے......ان تمام پہلوؤں کے پیش نظر اس بات کا اندازہ ہوتا تھا کہ حضرت امین شریعت کو اردو ادب پر بھی کافی مہارت حاصل تھی...... بسا اوقات زبان و بیان میں روزمرہ کی بولیوں کی جھلک پائی جاتی تھی اور کبھی کبھی محاوروں کا بھی استعمال کیا کرتے تھے......اور ضرب الامثال سے بھی کام لیا کرتے تھے......محاوروں اور کہاوتوں کی شدت امتزاج رنگ سخن کو دوآتشہ کر دیا کرتی تھی ......اور محفل کے رنگ میں شوخی کا عنصر غالب آجاتا......اب ایسی محفل کہاں نصیب ہوگی؟ بس رونا اسی بات کا ہے......

بس یہی باتیں ہیں جو رہ رہ کر یاد آتی ہیں اور حضرت کی یادوں کا چراغ دل کے نہاں خانوں میں روشن ہو جاتا ہے......کبھی صحبت سے ایمان تازہ ہوا کرتا ہے اور کبھی

یادوں سے بھی ایمان میں تروتازگی آتی ہے......شخصیت بھی ہمارے لیے مفید ہے اور شخصیت کے کرشمے بھی فائدے دیا کرتے ہیں......اس لیے ہم سنیوں کے دونوں ہاتھوں میں لڈو ہے......مرشد کی حیات میں ان کی شخصیت اور بعد ممات ان کی یادیں......بس دعا ہے یہ دونوں سلامت رہیں......اور ہم سنیوں کا ایمان تازہ رہے

حضرت معاذ بن جبل فرماتے ہیں: اجلس بنا نومن ساعة کہ ہمارے ساتھ بیٹھئے کہ تھوڑی دیر ایمان تازہ کریں......اس سے ثابت ہوتا ہے صحابہ کے ساتھ بیٹھنے سے ایمان تازہ رہتا ہے......تابعی اور تبع تابعین کے ساتھ رہنے سے بھی ایمان تازہ ہوا کرتا ہے...... یہ باتیں خیرالقرون کی ہیں......کیا اب یہ سلسلہ بند ہو گیا نہیں یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے......علماء کرام انبیاء عظام کے نائب ہیں ان کے وارث ہیں اس لیے ان کے پاس بیٹھنے سے ایمان تازہ ہوا کرتا ہے...... یہ ہمارے مشائخ ہیں......اغواث و اقطاب ہیں......ابدال ہیں ایسے عظیم افراد کی صحبت سے بھی ایمان میں تازگی آتی ہے شگفتگی و روحانیت میں اضافہ ہوا کرتا ہے......مگر شرط یہ ہے کہ ان کی معیت ہو...... چاہے وہ ظاہری معیت ہو یا پھر باطنی معیت ہو......ظاہری معیت یہ کہ زندگی میں کسی شخصیت کے ساتھ رہنا ہے اور باطنی معیت یہ ہے کہ بعد وصال ان کے مزارات پر حاضری دینا ہے......اور ان کی یادوں کے سہارے اپنی زندگی بسر کرنا ہے......کیا یہ حقیقت نہیں؛ کہ بعد وصال تو اہل تصرف کے ہاتھ بہت ہی لمبے ہو جاتے ہیں......کہ بگڑے ہوئے انسانوں کو سنوار دیتے ہیں اور سنورے ہوئے انسانوں کو بگڑنے نہیں دیتے ہیں......اسی لیے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں

سن لیں اعداء میں بگڑنے کا نہیں
وہ سلامت ہیں بنانے والے

ہماری جماعت میں ابھی بھی ایسے بہت سے افراد پائے جاتے ہیں......جن کے اقوال سے بھی ایمان و عقیدہ میں تازگی آتی ہے اور ان کے اعمال سے بھی دلوں کو کیف و

نشاط حاصل ہوا کرتا ہے......روحانیت بھی ہماری جماعت میں ہے اور سلوک کے درجات پر فائز ہونے والے اشخاص بھی موجود ہیں......غیروں کے یہاں کچھ نہیں ہے......ان کے یہاں نہ اس دنیا میں ہے اور نہ اس دنیا میں ہے......کہ وہاں وہی ہوتا ہے جو یہاں سے ہو کر جاتا ہے اور جو یہاں نہیں ہوتا ہے تو وہ وہاں بھی نہیں ہوسکتا ہے......کہ ضابطہ یہی ہے......امام احمد رضا فاضل بریلوی فرماتے ہیں کہ

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

حضرت امین شریعت کے مریدو! آپ کو مبارک ہو......اور سو بار بلکہ ہزار بار مبارک ہو......کہ آپ کو ایسا پیر ملا جو صحیح معنی میں پیر ہے......ان کا دل یہاں بھی روشن تھا اور وہاں بھی روشن رہے گا......وہ یہاں بھی مقبول تھا اور وہاں بھی مقبول ہی رہے گا......اس کا سبب یہ ہے کہ حضور امین شریعت اسی جہاں میں اپنے رسول کی پناہ میں تھے اور انہیں کے سہارے ان کی زندگی بسر ہوا کرتی تھی......آپ کا پیر اس عالم میں اس جہان گیتی سے گیا وہ اللہ سے راضی تھا......کہ آپ نے تکالیف کو برداشت کیا......اذیتیں سہیں ......دقتوں کا سامنا کیا مگر اپنی زبان سے اُف نہ کیا کہ وہ دوست کی رضا پر راضی تھا ......اور اللہ ان سے راضی تھا......یہی چیزیں قبولیت کی علامتیں ہوا کرتی ہیں......یوں تو ابھی بہت کچھ لکھنے کو باقی ہے مگر میں طوالت کے خوف سے اپنی بات اس دعا پر ختم کرتا ہوں......کہ پروردگار عالم ان کے مرقد انور پر رحمت وانوار کی بارش کرے آمین ثم آمین

مدرسہ شمس العلوم گھنٹہ گھر بدایوں

حضور امینِ شریعت اور اتباع شریعت

مولانا مفتی محمد ابو طالب خان نوری

حضور امین شریعت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہ کے برادر اوسط استاذ زمن حضرت حسن رضا خاں حسنؔ بریلوی علیہ الرحمہ کے پوتے ہیں۔ آپ بریلی شریف میں پیدا ہوئے، بریلی شریف میں پلے، بڑھے، جوان ہوئے، بریلی شریف ہی میں تعلیم وتربیت پائی اور دار العلوم مظہر اسلام سے سند فضیلت حاصل کی۔

حضور امین شریعت علوم نقلیہ اور عقلیہ کے جامع تھے ایک باصلاحیت عالم دین ہونے کے ساتھ شریعت پر عامل بھی تھے آپ کی ذات زہد وتقویٰ سے مزین تھی، شرافت ونجابت سے متصف تھی، آپ امت مسلمہ کے لیے فخر روزگار تھے آپ آسمان علم وادب کے درخشندہ آفتاب تھے، حضرت امین شریعت گلستان فقہ حنفی کے صدا بہار پھول تھے حضور امین شریعت نہایت ہی نفاست پسند، پاکیزگی وطہارت، مجد وشرف، تواضع و انکساری، حلم وبردباری، مروت وخلوص، خوف آخرت، عمل بالسنۃ غرض یہ کہ تمام اوصاف جمیلہ اور اخلاق عالیہ کے جامع تھے شریعت محمدیہ کی پیروی ہی نجات اخروی کا زینہ اور قرب خداوندی کا ذریعہ ہے اس کے بغیر ولایت وکرامت تو کجا کمال ایمان بھی پیدا نہیں ہوتا اس بناء پر اولیاء اللہ اور مقربین بارگاہ الٰہی خود احکام شریعت کے پیروکار رہے اور دوسروں کو اس کی ترغیب دیتے رہے، حضور امین شریعت احکام شرعیہ پر بڑی سختی سے عمل پیرا تھے خود راقم الحروف کا مشاہدہ ہے غالباً ۱۹۹۸ء میں نبیرۂ استاذ زمن حضرت امین شریعت سے گجرات کے مشہور صنعتی اور تجارتی شہر بھاؤنگر میں میری پہلی ملاقات ہوئی، سفید لباس میں ملبوس آپ بہت حسین لگ رہے تھے، پُرنور چہرہ اور لبوں پر مسکراہٹ، خردنوازی اتنی زیادہ کہ ایک ہی ملاقات میں بڑا متاثر ہوا سب سے خاص بات

جو میں نے آپ کے اندر دیکھی وہ یہ تھی کہ آپ پر فقہ اور شریعت کا رنگ غالب تھا جیسے ہی نماز کا وقت ہوتا اہل محفل کو حکم دیتے کہ آپ حضرات جلدی سے وضو کر لیجئے تا کہ نماز ادا کر لی جائے۔ محفل میں ہوتے یا اسٹیج پر، دسترخوان پر ہوتے یا بستر استراحت پر، ہر جگہ سنت نبوی پر عمل کرتے۔ آپ کے اس پاکیزہ کردار کو دیکھ کر بہت سے سنی مسلمان آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہو گئے تھے اور یہ اتباع شریعت کا ہی جذبہ تھا کہ آپ علمائے کرام کا بے حد اعزاز و اکرام کرتے کیونکہ قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں علمائے دین کے فضائل و مناقب موجود ہیں چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

یرفع اللہ الذین منکم والذین اوتو العلم درجت۔

(پ۱۱، سورہ مجادلہ)

اللہ تعالیٰ بلند کرے گا تم میں سے ان لوگوں کو جو کہ ایمان لائے اور ان لوگوں کو جنھیں علم سے نوازا گیا درجوں۔

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں حضرت عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں "**العلماء درجت فوق المومنین بسبع مائة درجة ما بین الدرجتین سیدة خمس مائة عام**

(احیاء العلوم الدین للغزالی)

علمائے کرام کا درجہ عام مومنین سے سات سو گنا بلند ہے اور ایک درجہ سے دوسرے کا فاصلہ پانچ سو سال کا راستہ ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "**من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین**" (ترمذی شریف، جلد دوم صفحہ ۹۳) اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کا عالم وفقیہ بنا دیتا ہے۔

قرآن واحادیث کے ان احکام وفضائل اور سلف صالحین کی نصیحتوں کے پیش نظر حضرت امین شریعت علیہ الرحمہ علمائے کرام اور فقہائے عظام کے اعزاز و اکرام میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھتے بلکہ اپنے شہزادوں اور مریدین کو بھی اس کی نصیحت کرتے جب کہ عام

طور سے موجودہ مشائخ عظام علماے کرام کو اتنی اہمیت نہیں دیتے۔ الّا ما شاء اللہ مگر حضور امین شریعت علیہ الرحمہ علماے کرام کو ہر طرح سے نوازتے تھے اور جب عوام الناس میں ہوتے تو شریعت کے مسائل خاص طور سے بیان کرتے اور آخر میں فرماتے کہ آپ لوگ جہاں بھی رہیں شریعت کی اتباع کرتے رہیں اگر دستر خوان پر کھانا کھانے بیٹھیں تو پہلے بسم اللہ پڑھیں۔ کون سی چیز پہلے کھائی جاے کون سی چیز بیچ میں اور کون سی چیز بعد میں اور جب دستر خوان پر علماء اور مشائخ بھی موجود ہوں تو سب سے پہلے علماء اور مشائخ کے ہاتھ دھلانا چاہیے اس کی وجہ بھی بیان کرتے کہ انھیں انتظار نہ کرنا پڑے۔

بھاؤنگر گجرات کے جلسہ میں دوران تقریر آپ نے سامعین سے فرمایا کہ شریعت کا ایک اہم مسئلہ آپ لوگ پوری توجہ کے ساتھ سماعت کرلیں اس وقت اسٹیج پر میں بھی موجود تھا۔ آپ نے فرمایا نحوست کے وہمی تصورات کے شکار لوگ ماہ صفر کو مصیبتوں اور آفتوں کے اترنے کا مہینہ سمجھتے ہیں خصوصاً اس کی ابتدائی تیرہ تاریخیں جنھیں تیرہ تیزی کہا جاتا ہے بہت منحوس تصور کی جاتی ہیں وہمی لوگوں کا یہ ذہن بنا ہوتا ہے کہ صفر کے مہینے میں نیا کاروبار شروع نہیں کرنا چاہیے نقصان کا خطرہ ہے سفر کرنے سے بچنا چاہیے ایکسیڈنٹ کا اندیشہ ہے، شادیاں نہ کریں بچیوں کی رخصتی نہ کریں گھر برباد ہونے کا امکان ہے۔ ایسے لوگ بڑا کاروبار اور لین دین نہیں کرتے گھر سے باہر آمدورفت میں کمی کر دیتے ہیں اس گمان کے ساتھ کے آفات و بلیات کے شکار نہ ہو جائیں، اپنے گھر کے ایک ایک سامان اور برتن کو جھاڑتے ہیں اس طرح اگر کسی کے گھر میں صفر کے مہینے میں میت ہوگئی تو اسے منحوس سمجھتے ہیں۔ اگر اس گھر میں اپنے لڑکے یا لڑکی کی نسبت طے ہوئی ہو تو اس کو توڑ دیتے ہیں تیرہ تیزی کے عنوان سے چنے کی نیاز دی جاتی ہے ایسے تو نیاز کرنا مستحب اور باعث ثواب ہے۔ ہر رزق حلال پر ہر ماہ کی ہر تاریخ کو نیاز دی جاسکتی ہے لیکن یہ نہ سمجھنا کہ اگر تیرہ تیزی کی فاتحہ نہ دی اور چنے بھنا کر تقسیم نہ کیے تو کاروبار نہ چلے گا ہم کسی مصیبت میں پھنس جائیں گے۔ یہ بے بنیاد اور باطل خیالات ہیں۔

اس وقت آپ نے جلال سے بھرپور انداز میں لوگوں کو تنبیہہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اے مسلمان بھائیو! صفر کے مہینہ کے تعلق سے عوام کے یہ خیالات باطل ہیں اس لیے کہ آقائے کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "**لا صفر** "یعنی اے مسلمانو! صفر کچھ نہیں۔ (بخاری کتاب الطیب، باب الجذام)۔ محقق علی الاطلاق حضرت علامہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں عوام اسے یعنی صفر کے مہینے کو بلاؤں، حادثات اور آفتوں کے نازل ہونے کا مہینہ قرار دیتے ہیں۔ یہ عقیدہ باطل ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ (اشعۃ اللمعات، فارسی، جلد ۳، صفحہ ۶۶۴)

جس وقت حضرت پیر طریقت نے اپنا خطاب ختم کیا پورے مجمع نے بڑے ہی والہانہ انداز میں عرض کیا کہ حضور آج آپ نے ایسی تقریر کی ہے کہ کوئی بھی مسلمان اس نصیحت پر عمل کرے گا یقینا وہ کامیاب ہوجائے گا اور کتنوں نے اسی وقت توبہ بھی کی آج بھی بھاؤنگر میں جب کسی محفل میں اس پروگرام کا تذکرہ ہوتا ہے تو حضور امین شریعت کی اس تقریر کو ضرور یاد کیا جاتا ہے۔

حضور امین شریعت کی اصلاح کا انداز بہت ہی پیارا تھا اولاد اور مریدین کی عملی تعلیم وتربیت کا بھی خصوصی خیال فرماتے تھے۔ آپ کا تقویٰ اس امر کا متحمل ہی نہ تھا کہ کوئی آپ کے سامنے خلافِ شرع کام کرے اگر آپ کے علم میں اولاد یا مریدین کے بارے میں کوئی ایسی بات آتی جو احکام شرع کے خلاف ہوتی تو چہرۂ مبارک کا رنگ بدل جاتا تھا کبھی سخت ناراضگی کبھی زجر وتوبیخ اور کبھی موعظۂ حسنہ غرض جس مقام پر جو طریقہ آپ مناسب خیال فرماتے استعمال میں لاتے تھے اور سنت کی پابندی کا تو پوچھنا ہی کیا۔

ایک مرتبہ گجرات کا مشہور ادارہ دارالعلوم مسکینیہ دھوراجی میں دستار فضیلت کا پروگرام تھا جو حضور امین شریعت کی سرپرستی میں تھا جس وقت آپ جلسہ گاہ سے قریب گاڑی سے اتر کر اسٹیج پر تشریف لا رہے تھے تو چلنے کا انداز بالکل سنت مبارکہ کے مطابق تھا۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب راستہ چلتے تو رفتار سے

عظمت و وقار کا ظہور ہوتا دائیں بائیں نگاہ نہ فرماتے ہر ہر قدم قوت کے ساتھ اٹھاتے چلتے وقت جسم مبارک آگے کی طرف جھکا ہوتا ایسا لگتا گویا اونچائی سے نیچے کی طرف اتر رہے ہیں اس وقت جتنے بھی علمائے کرام اسٹیج پر تشریف فرما تھے سب نے آپ کے چلنے کی ادا کو دیکھ کر بلند آواز سے سبحان اللہ ماشاء اللہ کا نعرہ بلند کیا اور کہنے لگے کہ حضرت قبلہ کی چال کس قدر سنت کے مطابق ہے۔

جس کی ہر ہر ادا سنت مصطفیٰ

ایسے پیر طریقت پہ لاکھوں سلام

حضور امین شریعت ہر حال میں مکمل طور سے شریعت کی اتباع کرتے تھے جہاں جہاں جس سے بھی حضرت کے تعلق سے گفتگو ہوتی سب کے سب یہی کہتے کہ آپ اس زمانے میں اسلاف کی یادگار رہیں۔ اپنے بزرگوں کے افعال وکردار کے امین ہیں آپ کی نماز کی پابندی دیکھ کر حضور مفتی اعظم رضی اللہ عنہ کی نماز کی پابندی کی یاد تازہ ہو جاتی ہے سفر ہو یا حضر وقت پر جماعت سے نماز ادا کرنے کی پوری کوشش کرتے جب محفل میں حاضر ہوتے تو سلام کرنے میں پہل کرتے موصوف عبادت و اعمال کے علاوہ بشری عادات و اطوار میں بھی اسوۂ رسول کے پیروکار تھے۔ سیرتِ رسول کی اتباع نے آپ کے زہد و تقویٰ میں چار چاند لگا دیا تھا اور اس میں آپ اپنے معاصرین سے ممتاز تھے۔ علم و فضل اور خشیت ربانی نے آپ کو سیاسی اور ملکی معاملات سے بالکل الگ تھلگ کر دیا تھا اور پوری زندگی متبع شریعت رہے۔ کثرت کار اور ہجوم افکار میں بھی فرائض و واجبات کے ساتھ ذکر و اذکار اور اور ادو وظائف بھی ان کے وقتوں پر ہی ادا کرتے رہے حق تو یہ ہے کہ حضور والا باکمال عالم دین وقناعت واستغناء کے امین اور اعمال صالحہ کے حامل تھے جس شخص میں یہ تینوں باتیں جمع ہوں حدیث پاک میں وہ بلند مرتبہ انسان بتایا گیا ہے اور ایسے مومن کامل کا چرچہ ملک وملکوت میں ہوتا ہے۔

افسوس صد افسوس علم وعمل کا یہ کوہ ہمالہ، درس و تدریس کا شہر یار، اسلامی علوم وفنون

کا ایک متبحر عالم، عظیم الشان فقیہ، سلطنت روحانیت کا ایک عظیم تاج ور، حاضر جواب مناظر، ۲۶ رمحرم الحرام سنہ ۱۴۳۷ھ مطابق ۹ رنومبر سنہ ۲۰۱۵ء بروز پیر ایک بج کر ۴۵ منٹ پر افق عالم سے روپوش ہوگیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے حضور امین شریعت کے فیوض وبرکات سے ہم تمام مسلمانوں کو مالا مال فرمائے۔ آمین

فنا کے بعد بھی باقی ہے شانِ رہبری تیری
خدا کی رحمتیں ہوں اے امیرِ کارواں تجھ پر

❀❀❀

دارالافتاء والتدریس، دارالعلوم نور العلوم، سلطان پور، یوپی

امین شریعت ایک باوقار شخصیت

مولانا مفتی ولی محمد صاحب رضوی

بحمدہٖ تعالیٰ فضل خداوند تعالیٰ کا نشان اور رحمت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آن آج اہل سنت میں بریلی شریف ہے اور یہ مقام ومرتبہ منجانب اللہ ہے جس کی بناء پر خانوادۂ رضویہ کا ہر فرد گل گلزار بلکہ باغ وبہار ہے، ''ہر گلے را رنگ وبوئے دیگرست'' کی زندہ وتابندہ مثال ہے۔ اس خانوادہ میں ایک دو نہیں کئی ایک مردان خدا پیدا ہوئے جو ملک وملت کی آبرو بنے ہوئے ہیں اور جن پر اہل سنت ناز کرتے ہیں، گلہائے رضا سے ایک جہان مہک رہا ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ قیامت تک یہ گل ریزی فضل خدا سے ہوتی رہے گی، مولیٰ تعالیٰ ان آبرودار اور خوشبودار نفوس مبارک کے فیوض وبرکات سے ہم سنیوں کو فیض یاب فرمائے، آمین۔

انہی میں سے نبیرۂ حضرت علاّمہ حسن رضا صاحب علیہ الرّحمہ نور نظر حضرت علاّمہ حسنین رضا علیہ الرحمہ تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے پروردہ وتربیت یافتہ بزرگ عالم دین، مفتی اسلام، شیخ طریقت حضرت علاّمہ مولانا مفتی سبطین رضا صاحب قبلہ دامت فیوضھم الجاریہ کی ذات گرامی ہندو پاک میں اہل علم کے درمیان محتاج تعارف نہیں ہے، صورت وسیرت عالمانہ وصوفیانہ ہے، کردار وگفتار عارفانہ ہے جو آج خانوادۂ رضویہ میں اپنی گونا گوں خوبیوں کی بناء پر ممتاز نظر آتے ہیں، حضور والا کی زیارت وملاقات کا شرف راقم کو حاصل ہے مگر کبھی گفتگو کا موقع نہیں ملا، ''مگر مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید''

''مضامین امین شریعت'' نامی کتاب باصرہ نواز ہوئی جو حضرت کے خطبات اور مقالات پر مشتمل ہے، دو سو صفحہ کی یہ کتاب بہت عمدہ ٹائٹل کے ساتھ شائع کی گئی

ہے،مضامین بڑے تحقیقی اسلوب میں تحریر کیے گئے ہیں،نماز کی فضیلت واہمیت پر ایک شان دار وجان دار مقالہ لکھ کر آج کے غافل مسلمانوں کو خوب بیدار کرنے کی کوشش کی گئی ہے اوراس فریضہ کو ادا کرنے کی پوری تاکید وتعلیم دی گئی ہے،مقالہ ازدل خیزد بردل ریزد'' کے مترادف ہے۔

ماہنامہ''دین دینا دہلی'' نے برادراعلیٰ حضرت استاذ زمن حضرت علاّمہ حسن رضا صاحب علیہ الرحمہ کی مستند ومعتبر کتاب'' آئینہ قیامت''کوسرقہ کے طور پر''داستان کربلا''کے نام سے شائع کردیااورصحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ،کاتب وحی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں بے ادبی اور گستاخی کے کلمات بھی اس میں شامل کرکے ابن الوقتی کوظاہر کیااس پرحضوروالا نےقلم رضا کارنگ دکھاتے ہوئے اس کی عمدہ گرفت فرماکرحقانیت وصداقت کاپرچم بلندکیاہےاور بتادیا کہ:

آئین جواں مرداں حق گوئی وبے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی۔

آپ کے مقالات کی سطر سطر سے واضح ہے کہ:رضا کا گھر بھی وہ گھر ہے کہ جس گھر کا ہراک بچہ۔جہاں دیکھو وہیں شیر رضا معلوم ہوتا ہے۔

آج کے اس دور پرفتن میں مسلمانوں کے گھروں کوجس آلۂ جدید نے سنیما گھر بنایا ہے اس کا نام ٹی وی ہے جو بے حیائی بےشرمی اور بے پردگی اورقسم قسم کے لہوولعب کا مجموعہ ہے چاہےکوئی اس کا نام نفس کےفریب میں آکرخوبصورت کیوں نہ رکھ لے وہ خبیث آلہ ہے اورعربی کا مقولہ''یترشح من الاناء مافیہ''برتن سے وہی نکلتا ہے جواس میں ہوتا ہے یہ اسلامی ماحول کے لیےکس قدرتباہ کن ہے ہراہل فکرونظر پرروشن ہے،حضوروالا نے اس پرایک بڑاہی سنجیدہ،ناصحانہ اورعالمانہ مقالہ تحریرکرکے اسلامی فکرونظر کے گوہرلٹائے ہیں اوردین دارطبقہ کودعوت فکر دی ہے کہ اس سے خودبھی بچیں اوردوسروں کوبھی بچائیں،واقعی ایسے خداترس اور پرہیزگارعلماء حقیقی طور پراس ٹی وی کی

تباہی و بربادی سے واقف ہیں جو خود بھی بچتے ہیں اور قوم مسلم کو اس کے شر اور فساد سے بچانے کی کوششیں بھی فرماتے ہیں بلاشبہ حضور والا کا یہ مقالہ عبرت آمیز اور نصیحت خیز ہے۔آپ کے نعتیہ دیوان سے بھی چند نعتیں اس مجموعہ میں شامل ہیں جن کا ہر شعر عشق رسول ﷺ سے مشک بار ہے حب رسول ﷺ تو اس خانوادہ کی شناخت ہے آپ نے اپنے اکابرین کی روش پر چل کر عقیدت کے پھول نثار کیے ہیں شرعی حدود کے اندر یہ کلام بڑے معنیٰ خیز ہیں، ایسی تاریخ ساز شخصیت کا تعارف اور ان کے زرین کارناموں کی اشاعت سے یقیناً قوم مسلم میں بیداری آئے گی اسلاف شناسی کا جلوہ نظر آئے گا، ملت علم وعمل کے پیکر سے منسلک رہ کر نفس کے فتنوں سے محفوظ رہے گی، میں آپ کے وفادار وتربیت یافتہ شاگرد فاضل گرامی مولانا محمد اشرف رضا صاحب کو اس کاوش پر مبارک باد دیتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ حضرت کی شخصیت پر عمدہ مضامین اہل قلم سے لکھوا کر حسن ترتیب کے ساتھ شائع فرمائیں گے، مولیٰ تعالیٰ عزیز موصوف کو بلند ہمتی عطاء فرمائے اور غیب سے ان کی مدد فرمائے، آمین۔فقط والسلام۔

❀❀❀

خادم سنی تبلیغی جماعت باسنی،
ناگور شریف، راجستھان

جلوۂ مفتی اعظم

مفتی عبد الرشید جبلو پری

قد زیبا کی موزونیت،عزم و استقلال کی علامت،رخ تاباں کی دلکشی،رشد و ہدایت کی ضمانت،لب نازک کا دلنواز تبسم،قلوب پریشاں کے لیے راحت،نرمی گفتار کی دلنوازی،دشمن خونخوار کے لیے سبب ندامت،نگاہ التفات کی جولانی مخلوق خدا کی دادرسی و خدمت ایسے ہی بہت سارے اوصاف جمیلہ کے حامل سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زبردست عامل،آخر یہ کون ہیں؟ جنکے قدم کی برکت سے بادیہ نشینوں میں انقلاب آگیا،جہالت کی تاریکیاں چھٹنے لگیں،دشوار گزار پہاڑیوں کے دامن میں بسنے والے عشق رسول کے جام سے مست ہو گئے۔دیار ہند کا وہ دور افتادہ خطہ جو غیر معروف تھا اہل محبت کی آنکھوں کا تارا ہو گیا۔اور لوگ اسے کانکیر شریف کہنے لگے۔کس کے گیسوئے ناز کھلے کہ یہ جنگل مہک اٹھے کون لب کشاں ہوا کہ صدائے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دشت وجبل گونجنے لگے،کس کے خرام ناز نے ذوق رفتار کو عازم مدینہ کر دیا وہ کون ہے جس کے عشق درون نے طالبان دنیا کو فدا کار آخرت بنا دیا۔

نگاہ شوق ڈھونڈتی رہی اس پیکر جمیل کو عشق سرگرداں ہوا اس مرشد کامل کے لیے عقل حیران ہے کہ آخر وہ کون ہے جنہیں کوئی شیخ طریقت کہتا ہے کہیں سے عالم ربانی کی صدا آتی ہے،کسی نے مسند ارشاد کی زینت کہا۔حتی کہ اہل علم و معرفت نے بیک زبان ہو کے کہا کہ یہ امین شریعت ہیں نور نگاہ اعلی حضرت ہیں،پاسبان مذہب اہلسنت ہیں،ہم شبیہ تاجدار اہلسنت ہیں،مرکز فیضان قادریت ہیں،منبع برکات رضویت ہیں،مخزن انوار سنیت ہیں،حکیم الاسلام امین شریعت حضرت علامہ مولانا الحاج الشاہ محمد سبطین رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ نبیرۂ استاذ زمن ہے جن کے قدوم میمنت لزوم نے صحرا کو گلشن،جنگل و

بیابان کو چمن بنادیا جنکی خدمات جلیلہ کا اعتراف کرتے ہوئے سنگ وشجر بھی گنگنانے لگے۔

چمن میں پھول کا کھلنا تو کوئی بات نہیں

زہے وہ پھول جو گلشن بنائے صحرا کو

حضور امین شریعت نے عالم شباب میں سرکار مفتی اعظم ہند کے حکم پر قصبہ کانکیر کی جامع مسجد میں امامت وخطابت کے منصب کو سنبھالا یہ محض روایتی امام ہرگز نہ تھے بلکہ آپ تو عشق رسالت پناہی کے امین تھے اور مسلک اعلی حضرت کے مخلص داعی تھے۔ یہی وجہ ہے کہ بہت جلد آپ کی ناصحانہ خطابت اور حکیمانہ تبلیغ سے کانکیر ہی نہیں بلکہ اطراف و جوانب کے دیہات وقصبات میں علم وآگہی، شعور ومعرفت کا نور جگمگانے لگا۔ اور لوگ جوق درجوق آپ کے دست حق پرست پر سلسلہ قادریہ رضویہ میں بیعت ہونے لگے، رفتہ رفتہ پوراصوبہ چھتیس گڑھ جو پہلے مدھیہ پردیش تھا رضویت کا ناقابل تسخیر قلعہ بن گیا۔

امین شریعت اپنے وطن عزیز مرکز اہلسنت بریلی شریف سے دور انتہائی دشوار گزار راستوں اور طویل مسافتوں کا صدمہ اٹھائے دین کی خدمات سرانجام دیتے رہے ہزار رکاوٹیں آئیں مگر دین کی عظیم ذمہ داریوں میں فرق نہ آنے دیا۔ آپ نے چھوٹے چھوٹے غیر معروف دیہاتوں میں جہاں سفر کی سہولتیں تو کیا ہوتیں راستے بھی ناہموار اور تکلیف دہ تھے مگر آپ مرد مجاہد کی طرح جذبات سے سرشار ان ساری رکاوٹوں کا مقابلہ کرتے اور پیغام سنیت ومسلک اعلی حضرت پہنچا کر ہی دم لیتے۔ آج جبکہ وسائل سفر آسان اور وافر مقدار میں موجود ہیں بے شمار ریل گاڑیاں اور موٹر کاریں بلکہ ہوائی سفر کی بھی سہولت عام پھر بھی سفر کرنے والے جانتے ہیں کہ السفر کالسقر مگر آج سے تقریبا ۲۰ یا ۲۵ سال پہلے کا زمانہ دیکھئے جب سڑکوں کا برا حال تھا۔ صرف مخصوص شہروں کے لیے ریل ہوتی اور وہ بھی مسافروں سے بھری ہوتی ہم نے اس زمانے میں بھی حضور امین شریعت کی ہمرکابی کا شرف پایا ہے۔ کیسے کیسے مصائب ہم نے دیکھے ہیں۔ جہاں جوان سال انسان تھک کر ہمت ہار بیٹھے ذہن چڑ چڑا ہو جائے بھوک پیاس سے برا حال ہو ایسے عالم میں بھی ہم نے امین شریعت کو مسکراتا دیکھا ہے۔ آپ کے اخلاق کریمانہ میں کسی طرح کا فرق نہ

پایا۔کبھی آپ کو شکوہ سنجی یا غصہ کرتے نہیں دیکھا۔

شہر ناگپور سے ایک سوبیس کلومیٹر کی دوری پر ایک قصبہ آشٹی ہے جہاں مسلمانوں کی بڑی آبادی ہے وہاں ایک مدرسے کے قیام کے سلسلہ میں جلسہ منعقد کیا گیا۔اس جلسہ میں حضور امین شریعت کی خصوصی شرکت ہوئی بڑا ہی کامیاب جلسہ ہوا کثیر تعداد میں لوگ بیعت بھی ہوئے۔اس وقت مسلسل کئی جلسے تھے حضرت کا رات بھر جلسے میں شریک رہنا اور صبح پھر سفر کرنا یہی معمول تھا باوجود مسلسل شب بیداری اور ہنگامہ سفر کے حضرت نے لوگوں کی گزارشات پر تعویذات بھی عطا فرمائے اور جب آشٹی سے واپس ہوئے تو ناگپور ریلوے اسٹیشن پر صبح دس بجے آزاد ہند ایکسپریس سے آپ کو جانا تھا مگر ٹکٹ کنفرم نہیں تھا۔منتظمین نے کہا کہ اسٹیشن پر چل کر کچھ کریں گے مگر ظاہر سی بات ہے سلیپر کلاس کا ٹکٹ بھیڑ بھاڑ زیادہ آخر کار حضرت کو کسی طرح ڈبے میں سوار کرایا گیا مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ حضرت اپنی اٹیچی پر بیٹھے ہیں مگر کسی سے شکوہ یا بانیان جلسہ پر برہمی بھی ظاہر نہیں کی۔ سبحان اللہ

ایک مرتبہ حضور امین شریعت کے ہمراہ سمبلپور کے دورے پر تھا جلسہ کے داعی جناب حافظ ذاکر صاحب تھے دو روز کے جلسہ کے بعد تیسرے روز جھارسوگڑا میں جلسہ تھا اور جمعہ کی نماز جھارسوگڑا میں پڑھانے کے لیے منتظمین نے بہت اصرار کیا بالآخر حضور امین شریعت جو شب بھر جلسہ میں شریک تھے بعدہ حاجت مندوں کو تعویذات ونقوش عنایت فرماتے رہے فجر کا وقت ہو گیا ادائے فجر کے بعد کچھ تھوڑا سا آرام کیا پھر ناشتہ کی دعوت پر بھی جانا ہوا۔اصل میں لوگ دعوت اس مقصد کے تحت کرتے ہیں کہ حضرت کے قدم کی برکت انہیں مل جائے اور محض لوگوں کی دلداری کے لیے حضرت انکی دعوت رد نہیں فرماتے،حالانکہ مقصد نان ونوش یا لذت کام و دہن نہیں ہوتا۔اصل عرفاں تو یہی چاہتے ہیں اور دین کی خاطر آپ کا اخلاص ہے جس نے علماء وعوام کا محبوب بنا دیا،زیادہ سے زیادہ لوگ توبہ واستغفار کر کے صراط مستقیم پر قائم ہو جائیں۔غرض کہ ناشتہ کے بعد حضرت مفتی

معطر علی صاحب جھار سوگڑا کے کچھ منتظمین تھے جو ایک جیپ لیکر آئے تھے نشستوں پر سوار ہو گئے۔حضور امین شریعت سامنے کی سیٹ پر جلوہ فرما ہوئے اور یہ فقیر راقم الحروف ڈرائیور کے بغل میں بیٹھا تھا۔تا کہ حضرت کو زحمت نہ ہو ڈرائیور کے گیئر بدلنے سے راستہ انتہائی نا ہموار تھا جا بجا گڈھے اور کہیں کہیں بالکل مٹی کے ڈھیر جمے تھے اس راستے پر ہچکولے کھاتی ہوئی ہماری جیپ چل رہی تھی۔راستے میں ہم نے دیکھا کہ حضرت پر نیند کا غلبہ ہے کبھی کبھی اونگھتے ہوئے حضرت کا سر مبارک بے توازن ہو جاتا مجھے اندیشہ ہوا کہ حضرت کا جسم کسی طرف لڑکھ نہ جائے میں نے جذبہ عقیدت میں حصول سعادت کی غرض سے اپنا بایاں ہاتھ سے جیپ کے اوپر کا ڈنڈا پکڑ لیا تا کہ حضرت گاڑی کے خطرناک جھٹکے سے محفوظ رہیں۔باوجود عقیدت حضرت کا رعب وجلال بھی مجھ پر طاری تھا مگر اس وقت میری خوش قسمتی کی حد نہ رہی جب حضرت کا سر ناز میرے سینے پر آ لگا میں نے بہت ہی ادب سے حضرت کے سر مبارک کو سینے سے لگائے رکھا یہاں تک کہ ہم اپنی منزل پر پہنچ گئے آج بھی مجھے وہ لمحات جب یاد آتے ہیں تو اپنی قسمت اور حضرت کی عنایت پر دل جھوم اٹھتا ہے۔

اس طرح اور بھی متعدد اسفار میں میں نے حضور کی ہمرکابی کا شرف پایا ہے اور حضور کی خوردہ نوازی کے جلوے دیکھے ہیں۔وہ لمحات ہمارے لیے سرمایہ افتخار رہیں۔ہم نے جتنا بھی دیکھا اور جو کچھ بھی دیکھا وہ تقوی،حلم ومروت،خوش طبعی،صبر ورضا کے ایسے گل بوٹے ہیں اگر انہیں حسن ترتیب سے یکجا کر دیا جائے تو صفحہ قرطاس ایک دیدہ زیب گلشن ہو جائے۔ہم نے اپنی کم مائیگی کے اعتراف حقیقت کے ساتھ پردۂ ماضی میں گم کچھ واقعات کو سمیٹنا چاہا اور اپنے بے ربط جملوں میں قید کرنا چاہا ہے اس مقصد سے کہ صرف حضور امین شریعت کی بارگاہ میں نذرانہ ہو جائے ہے۔اپنے اس مقصد میں کتنا کامیاب ہوں اس کا فیصلہ آپ کے دست انصاف پر ہے۔

❁❁❁

امین شریعت۔۔۔ہم شبیہ مفتی اعظم

مولانا انصار احمد مصباحی

کہتے ہیں چیزیں نسبت سے ممتاز ہوتی ہیں۔ حضرت امین شریعت علامہ سبطین رضا خان علیہ الرحمہ کا خاندانی پس منظر دیکھیں تو علم وفن، زہد وورع کا جگمگاتا کہکشاں نظر آتا ہے۔ دادا استاد زمن اور مشہور ادیب وشاعر، دادا کے بڑے بھائی امام الہند، وقت کے عظیم فقیہ ومحدث، پیرومرشد ولی کامل، مفتی اعظم ہند، والد گرامی، صدر العلماء، خسر وقت کے عظیم صوفی اور فقیہ بزرگ، پیردادا امام المتکلمین، لکڑ دادا قطب وقت اور جنید ثانی آپ کا خاندان پچھلے دوسو سالوں سے ہندوستانی مسلمانوں کی مذہبی قیادت سرانجام دیتا آرہا ہے۔

اس مناسبت سے آپ کی صلاحتیوں میں چار چاند لگنا کوئی بعید از قیاس بات نہ تھی۔ امین شریعت کی شہرت وعزت کے لیے یہ نسبتیں ہی کافی تھیں۔ لیکن آپ نے ’’پدرم سلطان بود‘‘ کے فارمولے پر کبھی عمل نہیں کیا۔ ان کی شخصیت لکیر کے فقیر کی تھی نہیں۔ بلکہ حضور صدر الشریعہ، صدر العلماء، محدث اعظم پاکستان، شمس العلماء، شیخ الادب غلام جیلانی میرٹھی، حافظ عبد الرؤف بلیاوی علیہم الرحمہ جیسے پارسوں کے پاس برسوں زانوے ادب تہہ کیے، تپے، بھنے تب جاکے بریلی کی یہ خاک کندن بنی بلکہ خود ہی پارس بن گئے۔

حضور امین شریعت کو اپنے پیرومرشد تاجدار اہل سنت، مفتی اعظم ہند علامہ مصطفی رضا خان علیہ الرحمہ سے عشق کی حد تک عقیدت تھی۔ والد گرامی حضرت صدر العلماء کو اعلیٰ حضرت سے خلافت واجازت حاصل تھی اس کے باوجود آپ اپنے تینوں شہزادوں کو دامن مفتی اعظم ہند سے ہمیشہ کے لیے وابستہ کردیا تھا۔

مفتی اعظم ہند سے حضور امین شریعت کی گہری عقیدت کا اندازہ لگانا ہو تو وہ مضمون

پڑھیے جس میں آپ نے مفتی اعظم ہند کے آخری وقت، وفات اور جنازے کا ذکر کیا ہے۔ایسی منظر کشی کی ہے کہ پڑھنے والوں کی آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب جاری ہوجاتا ہے۔ایک مختصر اقتباس پیش کرتے ہیں، ساتھ ساتھ ادبی گیرائی و گہرائی کا بھی اندازہ ہوتا ہے''افسوس کہ دین وملت کی ایک شمع بجھ گئی، روشنی کا ایک مینار تھا جو ماند پڑ گیا،علم کا ایک فانوس تھا جو گل ہوگیا،گلستان علم کا ایک مہکتا ہوا پھول تھا جو نذر خزاں ہوگیا، تقوی و پرہیز گاری کا مجسمہ تھا جو نگاہوں سے اوجھل ہوگیا،صدق وصفا کا پیکر تھا،جو روپوش ہوگیا یا یوں کہو کہ سچا عاشق رسول تھا جو عشق رسول میں فنا ہوگیا''۔ (مضامین امین شریعت ص ۱۰۱)

آپ کو مفتی اعظم ہند سے بے پناہ مماثلت ومشابہت تھی۔فقط شکل وشباہت ہی نہیں بلکہ آپ باطنی خوبیوں میں بھی ان کے نائب اور عکس تھے۔ظاہری شباہت تو ایسی تھی کہ دیکھنے والے بتاتے ہیں کہ گویا مفتی اعظم ہند اور امین شریعت کے بیچ میں آئینہ رکھ دیا گیا ہو۔حضرت مولانا اشرف رضا قادری صاحب تحریر فرماتے ہیں:''ایک مرتبہ راقم الحروف حضرت کے دولت کدے پر رائے پور میں تھا اسی اثناء ساؤتھ افریقہ سے خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند مولانا عبدالحمید افریقی صاحب تشریف لائے۔وہ حضور مفتی اعظم کی خدمت میں رہا کرتے تھے۔جب انہیں معلوم ہوا کہ حضور امین شریعت یہیں تشریف رکھتے ہیں تو انہیں دیدار کا شوق ہوا اور آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔حضور امین شریعت حجرہ مبارک سے باہر تشریف لائے۔جیسے ہی حضور امین شریعت کے چہرہ انور پر مولانا عبدالحمید صاحب کی نگاہ پڑی برجستہ کہہ پڑے ''مفتی اعظم ہند کو دیکھنا ہو تو امین شریعت کو دیکھ لو۔'' ان کی آنکھیں اپنے پیر ومرشد کی یاد میں اشکبار ہوگئیں۔ (مضامین امین شریعت صفحہ ۳۴)

مفتی اعظم کی عقیدت ومحبت آپ کے رگ رگ میں رچی بسی تھی دوسرے لفظوں میں یوں کہیے کہ سیرت مفتی اعظم کے سانچے میں خود کو ڈھال لیا تھا آپ کو دیکھنے کے بعد حضور مفتی اعظم ہند کی یاد تازہ ہوجاتی تھی۔آپ کا دیدار مفتی اعظم کی یاد دلا دیتا تھا۔کبھی کبھی دھوکے سے لوگ آپ کو مفتی اعظم سمجھ بیٹھتے تھے۔اس طرح کا ایک دلچسپ واقعہ

مالیگاؤں، مہاراشٹر کے الحاج محمد اسلم رضوی صاحب اکثر بیان کرتے ہیں کہ ''میں اور علامہ محمد میاں مالیگ صاحب حال مقیم لندن مصنف ''مولانا! اندھے کی لاٹھی'' حافظ شبیر حشمتی اور چند احباب مخدوم مہا ہمی کی زیارت کے لیے گئے ہوئے تھے۔ حضرت کی بارگاہ میں حاضری ہوئی۔ درگاہ شریف جارہے تھے کہ اچانک مزار اقدس سے ایک نورانی صورت بزرگ اپنے محبین کی جھرمٹ میں نمودار ہوئے باہر نکلتے ہی ہم لوگ حیران رہ گئے اور دوڑ کر اس نورانی صورت بزرگ کے قدموں سے لپٹ گئے، مولانا محمد میاں صاحب گویا ہوئے۔ ''حضور! آپ کو تو انتقال فرمائے ہوئے برسوں بیت گئے۔ مگر یہ کون سی کرامت ہے''۔ ان بزرگ کے خدام سب کچھ سمجھ گئے اور کہنے لگے ''آپ جو سوچ رہے ہیں ایسا کچھ نہیں ہے۔ یہ بزرگ مفتی اعظم ہند نہیں ہیں بلکہ یہ ہم شبیہ مفتی اعظم علامہ سبطین رضا خان امین شریعت ہیں''۔

حضور امین شریعت کی زیارت کشن گنج کے ایک مدرسے میں فقیر کی پہلی اور آخری زیارت اس وقت ہوئی جب عمر فقط دس سال کی تھی اور جماعت اعدادیہ کا طالب علم تھا۔ صرف اتنا سمجھتا تھا کہ مدرسے میں ایک پیر ایک ولی تشریف لائے ہیں کسی بزرگ کی یہ پہلی زیارت تھی۔ دل کھول کر زیارت ہوئی۔ اس کے بعد لگ بھگ دس سالوں تک مختلف اداروں میں بشمول جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے تعلیم حاصل کی۔ آخر تک کسی ایک بزرگ کی زیارت کے لیے اتنا بڑا مجمع میری آنکھوں نے نہیں دیکھا۔ الحمد اللہ یہ ریکارڈ بھی اسی خاندان کے ایک ولی کامل نے توڑا اس سے بڑا زیارتی مجمع میری آنکھوں نے مالیگاؤں کی سرزمین پر دیکھا جب شیخ الاسلام والمسلمین، امیر اہلسنت حضور تاج الشریعہ ازہری میاں کی زیارت کے موقع پر نظر آیا۔

امین شریعت امین شریعت کیوں:۔ میں ایک بات کی طرف اشارہ کر کے مضمون ختم کرتا ہوں۔ کچھ لوگ حضرت کے ''امین شریعت'' کے لقب سے متاثر ہو کر آپ کے فقہی کارناموں کو جاننے کے مشتاق ہوں گے۔ یہ سچ ہے کہ حضرت کے فتاویٰ کا انبار نہیں ہے۔

فقہی کتابوں اور مقالوں کی لمبی فہرست نہیں ہے لیکن حضرت نے شریعت مطہرہ کی جتنی خدمات سرانجام دی ہیں۔فقہ اسلام کی جتنی آبیاری کی ہے اس پر وقت کے بڑے سے بڑا مصنف بھی رشک کرتا نظر آرہا ہے۔علم وفن کی باریکیاں کریدنا، حوالہ جات کا ڈھیر لگا دینا۔اجلاس میں داد وتحسین لوٹنا کمال ہے،لیکن علم وفن کا کوہ ہمالہ،علوم عقلیہ ونقلیہ کے جامع ہونے کے باوجود ایک بنجر علاقے میں جا کر عوام کا لا نعام کو نماز کے شرائط و فرائض بتانا، اسلام کے بنیادی مسائل بتانا کمال فن اور کارنامہ ہے۔یہی ایک سچے مبلغ اسلام کی دلیل ہے۔امین شریعت کی یہی خوبی انہیں شریعت اسلام کا امین بناتی ہے۔

پیدا ہوتے ہیں دہرمیں مشکل سے ایسے لوگ
جانے سے جن کے رو دیے ہیں آسمان بھی

جماعت رضائے مصطفی
اورنگ آباد مہاراشٹر

حضور امین شریعت اسلام کے عظیم داعی اور مبلغ

مفتی سرفراز احمد برکاتی

حضور امین شریعت، شبیہ مفتیٔ اعظم ہند حضرت علامہ و مولانا حکیم مفتی سبطین رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان کی ذاتِ کریمہ محتاجِ تعارف نہیں۔علم و فضل، اخلاص و عمل، تقویٰ و طہارت، عفت و پاکدامنی، صدق و وفا، امانت و دیانت، ایثار و قربانی وغیرہ اوصاف جمیلہ و جلیلہ کے آپ حامل تھے اپنے وقت کے ایک عظیم مصلح و محسن، مبلغ و داعی آپ کی زندگی کے شب و روز امّت مسلمہ کی ہدایت و رہنمائی میں گزرے۔آپ ایک علمی و روحانی خاندان کے چشم و چراغ تربیت یافتہ اور فیض یافتہ تھے آپ کا کوئی بھی لمحہ دعوت و فکر اور اصلاحِ امت سے خالی نہیں رہا، آپ کو خصوصی تربیت حاصل تھی حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ کی اور نگاہِ مفتیٔ اعظم ہند نے آپ کو قیمتی گوہر بنا دیا تھا۔ایک داعی، ایک مبلغ، ایک مصلح کو جن اوصاف کا حامل ہونا چاہیے وہ تمام اوصاف آپ کی ذات بابرکات میں نمایاں طور پر موجود تھے بلکہ یہ کہنا بجا ہوگا کہ یہ سارے اوصاف آپ کی پاکیزہ طبیعت میں راسخ ہو چکے تھے آپ صابر بھی تھے مزاج میں سنجیدگی بھی تھی ملنسار، سب سے حسن اخلاق سے پیش آنے والے، تواضع و انکساری کے پیکر، باہمت، ہر محاذ پر ثابت قدم رہنے والے، اللہ کی ذات اور اس کی مدد پر پختہ اعتماد و بھروسا رکھنے والے، دنیا سے بے نیاز، دین کی طرف پورے طور پر راغب، اپنے پاکیزہ کردار اور قول و عمل کے ذریعے لوگوں کی اصلاح کرنے والے، فنافی الشیخ اور فنافی الرسول کی منزل پر فائز تھے۔آپ کے یہاں تکبّر، غرور، خود پسندی، عجب، ریا، جھوٹ، غیبت، حسد، دنیا کی لالچ وغیرہ خصائل رذیلہ و قبیحہ کا دور دور تک گذر نہیں تھا۔جو بھی آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوتا وہ آپ کے حسنِ اخلاق سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا۔

زندگی میں چار مرتبہ راقم کو حضرت کی زیارت کا شرف حاصل ہوا اور وہ دن تو میری زندگی کا یادگار دن تھا جب دارالعلوم انوار مصطفیٰ رائپور میں ممتحن کی حیثیت سے میرا جانا ہوا غالباً ۲۰۰۵ء یا ۲۰۰۶ء کی بات ہے اس وقت حضرت رائپور میں تشریف فرما تھے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا خدمت کرنے کا موقع بھی نصیب ہوا دل کو اطمئنان حاصل ہوا یہ سوچ کر کہ نامۂ اعمال میں اگر کوئی نیکی نہیں ہے تو کیا ہوا ایک اللہ والے کی خدمت ان شاء اللہ کل میری نجاتِ اخروی کا سامان ہوگی۔ حضرت نے مجھ سے پوچھا کہ کہاں پڑھاتے ہو، کون کون سی کتابیں پڑھاتے ہو میں نے نگاہیں نیچی رکھ کر جوابات دیئے حضرت نے مسکرا کر دعاؤں سے نوازا پھر میں نے کہا حضرت کچھ نصیحت فرما دیجئے فرمایا کہ اساتذہ کو امانتداری اور دیانتداری کے ساتھ کتابوں کا مطالعہ کر کے درس دینا چاہیے، پھر فرمایا کہ میں نے محدّث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ والرضوان کو دیکھا کہ اگر کسی پروگرام سے واپسی میں رات میں کتنی ہی تاخیر کیوں نہ ہو جاتی کتابوں کا مطالعہ کیے بغیر آرام نہیں فرماتے۔ پھر فرمایا کہ چھوٹی سے چھوٹی کتاب بھی بغیر مطالعہ کے نہیں پڑھانا چاہیے۔

اہل ناگپور کے لیے وہ دن انتہائی سعادت و برکت کا دن تھا جب حضور دعوت و تبلیغ ہی کے سلسلے میں آل انڈیا سنّی اجتماع میں تشریف لائے عمر کے اس حصّے میں دین کی خدمت کا جذبہ اور عقیدت مندوں کی پرخلوص عقیدت و محبت آپ کو ناگپور کھینچ لائی اور آپ کی بابرکت شرکت سے اجتماع پوری کامیابی کے ساتھ اپنے اختتام کو پہنچا۔

مولانا اشرف رضا صاحب کو اللہ تعالیٰ حضور امین شریعت کے طفیل دارین کی سعادتوں سے مالا مال فرمائے جنہوں نے حضرت کے مضامین کو یکجا کر کے انہیں شائع کرایا جس سے ایک علمی ورثہ ہمارے پاس محفوظ ہو گیا انہیں مضامین سے چند اقتباس قارئین کی خدمت میں پیش ہے جسے پڑھنے کے بعد ہر کوئی یہ محسوس کرلے گا کہ حضور والا نے جس طرح اپنے کردار و عمل کے ذریعے دعوت و تبلیغ کا فریضہ انجام دیا ہے اسی طرح آپ نے اپنی تقریر و تحریر میں بھی ایسا اسلوب اختیار فرمایا جس سے قرآن کریم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات امّتِ مسلمہ میں عام سے عام ہو اور ایسے منفرد اور اچھوتے انداز

میں کہ بات پڑھنے والے، سننے والے کے دل پر اثر کر جائے اور ہر سننے والا، پڑھنے والا اپنے اندر اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے کا جذبہ لے کر اٹھے۔

نماز کے عنوان سے تقریر تو آپ کے والد ماجد حضرت علامہ حسنین رضا خان قدس سرہ کی ترتیب دی ہوئی ہے مگر حضور امین شریعت کا اپنی تقریر کے لیے اس عنوان کو منتخب کرنا اور اپنے والد گرامی کی اس تقریر کو محنت سے یاد کر کے لوگوں کے سامنے بیان کرنا یہ بتاتا ہے کہ آپ کو نماز سے کس درجہ محبت تھی نماز کی تحریک کے لیے آپ کے پاکیزہ جذبات کیا تھے مسلمانوں کی نماز سے دوری نے آپ کو کس قدر بے چین کر رکھا تھا آپ نے اپنی اس تقریر میں اپنے مخصوص لب ولہجہ میں واضح فرمایا ہے کہ ترقی اللہ تعالیٰ نے کس چیز میں رکھی ہے اور وہ کیا اسباب ہیں جو ہمیں ترقی کی راہ سے دور کر کے تنزلی کی طرف لے جا رہے ہیں۔

اسلامی تعلیمات پر گامزن رہنے سے کامیابی قدم چومتی ہے اور مغربی تہذیب اور یورپ و ایشیا کی تقلید کامیابی کی راہ سے دور لے جاتی ہے۔ آج دین سے دوری نے مسلمانوں کو کہیں کا نہ رکھا مسلمانوں کی اسی حالت نے ایک داعی اور مصلح کو بے چین کر دیا اور مسلمانوں کو اسلام کی تعلیمات سے قریب آنے اور اس پر عمل کی دعوت دیتے ہوئے فرمایا:

”ہماری آزادی کی بقا اور اس کا عروج ان سب کا مدار صرف ہماری اسلامی زندگی پر منحصر ہے اور ہم بھی اسی وقت ایک زندہ قوم کہلانے کے مستحق ہو سکتے ہیں جبکہ ہماری زندگی خالص اسلامی زندگی ہو ہمیں اللہ و رسول کے حکم پر چلنا چاہیئے ہمیں یورپ و ایشیاء کی تقلید سے کیا واسطہ جب ہم صحیح معنیٰ میں مسلمان تھے تو دنیا نے ترقی کی راہیں ہم سے معلوم کیں اور آج ہم اپنے مقدس دین سے بے بہرہ ہو کر سب کچھ کھو بیٹھے اور یہ سب کچھ ابلیس لعین کی غلامی سے ہوا اور ہم اب تک یہ نہ سمجھے کہ یہ اولاد آدم کا وہ بدترین دشمن ہے کہ کبھی کسی انسان کا ہمدرد ہو ہی نہیں سکتا۔“

مسلمانوں کی ترقی اللہ اور اس کے رسول کی رضا جوئی میں ہے اور ان کی تنزلی اللہ اور اس

کے رسول کی ناراضگی میں ہے اسلام نے ترقی اور تنزلی کی راہیں بتادیں اب اگر ہم ترقی چاہتے ہیں تو اسباب ترقی کو اختیار کرنا ہوگا کہ اس کے بغیر ترقی کا حصول ہو نہیں سکتا اور اگر تنزلی ہی پسند ہے تو اس سے بڑھ کر بیوقوفی کیا ہو سکتی ہے کہ راہِ ترقی کو چھوڑ کر راہِ تنزلی کو اختیار کیا جائے حضور امین شریعت مسلمانوں کو ہلاکت سے بچنے کا نسخہ تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''ہماری ترقی ہمارا تنزل رب العزت نے بظاہر ہمارے ہاتھ میں دے دیا ہے اب ہم سے زیادہ احمق کون ہوگا کہ ترقی کو ٹھکرائیں اور تنزی کو ازخود اختیار کریں دیکھو جن مسلمانوں نے اللہ اور اس کے پیارے رسول کو راضی کرلیا تھا ان کی شوکت وعظمت کا آج تک دنیا میں ڈنکا بج رہا ہے اور صدیاں گزرنے پر بھی آسمان عزت کے چاند تارے بنے ہوئے ہیں پیارے نوجوانوں تم مسلمان ہو اسلام کی خدمت تمہارا اوّلین فرض ہے اور نماز کی تحریک اسلام کی بہترین خدمت ہے اس تحریک کو اگر تم نے چلایا اور قوم سنبھل گئی تو تم تاریخ عالم میں ایک نیا باب کھول دوگے اور تاریخ کے صفحات میں کوئی اچھی جگہ حاصل کرلوگے آنے والی نسلیں تمہاری تعریف کے گیت گائیں گی دیکھو اس دنیا میں آئے ہو تو لوح ہستی پر کوئی ایسا نقش بنا جاؤ جو صدیوں نہ مٹ سکے انقلاب آتے ہیں حکومتیں مٹتی ہیں قومیں فنا کے گھاٹ اترتی ہیں مگر اللہ کے پیارے بندوں کی عزت وعظمت اور ان کی شہرت میں فرق نہیں آتا وہ سب انقلاب سے پہلے جیسے چمک رہے تھے آج بھی ویسے ہی درخشاں ہیں۔''

رفعت و بلندی، عزت وعظمت اور کامیابی وکامرانی کے حصول کے لیے قرآن کریم نے ایک عظیم نسخہ عطا فرمایا کہ کامل ایمان والے بن جاؤ۔ آج ہمارے ایمان کی کمزوری اور معبود سے ہمارا رشتہ کمزور ہوجانے کا نتیجہ ہے کہ دشمن ہم پر مسلّط ہیں آج بھی اگر ہم مومن کامل ہوجائیں تو عزت، رفعت، کامیابی، کامرانی ہمارے قدم چوم سکتی ہے حضور امین شریعت فرماتے ہیں:

''اب تو تمہاری عزت، ذلت، بننا بگڑنا تمہارے ہاتھ میں ہے دشمنوں کا تسلّط سزا ہے جب تم جرائم چھوڑ دوگے تو سزا ابھی ختم ہوجائیگی اور جو کچھ تم سے چھینا ہے تم کو پھر

مل جائیگا اللہ تعالیٰ کو تمہاری رسوائی پسند نہیں سرکار دو عالم ﷺ کو تمہاری ذلّت سے سخت ایذا پہنچ رہی ہے ذلّت خود تمہیں نے پسند کر رکھا ہے مومن ہونا شرط عزت ہے تم مومن کامل ہو گئے تو غیرت حق جوش مارے گی اور دنیا کو کروٹ بدلنی پڑے گی۔‘‘

آج مسلمان دشمنوں سے خوفزدہ نظر آتا ہے کاش کہ قرآن کریم کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے عبادتوں کا اہتمام کرتا، نمازوں کی پابندی کرتا، اللہ اور اس کے رسول کے حکم کو بجا لاتا تو اسے یہ دن نہ دیکھنا پڑتا قرآن کریم سورۂ نور آیت ۵۵ کی توضیح و تشریح کرتے ہوئے حضور امین شریعت مسلمانوں کو دعوت فکر دیتے ہیں:

’’اس آیۂ کریمہ کے ذریعہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اعلان کر دیا ہے کہ تم نے اگر عبادت کا سلسلہ جاری رکھا تو اس صفحہ ہستی پر تمہیں کو بادشاہ بنا دیا جائیگا اور تمہارا دین دنیا بھر میں پھیلا دیا جائے گا تم آج دشمنوں سے ڈر رہے ہو لرز رہے ہو تو یہ خوف امن سے بدل دیا جائے گا غور کرو اور سوچو کہ بھلائی سے دین و دنیا ملتی ہے تو بھلائی کیوں نہ اختیار کی جائے اور بھلائی کا سنگ بنیاد نماز ہے تو جو دین و دنیا لینے کا ارادہ رکھتا ہو وہ نماز شروع کر دے۔‘‘

حضور امن شریعت علیہ الرحمۃ والرضوان نے نثر کے ساتھ نظم میں بھی نماز کی اہمیت کو بیان فرمایا ہے چند اشعار پیش ہیں۔

اللہ کو پسند ہے عادت نماز کی
محبوب ہے نبی کو جماعت نماز کی
ہے انبیاء میں ختم رسل کا جو مرتبہ
ویسی عبادتوں میں عبادت نماز کی
محشر میں سب سے پہلے جسے پوچھے گا خدا
وہ ہے عبادتوں میں عبادت نماز کی
سبطین انبیاء و رسل جس قدر ہوئے
کرتے رہے ہیں سب ہی ہدایت نماز کی

محرم الحرام کے مہینے میں بہت سے علاقوں میں مسلمانوں کے درمیان بہت سی غیر اسلامی باتیں رائج ہوچکی ہیں ایسی غلط باتوں سے مسلمانوں کو روکنا ہر داعی اور مبلغ کی ذمہ داری ہے حضور امین شریعت نے اس فریضہ کو بحسن وخوبی انجام دیا اپنے مضمون ''مراسم محرم اور مسلمان'' میں ایسے مسلمانوں کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''خدارا خدا سے ڈرو، اپنے اوپر رحم کھاؤ، اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو، غور کرو کہ کل قیامت میں جب ان کے پیارے نانا جان کا سامنا ہوگا جنہوں نے ملّت کی خاطر سب کچھ لٹا دیا تو اس وقت تم کیا جواب دوگے؟ بھائیوں دنیا کبھی کام نہیں آسکتی کام آئے گا تو دین و مذہب ہی کام آئیگا سوچو اور غور کرو کہ اس غم والم کے ماحول میں یہ دھوم دھڑاکے یہ دوڑ بھاگ باجے تاشے ڈھولکی تھاک اور ننگے ناچ کیا معنی رکھتے ہیں؟ شرماؤ اس برے کاموں پر، توبہ کرو اور ندامت کے آنسو بہاؤ اور یاد کرو حضرت امام عالی مقام اور ان کے مقدس ساتھیوں کی قربانیوں کو، روزے رکھو، نوافل پڑھو، تلاوت قرآن کریم اور نذر و نیاز کرو، غریب و مسکین کو کھانا کھلاؤ تا کہ میدانِ قیامت میں اس کے سامنے سرخرو ہو اور اپنی نیکیوں کا صلہ پاؤ یاد رکھو اور اچھی طرح یاد رکھو کہ امام عالی مقام کی بارگاہ پر وقار کے شایان شان خراج عقیدت و محبت تعزیہ داری و سینہ کوبی نہیں ہے بلکہ ان کی روح پاک کو خراج عقیدت پیش کرنا چاہتے ہو تو اس کا ایک ہی طریقہ ہے اور وہ یہ ہے کہ ان کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کی جائے جو حضرت امام نے پیش فرمایا اسی مقصد کو زندہ یادگار کربلا سمجھو اسی کو حسین بن علی کی زندگی کا مدعا سمجھو۔''

ہر ایمان والا جانتا ہے کہ نبی کی محبت جانِ ایمان ہے اس کائنات کو مصطفی جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ میں بنایا گیا ہمارا وجود، ہماری بقا، ہمارا سب کچھ اسی دولہا مصطفی جان رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد مبارک کا صدقہ ہے اللہ کی عطا سے ان کا حکم یہاں بھی نافذ ہے اور کل قیامت میں بھی اللہ کی عطا سے انہی کا حکم نافذ ہوگا بروز قیامت ان کی شانِ محبوبی سب پر عیاں ہوجائے گی۔ جو جنت کا مستحق بننا چاہتا ہے اسے جنت نبی کی غلامی سے ہی مل سکتی ہے اور جو نبی کا گستاخ ہے ان کا وفادار نہیں وہ کبھی بھی جنت کا مستحق نہیں

ہوسکتا ہے اس کے لیے جہنم کی آگ ہے جہنم اس کا ٹھکانا ہے حضور امین شریعت علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنے مضمون ’’کائنات کا دولہا‘‘ میں اس عنوان پر بہت ہی زبردست اور پیاری گفتگو فرمائی ہے اور اس مضمون میں بھی دعوت وتبلیغ کا پہلو غالب نظر آتا ہے فرماتے ہیں:

’’جلسہ ختم ہوتے ہی اپنے بے گانے سب اپنے اپنے گھروں کی راہ لیتے ہیں وہاں بھی یہی ہوگا کہ اس اجلاس عظیم کے ختم ہونے پر دولہا سے سچی محبت رکھنے والے، اپنے دل وجان سے چاہنے والے، ان کے نقش قدم پر چلنے والے، ان کی اتباع و پیروی کرنے والے، ان کی بارگاہ میں عقیدت ومحبت کے نذرانے پیش کرنے والے، ان کے حکم کی تعمیل کرنے والے، اپنے اس گھر میں داخل ہوجائیگے جو بہت پہلے سے ان کے لیے تیار ہے جو ابدی راحت وآرام کا گھر ہے اور اتنا خوبصورت وحسین ہے کہ دنیا میں اس کی مثال نہیں پیش کی جاسکتی ہے جس کا نام جنت ہے۔‘‘ آگے فرماتے ہیں:

’’بعض وہ ہے جنہوں نے سرے سے دولہا کو مانا ہی نہیں اور نہ ایمان لائے اور بعض وہ ہے جنہوں نے بظاہر مانا تو لیکن دل سے نہ مانا اور ان کی قدرو منزلت نہ کی، ان کی شانِ اقدس میں گستاخیاں کی اپنا بڑا بھائی بتایا، اپنے جیسا بشر کہا، اس دولہے کے علم و اختیار کا انکار کیا، ان کی حیات کا انکار کیا اور ان کے لیے مرکر مٹی میں مل گئے وغیرہ وغیرہ بکواس کیں ان کے لیے ایک دوسرا گھر ہے جس کا نام جہنم ہے، وہ بھی ان کے لیے تیار ہے اس میں آگ ہے، عذاب ہے، کھولتا ہوا پانی ہے، ڈسنے والے سانپ ہیں، ڈنک مارنے والے بچھو ہیں، اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہینگے۔ اب جس کو جو گھر پسند ہو وہ اس کا راستہ اختیار کرے ہمارا کام سمجھانا ہے، تمہارا کام سمجھنا ہے۔‘‘

آج ہم نے نبی کریم ﷺ کی پاکیزہ تعلیمات پر عمل کرنا چھوڑ دیا ہے جس سے سماج سنورنے کی بجائے بگڑتا چلا جارہا ہے انتقام کی آگ سینے میں جوش مارتی رہتی ہے جس کے سبب ایک دوسرے کو معاف کرنے کا جذبہ سرد پڑ چکا ہے نہ چھوٹوں پر شفقت رہ گئی نہ بڑوں کا ادب باقی رہ گیا نہ رشتۂ اخوت کا لحاظ رہ گیا آج ہمارا شیرازہ بکھر چکا ہے باہمی اتفاق واتحاد

کے لیے آج بھی تعلیمات نبوی پر عمل کرنا انتہائی ضروری ہے حضور امین شریعت علیہ الرحمۃ و الرضوان اپنے مضمون ''ہمارا قومی اتحاد اخلاق محمدی کے آئینہ میں'' میں اپنے درد کا اظہار ان الفاظ میں فرماتے ہیں:

''مسلمانوں مقام غور ہے کہ اگر مسلمان سرکار ﷺ کے صرف اس ایک ہی فرمان کی روشنی میں ایک دوسرے کی خطا و قصور کو معاف کرنا سیکھ جائیں ایک دوسرے کے ظلم وزیادتی سے چشم پوشی کرنے لگیں تو کیا پھر بھی ان میں آپس کی پھوٹ باقی رہ سکتی ہے؟ نہیں اور ہرگز نہیں، اپنے سے بڑوں کا ادب کرنا اور چھوٹوں کے ساتھ شفقت و محبت سے پیش آنا یہ ایک ایسا بہترین عمل اور ایسا زریں اصول ہے جو اتفاق و اتحاد قائم کرنے اور ان کی بنیادوں کو مضبوط کرنے میں بہترین مددگار ثابت ہوسکتا ہے.....علاوہ ازیں اسلام اور بانیٔ اسلام ﷺ نے ہر اس بات کی کہ جس سے رشتۂ اخوت مجروح ہوتا ہو باہمی اتفاق کو ٹھیس پہنچتی ہو اور آپس میں ٹکراؤ کی صورت پیدا ہوتی ہو سختی سے مذمت فرمائی اور اس سے دور رہنے کی ہدایات فرمائی ہیں۔''

مسلمانوں کو بے راہ روی سے دور رہنے، اللہ اور اس کے رسول کے احکامات پر عمل کرنے اور باہمی رشتۂ اخوت کو مضبوط کرنے پر زور دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

''مسلمانوں خدارا اس بے راہ روی سے باز آجاؤ وقت کی نزاکت محسوس کرو خدا ورسول کے تمام احکامات پر بھرپور عمل کرو اور اپنی اخلاقی حالت کو درست کرو اور باہمی رشتۂ اخوت کو مضبوط سے مضبوط تر بنا کر اپنے اسلاف و بزرگوں کی طرح آپس میں ایک مضبوط چٹان بن جاؤ ورنہ یاد رکھو کہ دنیا سے حرف غلط کی طرح مٹا دیئے جاؤ گے اور

تمہاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

اللہ تعالیٰ حضور امین شریعت علیہ الرحمۃ والرضوان کی قبر انوار پر رحمت و انوار کی بارش نازل فرمائے اور ہمیں ان کے جیسا خدمت دین کا سچا جذبہ اور اخلاص عطا فرمائے آمین۔

❁❁❁

الجامعۃ الرضویۃ دار العلوم امجدیہ ناگپور

حضور امین شریعت یادگار اسلاف

مولانا قاسم رضا رضوی

پیر طریقت رہبر راہ شریعت نبیرۂ اعلیٰ حضرت واستاذ زمن شبیہ مفتئ اعظم ہند حضور امین شریعت حضرت علامہ مولانا الحاج الشاہ مفتی سبطین رضا خاں قادری علیہ الرحمۃ والرضوان آپ خانوادۂ رضویہ کے اہم رکن اور استاذ زمن برادر اعلیٰ حضرت کے پوتے اور علامہ حسنین رضا بریلوی کے بڑے فرزند ارجمند ہیں۔ آپ تقویٰ و پرہیز گاری میں اپنی مثال آپ ہیں۔ کیونکہ روحانیت تقویٰ و پرہیز گاری زہد و ورع آپ کو اپنے آبا و اجداد سے ورثہ میں ملا ہے آپ بلند پایہ عالم دین اور مقبول مرشد طریقت ہیں۔ جماعت اہلِ سنت کے محتاط بزرگوں اور نامور علماء میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔

حضور امین شریعت خانوادۂ رضویہ بریلی شریف کے علما و مشائخ کی سچی یادگار ہیں۔ ان کے مسلکِ حق کے قولی و عملی ترجمان اور علوم دین مصطفی کے ناشر و مبلغ ہیں۔ آپ اخلاقِ حسنہ اور صفات عالیہ کے جامع ہیں۔ اپنے کردار و عمل میں سلف صالحین اور علماء عاملین کا نمونہ ہیں۔ اپنی سادگی و خاکساری تواضع و انکساری اور نرم گفتاری میں اولیاء عارفین کا پرتو ہیں۔ بالخصوص آپ اپنی تقویٰ اور پرہیز گاری صورت و سیرت میں حضور مفتئ اعظم کے مظہر اتم ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ صرف خانوادۂ رضویہ کے افراد میں ہی نہیں بلکہ جماعت اہل سنت کے تمام حلقوں میں آپ کی شخصیت یکساں طور پر مقبول و متفق علیہ ہے۔

حق یہ ہے کہ آپ سے عوام وخواص اپنے پرائے سب محبت کرتے ہیں گویا کہ حضور امین شریعت کی ذات قرآن پاک کی اس آیت کریمہ کی مصداق ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصالحات سَیَجْعَلُ لَھُمُ الرّحمٰن وُدًّا (پارہ نمبر ۱۶ آیت نمبر

۹۶ سورہ مریم) بے شک وہ جو ایمان اور اچھے کام کیے عنقریب ان کے لیے رحمن محبت کر دے گا۔(ترجمہ کنزالایمان) اس آیت کریمہ کے تحت خزائن العرفان میں ہے یعنی اپنا محبوب بنائے گا اور اپنے بندوں کے دلوں میں ان کی محبت ڈال دے گا۔ظاہر ہے کہ تبلیغ دین اور خدمتِ خلق سے بڑھ کر اور کون سا اچھا کام اور نیک عمل ہوسکتا ہے۔حضور امین شریعت کی پوری زندگی خدمت دین سے عبارت ہے۔یہی آپ کا وہ عمل صالح ہے جس کے سبب اللہ نے حسب وعدہ بے شمار مخلوق کے دلوں میں آپ کی محبت ومؤدت ڈال دی ہے حضور امین شریعت کی محبوبیت ومقبولیت ان کے محبوب خدا ہونے کی دلیل ہے۔

امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی رضی اللہ عنھم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"اذا احب اللہ العبد نادیٰ جبریل ان اللہ یحب فلانا فا حببہ فیحبہ جبریل فینادی جبریل فی اھل السماء ان اللہ یحب فلانا فاحبہ فیحبہ اھل السماء ثُم یوضع لہ القبول فی الارض"۔ (الفظ للبخاری کتاب بداء الخلق باب ذکر الملائکۃ حدیث نمبر ۳۲۰۹)

یعنی اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبریل علیہ السلام کو بلاتا ہے اور فرماتا ہے کہ میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو تو جبریل علیہ السلام اس سے محبت کرتے ہیں اور آسمان والوں میں آواز دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فلاں بندے سے محبت فرماتا ہے تو تم لوگ بھی اس سے محبت کرو۔تو آسمان والے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر اس کی مقبولیت زمین والوں میں ڈال دیتا ہے۔زمین والوں میں حضور امین شریعت کی یہ بے مثال مقبولیت آسمان والوں میں ان کی مقبولیت کا ثبوت اور خالق زمین وآسماں کی ان سے محبت کی دلیل ہے۔افسوس صد افسوس کہ وہ عظیم المرتبت شخصیت ۲۶ رمحرم الحرام ۱۴۳۷ھ مطابق ۹ رنومبر ۲۰۱۵ء بروز پیر ایک بج کر پینتالیس منٹ پر عالم فانی سے عالم جاودانی کی طرف رخصت ہوگئے۔(اِنَّا للہ وَاِنَّا اِلیہ

راجِعُون)

پروردگار عالم جلّ شانہ اپنے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے بالعموم پورے عالم اسلام بالخصوص وابستگان سلسلۂ رضویہ کو حضور امین شریعت کے فیوض وبرکات سے مستفیض ومستنیر فرمائے۔آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

❁❁❁

سابق پرنسپل دارالعلوم مظہر اسلام مسجد بی بی جی بریلی شریف
استاذ مدرسہ اشرف العلوم پورہ گوھر پوسٹ رانی گنج ضلع امیٹھی (یوپی)

حضور امین شریعت کے بعض اہم خصوصیات

عبدالرزاق پیکر رضوی

خانوادۂ رضویہ کے گل سرسبد حضور امین شریعت علامہ الحاج حکیم سبطین رضا علیہ الرحمہ کی شخصیت علم و عمل کا بہترین نمونہ تھی۔ آپ نے علوم دینیہ کی اشاعت، دعوت و تبلیغ، اصلاح و تزکیہ نفس اور خدمت خلق میں امتیازی مرتبہ حاصل کیا، آپ صحیح فکر اسلامی اور مسلک اعلیٰ حضرت کی صرف ترجمانی ہی نہیں کرتے تھے بلکہ اشاعت اور اسلام دشمن عناصر کا مقابلہ نہایت موثر اسلوب میں کرتے تھے۔ آپ نے مفکرانہ اور داعیانہ جدو جہد میں حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ کے انداز کو اختیار فرمایا اور ان کی پاکیزہ صحبت سے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے ان کے مشن کے فروغ میں ساری زندگی صرف کردی۔ آپ ظاہری و باطنی دونوں اعتبار سے حضور مفتی اعظم ہند کے مظہر کامل تھے، خداوند قدوس نے آپ کو خاندانی شرافت و نجابت کا نمونہ اور علم و معرفت کا حقیقی وارث بنایا تھا۔ آپ بچپن سے ہی مفتی اعظم کی توجہات اور ان کی شفقتوں کے مرکز بن چکے تھے اور اپنے خاندان کی ذیلی پشت میں سب سے زیادہ نگاہ آپ ہی پر رہی، اس میں حضور مفتی اعظم ہند کی شفقت و محبت کے ساتھ ساتھ خود امین شریعت کے جوہر قابل، سعادت مندی، تواضع، شرافت نفسی، ادب شناسی اور جذبہ فنائیت کا خاص دخل تھا۔ تعلق باللہ، حب رسول اور تزکیہ نفس میں آپ اپنے خاندان کے بہترین وارث تھے اور ملک کے گوشے گوشے میں آپ کے منتسبین کثیر تعداد میں موجود تھے جو حضور امین شریعت کے ذریعہ ایمان و عمل، تصوف و سلوک اور زہد و تقویٰ کی منزلیں طے کررہے تھے۔

حضور امین شریعت کا سب سے بڑا کام بلکہ سب سے عظیم کارنامہ چھتیس گڑھ میں انجام پایا، جہاں آپ نے روشن کردار و عمل سے دعوت و عزیمت کی دل کشا تاریخ رقم

فرمایا، ہر علاقہ کو فکر رضا کے اجالوں سے بقعۂ نور بنا دیا۔ درجنوں مکاتب و مدارس قائم کیے اور ہزاروں لوگ براہ راست یا بالواسطہ رشد و ہدایت سے سرفراز ہوئے، بے شمار غیر مسلم بھی آپ کی کوششوں سے اسلام کے حلقہ بگوش ہوئے۔ اہم بات یہ ہے کہ آپ نے اس کام کو بغیر کسی تشہیر کے انجام دیا جو اس کی حکمت و مصلحت کا تقاضا ہے۔ اگر آپ چاہتے تو اپنے دعوتی کام کو کسی نئی تحریک سے موسوم کر سکتے تھے جس سے آپ کا تشخص قائم ہوتا مگر آپ کے تواضع و کسر نفسی کی بات ہے کہ آپ نے ایسا نہیں کیا بلکہ جو کچھ کیا وہ رضائے الٰہی اور خوشنودی رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لیے کیا۔ آج اس سرزمین پر جو کچھ سنیت کا بول بالا ہے اس میں آپ کے خون جگر کی سرخی شامل ہے،اسی سبب سے آپ ہمیشہ وہاں کے لوگوں کے قلوب میں زندہ رہیں گے۔ جب کوئی خدا کا صالح بندہ راہ تسلیم و رضا میں فنائیت کا درجہ حاصل کر لیتا ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ اس کے اس عمل کو جس کی بنیاد اخلاص کامل پر ہوتی ہے، نہ صرف قبول کر لیتا ہے بلکہ اس کی محبت و جاں نثاری کا پاکیزہ جذبہ بھی دلوں میں تقسیم فرما دیتا ہے، بلا شبہہ حضور امین شریعت اپنے روشن کردار و عمل سے سرخرو ہوئے اور اپنے بے شمار متبعین کے لیے کامرانیوں کے دروازے بھی کھول دیئے۔

حضور امین شریعت نے تدریسی خدمات بھی انجام دیئے اور دینی سرگرمیاں بھی جاری رکھیں۔ تقریروں سے بھی دلوں کو گرمایا، مضامین بھی لکھے، دعوت وارشاد سے تزکیہ نفس کا فریضہ بھی انجام دیا، گھریلو ذمہ داریاں بھی باحسن اسلوب نبھائیں اور اپنے و بیگانے سب کے حقوق کی ادائیگی میں بھی کوشاں رہے الغرض ہوش سنبھالنے سے لے کر بزم دنیا سے رخصت ہونے تک اپنی تمام تر صلاحیتیں، سارا وقت، ساری توانائی اور ساری خداداد نعمتیں بندگان الٰہی کی نفع رسانی میں، سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاکیزہ دین کی تبلیغ و دعوت میں اور مسلک اعلیٰ حضرت کو رواج دینے میں استعمال کیں اور اس سے زیادہ کامیاب ترین زندگی اور کیا ہو سکتی ہے؟۔

حضور امین شریعت اپنے قابل فخر اسلاف کے افکار و اقدار کے سچے علمبردار تھے،

دعوت الی اللہ کے میدان میں اپنے اخلاص وللّٰہیت کے قابل رشک گہرے نقوش چھوڑے۔شخصی زندگی بھی زمانے کے لیے قابل تقلید تھی،متانت وسنجیدگی کے دل نواز پیکر تھے، ہر عمل میں سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیش نظر رہتی تھی۔ بلاشبہہ آپ نبوی اخلاق کے دلربا نمونہ تھے۔آپ کے جذبۂ اخلاص وایثار سے صحابہ کی یادیں تازہ ہوجایا کرتی تھیں،ایک داعی کو جن صفات کا حامل ہونا چاہیے حضور امین شریعت ان جملہ خوبیوں سے مالا مال تھے۔مسند علوم ومعارف پر فائز ہونے کے باوجود عزلت وگمنامی کو پسند کرتے تھے۔ تواضع، خاکساری، ایثار پسندی، داد ودہش آپ کی شخصیت کے گراں مایہ جواہر تھے۔ آپ نے چھ مرتبہ حج وزیارت کی سعادتیں حاصل کیں۔شعروسخن کا ذوق بھی بہت بالیدہ تھا، یہ نعمت بھی ورثے میں حاصل ہوئی تھی۔ جب بھی نعت سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نغمہ چھیڑتے تو ماحول پر وجدوکیف کی حالت طاری ہوجاتی تھی۔آپ کے منتخب کلام کا سرمایہ اور مخصوص عناوین پر لکھے گئے متعدد مضامین ومقالات کا مجموعہ منظر عام پر آچکا ہے،آپ کی تحریروں میں اخلاص اور اصلاح کا جذبہ نمایاں ہے اور سطر سطر سے رضائے الٰہی اور حبّ رسول کی خوشبو پھوٹی پڑتی ہے۔

حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ کو آپ سے بے حد محبت تھی،وہ بچپن سے ہی آپ کو اپنے قریب رکھتے بلکہ آپ کی تعلیم کے ساتھ تربیت پر بھی خاص توجہ فرماتے تھے،حتیٰ کہ اس اٹوٹ رشتہ مؤدت کے پیش نظر والد گرامی حضور استاذ العلما علامہ حسنین رضا خاں علیہ الرحمہ نے نوعمری میں ہی حضور مفتی اعظم کے حلقۂ غلامی میں ڈال دیا تھا،اس طرح حضور امین شریعت،حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ سے اجازت وخلافت سے بھی مشرف ہوئے۔خود امین شریعت کو اپنے پیرومرشد سے جو محبت تھی اس میں والہانہ وفدائیانہ انداز کارفرما تھا۔بعد وصال جب بھی حضور مفتی اعظم کا ذکر آپ کی محفل میں آجاتا تو آپ نمدیدہ ہوجاتے،کیوں نہ ہو بچپن ان کے آغوش میں گزرا، جوانی ان کی نگاہوں میں گزری،نکاح ان کی موجودگی میں ہوا اور دولت بیعت وخلافت ان کے دست حق پرست

سے حاصل ہوئی اور انتہا یہ کہ شکل وصورت میں بھی آپ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے عکس کامل تھے، اسی لیے آپ کو ''شبیہ مفتی اعظم'' کہا جاتا ہے تو اس کا مطلب صرف یہ نہیں ہے کہ آپ صرف مفتی اعظم کی شباہت کے آئینہ تھے بلکہ اس میں یہ مفہوم بھی شامل ہے کہ آپ ان کے کردار وعمل، زہد وتقویٰ، توکل واستغنا، تواضع وخاکساری، دعوت وخدمت خلق اور دیگر تمام تر اوصاف وکمالات کے مظہر اتم تھے، یہی وجہ ہے کہ ان سب کے باوجود حق تعالیٰ نے آپ کی شخصیت میں غیر معمولی کشش اور محبوبیت رکھ دی تھی۔

حضور امین شریعت کو رب قدیر نے متعدد امتیازات وخصوصیات سے نوازہ تھا۔ یہ وہ اوصاف جمیلہ ہیں جن میں سے ایک وصف بھی تنہا کسی انسان کے اندر پیدا ہو جائے تو وہ بے مثال شخصیت کا حامل ہو جائیگا۔ آپ کی سیرت وسوانح پر لکھنے والوں نے بہت کچھ لکھا ہے اور آگے بھی لکھے جاتے رہیں گے، میں ان میں سے یہاں چند اہم اوصاف کا تذکرہ کرنا چاہتا ہوں جن کی رعنائیوں نے حضور امین شریعت کو لوگوں کے درمیان محبوب و مقبول اور مرجع بنا دیا تھا۔

(۱) اتباعِ سنت: حضور امین شریعت بحیثیت مرشد کامل اپنے تمام مریدین کے لیے جس چیز کو سب سے زیادہ ضروری سمجھتے تھے وہ کامل اتباع سنت ہے۔ سنتوں کے معاملہ میں آپ کا مزاج بے حد حساس واقع ہوا تھا اس میں کسی مصلحت وکوتاہی کے روادار نہیں تھے کسی چھوٹی سی چھوٹی سنت کو کم تر سمجھ کر ترک کرنا آپ کو بے حد ناگوار تھا۔ دل میں سنت نبوی کی محبت ورغبت پیدا کرنے کے لیے آپ مسلسل سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطالعے کو بھی لازم سمجھتے تھے۔ آپ کا ماننا تھا کہ سیرت آئے گی تو سنت کی از خود محبت بھی پیدا ہوگی اور جس میں یہ چیز آجائے گی تو عملی وفکری بد اعتقادی خود بخود مٹ جائے گی۔ آپ کے سوانح نگار نے لکھا ہے۔

''حضور امین شریعت کے معمولات دینی ودنیاوی علمائے سلف صالحین کے آئینہ دار ہیں۔ آپ کے تقویٰ وطہارت، اخلاص وایثار، تواضع وانکساری، تصلب فی الدین،

توکّل واستغناء اور جودوسخا کو دیکھ کر ماضی کے ان بزرگوں کی یادتازہ ہوجاتی ہے جنہوں نے رضائے مولیٰ کی خاطر دنیاوی عیش وعشرت سے کنارہ کشی اختیار کرلی تھی آپ ہر کام میں شریعت کو پیش نظر رکھتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ سنّی مسلمان کا اُٹھنا، بیٹھنا، کھانا، پینا، ملنا، جلنا سب کچھ اللہ کے لیے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے مطابق ہوں۔ (مضامین امین شریعت ص ۲۱، ۲۲)

عبارات بالا سے جہاں آپ کے مزاج ومنہاج کا بخوبی احساس ہوتا ہے وہیں اس بات کا بھی سراغ ملتا ہے کہ آپ کے دل میں اصلاح قوم کا بے لوث وپاکیزہ جذبہ موجزن تھا اور سنت نبوی کی محبت کائنات وجود پر چھائی ہوئی تھی، بلاشبہ آپ یہ دل سے چاہتے تھے کہ ہر سنّی مسلمان سنت نبوی کے سانچے میں ڈھل جائے تاکہ مخالفین کو کردار و عمل کی طہارت و پاکیزگی سے جواب دیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے سوانح نگار نے اعتراف کیا ہے کہ ’’آپ کی بے شمار کرامتیں ہیں جن میں آپ کی سب سے بڑی کرامت قرآن عظیم اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی ہے۔‘‘ (ایضاً ص ۲۳)

حضور امین شریعت کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں سے والہانہ محبت تھی، اس تعلق و وارفتگی کا پتہ آپ کے مطالعہ حیات سے پورے طور پر نمایاں ہوتا ہے، یہاں تک کہ مرض وفات میں بھی کامل اتباع سنت کا ظہور دیکھا گیا۔ آپ کے خادم خاص مولانا اشرف رضا جو زندگی کے بیشتر اوقات آپ کی خدمت میں گزارا اور جلوت وخلوت میں آپ کی زندگی کے طور وطریقے کو دیکھا وہ بھی مانتے ہیں کہ آپ سنتوں کے اہتمام میں فدایانہ کوشش فرماتے تھے۔ الغرض خورد ونوش، نشست وبرخاست، رفتار وگفتار، روابط و تعلقات، راہ ورسم غرض کہ ہر عمل میں سنتوں کا اہتمام آپ کی خاص پہچان تھی۔ آپ ان سنتوں کو اس اہتمام سے ادا کرتے تھے کہ مریدین کو بھی لطف آجاتا تھا اور ان کے دل میں بھی اہتمام سنت کا شوق کروٹیں لینے لگتا تھا۔ ایک سچے داعی کی حیثیت سے آپ کی زندگی کا یہ پہلو سب سے زیادہ جاذب نظر تھا۔

حق گوئی وبیباکی: یہ سب جانتے ہیں کہ تواضع وخاکساری کا وصف حضور امین

شریعت کی شخصیت کا خاصہ تھی۔ اس کے باوصف جرأت وہمت اور حق گوئی وبے باکی کا عنصر بھی آپ کی مضبوط شخصیت کا حصہ تھا۔ یہ حق گوئی آپ کی تقریروں میں بھی ظاہر ہوتی تھی اور تحریروں میں بھی، نجی مجلسوں میں بھی پائی جاتی تھی اور مکاتب وخطوط کی سطروں میں بھی، آپ جہاں بھی عملی، اخلاقی، فکری، قلمی مرض یا نقص دیکھتے اس کی اصلاح کے لیے تدبیریں اختیار کرتے تھے۔ آپ نقائص کو دور کرنے میں بے جا مصلحت یا کوتاہی و مداہنت کا شکار نہیں ہوتے تھے لیکن ایسے انداز دعوت سے گریز کرتے تھے جو مخاطب کی دل شکنی کا باعث ہو، یہ ایک داعی کے لیے منہاج دعوت کا بڑا نازک مرحلہ ہوتا ہے۔ بعض لوگ اظہار نقائص کے موقع پر ایسا انداز بیان اختیار کرتے ہیں جس سے خواہ مخواہ یہ محسوس ہوتا ہے کہ سامنے والا مخاطب کی ذات پر حملہ کر رہا ہے، اس طریقہ دعوت سے بے شمار نقصانات ظہور پذیر ہوتے ہیں بلکہ یہ کبھی کبھی عظیم ترین فساد وبگاڑ کا پیش خیمہ ثابت ہوتا ہے، ایسے مرحلہ میں داعی کو اخلاص اور تڑپ کا راستہ اختیار کرنا چاہیے اور یہ خوبی حضور امین شریعت کی ذات مبارکہ میں بدرجہ اتم موجود تھی۔ آپ کی حق گوئی وبے باکی اور جرأت وہمت کی مثالیں آپ کی متعدد تقریروں، تحریروں اور بے شمار واقعات سے پیش کی جا سکتی ہیں جو عموماً اوراق کتاب پر پھیلی ہوئی ہیں لیکن اس حق گوئی بے باکی سے آپ کے نہ تو کسی کی ہوا خیزی مقصود تھی اور نہ مشیخیت کا مظاہرہ کرنا مطلوب تھا۔ آپ کے مقالے ''مراسم محرم اور مسلمان''، ''ٹی وی کے مضر اثرات''، لاؤڈ اسپیکر'' اور'' آئینہ قیامت کے سرقہ کی پر اسرار داستان'' وغیرہ اس بات کے شاہد عدل ہیں کہ آپ کا اسلوب حق گوئی میں قوت تاثیر، سحر انگیزی اور قبولیت پوری شان کے ساتھ نظر آتی ہے جو سراسر جذبۂ اخلاص وللّٰہیت کا مبارک نتیجہ ہے، بلا شبہہ یہ دولت نطق حق تعالیٰ سب کو عطا نہیں فرماتا۔ حضور امین شریعت کے دل میں جو صداقت موجزن تھی وہی آپ کے کردار وعمل اور زبان وبیان میں کارفرما تھی۔

(۲) فکری مرکز سے وابستگی: حضور امین شریعت کا ایک انتہائی اہم اور قابل تقلید وصف یہ بھی تھا کہ آپ جماعت اہلِ سنت وجماعت کی بقا کے لیے فکری مرکز سے کامل

وابستگی کو ضروری سمجھتے تھے اور اس کی دعوت وتبلیغ آپ نے آخری دم تک تقریر وتحریر سے جاری رکھی، آپ ملک کے گوشے گوشے میں تنظیم، جماعت اور ادارے کے قیام کی کوشش کو سراہتے تھے۔ اسی کے ساتھ ان سب کو مسلک اعلیٰ حضرت سے فکری ہم آہنگی کو بھی لازم بنانا چاہتے تھے یہی وجہ ہے کہ آپ کی رہنمائی وسرپرستی میں ملک بھر کے اندر درجنوں ادارے قائم ہوئے لیکن ان سب کو آپ نے مسلک اعلیٰ حضرت کی شاخ بنایا۔ کچھ لوگ ڈیڑھ اینٹ کی الگ مسجد تعمیر کرنے لگتے ہیں، آپ کے نزدیک یہ عمل بالکل بے سود وغیر محمود تھا اور اس طرز عمل کو پوری جماعت کے لیے نہایت نقصان دہ سمجھتے تھے۔ آپ کی کوشش تھی کہ اہل سنت میں کامل اتحاد ہو، مدارس کے نظام میں بھی اتحاد آجائے اور اس کے لیے بہر حال مسلک اعلیٰ حضرت سے وفاداری ضروری ہے۔ دور حاضر میں مسلک اعلیٰ حضرت کے نام پر جو طوفان بدتمیزی برپا ہوا، آج بھی کچھ لوگ اس آگ کو ہوا دینے میں مصروف ہیں اور اس کو دین کی بڑی خدمت سمجھتے ہیں۔ اس سے آپ سخت بیزار ونالاں تھے اور اسے غیروں کی سازش کا نتیجہ سمجھتے تھے۔ آپ کی شخصیت کا یہ مثالی کردار اور روشن ترین وصف ہر شخص بالخصوص علمائے کرام میں ہونا چاہیے۔

(۳) **بیعت وارشاد:** مجدد اسلام سیدنا امام احمد رضا قادری قدس سرہ کو خداوند تعالیٰ نے بیسویں صدی میں دعوت واصلاح، تحفظ ناموس رسالت وعظمت اولیا، ردفرقہ ہائے باطلہ اور صحیح دینی اعتقاد وعمل کی ترویج واشاعت کے لیے پیدا فرمایا تھا۔ ان کے لیے بر صغیر کے تمام مصلحین وعلماء اور عام مسلمانوں کے دلوں میں جو قدر ومنزلت اور محبت و عظمت تھی۔ اس کی مثال دنیا میں بہت کم ملتی ہے۔ انہیں اپنے عہد میں اکثر مشائخ کرام کا مکمل اعتماد حاصل رہا اور عرب وعجم میں ان کے بے لوث جدوجہد کے اجالے پھیلے، یہی حال ان کے تمام تر اولاد وامجاد بالخصوص حضور حجۃ الاسلام مفتی محمد حامد رضا اور تاجدار اہلِ سنت حضور مفتی اعظم ہند الشاہ محمد مصطفیٰ رضا نوری علیہما الرحمہ کا رہا۔ ان تمام باتوں کا خوشگوار نتیجہ یہ ہوا کہ حضور امین شریعت ایک مصلح، مدرس، منتظم، مفکر اور داعی ہونے کے ساتھ ساتھ ایک عظیم مرشد روحانی کی حیثیت سے بھی زمانے میں معروف ہوئے۔

ہزاروں علما، قائدین، دانشوران، افسران، حکام اور عوام الناس نے آپ کے دستِ حق پرست پر بیعت کی اور آپ کو اپنا مرشد برحق تسلیم کیا۔ آپ نے صاف شفاف اسلوب میں حقیقی تصوف وسلوک کا تعارف کرایا اور دنیا کو دین کے اس مہتم بالشان گوشے کی طرف متوجہ کیا۔ اس روشنی کو زیادہ سے زیادہ وسعت دیتے ہوئے موقع ومحل کے اعتبار سے کچھ لوگوں کو مختلف علاقوں میں اپنا خلیفہ نامزد کیا،جس کی فہرست بہت لمبی ہے۔ آخری برسوں میں آپ کا حلقۂ ارادت کافی وسعت اختیار کرلیا تھا۔ آپ ’’کامل اتباعِ سنت‘‘ کو تصوف و معرفت کا لب لباب قرار دیتے تھے۔ قرآن وحدیث کو اس کی بنیاد سمجھتے تھے اور اصحاب رسول رضوان اللہ علیہم کی حیات طیبہ کو اپنے مریدین کے لیے اصل نمونہ قرار دیتے تھے۔ عام لوگ بزرگ ان کو مانتے ہیں جن سے خرق عادت کرامات کا ظہور ہو لیکن آپ کے نزدیک سب سے بڑی کرامت یہ تھی کہ وہ فرائض وواجبات، حقوق اللہ وحقوق العباد کا خاص اہتمام کرتے ہوں اور ان کے دیگر معاملات بھی عین سنت کے مطابق ہوں، اگر یہ چیزیں نہیں ہیں تو بھلے وہ صاحب کشف وکرامت ہوں، بزرگ نہیں ہو سکتے۔

(۴) **خودنمائی سے پرہیز:** آپ نے خاندان رضویہ کے نامور بزرگوں کی طرح یک سوئی وتندہی کے ساتھ ملت اسلامیہ کی روحانی تربیت کا فریضہ انجام دیا لیکن کبھی خود نمائی یا مشیخیت کے معروف اور غیر مسنون طریقے کے قریب بھی نہ پھٹکے، نہ تو محض اپنا حلقۂ ارادت کو بڑھانے کی فکر کی اور نہ خود کو دوسرے مشائخ ومرشدین پر فوقیت دی اور نہ کہیں مفتی اعظم کے فرزند وخلیفہ کی حیثیت سے اپنا تعارف کرا کر مسند ارشاد پر عظمت بڑھانے کی کوشش کی، ہر جگہ سادگی وبے ریائی کو اختیار کیا، آپ کی تمام تر کوششوں کا محور صرف یہ تھا کہ لوگوں کے ایمان واعتقاد کی حفاظت کے ساتھ ہر مسلمان عملی طور پر سچے سنی بن جائیں اور مسلک اعلیٰ حضرت کی محبت ان کی رگوں میں خون بن کر دوڑنے لگیں۔ آپ کی کتاب زندگی گواہ ہے کہ حضور امین شریعت اپنے اس مقصد میں بڑی حد تک کامیاب رہے۔

❀❀❀

الجامعۃ الرضویہ پٹنہ سیٹی

ماہ تابِ چرخِ بریلی: علامہ سبطین رضا خان قادری

غلام مصطفی رضوی

مرکزِ اہلسنت بریلی شریف کا اختصاص خدمتِ علمِ دین، احقاقِ حق، ابطالِ باطل اور حفظِ ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ صدیاں گزر گئیں، بریلی کا کشورِ علم درخشاں ہے۔ آج بھی، اس کی زمیں سے اُٹھنے والا ہر ذرّہ آفتاب و ماہ تاب بن کر چمکا۔ خانوادۂ اعلیٰ حضرت کا یہ تفرد رہا کہ اس کا ہر فرد اشاعتِ دین کے لیے سرگرمِ عمل اور شریعت کی حفاظت کے لیے پیکرِ استقامت بن کر ایمان وعمل کی فصل کو سرسبز وشاداب کرتا رہا۔

خانوادۂ اعلیٰ حضرت میں استاذِ زمن علامہ حسن رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ کو عشقِ رسول، شعروسخن میں مہارت وادبی بصیرت کی وجہ سے ممتاز مقام حاصل ہے، آپ کی شاعری مذہبِ اہلِ سنت کی ترجمان اور حق کی آئینہ دار ہے، جس میں شرعی التزامات بھی ہیں اور فقہی رعایت بھی، فنی مہاکات بھی ہیں اور لوازمِ شعری بھی جس سے کلام میں زورِ بیان اور احساسات کی چمک بڑھ گئی ہے۔ آپ کے فرزند علامہ حسنین رضا خان قادری؛ اعلیٰ حضرت کے تلمیذ وخلیفہ۔ صحافی، ادیب اور مسندِ افتا کے ساتھ درس وتدریس کی بزم کے ماہ تاب بھی تھے۔ انھیں کے لائق وفائق فرزند تھے حضرت مفتی محمد سبطین رضا خان قادری بریلوی، جنھیں دُنیاے اہلِ سنت ''امینِ شریعت'' کے نام سے جانتی ہے۔

۹ رنومبر کی سہ پہر یہ رُوح فرسا اطلاع ملی کہ نبیرۂ استاذِ زمن حضرت امینِ شریعت رحلت فرما گئے۔ یقیں نہ آیا۔ بریلی شریف تحقیق کی۔ معلوم ہوا کہ اطلاع درست ہے...... اِمسال کئی نادرِ روزگار ہستیاں ہم سے رُخصت ہو گئیں۔ مختلف شعبہ حیات میں جن کی

خدمات کے اشجار بار آور ہوئے۔ حضرت مولانا ابوداؤد محمد صادق رضوی (شاگردِ رشید محدث اعظم پاکستان)، حضرت مولانا مشہود رضا خان حشمتی پیلی بھیتی، مفتی محمد یامین رضوی (شیخ الحدیث: جامعہ حمیدیہ رضویہ بنارس)، منصورِ ملت مولانا منصور علی خان قادری (جنرل سکریٹری: سنی جمیعۃ العلماء ممبئی)، شیخ الحدیث علامہ نصر اللہ خان افغانی، حضرت حاجی محمد اسماعیل جانی رضوی (سربراہ: دارالعلوم امام احمد رضا رتنا گری کوکن)۔ علیہم الرحمۃ والرضوان- ان کی رحلت سے اہلِ سنت پہلے ہی نڈھال تھے۔ ان کے جانے سے جو خلا پیدا ہوا وہ پُر بھی نہ ہوسکا کہ بریلی شریف کے موجودہ اکابر میں نمایاں شخصیت وصالِ حق سے مشرف ہو کر ہم سے رُخصت ہوگئی۔

کچھ مدت گزری کہ آپ کے خانوادے کے دو معتبر آفتاب رُوپوش ہوئے۔ علامہ تحسین رضا خان قادری علیہ الرحمہ ایک حادثے میں مرتبۂ شہادت پر فائز ہوئے، علامہ مفتی حبیب رضا خان بھی رُخصت ہو گئے۔ پھر حضرت امینِ شریعت کا وصال مزید صدمات کا موجب بنا۔ آپ کی ذات بیک وقت متعدد خصوصیات کی حامل تھی۔ مختلف اعتبارات سے آپ کی علوے شان اور رتبۂ بلند سے اہلِ سنت بخوبی آگاہ ہیں۔ ان میں چند تو یہ ہیں:

[۱] آپ کی تربیت میں والد ماجد کے ساتھ خصوصی فیض حضور مفتی اعظم کا رہا ہے۔

[۲] فقہی بصیرت موروثی ہے، علم الفقہ میں مہارت و بصیرت کا یہ عالم کہ دارالافتاء بریلی کا قدیم وقار قائم رکھنے میں آپ کا بھی عمل دخل ہے۔

[۳] تاج الشریعہ جیسی عبقری شخصیت کی نگاہ میں آپ کی ذات کو درجۂ اعتبار حاصل تھا۔

[۴] سلسلۂ قادریہ کی عظیم پیمانے پر اشاعت، صفائی قلب ونظر کے لیے تگ ودو۔ روحانی مسائل میں رہنمائی وغیرہ۔

[۵] بنجر علاقوں میں ایمان وعمل کا صالح انقلاب بڑا کارنامہ ہے۔

[۶] شریعت پر بے پناہ استقامت وتصلب یقینی طور پر کسی کرامت سے کم نہیں۔

[۷] مصلحت کی جگہ ''استقامت'' اہم ترجیحات سے ہے۔ اعلاے کلمۃ الحق کے لیے کسی کی پروانہ کرنا استقامت فی الدین کا عملی مظاہرہ ہے۔

[۸] صیانتِ دین کے لیے ترکِ دُنیا اور ظاہری کروفر کو خاطر میں نہ لاکر صدق و اخلاص کا اظہار ہر ایک کے حصے میں کہاں! یہ وصف امینِ شریعت کا خاصہ تھا۔

[۹] جاں نثار مریدین بھی ہوں، اہلِ محبت کا ہجوم ہو، اہلِ دل ہر آن سب کچھ وارنے کو تیار ہوں؛ ایسے ماحول میں نفس کو تج کر شریعت کی خاطر زندگی گزارنا کسی جہاد سے کم نہیں، یہی تقویٰ آپ کا خاص وصف ہے۔

[۱۰] درس وتدریس کے ذریعے بریلی کے علمی مزاج کی برقراری، ذوقِ اشاعتِ علم دین کی تسکین بھی اہم خوبی ہے، یہی وجہ ہے کہ تلامذہ کی بڑی تعداد موجود ہے۔

آپ کے بھائی علامہ تحسین رضا خان کا بھی یہی معاملہ تھا کہ ان کی مقبولیت شہادت کے بعد دُنیا نے دیکھ لی۔ خلقت کا وہ ہجوم کہ لاکھوں دیوانہ وار موجود ہوئے۔ مقبولیت ایسی کہ کسبی نہیں، وہبی تھی۔ اللہ نے دلوں میں عظمت ڈال دی۔ گویا کارکنانِ قضا وقدر سے ندا کرادی گئی کہ وصل کا جام پینے والا محبوبیت کے مقام پر فائز ہے۔ دلوں میں محبت کا دریا موج زَن کردیا۔ یہی مقبولیت حضرت امینِ شریعت کو عطا ہوئی اور آپ کی ذات چہار جانب دَمک رہی ہے۔

حضرت امین شریعت کی تقویٰ شعار زندگی دراصل دعوتِ فکر وعمل ہے۔ بندہ جب آخرت کے لیے جیتا ہے اور دُنیا میں مقصدِ تخلیق کی تکمیل میں کوشاں رہتا ہے تو بلاشبہ وہ اعلیٰ حضرت کے اس شعر کی کنہ پالیتا ہے ؎

انھیں جانا انھیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
للہ الحمد میں دُنیا سے مسلمان گیا

اسی کے مصداق حضرت امین شریعت کا جینا اور مرنا تھا۔ آپ نے ہمیشہ عملی جہت اپنائی۔ سنتوں کا التزام، فرائض واحکام کا اہتمام اور مصالحت و پالیسی کی جگہ حکمت وسچائی

کو ترجیح دی۔ یہ فکر آپ کو اہلِ سنت کے مابین مدتوں زندہ رکھے گی۔

قرطاس وقلم سے بھی وابستگی تھی۔ خاندانی علمی خزینوں کے امین تھے۔ خانوادۂ رضا کی وراثتوں کے نقیب تھے۔ تاج الشریعہ کے مشن ''اشاعت حق وصداقت'' کے معاون تھے۔ گستاخِ رسول کے لیے کبھی مداہنت نہیں کی بلکہ آپس میں نرم خو اور باطل کے لیے حسامِ بے نیام تھے۔ اور اس شعر کے حقیقی مصداق بھی ؎

ہو حلقۂ یاراں تو ریشم کی طرح نرم
رزم حق و باطل ہو تو تلوار ہے مومن

اللہ کریم امینِ شریعت کی امانتوں کے وارث وامین علامہ سلمان رضا خان قادری کو آپ کا صحیح جانشین و نائب بنائے۔ اور آپ کے ذریعے دین وسنیت کی بیش از بیش خدمات لے اور آپ کے توسط سے سلسلۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کی وسیع پیمانے پر اشاعت ہو۔ اہلِ سنت بالخصوص خانوادۂ رضا کو نعم البدل دے تاکہ ''مشن'' کی طرف سفر مزید خوش گواری کے ساتھ جاری رہے۔ اللہ کریم آپ کے درجات کو بلند فرمائے اور خدماتِ دینیہ کو شرفِ قبولیت سے نوازے۔ آمین بجاہِ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

❀❀❀

نوری مشن- رضا لائبریری مالیگاؤں

gmrazvi92@gmail.com

امین شریعت ایک عظیم شخصیت

مولانا مفتی محمد محبوب رضا نوری بدر القادری

نبیرۂ استاذ زمن شبیہ مفتی اعظم حکیم الاسلام حضور امین شریعت حضرت علامہ سبطین رضا خاں قادری علیہ الرحمہ کی جامع الصفات شخصیت ہم غربائے اہلسنت کے لیے مصدر حسنات وبرکات، منبع فیضان وعرفان، مخزن نور وایقان ہے۔آپ کی ہر ادا سنت مصطفویہ کی آئینہ دارتھی اعمال واشغال، اوراد ووظائف، عشق وعرفان، ایثار وتوکل، طاعت وریاضت، ذکر وفکر، صدق وصفا، صبر ورضا، طہارت وتقدس، تصلب واستقامت آپ کے اوصاف خاص اور امتیاز تام ہیں۔

یوں تو قسام ازل نے حضور امین شریعت کو بے شمار محاسن ومناقب، فضائل وخصائل کا مرقع بنایا تھا۔مگر آپ کی خدا بھاتی صورت، دل موہ لینے والی ادا، محبتانہ انداز تکلم، سادگی وسادہ پن پر ہزاروں جان ودل قربان کرنے کو جی چاہتا ہے۔

ایک بار عرس رضوی کے پر بہار موقعہ پر حضرت مفتی ناظر اشرف قادری کے ساتھ آپ کے کاشانہ اقدس پر زیارت کے لیے حاضر ہوا۔ دیکھا کہ دنیائے شریعت وطریقت کا مرد آہن ضعف وعلالت کے سبب بستر پر آرام فرما ہے۔ اور عشاق کی بھیڑ لگی ہوئی ہے۔عشاق شربت دیدار سے اپنی پیاسی روحوں کو سیراب کر رہے ہیں۔ اور آپ کے فرزند ارجمند حضرت علامہ سلمان رضا خاں صاحب قبلہ نقوش وتعویذات لکھنے اور تقسیم کرنے میں مشغول ہیں اتنے میں کسی نے کہا کہ ناگپور سے مفتی ناظر اشرف صاحب اپنے احباب کے ساتھ تشریف لائے ہیں۔ مفتی صاحب کی آمد پر حضرت اتنا مسرور ہوئے کہ آپ کے رخ انور سے فرحت وانبساط کے آثار ظاہر ہونے لگے۔ سلام ودست بوسی اور مزاج پرسی کے بعد مفتی صاحب نے کہا کہ حضرت آپ کی زیارت وملاقات کے بعد مرا

دل خوش ہو جاتا ہے۔تو حضرت متبسم ہو کر فرمانے لگے کہ مفتی صاحب! آپ سے ملنے کے بعد مرا دل بھی خوش ہو جاتا ہے۔آپ کے اس جملہ سے کتنی محبت مترشح ہے یہ اہل دل ہی سمجھ سکتے ہیں۔ یوں تو آپ کی بارگاہ میں ہر آنے والا یہی تاثر لیکر جاتا ہے کہ حضرت والا سب سے زیادہ محبت مجھ سے ہی فرماتے ہیں کیونکہ آپ امیر وغریب، اپنا و بیگانہ، ہر ایک پر مساویانہ کرم فرماتے ہیں۔ بلا شبہ عصر حاضر میں آپ کی قدسی صفات ذات بقیۃ السلف ونعمۃ الخلف ہے کہ ہمارے اسلاف کرام ومشائخ عظام نے منازل سلوک وراہ تصوف کے لیے جن خطوط کو متعین فرمایا ہے آپ انہی متعینہ خطوط پر گامزن تھے۔امام الطائفہ سید الواصلین سند الکاملین حضرت سیدنا جنید بغدادی رضی اللہ تعالی عنہ وارضاہ عنا ارشاد فرماتے ہیں۔ ایں راہ کسے باید کہ کتاب ہر دست راست گرفتہ باشد وسنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بر دست چپ و در روشنائی ایں دو شمع می رود تا نہ در مغاک شبہت افتد نہ در ظلمت بدعتا۔‘‘ یہ راہ یعنی تصوف صرف وہی پا سکتا ہے جس کے دائیں ہاتھ میں قرآن حکیم اور بائیں ہاتھ میں سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ ان دو چراغوں کی روشنی میں راستہ طے کرے تاکہ نہ شک وشبہ کے گڑھے میں گرے اور نہ ہی بدعت کے اندھیروں میں پھنسے۔‘‘ امام الطائفہ کے اس فرمان جلیل کے تناظر میں ایک مرشد کامل کے لیے جن اوصاف کا ہونا لازم ہیں وہ امین شریعت میں بدرجہ اتم موجود تھے بلکہ سچ تو یہ ہے کہ آپ کی قدسی صفات ذات سنت مصطفویہ کی سمٹی ہوئی کتاب اور آپ کے نقوش حیات اس کی شرح بن چکے ہیں۔مولانا مفتی ناظر اشرف صاحب نے متعدد بار ذکر فرمایا کہ حضور امین شریعت کے ساتھ بارہا دینی اسفار کیے اور جلسے جلوس میں شرکت ہوئی مگر میں نے کبھی بھی آپ کو نماز سے غفلت برتتے ہوئے نہ دیکھا۔ بلکہ کبھی کبھی تو ایسا بھی ہوتا تھا کہ پروگراموں میں رات کے دو دو، تین تین بج جاتے اور میں خیال کرتا کہ نماز فجر میں شائد ہی آنکھ کھلے کیونکہ اتنے گئے رات میں سو کر فجر میں اٹھنا کسی کرامت سے کم نہیں لیکن واہ رے امین شریعت کہ آپ خود بھی بیدار ہوتے اور مجھے بھی جگاتے اور اس طرح ہماری نماز فجر قضا ہونے سے بچ جاتی للہ الحمد علی ذالک۔

حضور مفتی اعظم ہند نور اللہ مرقدہ کے بعد خانوادۂ رضویہ میں جو جمالیاتی رنگ و آہنگ عجز و انکساری آپ میں موجود ہیں وہ عصر حاضر کے یاران طریقت اور پیران شریعت میں عنقا ہے۔ بلغوا عنی و الو آیة کے پیش نظر حضور امین شریعت نے چھتیس گڑھ، ایم پی ناگپور اور اس کے اطراف و جوانب میں بے پناہ صعوبتیں اور پریشانیاں برداشت فرما کر رشد و ہدایت کا چراغ جلایا اور بے شمار غافل دلوں کو حب خدا و عشق نبی میں تڑپنا سکھایا ہے۔ آج چھتیس گڑھ میں جو اہلسنت کا غلغلہ ہے وہ آپ کا ہی صدقہ ہے مذکورہ صوبہ جات میں آپ کی دینی، ملی، مسلکی مذہبی خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ اگر کوئی صاحب علم قلمکار ان خدمات کو سپرد قرطاس کر دے تو میرے خیال میں یہ بھی ایک بڑا کام ہوگا۔

مردے از غیب بیروں آید و کارے بکند

امام ہمام الشاہ امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز وصایا شریف میں فرماتے ہیں: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے نور سے منور ہوئے ان سے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین روشن ہوئے ان سے تابعین روشن ہوئے اور ان سے ائمہ کرام اور ان سے ہم روشن ہوئے اب ہم چاہتے ہیں کہ تم ہم سے یہ روشنی لے لو اسکی تمہیں حاجت ہے۔"

جب امام اہلسنت قدس سرہ یہ وصیت فرما رہے ہیں تو مرا اذعان کہتا ہے کہ ضرور روح امین شریعت نے پکار کر کہا ہوگا لبیک یا جدی الکریم سعدیک یا مولای العظیم اے مرے امام ہم وہ روشنی لینے کے لیے تیار ہیں۔ جب امین شریعت اس عالم رنگ و بو میں جلوہ فگن ہوئے تو اس روشنی سے اس قدر روشن ہوئے کہ ایک زمانہ کو روشن کر دیا۔ مولائے کریم کی بارگاہ میں دعا ہے کہ حضور امین شریعت کی روح رحمت الہی کی شبنم میں صبح قیامت تک نہاتی رہے اور ان کے روحانی فیضان سے اہلسنت مستفیض ہوتے رہیں آمین۔

❁❁❁

دار العلوم رضائے مصطفیٰ کھم تالاب، بھنڈارہ مہاراشٹر

آہ وصال والاشان علیہ الرحمۃ والرضوان (سنہ ۲۰۱۵ء)

مفتی انور علی رضوی

اس دنیائے فانی میں بے شمار ہستیاں آئیں اور چلی گئیں مگر کتنی ہستیوں کو دنیا نے یاد رکھا؟ تاریخ کے صفحات پہ چند ہی ہستیوں کے نام ملتے ہیں یہ ہستیاں وہ ہیں جو اپنی چمکدار زندگی میں باقی افراد سے ممتاز رہیں اور ایسے روشن کارنامے کرگزریں جنہیں دنیا بھلا نہ سکی۔ حضور امین شریعت بھی ایسے ہی ایک باکمال، کامیاب وکامراں خوش نصیب مقدس فرد تھے جو دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد بھی زندہ ہیں اپنے مزار پر انوار سے فیض وکرم کے موتی لٹا رہے ہیں۔

ہر گز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است برجریدۂ عالم دوامِ ما

حضور امین شریعت کی ذات والا صفات محتاج تعارف نہیں۔آپ سرکار اعلی حضرت سیدنا امام احمد رضا خان قدس سرہ کے منجھلے بھائی استاذ زمن حضرت مولانا حسن رضا خاں صاحب کے پوتے ہیں اور استاذ العلماء حضرت علامہ حکیم حسنین رضا خاں کے ولد اکبر ہیں، بزرگی وسعادت مندی کے آثار بچپن ہی سے آپ کی پیشانی پر نمودار تھے آپ صورت وسیرت، آداب واخلاق میں خلف وسلف کی سچی یادگار تھے۔حضور امین شریعت حضور مفتی اعظم ہند کی زندہ کرامت تھے آپ علم وعمل کے پیکر، سادگی پسند، عاشق اعلی حضرت، شیدائی حضور مفتی اعظم ہند تھے آپ کو دیکھ کر حضور مفتی اعظم ہند کی یاد تازہ ہو جاتی تھی۔آپ کے والد ماجد علیہ الرحمہ نے آپ کو نوعمری ہی میں حضور مفتی اعظم ہند کے دست حق پرست پر بیعت کرادیا تھا۔حضور مفتی اعظم ہند نے اجازت وخلافت کے ساتھ نقوش وتعویذات کی اجازت بھی عطا فرمائی اور سند خلافت عطا فرماتے وقت آپ کا نام

لکھنے سے پہلے اپنے دست کرم سے ''الولد العزیز'' لکھا جس کا معنی ''پیارا بیٹا'' ہے۔

امین شریعت اپنے مرشد برحق حضور مفتی اعظم ہند کے حکم وارشاد کے مطابق کانکیر ضلع بستر چھتیس گڑھ تشریف لے گئے اور وہاں خدمت دین متین میں مصروف عمل ہو گئے۔ امین شریعت ایسے آفتاب شریعت اور ماہتاب طریقت تھے کہ چھتیس گڑھ کے گوشے گوشے کو بقعۂ نور بنایا۔ رائے پور، کانکیر اور صوبہ کے ہر چہار جانب دین حق مذہب اہلسنت مسلک اعلی حضرت کا جھنڈا الہرا دیا ہر طرف ہر شخص کو آپ نے اعلی حضرت کا دیوانہ بنا دیا اور جو شخص آپ کا چاہنے والا ہے تو وہ ایسا سچا پکا سنی صحیح العقیدہ ہے کہ سیدنا اعلی حضرت کے نام پر دل جان و مال قربان کر دینے والا ہے یہ حقیقت ہے کہ امین شریعت نے شریعت مطہرہ کی اشاعت وترویج وارتقاء میں اپنی پوری زندگی گزار دی اور بیعت و ارشاد رشد و ہدایت کے ذریعہ ہزاروں گم گشتگانِ راہ حق کو منزل مقصود تک پہنچا دیا اور اپنے روحانی فیوض و برکات کا ایسا دریا بہا دیا ہے کہ رہتی دنیا تک تشنگانِ علم ومعرفت اپنی پیاس بجھاتے رہیں گے آپ نے مختلف مقامات پر دینی مدارس و مکاتب دار العلوم قائم فرمایا ہیں کہ ہمیشہ طالبان علوم نبویہ ان سے فیضیاب ہوتے رہیں گے اور محسن اہلسنت حضور امین شریعت علیہ الرحمہ کی دینی روحانی خدمات کی تعریف وتوصیف کرتے رہیں گے۔

آپ درس وتدریس میں مہارت کے ساتھ مضمون نگار، قلمکار، صاحب فکر ونظر، شاعر نعت گو، مداح رسول انام تھے اور تصنیف وتالیف کا کام بھی انجام دیا ہے۔ حضور مفتی اعظم ہند کی خصوصی دعاؤں کے صدقہ آپ ہمیشہ ہر میدان میں فتح وظفر حاصل کرتے رہے۔ امین شریعت تاحین حیات مسلک اعلی حضرت کے ناشر و ناصر رہے اور آپ جہاں بھی رہے احقاق حق اور ابطال باطل کرتے رہے اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں پر خود بھی عمل کیا اور دوسروں کو بھی سنتوں پر عمل کرنے کی تلقین کی اور فرماتے رہے۔

طریقِ مصطفٰی کا چھوڑنا ہے وجہِ بربادی
اسی سے قوم دنیا میں ہوئی بے اقتدار اپنی

یہ جان کر بڑی مسرت ہوئی کہ امین شریعت اکیڈمی کی جانب سے بیادگار امین شریعت ایک مجلہ شائع ہورہا ہے۔ جو امین شریعت کی سوانح حیات اور ان کی دینی مذہبی خدمات پر مشتمل ہوگا۔

علم وفضل کا یہ آفتاب اپنی تمام کرنوں کے ساتھ ۲۶ رمحرم الحرام ۱۴۳۷ھ مطابق ۹ رنومبر ۲۰۱۵ء بروز پیر کو غروب ہوگیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

آسماں تیری لحد پہ شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

❁❁❁

استاذ جامعہ رضویہ منظر اسلام
بریلی شریف

حضور امین شریعت سے متعلق چند روایات

محمد ثناء اللہ خطیبی

آپ ہر آنے والے سے خندہ پیشانی کے ساتھ ملتے تھے، رعب وجلال بالکل نہ تھا، مذاق میں بھی کبھی جھوٹ زبان پر نہ آتا۔ طبیعت میں مزاح بھی تھا، جس کا کبھی کبھی اظہار ہوتا تھا، جیسے حضرت رضوان میاں صاحب فرماتے ہیں، میں چھوٹا تھا تو میری شکل دیکھ کر حضرت اکثر کہا کرتے تھے:

''میں نے در جنت پہ رضواں کو پکارا تھا۔''

تقویٰ و پرہیزگاری تو آپ کی خاندانی وراثت ہے، ایک مرتبہ آپ بریلی تشریف لائے ہوئے تھے، پرانے شہر کے حکیم صدیق صاحب کے بیٹے حکیم شفیق صاحب کے ولیمے کی دعوت میں شرکت کی، وہاں کھانا کھلانے کے لیے میز کرسی کا انتظام تھا، حضور امین شریعت نے پیر لٹکا کر کھانا نہیں کھایا، بلکہ آپ کرسی پر دو زانوں بیٹھ کر مسنون طریقے سے کھانا کھایا، اور یہ ہو بھی کیسے سکتا تھا کہ آپ شریعت کے امین تھے۔

استاذ العلما حضرت علامہ مولانا حسنین رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان کے وصال کے کچھ دن بعد گھر کے بٹوارے کا ذکر ہوا، تو حضور صدر العلما نے ایم پی خبر بھیجی کہ لوگ بٹوارے کی بات کر رہے ہیں، بریلی تشریف لے آئیں، اور بٹوارہ کر لیں۔ حضور امینِ شریعت نے ایم پی سے ہی ارشاد فرمایا کہ آپ دونوں بھائی بٹوارہ کر لو اور مجھے بتا دینا کہ میرا حصہ کون سا ہے، اور اسی کے مطابق عمل ہوا۔

حضرت رضوان میاں صاحب نے مجھ سے ذکر کیا کہ ایک مرتبہ حضور امین شریعت بریلی شریف میں ہی تشریف فرما تھے، میں نے آپ سے سلام عرض کیا، جواب سلام کے

بعد مجھ سے فرمایا بیٹھ جاؤ، اور پھر فرمایا کہ بڑے ہو کر کیا بننا چاہتے ہو؟۔ حضرت رضوان میاں کہتے ہیں، اس وقت میں تقریباً تیرہ یا چودہ سال کا تھا، میں نے بہت سوچ کر بتایا کہ میں اعلیٰ حضرت کے در کا کُتا بننا چاہتا ہوں، فرمایا: ''یہ تو بہت مشکل کام ہے۔ آسان نہیں ہے، جو تمہاری چاہت ہے''۔ اور فرمایا: ''علم تو ہونا چاہیے لیکن دو باتیں بہت ضروری ہیں، پہلی: اپنی نظر قابو میں رہے، کسی غیر محرم پر دوسری نظر نہ پڑے۔ دوسری بات: یہ کہ اپنے ہاتھ پر قابو رکھنا میں نے عرض کیا اس کا کیا مطلب؟ فرمایا: پیسے کے معاملے میں بہت دیانت داری سے کام لینا جو آپ کو جس کام کے لیے پیسہ دے اس سے وہی کام کرنا، اور فرمایا کہ جو لوگ دین کا کام کرنا چاہتے ہیں شیطان انہیں دو مقام پر اکثر انہیں بہکاتا ہے''۔

وصال سے تقریباً دو سال قبل کانکیر سے بریلی تشریف لائے تو مجھ سے کہا کہ آپ کی داڑھی چھوٹی لگ رہی ہے، رضوان میاں کہتے ہیں میں نے اپنی مٹھی سے ناپ کر دکھائی کہ دیکھئے پوری ایک مشت ہے، تب حضور امین شریعت نے فرمایا کہ دو انگل اور بڑھا لو، جیسے مجھے آج دھوکہ ہوا ہے کسی دوسرے کو نہ ہو۔

حضرت رضوان میاں صاحب فرماتے ہیں کہ تقریباً چار سال قبل حضور امین شریعت بریلی تشریف لائے ہوئے تھے، اپنی بیٹھک میں تشریف فرما تھے، میں بھی تایا ابّا کے پاس بیٹھا تھا، اتفاق سے دس بارہ طلبا جامعۃ الرضا کے آگئے جمعہ کا دن تھا، وہ کہنے لگے کہ ہم حضور صدر العلما کے مزار پر حاضری کے لیے آئے تھے معلوم ہوا کہ حضور امین شریعت آئے ہوئے ہیں تو ملنے کے لیے حاضر ہو گئے آپ نے سب کو بہت دعائیں دیں، طلبا کہنے لگے حضور تبرکاً ہمیں کچھ پڑھا دیجیے۔ رضوان میاں صاحب کہتے ہیں میں اٹھنے لگا، فرمایا تم بھی بیٹھ جاؤ، پھر چند احادیث مبارکہ پڑھائیں اور دعا فرمائی۔

یہ چند باتیں اس امید پر لکھ دیں کہ میرا نام بھی حضور امین شریعت رحمۃ اللہ علیہ

کے مداحوں کی فہرست میں آجائے، ورنہ میں کہاں اور مضمون نگاری کہاں ؎

نعت خوانوں کی فہرست میں نام تھا
مغفرت بس اسی بات پر ہوگئی

اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں اپنے اسلاف کرام کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین یارب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا ومولانا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

❁❁❁

مدرس جامعہ نوریہ رضویہ
باقر گنج، بریلی شریف

ایسی چنگاری بھی یارب اپنے خاکستر میں تھی

مفتی ذوالفقار حنان نعیمی ککرالوی

حضور امین شریعت شبیہ مفتی اعظم عالم حضرت العلام مفتی سبطین رضا خاں علیہ الرحمہ کی ذات گرامی وقار کی شناخت کے بہت سے زاویے ہیں ان کے تعارف میں یوں تو ان کا نام ہی کافی ہے پھر بھی اگر تعارف کی مزید ضرورت پائی جائے تو پھر ان کی شناخت و تعارف کے بہت سے ایسے زاویے پیش کیے جاسکتے ہیں جس سے ان کے تعارف کے سبھی مبہم پہلو اجاگر ہوتے نظر آئیں گے، مثلاً امین شریعت وہ جن کے والد حسنین رضا خاں خاندان اعلیٰ حضرت کے ایک زبردست عالم وعامل ماہنامہ الرضا کے مدیر درجن بھر کتابوں کے مصنف، وہ امین شریعت جن کے دادا علامہ حسن رضا خاں اعلی حضرت کے منجھلے بھائی اپنے عہد کے ایک زبردست عالم وفقیہ ہونے کے ساتھ ساتھ، بین الاقوامی شاعر شہرت کے حامل استاذ زمن اور کئی بڑے القاب کے صحیح مصداق، وہ امین شریعت جن کے بڑے دادا حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں دنیاے سنیت کے امام چودہویں صدی کے مجدد اہلِ سنت کے پیشوا اور اہل سنن کی جان اور شان، وہ امین شریعت جن کے تایا حجۃ الاسلام وہ امین شریعت جن کے مرشد و مربی اور چچا حضور مفتی اعظم، جن کے بھائی تحسین ملت حضور تحسین رضا خاں اور حبیب ملت۔۔۔۔اور آپ کے بہنوئی دنیاے سنیت کے نامور عالم وفقیہ مقدام العلما والفقہا تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خاں صاحب دامت معالیہم۔

۲ر نومبر ۱۹۲۷ بریلی شریف کے محلہ سوداگران میں آپ کی پیدائش ہوئی رسم بسملہ چھوٹے دادا حضور محمد رضا خاں صاحب نے کرائی۔ابتدائی تعلیم اکبری مسجد کے مدرسہ میں کی اور باقی درس نظامی کی تکمیل دارالعلوم مظہر اسلام میں فرمائی۔دوسال کے

لیےعلی گڑھ علم طب کے حصول کے لیےتشریف لے گئے۔

والدگرامی علامہ حسنین رضاخاں کے علاوہ صدرالشریعہ،محدث اعظم پاکستان، قاضی شمس الدین جونپوری،کئی اور بڑے علماے کرام آپ کے اساتذہ کی فہرست میں شامل ہیں۔تیس سال کی عمرشریف میں مفتی عبدالرشیدفتحپوری علیہ الرحمہ کی دخترنیک اختر کے ساتھ سنت نکاح کی ادائیگی ہوئی۔حضورمفتی اعظم سے شرف بیعت حاصل کیا،چھ بار حج بیت اللہ وزیارت روضہ انور سے شرفیاب ہوئے۔باکمال اساتذہ کی بارگاہ سے جوعلمی جواہر پارے اکھٹے کیے تھےانہیں لٹانے کے لیےآپ مسندتدریس پر متمکن ہوئے چند سال مظہراسلام اس کے بعدتین سال ہلدوانی میں مدرسہ اشاعت الحق اورتین سال ناگپورمیں جامعہ عربیہ اسلامیہ میں تدریسی خدمات انجام دینے کے بعدکانکیرچھتیس گڑھ تشریف لے گئےاوروہاں پہنچ کرحضرت نےفرمایاکہ یہ جگہ مجھےخواب میں دکھائی جاچکی ہے الغرض حضرت نے وہاں قیام فرمایااوروہیں مستقل سکونت اختیارفرمائی۔چھتیس گڑھ کے علاقے جہالت وتاریکی میں ڈوبے ہوئے تھے آپ نے وہاں تبلیغی مہم چھیڑی اور وہاں علم کی روشنی پھیلائی اوران پسماندہ علاقوں کوروشن ومنورفرمایا۔آپ کی ذات کے توسط سے بہت سے مساجدومدارس وجودمیں آئے۔ ہزاروں افرادآپ کے دامن کرم سے وابستہ ہوئے۔

آپ خدمت دین اورخدمت خلق کے جذبہ صادقہ سے سرشارتھے اخلاق نبوی کا پیکرجمیل بن کرہراپنے بیگانے پرفیض افشانی طرۂ امتیازبن گیاتھازبان کے ساتھ قلم سے بھی دین ومسلک کی خدمت میں مصروف کاررہاکرتے تھے۔حسن ظاہری کے ساتھ حسن سیرت سے بھی نوازے گئے تھے گوناگوں اوصاف حمیدہ خصائص جمیلہ کا مجسمہ تھے سادگی ایسی کہ

اس سادگی پہ کون نہ مرجائے اے خدا

ایک بارآپ کے کپڑوں پرسالن لگنے کے سبب قدرے میلاپن محسوس ہورہا تھا جب کہاگیاکہ حضورلباس تبدیل فرمالیں گندہ ہوگیاہے جواباًفرمایاکہ لباس گندہ ہو یا

صاف مگر دل صاف ہونا چاہیے۔

خاکساری اس قدر عظمت آمیز کہ ہر حالت میں اپنے کام خود کرنے کی عادت، بیماری کے عالم میں کھانے کے دوران پانی کی ضرورت محسوس ہونے پر کسی دوسرے کو پانی کا گلاس اٹھانے کا حکم دینے کے بجائے خود اپنے ہاتھوں سے دور رکھے گلاس کو اٹھانا یقینا خاکساری کی طرف غماز ہے۔ سنت کی ادائیگی کا اس درجہ اہتمام کہ جب کسی عزیز کے بیمار ہونے کی خبر ملتی عیادت کے لیے ضرور تشریف لے جاتے ایک بار مفتی مجیب الرحمن صاحب کا ایکسڈنٹ ہو گیا پیر کی ہڈی ٹوٹ گئی جب حضرت کو اطلاع ملی حضرت فورا مفتی مجیب الرحمن کے مکان میں تشریف لے گئے اور مفتی صاحب کے لیے دعاے شفا فرما کر واپس تشریف لائے۔

احباب بزم سے ملاقاتیں ان کے حالات وکوائف سے آگاہ رہنے کی کوششیں پریشان حالوں کی مزاج پرسی وغمگساری آپ کا وطیرہ خاص تھا،

استقامت فی الدین اور تصلب فی المسلک کے اعتبار سے آپ کوہ ہمالہ کی حیثیت رکھتے تھے۔

الحاصل آپ کی سیرت پاک کو اگر اجمالاً بیان کیا جائے تو بس اتنا ہی کہنا کافی ہوگا کہ آپ

اپنے دادا حضور استاذ زمن کی شاعرانہ عظمتوں کے امین
بڑے دادا حضور اعلیٰ حضرت کی علمی وراثت کے سچے وارث
والد گرامی علامہ حسنین رضا کی دینی سیاست کے بے باک ترجمان
تایا حجۃ الاسلام کی دینی استقامت کے پیکر جمیل
چچا مفتی اعظم کی شکل وشباہت کے آئینہ دار

بلکہ اکابر خاندان اعلیٰ حضرت کے علم وعمل زہد وتقوی طہارت وکرامت استقامت اور تصلب فی المسلک جیسی اہم خوبیوں کے حامل تھے

لیکن کل نفس ذائقۃ الموت کا وعدہ ان کے لیے بھی تھا اسی لیے نومبر ۲۰۱۵ کو

داعی اجل کو لبیک کہتے ہوئے دارِ فانی سے دار بقا کی طرف کوچ فرما گئے اور بزبانِ حال یہی کہتے گئے۔ ؎

سورج ہوں زندگی کی رمق چھوڑ جاؤں گا
میں ڈوب بھی گیا تو شفق چھوڑ جاؤں گا

بارگاہ الٰہی میں دعا ہے

ابر رحمت ان کے مرقد پر گہرباری کرے
حشر تک شانِ کریمی ناز برداری کرے

آمین بجاہ النبی الامین الکریم علیہ الصلاۃ والتسلیم

❀❀❀

خادم نوری دارالافتاء مدینہ مسجد محلہ علی خاں کاشی پور

رابطہ: zulfi5866@gmail.com

حضور امین شریعت ارباب علم ودانش کی نظر میں

محمد عطاء النبی مصباحی

کسی بھی شخصیت کے علم وفن، کردار وعمل، زہد وتقویٰ، اخلاق واداب، متانت و سنجیدگی، حکمت وتدبر، عظمت ورفعت اورولایت وبزرگی کی تعریف وتوصیف میں ارباب علم ودانش اوراہل فکر ونظر کی زبانیں رطب اللسان ہوں تو یہ چیزیں اس شخصیت کے مقام و مرتبہ کومتعین کرنے میں اہم کردارادا کرتی ہیں بلکہ سند کی حیثیت رکھتی ہیں۔خصوصاً ان ارباب علم میں اصاغر کے ساتھ ہم عصراور اکابر بھی شامل ہوں تو سونے پر سہاگہ۔ امین شریعت حضرت علامہ محمد سبطین رضا خان علیہ الرحمہ کی ذات بھی ایسی ہی تھی جن کے علم و فضل، کردار وعمل، تقویٰ و پرہیزگاری،تواضع وانکساری،حلم وبردباری، متانت وسنجیدگی، اخلاق وادب،شرافت ونجابت،صبر ورضا، ایثاروقربانی کی شہادت اکابر، معاصراوراصاغر سبھی نے دی ہے جس سے آپ کی شخصیت کا صحیح خدوخال نمایاں ہوجاتا ہے۔اب یہ کہ حضورامین شریعت کے تعلق سے کس نے کیا گواہی دی، کس نے کیا تاثر پیش کیااور کس نے کیا کہااس تعلق سے سہ ماہی امین شریعت کا یہ ضمیمہ امین شریعت نمبرآپ کے پیش نظر ہے۔اس نمبر کی اشاعت پر ہر اراکین ادارہ کودل کی گہرائیوں کے ساتھ مبارک باد پیش کرتے ہیں خصوصا حضرت مولانا محمد اشرف رضا خاں قادری کی ذات لائق تبریق ہے۔ خدائے پاک سے دعا ہے کہ وہ ہمیشہ سلامت رہیں آمین

ق ق ق

استاذ جامعہ فیضانِ حاجی پیر، مانڈوی، کچھ

مولانا محمد سبحان رضا خان سبحانی میاں

نبیرۂ استاذ زمن حضرت علامہ مولانا محمد سبطین رضا خان صاحب مدظلہ العالی خاندان اعلیٰ حضرت میں اہم شخصیت کے حامل تھے، ان کی دینی، مسلکی خدمات کا دائرہ کافی وسیع ہے، دینی خدمات کے تعلق سے اکثر بریلی شریف سے باہر رہے، سلسلہ عالیہ رضویہ کے فروغ واشاعت میں اہم کردار ادا کیا، ضعف ونقاہت کے عالم میں بھی رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری رہا، بلاشبہ ان کی ذات اہل سنت کے لیے عظیم سرمایہ ہے"۔(مینار ولایت، ص:۱۱)

حضرت مولانا محمد عبد المبین نعمانی

حضور امین شریعت حضرت علامہ سبطین رضا خاں دامت برکاتہم العالیہ، سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کے سچے پرتو ہیں اور زہد وتقویٰ میں ممتاز مقام رکھتے تھے۔ حضرت مدظلہ العالی سے جب بھی ملاقات ہوئی بڑے ہی اخلاقِ کریمانہ سے پیش آئے اور ہر طرح کی خیریت دریافت کی، ایک عالم کی جو شان ہونی چاہیے وہ آپ کے اندر بدرجہ اتم پائی جاتی تھی۔ حسنِ سلوک کے تو آپ پیکر تھے ہی، سنجیدگی اور متانت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ مدھیہ پردیش اور چھتیس گڑھ میں آپ کے فیضان کا بادل خوب خوب برسا، ہندوستان کے دیگر خطوں میں بھی آپ کے عقیدت مند وارادت مند پائے جاتے ہیں، اور اکثر آپ کے اخلاق اور سنجیدگی کے پرتو ہیں۔ کانکیرؔ، رائے پورؔ اور دیگر مقامات پر آپ نے کئی ایک دینی ادارے قائم کیے جو دین وسنیت کی خدمت کر رہے ہیں اور فیضانِ اعلیٰ حضرت کے جلوے بکھیر رہے ہیں۔ اس وقت خانوادۂ اعلیٰ حضرت میں سب سے بزرگ شخصیت آپ ہی کی ہے۔(مصدر سابق، ص:۱۵۲-۱۵۱)

حضرت مولانا شمس الہدیٰ مصباحی

''خانوادۂ رضا کے سپوتوں میں جن پر اہل سنت کو ناز ہے صاحب ورع وتقویٰ، مظہر سیدی ومرشدی سرکار مفتی اعظم، حضرت علامہ مفتی محمد سبطین رضا خان صاحب قبلہ دام ظلہ السامی کی ذات والاصفات انہیں میں سے ہے۔

آپ نے مسلکِ رضا کی پاسبانی ونگہبانی اوراس کی ترویج واشاعت میں نمایاں کردار ادا فرمایا ہے۔صوبۂ مدھیہ پردیش خاص طور پر قابلِ ذکر وقابل فخر ہے۔میرے آقائے نعمت مرشدی الکریم، قطب عالم سرکار مفتی اعظم رضی اللہ عنہ کے معتمدین میں ہونا ہی آپ کی عظمتِ شان کے لیے کافی ووافی ہے''۔(مصدر سابق،ص:۱۵۵۔۱۵۴)

حضرت مولانا مبارک حسین مصباحی

امین شریعت بلند پایہ عالم ربانی، درسِ نظامی کے استاذِ کامل، مرشد طریقت، بلند اخلاق، داعی اسلام اورقدر آور طبیب وحکیم تھے،طبِ یونانی میں آپ کی غیر مطبوعہ چند کتابیں بھی ہیں۔عظیم مرشد گرامی، بلند پایہ عالم ربانی اورخانوادۂ رضویہ کے چشم وچراغ ہونے کی وجہ سے اہل سنت میں مقبول ترین فردِفرید تھے۔(ماہ نامہ اشرفیہ، دسمبر ۲۰۱۵)

ڈاکٹر غلام مصطفیٰ نجم القادری

آپ (حضور امین شریعت سبطین رضا خان) اعلیٰ حضرت کے منجھلے بھائی، شاگرد داغ دہلوی، استاذ زمن حضرت مولانا حسن رضا خان صاحب کے پوتے، علمی ہمہ گیر شخصیت مولانا حسنین رضا خان صاحب کے صاحب زادے ہیں اور فضل بالائے فضل یہ کہ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے سرورِ قلب اور چہیتے ہیں۔آج خود بھی ''امین شریعت''، ''پیر طریقت''، ''شبیہ مفتی اعظم''، ''حکیم الاسلام'' اور ''قطب چھتیس گڑھ''

جیسے اعلیٰ لقب سے ملقب ہیں"۔(حضور امین شریعت: حیات وکمالات،ص: ۲۳۔۲۲)

حضرت مفتی عبدالرحمٰن صاحب

"نبیرہ استاذِ زمن حضرت علامہ مولانا سبطین رضا خان صاحب قبلہ مدظلہ العالی کی علمی شخصیت گوناگوں خصوصیات کی حامل تھی۔ حضرت کے خاندان نے ابتدا ہی سے دینی ومسلکی خدمات کو اپنا حسین ترین مشغلہ قرار دیا ہے۔ آج بھی اس خاندان کے عظیم وباوقار افراد دین وسنیت کی شمع روشن کیے ہوئے ہیں اور عوام کے دلوں میں رشد وہدایت کی چاندنی بکھیر رہے ہیں"۔ (مینارولایت،ص: ۱۵۳)

حضرت مفتی محمد سلیم رضوی بریلوی

گلستانِ نقی علی خان میں بہت سارے خوشنما پھول کھلے ہوئے ہیں انہیں پھولوں میں ایک شگفتہ اور معطر پھول کا نام ہے، حضرت علامہ سبطین رضا خان بریلوی دامت برکاتہم آپ کا تعلق خانوادۂ نقی علی خان کی اس حسنی شاخ سے ہے جو امام اہل سنت مجددِ اعظم سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے برادرِ گرامی استاذ زمن علامہ حسن رضا خان علیہ الرحمہ کی جانب منسوب ہے۔ آپ حضرت استاذ زمن کے پوتے اور سرکار اعلیٰ حضرت کے برادر زادہ اور داماد حضرت علامہ حسنین رضا خان علیہ الرحمہ کے فرزند ہیں۔ آپ کی شہرت ومقبولیت کے لیے یہی بھاری بھرکم نسبتیں ہی کافی تھیں۔ مگران نسبتوں اور خاندانی امتیازات واعزازات کے ساتھ آپ کے اندر علم،تقویٰ،اخلاص، دین وسنیت کی گراں قدر خدمات اور مسلکِ اعلیٰ حضرت کے فروغ کا جذبہ یہ وہ تمام ذاتی خوبیاں ہیں جو آپ کی شخصیت میں چار چاند لگاتی ہیں۔ بلاشبہ آپ شبیہ مفتی اعظم ہند،مظہرِ مفتی اعظم ہند اور نمونۂ اسلاف تھے"۔(مصدر سابق،ص: ۱۶۴۔۱۶۳)

مولانا شہاب الدین رضوی

''اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ کے خانوادے کی عظیم المرتبت اور مہتم بالشان شخصیت، امینِ شریعت، رہبر طریقت حضرت علامہ مفتی سبطین رضا قادری بریلوی، استاذ العلما حضرت علامہ حسنین رضا خان بریلوی کے فرزند تھے۔

حضرت امینِ شریعت کی ذات بابرکات خاندان امام احمد رضا کی بزرگ ترین ذاتِ گرامی تھی۔آپ اپنے اندر سادگی، زہد وتقویٰ، حلم و بردباری، عجز وانکساری، شفقت ومحبت اور علمی جلالت کے ساتھ فنِ تفسیر وحدیث اور فقہ حنفی میں مکمل دسترس رکھتے ہیں۔ آپ عظیم فقیہ ومحدث ہونے کے ساتھ ایک بہترین نبض شناس طبیب بھی تھے''۔آپ کی خوبیوں کو چند سطور میں سمیٹنا بہت مشکل ہے ان کی دینی، ملی اور علمی خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے۔(مصدر سابق،ص:۱۵۶۔۱۵۵)

مفتی محمد ساجد رضا مصباحی

''بریلی شریف کی موجودہ علمی وروحانی شخصیات میں ایک نمایاں نام پیر طریقت، امین شریعت حضرت علامہ مفتی سبطین رضا خان بریلوی دام ظلہ العالی کا ہے۔آپ ایک عظیم خانوادے کے فرزند ہونے کے ساتھ بے شمار خوبیوں اور اوصاف وکمالات کے حامل ہیں۔آپ مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے ''شبیہ'' کہے جاتے ہیں اور صحیح معنوں میں آپ کے اندر تقویٰ وطہارت اور علم وفضل کے جو اعلیٰ اوصاف ہیں، ان کے پیش نظر آپ کو ''شبیہ مفتی اعظم ہند'' کہا جانا بالکل درست ہے''۔(مصدر سابق،ص:۱۶۵)

حضرت محمد کاشف رضا حنفی

علم، عمل، اخلاص، زہد وتقویٰ، پارسائی و پاک دامنی، محبت وشفقت، رحمت و

رافت، تعظیم وتوقیر، ادب واحترام، تواضع وانکساری، حلم وبردباری، متانت وسنجیدگی، اخلاق وکردار، شرافت ونجابت، توکل وقناعت، صبر ورضا، ایثار وقربانی، عفت وحیا، فقہ و افتا، امامت وفقاہت، تدبر وبصیرت، شکل وشباہت، ملاحت وحلاوت، شریعت و طریقت، حقیقت ومعرفت، تصوف وروحانیت، ولایت وکرامت۔

اگر مذکورہ بالا تمام اوصاف وخصوصیات کو باہم جوڑا جائے تو حاصلِ ضرب ''امین شریعت حضرت علامہ مفتی الشاہ محمد سبطین رضا قادری بریلوی دام ظلہ العالی'' نکلے گا''۔

(مصدر سابق، ص:۲۲)

مولانا محمد طفیل احمد مصباحی

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ کے خاندان سے تعلق رکھنے والی عظیم علمی وروحانی شخصیات میں ایک اہم اور نمایاں نام شبیہ مفتی اعظم، امین شریعت حضرت علامہ مفتی شاہ محمد سبطین رضا خان قادری بریلوی دامت برکاتہم القدسیہ کا بھی ہے۔ امام احمد رضا کا علم، حجۃ الاسلام کا کمال، دادا استاذِ زمن کی شاعرانہ عظمت، والد گرامی حسنین رضا بریلوی کا فہم وتدبر اور مفتی اعظم ہند کا زہد وتقویٰ، ان تمام اوصاف وخصوصیات کی حامل ذات گرامی علامہ سبطین رضا خان بریلوی کی تھی۔ آپ کے فضل و کمال کے لیے بس یہی کافی ہے کہ آپ صوری ومعنوی اعتبار سے ''شبیہ مفتی اعظم ہند'' ہیں۔ مفتی اعظم کے جلوؤں کی جھلک دیکھنی ہو تو امین شریعت علامہ سبطین رضا کی کتاب زندگی کا مطالعہ کریں۔ مفتی اعظم ہند کا علم، تفقہ، تقویٰ وپارسائی، اخلاق وکردار اور عزم و استقلال سب کچھ حضرت امین شریعت کی ذات ستودہ صفات میں پائے جاتے ہیں''۔

(مصدر سابق، ص:۱۹۔۱۸)

مفتی محمد راحت خان قادری

حضور امین شریعت قدس سرہ بلند اخلاق، پاکیزہ کردار، اسلاف کی امانتوں کے

سچے وارث وجانشین،علم وعمل کا پیکر،صدق وصفا اور استقامت کے جبل عظیم تھے۔انہوں نے سادہ مکان کے اندر اپنی زندگی گزار دی اور لوگوں کے دلوں کو ایمان کی حلاوت اور چاشنی عطا کی۔

حضرت مفتی محمد شاکر علی مصباحی

تقریر وتحریر تبلیغ کے لیے دو بہترین ذرائع ہیں۔ہمارے اسلافِ کرام نے دونوں کو برتا ہے۔کسی نے تقریر کے ذریعہ تبلیغی فریضہ انجام دیا تو کسی نے تحریر کے ذریعہ اذہان وقلوب کے قلعے فتح کیے۔حضور امین شریعت ان بزرگوں میں سے تھے جنہوں نے تقریر وتحریر دونون میدان میں گھوڑے دوڑائے ہیں۔ جہاں آپ کی تقریر سے ہزاروں گم گشتگانِ راہ، راہ پر آئے وہیں آپ کی تحریر نے رشد و ہدایت کے کتنے گل بوٹے کھلائے‘‘۔(مضامین امین شریعت،ص:۹)

ڈاکٹر محمد حسین مشاہد رضوی

خانوادہ اعلیٰ حضرت کی خدمات عالمِ اسلام میں اظہر من الشّمس ہیں۔اعلیٰ حضرت کے خانوادے میں ایک سے ایک گل و لالہ ہر دور میں مشامِ دین وایمان کو معطر ومعنبر کیا ہے۔ ماضی قریب میں حضور مفتیِ اعظم علامہ مصطفیٰ رضا قادری برکاتی نوری بریلوی قدس سرہ نے دین وسنیت کے لیے جو خدمات انجام دیں وہ آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ حضور مفتیِ اعظم قدس سرہ کی فیض بخش صحبت کے پروردہ خانوادہ رضا کے فرزندان میں فی زمانہ تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا قادری برکاتی ازہری بریلوی دام ظلہ اور شبیہِ مفتیِ اعظم، مخدومِ اہل سنت مولانا سبطین رضا قادری بریلوی نور اللہ مرقدہ کے حصے میں جو مقبولیت اور روحانیت آئی وہ قابلِ رشک ہے۔ امینِ شریعت مولانا سبطین رضا قادری بریلوی نوراللہ مرقدہ کی وفاتِ حسرت آیات ہمارے لیے بے پناہ رنج وغم کا سبب ہے۔

اس دورِ پُرفتن میں وہ تصلب فی الدین اور استقامت علیٰ الدین کے اعلیٰ منصب پر فائز تھے۔شریعت وطریقت کا حسین وجمیل سنگم تھے۔آپ نے اپنے روحانی وعرفانی فیضان سے اک جہان کو مالا مال فرمایا۔

علمی، ادبی اور دینی اعتبار سے چھتیس گڑھ اور بریلی کی اہمیت جگ ظاہر ہے۔ یہاں جن کے بزرگانِ دین کا شہرہ ہمیشہ رہا ہے۔ان میں امین شریعت کا مقام بھی ارفع و اعلیٰ ہے۔ آپ خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے چشم و چراغ ہیں اسی لیے عظمت وبزرگی ان کے قدم چومتی ہے اور سرفرازیاں بلائیں لیتی ہیں۔رشد وہدایت کی وجہ سے پچاس سال تک تشنہ کامانِ صلاح وفلاح کو رضوی فیضان اور قادری عرفان سے مالا مال کیا ہے''۔(حضور امین شریعت: حیات وکمالات،ص:۲۳)

حضور امین شریعت کے تعلق سے اہل علم کے تاثرات، اصحاب نظر کے جذبات، ارباب فکر کے خیالات اور صاحبانِ قلم کی تحریرات کو پیش نظر رکھ کر کوئی بھی ذی علم ان سوالات کہ امین شریعت کون تھے؟ کیسے تھے؟ اور ان کی شخصیت کیا تھی؟ کے درج ذیل جواب بآسانی دے گا کہ:

امین شریعت برادرِ اعلیٰ حضرت استاذ زمن حضرت علامہ محمد حسن رضا خان بریلوی کے پوتے، استاذ العلما حضرت علامہ محمد حسنین رضا خان کے صاحب زادے تھے۔

امین شریعت ایسی شخصیت تھے جن کو یہ شرف حاصل ہے کہ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے بکمال شفقت فرمایا: ''یہ میرا بچہ ہے''۔اتنا ہی نہیں بلکہ خلافت عطا فرماتے ہوئے سندِ خلافت میں آپ کو ''الولد العزیز'' لکھا۔

امین شریعت شکل صورت میں حضور مفتی اعظم کے شبیہ تھے یعنی آپ شبیہ مفتی اعظم تھے گویا جس نے آپ کا دیدار کیا اس نے حضور مفتی اعظم کی زیارت کی۔

امین شریعت وہ تھے جن کو ''شبیہ مفتی اعظم ہند'' اور ''امین شریعت'' کے ساتھ ''پیر طریقت''، ''حکیم الاسلام'' اور قطب چھتیس گڑھ'' کے القاب سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔

امین شریعت جنھوں نے مسلکِ رضا کی پاسبانی ونگہبانی اوراس کی ترویج واشاعت میں نمایاں کرداراداکیا۔خصوصاً صوبۂ مدھیہ پردیش آپ کے جلوؤں سے منوروتاباں رہااور اس صوبہ کوآپ پرفخر ہے۔

امین شریعت علمائے اہل سنت کے درمیان قدرکی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے کیوں کہ امام احمدرضا کا علم، حجۃ الاسلام کا کمال، دادا استاذِ زمن کی شاعرانہ عظمت، والدگرامی حسنین رضا بریلوی کا فہم و تدبر اور مفتی اعظم ہند کا زہدوتقویٰ، ان تمام اوصاف و خصوصیات کی حامل ذات گرامی آپ کی تھی۔

امین شریعت کی ذات ایسی ذات تھی جن کی دینی ومسلکی میدان میں خدمات کا دائرہ تقریباً نصف صدی کومحیط ہے۔

امین شریعت فنِ تفسیر وحدیث اورفقہ حنفی میں مکمل دسترس رکھتے تھے۔نیز آپ عظیم فقیہ ومحدث ہونے کے ساتھ ایک بہترین نبض شناس طبیب بھی تھے۔

لیکن آہ صد بارآہ !ایسی چنگاری بھی یارب اپنی خاکستر میں تھی ،جی ہاں،تھی اب نہ رہی، بلکہ اب ہے بھی تولوگوں کی زبان پربس یہی ہے کہ چمن میں ہرطرف بکھری ہوئی ہے داستاں تیری۔۔۔، ہے بھی تو نہ جانے غم واندوہ میں ڈوبے ہوئے کتنی زبانِ دل پر بس یہی کہ وہی چراغ بجھا جس کی لَو قیامت تھی۔۔۔، ہے بھی توخدامعلوم کتنی آنکھیں بس یہی شکوہ کناں کہ چل دیے آنکھوں میں تم اشکوں کا دریا چھوڑکر۔۔۔اورہے بھی تومحفلِ اذہان وافکارمیں بس یہی شوربرپاکہ تم کیاگئے کہ رونقِ محفل چلی گئی۔۔۔ہاں۔۔۔ہاں !

26 رمحرم الحرام 1437ھ مطابق 9 رنومبر 2015ء بروز پیر 45 :1 منٹ پرحضورامین شریعت اپنے اہل خانہ، اپنے احباواقربا، اپنے محبین ومتوسلین، معتقدین، مریدین کواس دنیاے فانی میں روتابلکتا چھوڑکراپنے مالک حقیقی کی بارگاہ میں حاضری کی سعادت سے بہرہ ورہوگئے۔

❀❀❀

حضرت امین شریعت ہمہ گیر شخصیت کے مالک

حضرت مولانا مفتی مقصود عالم ضیائی

قلم بشکن سیاہی ریز کاغذ سوزدم درکش
حسنِ ایں قصہ عشقت در دفتر نمی گنجد

حضور امین شریعت حضرت علامہ مفتی محمد سبطین رضا خاں بریلوی قدست اسرارہم ایک ہمہ گیر و ہمہ جہت شخصیت کے مالک تھے، اس کی وضاحت یوں کی جا سکتی ہے کہ جہاں شریعت وطریقت کا سنگم ہوتا ہے اس مرجع البحرین کا نام امین شریعت ہے، معرفت وحقیقت کے جہاں سے چشمے ابلتے ہیں اس بحر بیکراں کا نام امین شریعت ہے، علوم وفنون کے جن گلستان سے مشام جاں پر نکہت باریاں ہوتی ہیں اس گلزار مرغ زار کا نام امین شریعت ہے، عشق وعرفان کے جہاں سے آبشار پھوٹتے ہیں اس جھرنے کا نام امین شریعت ہے، جس شجر قد آور کی آغوش نیر بار میں زہد وتقوی اور ورع کے گلاب کھلتے ہیں۔ اس درخت ملیح دل آراء کا نام امین شریعت ہے، جس حجر کی پشت میں عبادت و ریاضت کے جواہر پارے پلتے ہیں اسی پرنور پتھر کا نام امین شریعت ہے، جس کان سے فکر وعمل کے لعل وگہر نکلتے ہیں اور چشمان جہاں کو چکا چوند کرتے ہیں اس مخزن تدبر وتفکر کا نام امین شریعت ہے، معلم کائنات، محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے ماہ و نجوم جس آسمان پر مسکراتے ہیں اسی فلک بے مثال ولا جواب کا نام امین شریعت ہے، شعور وآگہی، حلم و بردباری، تزکیہ نفس، صدق مقال، حسن اخلاق، رزق حلال، کیفیت بلالی، جذبہ خلیلی، آداب اسمٰعیلی، بلکہ گوناگوں محاسن وکمال، خوبی و جمال کے قوس وقزح کی رعنائیاں کہکشاں کی دل فریبیاں اور جملہ رنگینیاں، جہاں سمٹ جاتی ہیں اس کشکول دل نوازی کا نام امین شریعت ہے۔

قدر تو بگذشت از درک عقول
عقل در شرح شما شد بو الفضول

صنعت کے حسن و جمال اور خوبی وکمال کی اثر انگیزیاں صانع کی جانب مشیر ہوتی ہیں، فنکار جس پائے کا ہوگا اس کا فن اسی معیار کا ہوتا ہے اس لحاظ سے دیکھتے ہیں تو امین شریعت کو مفتی اعظم عالم اسلام کے ہاتھوں میں پاتے ہیں آپ نے ہر ہر اعتبار سے امین شریعت کو نکھار کر کامل واکمل بنا دیا تھا، کوئی گوشہ حیات تشنہ لبی کا شکار نہ تھا جس سمت سے جائزہ لیجئے جس جہت سے پرکھیے، جس نہج سے مطالعہ کیجیے، جانچنے کے جتنے آلات ہیں سب کو لگا دیجئے اس کے بعد آپ کہیں گے کہ امین شریعت کے حسن و جمال، محاسن وکمال کے آئینے میں مفتی اعظم عالم اسلام کا جلوۂ زیبا نظر آتا ہے، حجابات کے ایک دو چلمن کو سرکائیں گے تو غوث اعظم محبوب سبحانی شہباز لامکانی کی نورانیت کی تابانیاں دیکھنے کو ملیں گی، پردے اٹھاتے رہیں درجہ بدرجہ ترقی کرتے رہیں مگر اس کے لیے جنید و بایزید کی نگاہ چاہیے، جو یہاں موجود نہیں۔

چھو لیا ہے کسی فنکار کے ہاتھوں نے تجھے
ورنہ پتھر بھی کہیں تاج محل ہوتا ہے

اس نظر کیمیا اثر کا مشاہدہ اہل دنیا نے کھلی آنکھوں سے کیا تو برملا پکار اٹھے کہ امین شریعت نے کہ جنگل میں قدم رکھا تو اسے منگل کر دیا، وادئی جہالت، خطہ کفر وضلالت، زمین الحاد و دہریت، پر جلوہ نما ہوئے تو انہیں ایمان و ایقان، عشق وعرفان، حقانیت و صداقت اور وحدانیت ورسالت کی نورانیت سے منور و تابناک کر دیا، گم گشتہ راہ کو منزل کا پتہ مل گیا، ضلالت کی تاریکیوں میں بھٹکنے والوں نے ہدایت کا اجالا پا لیا، بے نور آنکھوں میں نورانیت کے دیپ جل اٹھے، بندگی کے گلستان میں گل کاریاں ہونے لگیں، عبادت و ریاضت کا شعور جاگ اٹھا، تسبیح وتہلیل کا جذبہ شباب پر نظر آنے لگا، بے حیائی کے آنگن میں حیا کا گلاب کھل اٹھا، سنگلاخ وبنجر زمین کی قسمت جگمگا اٹھی، شراب خانہ ویران، اور

عبادت خانے کی رونقیں بڑھ گئیں، چشم زدن میں چھتیس گڑھ کا نقشہ بدل گیا فضاؤں میں نغمات رضا کی گونج سنائی دینے لگی۔

ان کا سایہ ایک تجلی ان کا نقشِ پا چراغ
وہ جدھر گزرے ادھر ہی روشنی ہوتی گئی
ہم نے پھولوں کو چھوا مرجھا گئے کمہلا گئے
تم نے کانٹوں پر قدم رکھا گلستاں کر دیا

طالب علمی کا زمانہ تھا ادب کی زمین سہسرام میں حضرت کا ورود مسعود ہوا۔ قدم بوسی کے شرف سے مشرف ہونے کے لیے پورا سہسرام امنڈ پڑا جس طرف دیکھتا دیوانے کا سیلِ رواں پاتا۔ پروانے اس شمع محبوبی پہ نثار ہونے کے لیے مچل رہے اس بھیڑ میں کسی طرح حضرت تک رسائی ہوئی، دست بوسی وقدم بوسی کی برکتیں حاصل ہوئیں حضرت نے اپنے پہلو میں بیٹھا لیا دعاؤں سے نوازتے رہے۔ اسی اثنا میں دیکھا کہ علم وفن کے ماہ تاباں سیرت وکردار کے نیر اعظم درس وتدریس کے آفتاب باکمال، منصب افتاء کے سلطان پر جمال حضرت مفتی محمد ظل الرحمن صاحب عزیزی علیہ الرحمہ مہتمم وشیخ الحدیث دار العلوم خیریہ نظامیہ سہسرام تشریف لا رہے ہیں۔ جب قریب ہوئے تو پیر طریقت امین شریعت علیہ الرحمہ اپنی جگہ سے کھڑے ہوگئے۔ ادھر دیکھا کہ درس وتدریس کی سلطنت ہفت اقلیم کا بے تاج بادشاہ خمیدہ سر دست بستہ سراپا ادب بن کر اس تاجور کے سامنے کھڑا ہے۔ جب مصافحہ اور معانقہ کے جام چھلکتے ہیں تو دست بوسی کے دلکش ودیدہ زیب نظارے مقام عظمی اور مراتب علیا تعین کراتے ہوئے نظر آتے ہیں علم وفن، زہد وتقوی، طہارت وپاکیزگی کا پیکر جس کی دست بوسی کرے اس کا مقام کتنا ارفع واعلی ہوگا، امین شریعت یقینا امین شریعت تھے آپ نے اپنی حیات مستعار کو کامل شریعت کے سانچے میں ڈھال رکھا تھا، جہاں طریقت ومعرفت اور حقیقت کے جواہر پارے تبسم ریز تھے جو قال بھی تھا اور حال بھی تھا نقلی وعقلی کی دولت بے بہا سے مالا مال بھی تھا آپ صرف گفتار

کے نہیں بلکہ کردار کے غازی تھے، آپ تنہا تھے مگر عشق و عرفان کی ایک دنیا آباد کر گئے، ویران میکدہ تھا انجمن آرائی ہونے لگی، اپنی فضیلت نہیں بیان، کی ذات کو منوانے کے لیے خوابوں کا شیش محل نہیں تعمیر کروایا، مکاشفہ، مراقبہ، اور مشاہدہ و معائنہ کے باوجود تقلید کا قلادہ گردن سے نہیں نکالا، عروج و ارتقاء اور مقبولیت کے نقطہ کمال پر فائز ہونے کے باوجود مسلک اعلی حضرت کانٹوں کی طرح آنکھوں میں نہیں چبھا بلکہ مسلک اعلیٰ حضرت کے نور سے آنکھوں کو ہمیشہ روشن و منور رکھا اور جو قریب ہوا اسے مسلک اعلیٰ حضرت کا دیوانہ بنا دیا، کسر نفسی، صفت درویشی، کے بلند مقام پر فروکش ہوئے، صوفیت کے آتش عشق میں فنائیت کے بعد بھی موجودہ صوفیت کے گرد و غبار سے دامن عرفان داغدار نہ ہو سکا۔ یقیناً امین شریعت کے پردے میں مفتی اعظم کے جلوے تھے، لوگ کہتے ہیں اب وہ نہیں رہے میرا وجدان کہتا ہے کہ اب بھی وہ ہمارے درمیان موجود ہیں۔ اللہ عز و جل ان کے فیوض و برکات سے تا ابد عالم اسلام کو مستفیض و مستنیر فرمائے۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

ممنون و مشکور ہوں ادیب شہیر حضرت علامہ اشرف رضا صاحبقادری کا آپ نے ایک طفل مکتب کو قلم پکڑنے پر مجبور کیا حضور امین شریعت کے فیوض و برکات نے دستگیری کی اور قلم چلنے لگا۔ سہ ماہی امین شریعت کی جاذبیت، دلکشی و دیدہ زیبی نے مدیر اعلی مولانا محمد اشرف رضا خاں قادری کی قلمی حیثیت، علمی قابلیت، تحریکی صلاحیت، تنظیمی لیاقت کا قائل تو بنا ہی ڈالا تھا مگر ان کے طرز خطاب نے اس بات کا بھی قائل ہونے پر مجبور کر دیا ہے کہ یہ حضور امین شریعت کے ایسے خادم با وفا ہیں کہ منصب مخدومیت جن کی منتظر ہے چونکہ خادم با وفا جب اپنے مخدوم کی بارگاہ سے کامل فیض یافتہ ہو کر منظر شہود پر آتا ہے تو وہی زمانے کا مخدوم بن جاتا ہے اپنے مخدوم کی عطا سے زمانے کے دامن خستہ کو گو ہر مراد سے بھر کر اس کو مالا مال کر دیتا ہے زمانہ قاسم العلوم والفنون کے نام سے انہیں جاننے لگتا

ہے اور ان کی مخدومیت پر ناز کرنے لگتا ہے، اللہ عزوجل اس شاہین صفت شخصیت کو ہر اعتبار سے امین شریعت کی آنکھوں کی ٹھنڈک، روح کا سرور اور مرکز لطف وعطا بنا کر منصب مخدومیت پر فائز المرام فرمادے اور ان کی تمناؤں کے ہر گل کو گل خندہ اور ہر کلی کو تبسم ریز فرمادے۔آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

صدر مدرس دارالعلوم فیضان قادریہ
یاسپیٹ (کرناٹک)

حضور امینِ شریعت مفتیٔ اعظم کے پیارے آپ ہیں

قاری عبدالرحمٰن خاں قادری

حدیث پاک میں فرمایا گیا کہ آدمی جب دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے تو اس کا سلسلۂ اعمال بھی منقطع ہو جاتا ہے مگر تین اعمال ایسے ہیں کہ ان کا فائدہ وثواب جاری و ساری رہتا ہے۔اب انسان حکم شرع کا مکلف نہیں مگر اس کے نامہ اعمال کی نیکیوں میں لمحہ بہ لمحہ، پے بہ پے حیرت انگیز اضافہ ہوتا جارہا ہے از روئے حدیث وہ تینوں اعمال

۱۔علم نافع ۲۔نیک اولاد اور ۳۔صدقۂ جاریہ ہیں

یقینا وہ حضرات جن کی زندگی شریعت کی پابند رہی اور طریقت کے نور سے جن کا ہر پل روشن رہا لائق ستائش، عالی مرتبت، واجب الاکرام اور قابل اتباع ہیں کہ دنیا سے جانے کے بعد بھی دنیا والوں کے دلوں میں ان کی یادوں کے چراغ روشن ہیں۔اہل جہان ان کا تذکرہ، ان کی یاد، ان کی توصیف اور ان کی پیروی اپنے لیے سرمایۂ سعادت وافتخار جانتے ہیں، ان کا نام لیتے ہیں تو نہایت احترام سے، ان کا ذکر کرتے ہیں تو جذبۂ اخلاص سے اور ان کے نقوش قدم پر چلتے ہیں تو اس یقین کے ساتھ کہ یہی راہ نجات ہے۔یہی راہ فوز وفلاح ہے اور یہی راہ صواب وجناں ہے ؎

ترے غلاموں کا نقشِ قدم ہے راہِ خدا
وہ کیا بہک سکے جو یہ سراغ لیکے چلے

ایسی ہی مبارک ومسعود، بافیض وباکمال، حق آگاہ وحق نما اور خدارشیدہ شخصیات میں سے حضور امین شریعت کی باعلم وباوقار شخصیت بھی ہے جس نے قدم قدم پر سنتوں کے دیپ روشن کیے، صداقتوں کے سورج اُگائے، جہالت وضلالت کی ظلمتوں کا خاتمہ کیا۔ اپنے رخ زیبا کی تابانیوں اور اپنے اخلاص وعمل کی ضوفشانیوں سے بدعت وگمراہی کی تاریکیوں کو قتل کیا۔ وہ جدھر سے گزرے عشق ووفا کے گلاب کھلاتے چلے گئے۔جس

ویرانے پر نگاہ لطف ڈالدی اپنی سرشار نگاہوں سے اسے رشک چمن بنا دیا۔جس شخص کو محبت کی نگاہ سے دیکھ لیا اس کی زندگی میں انقلاب برپا کر دیا۔جو دنیا دار اُن کے دامن کی پناہ میں آیا اسے مفتی اعظم کا فیض خصوصی عطا کر دیا اور غوث اعظم کا جاں نثار بنا دیا۔ان کی خدمات ومساعی اور حیرت انگیز کارہائے نمایاں اصل میں مرشد برحق حضور مفتئ اعظم ہند کی زندہ وتابندہ کرامت ہے کہ حضرت نے ہی ان کو اس راہِ کرامت کا راہی اور راز شریعت وطریقت کا امین بنایا۔

حضور امین شریعت دنیا سے رحلت فرما گئے۔یہ دن سبھی کے لیے ہے مخلوق میں کوئی اس سے مستثنیٰ نہیں مگر امین شریعت ان تقدس مآب ہستیوں میں ہیں کہ جن کے روحانی فیوض والطاف ان کی رحلت کے بعد ان کی حیات ظاہری سے کہیں زیادہ بڑھ جاتے ہیں۔حیات ظاہری میں فرائض وواجبات اور خانگی ضروریات کی ذمہ داریاں بھی دامن گیر ہوتی ہیں مگر بعد وصال ان تمام ذمہ داریوں سے سبکدوش ہوکر وہ صرف اپنے حاجت مندوں،مریدوں اور چاہنے والوں کی خبر گیری اور فیض رسانی میں مصروف رہتے ہیں۔''دنیا مومن کے لیے قید خانہ ہے'' مومن اس قید سے رہائی پا کر آزاد ہو جاتا ہے وہ اب کہیں بھی جا سکتا ہے۔زمین کی وسعتوں میں سیر کرے یا آسمان کی بلندیوں میں گھومے۔وہ کسی کو بھی اپنے قرب کی دولت سے مالا مال کرسکتا ہے وہ کسی کا پابند نہیں اسے اللہ نے آزادی عطا فرمائی ہے۔وہ اپنے اہل قرابت کا خیال بھی رکھتا ہے اور اہل حاجات کی مدد بھی کرتا ہے۔کسی کو بلا کر نوازتا ہے تو کسی کو دور ہی سے فیضیاب کر دیتا ہے، نوازشات وعنایات کے پھولوں میں بسا سکتا ہے۔

دنیا میں اگر کسی کا عزیز ورفیق قید وبند کی صعوبتوں میں مبتلا ہو اور مدت سزا پوری ہونے کے بعد اگر اسے رہائی ملے تو اہل تعلق وقرابت خوشیاں مناتے ہیں۔احباب ومتعلقین اور اعزا واقرباء کو دعوتیں کھلاتے ہیں۔محفلیں سجاتے ہیں۔ایک دوسرے کو مبارک بادی دیتے ہیں نذرانے بانٹتے ہیں۔اہل حاجات کی حاجت برآری کرتے ہیں۔ اللہ والے بھی موت کے ذریعہ اس قید دنیا سے آزاد ہو کر راحت وتسکین کے فرحت افروز

باغوں میں داخل ہو جاتے ہیں۔اس لیے ان کی موت کا غم نہیں منایا جاتا بلکہ تاریخ وصال پر عرس (خوشی) منایا جاتا ہے انہوں نے اپنے رب سے وصال کا شرف حاصل کیا یہ غم و اندوہ اور حزن و ملال کی بات نہیں بلکہ بلندیٔ نصیب، سرفرازیٔ قسمت، بیداریٔ بخت اور شان امتیازی کی بات ہے اس پر مسرّت و شادمانی اور فرحت و انبساط کا اظہار کیا جائے۔تو مضائقہ کیا ہے؟

ایں سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

قید دنیا سے رہائی کے اس مسرّت خیز موقع پر خوشیاں (عرس) منائی جارہی ہیں، حمد و نعت و منقبت کے ترانے گنگنائے جارہے ہیں، اہل ارادت و عقیدت ایک دوسرے کو انواع و اقسام کے کھانے کھلا رہے ہیں، فرحت و انبساط اور کیف و نشاط کے اس پاکیزہ ماحول میں نذرانے بانٹ کر اپنی قلبی مسرتوں کا اظہار کر رہے ہیں تو نہ جانے کیوں اغیار کو بے چینی اور درد شکم ہے ؎

کافروں کو وہ پکاریں تو کوئی بات نہیں
ہم نے یا غوث پکارا تو بُرا مان گئے

حضور امین شریعت تو ہم سے رخصت ہو گئے مگر ان کا فیض و کرم، ان کی خدمات جلیلہ اور ان کے کارہائے نمایاں ہمارے درمیان مشعل راہ ہیں۔ہم ان کی کارگزاریوں کے آئینے میں انہیں دیکھ رہے ہیں اور وہ اپنی چشم روحانیت سے ہمیں دیکھ رہے ہیں ہم ان سے پوشیدہ نہ وہ ہم سے بے خبر۔

وہ عالم باعمل تھے انہوں نے اپنے علم کی سرفرازیوں سے لاکھوں افراد کو کامیاب و فلاح یافتہ بنایا۔علم نافع کا فائدہ ہو تو ثواب کبھی ختم نہیں ہوتا۔ان کے علم و فضل کا نیرّ تاباں آج بھی شعاعیں اور ضیائیں بکھیر رہا ہے۔جس کی روشنی میں لوگ منزل کے منارے دیکھ رہے ہیں۔اور سچائیوں کے صحیفے پڑھ رہے ہیں۔

بے شمار ضرورت مندوں کی ضرورتیں آپ نے پوری کیں درجنوں مسجدیں اور مدرسے بنوائے ، اپنی جیب خاص سے کتنے طلباء و یتامی کی امداد کی ، کتنی درسگاہوں کو سنوارا، نکھارا، اور اپنی قیادت وصدارت و رہنمائی کی خوشبو سے معطر ومشکبار بنایا۔ ان کی تعمیر کردہ مساجد و مدارس میں اللہ و رسول کا ذکر ہوتا رہے گا۔کاروان علم وعمل آگے بڑھتے رہیں گےاور اُن کے نامۂ اعمال میں اضافہ ہوتا رہے گا۔فارغین مدارس علمی شمع جلاتے رہیں گے۔ایک شمع سے دوسری دوسری سے تیسری یہ لامتناہی سلسلہ دم بہ دم آگے بڑھتا رہے گا۔اور امین شریعت کے مدارج ومقامات میں حیرت انگیز اضافہ ہوتا رہے گا۔

انہوں نے دو فرزندان گرامی اس دنیا میں چھوڑے جو صاحب علم وعمل ہونے کے ساتھ ساتھ خوش اخلاق وخوش گفتار بھی ہیں وہ اعمال خیر کا ذخیرہ جمع کریں گے، دین پڑھیں گے اور پڑھائیں گے قال اللہ و قال الرسول میں مصروف رہیں گے تبلیغ کریں گے اپنے والد عظیم کے نشان قدم پر چلتے ہوئے سلسلۂ رشد و ہدایت کو آگے بڑھائیں گے، ان تمام اعمال حسنہ اور مسلکی خدمات کا ثواب ان کو بھی ملے گا اوراُن سے کہیں زیادہ ان کے والد عظیم کو۔کیوں کہ دین ومسلک کی اس روشن روش پر ان کے والد عظیم نے ہی ان کو گامزن کیا۔ امین شریعت کے پسرانِ معنوی یعنی مریدین وخلفاء جو خدمات دینیہ انجام دیں گے، راست بازی وحق گوئی کی راہ پر چلیں گے، خلق خدا کی رہنمائی کریں گے۔اس کا ثواب کئی گنا ہوکر حضور امین شریعت کو پہنچ کران کے نامۂ اعمال میں گراں قدر اضافہ کرتا رہے گا۔ یقینا بعد رحلت بھی شب و روز ، صبح ومسا، ساعت بہ ساعت ان کی نیکیوں میں اضافہ ہو رہا ہے اور ان کے درجات بلند ہو رہے ہیں۔حدیث پاک نے بتادیا کہ تین اعمال کا سلسلہ وثواب کبھی منقطع نہیں ہوتا۔وہ تینوں اعمال آپ کے دامن وسیع میں موجود ومحفوظ ہیں۔

ادوارِ حیات:

ہر شخصیت کی حیات کے ۳/دور ہوتے ہیں:

۱؎ عہد طفولیت ۲؎ دورِ جوانی ۳؎ عالم پیری

کچھ افراد وہ ہوتے ہیں جو بچپن میں نہایت شریر و بے باک ہوتے ہیں مگر ان کی جوانی پاک دامن وشفاف ہوتی ہے اور ضعیفی اس سے بھی اعلیٰ وافضل۔ کچھ لوگ بچپن اور جوانی میں بے راہ رو ہوتے ہیں۔ مگر ضعیفی میں انہیں توفیقِ توبہ نصیب ہوجاتی ہے اور وہ اپنے اعمالِ بد پر نادم وشرمندہ ہوکر بارگاہ الٰہی میں جھک جاتے ہیں ان پر رب کائنات اپنے فضل وجودوعطاونوازش وکرم سے رحمت وغفران کی بارش فرمادیتا ہے جس سے ان کی ناپاک وغلیظ زندگی صاف وشفاف ہوکر دوسروں کے لیے نمونۂ عمل بن جاتی ہے۔ وہ خود بھی مقبول بارگاہِ خداوندی ہوتے ہیں اور جوان کے دامن فیض سے وابستہ ہوکر ان کے نقوش قدم پر چلے وہ بھی مقرب بارگاہ ہوجاتا ہے۔

کچھ افراد وہ بھی ہوتے ہیں جو بذات خود راہِ راست سے دور، مخلوق کے لیے باعثِ آزار اور عبادت وریاضت وطاعت سے گریزاں ہیں۔ مگر کسی اللہ والے کی نگاہ کرم سے ان کی زندگی کا رخ بدل جاتا ہے ان کے قلب سیاہ کی کالک ڈھل جاتی ہے انہیں اپنے کرتوتوں پر سخت افسوس اور اپنی پاپی زندگی پر شدید پچھتاوا ہونے لگتا ہے۔ اللہ والے کی صحبت کا فیضان ان کو اپنے رنگ میں رنگ دیتا ہے وہ گنہگار سے نکوکار، زمین کی پستی سے آسمان کی بلندی، بدکار سے اطاعت گزار اور دنیا دار سے غلام احمد مختار بن جاتے ہیں۔ یعنی گناہوں کی بدبودار دلدل سے نکل کر اطاعت وریاضت کے مشکبار گلشن میں داخل ہوجاتے ہیں، اس قسم کے سیکڑوں واقعات سے تصوف ومعرفت کی کتابوں کے اوراق لبریز نظر آتے ہیں، سیدنا سرکار غوث اعظم نے کتنے فساق وفجار کو اطاعت گزار، کتنے کفار کو ایماندار اور کتنے جہنمیوں کو جنت کا حقدار بنا دیا۔ آج بھی ان کے نام سے مصیبتیں ٹلتی ہیں۔ ان کے ذکر سے بیقراریوں کو قرار آتا ہے، ان کی یاد سے پریشانیاں آسانیوں میں تبدیل ہوتی ہیں، ان کی محفلیں عوام کی ہدایت ورہنمائی کا سامان ہیں۔ ان کے نام لیوا اہل جہاں کی نظروں میں مقبول اور خالق کائنات کی بارگاہ کے مقرب بن

جاتے ہیں۔ان کی کرامتوں کا سورج آج بھی روشن وتاباں ہے ان کے عشاق آج بھی لوگوں کے دلوں کی سوکھی کھیتیوں پر روحانی فیضان کے بادل برسا رہے ہیں۔مشائخ قادریہ آج بھی عشق رسالت کے جام لبالب سے اہل جہان کو سرشار وشادکام کررہے ہیں۔حضور مفتی اعظم،سرکار غوث پاک کی زندہ کرامت ہیں اور امین شریعت سرکار مفتی اعظم کی خدمات کا پرتوِ جمیل بھی ہیں اور تابندہ کرامت بھی۔

حضور امین شریعت کی ذات والا صفات ایسی طیب وطاہر اور حسن اعمال واخلاق کا نمونہ ہے کہ ان کی زندگی کے تینوں دور بزرگوں کی مقدس زندگی کا پرتو حسین نظر آتے ہیں۔بچپن ایسا کہ جو عام خرافات ومنکرات سے دور،حصول علم کی کوششوں سے لبریز اور حضور مفتی اعظم ہند کے بچپن کا آئینہ۔’’جوانی دیوانی ہوتی ہے‘‘۔مگر جس کی جوانی بغداد والے آقا کی دیوانی ہو وہ دوسروں کے لیے مشعل راہ ہوتا ہے۔وہ جدھر گزر جاتا ہے۔’’فیضانِ قادریت‘‘ کے چشمے بہادیتا ہے۔اس کے قدموں کی برکت سے خلوص ووفا کے سوتے پھوٹتے ہیں۔اس کی جوانی بڑے بڑوں کے لیے قابل رشک اور نمونۂ عمل ہوتی ہے حضور امین شریعت بھی ایسی ہی مرصع ومزین اور فیض رساں جوانی کے مالک تھے اس پر مستزاد یہ کہ ایک ولیٔ کامل،عارف باللہ،مرشد برحق مرد حق آگاہ،مقرب بارگاہ الٰہی، عاشق مصطفٰی،نائب غوث الوریٰ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کی باکرامت وبا فیض سر پرستی ورہنمائی کا شرف خصوصی بھی حاصل رہا۔جس نے امین شریعت کو عشق و اخلاص ووفا کے روحانی سانچے میں ڈھال کرسونا اور پھر کندن اور اس کے بعد کندن کے لیے بھی قابل رشک بنادیا۔بچپن میں نہ کھیل کود،نہ گلیوں میں گھومنا پھرنا۔نہ ہنسی دل لگی،نہ شرارت نہ شریر لڑکوں سے دوستی۔کیسا پاکیزہ اور شریف بچپن ہے اسے سمجھنے کے لیے مولانا اشرف رضا صاحب کے مضمون کا ایک اقتباس ملاحظہ کیجئے۔

حضور امین شریعت کا بچپن **بفضلہ تعالیٰ** والدین کریمین کی شفقت وعنایت اور بے پایاں الطاف ونوازشات کے سائے میں گزرا۔چھوٹی سی عمر میں آپ کے والد ماجد نے آپ کے ماموں مرحوم مولانا عبد الہادی صاحب کے مکان میں رسم بسم اللہ خوانی کی

ایک پُرتکلف تقریب کا انعقاد کیا۔اور آپ کے چھوٹے دادا حضرت مولانا (مفتی) محمد رضا خاں علیہ الرحمہ نے رسم بسم اللہ خوانی ادا کرائی۔آپ کے والدین کریمین نے پرورش و تربیت میں انتہا درجہ کا خیال رکھا۔آپ بچپن میں شریر بچوں کے ساتھ نہ رہتے اور نہ ہی ان کے ساتھ کھیلتے بلکہ اپنا وقت کھیل کود میں برباد کرنے کے بجائے کتابیں پڑھنے میں صرف کرتے۔

اکبری مسجد معروف بہ مرزائی مسجد واقع محلہ گھیر جعفر خاں پرانے شہر بریلی شریف کے مدرسہ میں بھی آپ نے تعلیم حاصل کی۔ پھر اعلیٰ تعلیم کے لیے آپ کا داخلہ آپ کے والد ماجد علیہ الرحمہ نے دارالعلوم مظہر اسلام میں کرایا۔اور شروع سے آخر تک جملہ کتب متداولہ کی یہیں پر تعلیم حاصل کی۔دو سال علم طب کی پڑھائی کے لیے اپنے رفیقِ درس مولانا فیضان علی رضوی بیسلپوری کے ساتھ علی گڑھ تشریف لے گئے۔

(مضامین امین شریعت ص ۱۵)

دور طالب علمی کی پاکیزگی اور تقدس مآب زندگی سمجھنے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ سرکار مفتی اعظم ہند نے مجمع عام میں کھڑے ہو کر امین شریعت کی دستار بندی کی۔عجب سماں تھا کہ سارا مجمع کھڑا تھا اور وقت کا تاجدار، روحانیت کا علمبردار اپنے بافیض ہاتھوں سے ان کے سر پر دستار خلافت باندھ رہا تھا۔ہر شخص خاموش، پورا مجمع ساکت وجامد، عجب روحانی منظر، ہر شخص اس منظر کو دیکھنے کا مشتاق۔آقائے بغداد کا خصوصی فیضان، الطاف و عنایات کی برسات، ہر عقیدت منداس سے شرابور۔اور جب حضرت مفتی اعظم ہند نے اپنے مقدس ہاتھوں سے خلافت نامے پر امین شریعت کو ''**الولد العزیز**'''' پیارا لڑکا'' لکھا تو حاضرین کی حیرت کی انتہا نہ تھی۔اس عظیم طالب علم کے مقام بلند اور درجۂ علیا کا بھی اندازہ لگا لیا گیا، کہ جو طالب علمی کے دور میں ایسا باقسمت اعلیٰ نصیب، حقدار امانت اور بلند مقام ہے وہ فارغ ہونے کے بعد عظمت وشوکت کی کس اعلی منزل پر فائز ہوگا اہل عقل وشعور پر مخفی نہیں۔

اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت امام احمد رضا کے خلیفۂ نامدار اور دامادِ ذی وقار، شہزادۂ

استاذ زمن، حضرت علامہ حسنین رضا خاں قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے حسن تربیت کے پھولوں میں اپنے تینوں شہزادوں (۱۔ امین شریعت ۲۔ تحسین ملت اور ۳۔ حبیب العلماء) کو خوب خوب بسایا ان کی ہر نقل و حرکت پر نظر رکھی، ناشائستہ ماحول سے کوسوں دور رکھا۔ گھٹی میں عشق اعلی حضرت گھول گھول کر خوب پلایا، دینی تعلیم کے زیور سے خوب خوب مزین ومرصع کیا۔ گھر کا ماحول بھی خالص مذہبی و اسلامی اور تعلیمات اعلیٰ حضرت سے لبریز تھا اس دینی ماحول نے غلط خیالات اور ناشائستہ حرکات سے کلی طور پر دور رکھا علم دین کی راہ پر بچپن ہی سے ڈال دئے گئے۔ اور جب ہوش سنبھالا تو حضور مفتئ اعظم ہند کی ارادت وغلامی میں دے دئے گئے۔ اور دنیا کو بتا دیا کہ اس دور میں مفتئ اعظم کے علم وعمل، تقویٰ وطہارت اور ولایت وکرامت کا کوئی جواب نہیں۔ میں عالم وفاضل، ابن استاذ زمن اور خلیفۂ اعلیٰ حضرت ہونے کے باوجود اپنے شہزادوں کو مفتی اعظم کے دامنِ ارادت میں دے رہا ہوں اس سے مفتی اعظم کی انفرادیت وعبقریت ظاہر وباہر ہے۔

ادھر شیخ کامل، حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ و الرضوان نے بھی ان تینوں حضرات کو اپنی اولاد ہی سمجھا۔ تحسین ملت کو جبہ و دستار سے نواز کر کیسے بے مثال کلمات ارشاد فرمائے، حبیب العلماء کو اپنے ساتھ رکھ کر کن کن انعامات واکرامات سے نوازا اور حضور امین شریعت کو ''الولد العزیز'' کہکر کیسا ظاہری وباطنی قرب خاص عطا فرمایا اہل تعلق سے قطعاً مخفی نہیں۔

کانکیر کی بے علم و بے نور سرزمین کے لیے حضور امین شریعت کا انتخاب مرشد بر حق، حضور مفتئ اعظم نے کیا۔ خواب میں کانکیر کا منظر بھی دکھا دیا گیا۔ مدینے والے آقا، سلطان الہند خواجہ غریب نواز کو ہندوستان بھیجتے ہیں اور ہندوستان کا سارا نقشہ ان کو دکھا دیتے ہیں۔ اسی آقائے کائنات کے عاشقِ صادق، حضور مفتئ اعظم ہند اپنے آقا کے کرم سے حضور امین شریعت کو کانکیر بھیجتے ہیں اور خواب میں کانکیر کا نقشہ دکھا دیتے ہیں واقعی وہ معجزہ لاثانی ہے اور اس معجزے کے سائے میں یہ کرامت بے مثال ہے۔ حضور امین

شریعت نے بھی اجازت وخلافت، بیعت وارشاد اور تبلیغ و ہدایت کا حق ادا کر دیا۔ کتنی مسجدیں تعمیر کرائیں، کتنے مدارس قائم کیے، کتنوں کو راہ ہدایت پر گامزن کیا، کتنوں کو اپنے دامن میں چھپا کر مفتی اعظم کا فیضان خاص عطا کیا۔ اہلِ محبت وسلسلہ خوب جانتے ہیں۔ آپ کی ذات خاص کی برکتوں نے علاقے کا نقشہ ہی بدل دیا۔ حضور مفتئ اعظم ہند نے ان کو بھیجنے سے پہلے ہی اپنی چشم کشف وکرامت سے آج کا منظر دیکھ لیا تھا یا پھر لوح محفوظ ان کے سامنے تھا انہوں نے لوحِ محفوظ پر دیکھا کہ اس علاقے کی تقدیر کس کے ہاتھ پر بدلی جائے گی جس کے حصہ ونصیب میں یہ سعادت تھی اسے آپ نے اپنی دعاؤں کے سائے میں بھیج دیا۔

حضور امین شریعت کی سادہ شخصیت کتنی خصوصیات وکمالات کی حامل ہے یہ سمجھنا مجھ جیسے کم فہم کے لیے نہایت دشوار ہے ساری زندگی انہوں نے کام کیا۔ اپنے مرشد کی راہ پر چلتے رہے اور اہل عقیدت وارادت کو چلاتے رہے وہ بڑے خاندان کی بلند اقبال شخصیت ہیں ان کے محاسن واوصاف اور فضائل و مدارج کا احاطہ میرے قلم کے بس کی بات نہیں۔ وہ غوث اعظم کے فیض یافتہ ہیں، اعلیٰ حضرت کی جناب میں مقبول ہیں۔ استاذ زمن کے لخت جگر ہیں۔ علامہ حسنین رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی آنکھوں کا نور ہیں، حضور مفتی اعظم ہند کے منظور نظر ہیں۔ حق وصداقت کی زندہ تصویر ہیں اور مسلک اعلی حضرت کی منہ بولتی تفسیر ہیں راقم الحروف آخر میں ایک شعر پر اکتفا کرتا ہے جو ان کی حیات پاک کے کئی گوشوں کو اجاگر کرتا ہے

آپ پر غوث و رضا کا فیض ہے
مفتئ اعظم کے پیارے آپ ہیں

❀❀❀

عبدالرحمن خان قادری
مدرس جامعہ منظر اسلام بریلی شریف

بابِ ہشتم

تزکیات

حضور امین شریعت اور خشیت ربانی

حضرت مولانا توصیف رضا خاں، بریلی شریف

اطاعت خداوندی، فرائض و واجبات کی پابندی، اتباع سنت رسول، ارتکاب محرمات سے اجتناب، ترک نفسانیت، آداب شریعت کی محافظت، ظاہر و باطن میں یکسانیت، حقوق العباد کی رعایت، اور حسن اخلاق و کردار کے مجموعہ کا نام ہے تقوی و خشیت ربانی۔ رضائے الٰہی کی طلب و جستجو میں انہماک و استغراق اور بارگاہ مولی میں عتاب وعقاب کے تصور سے خوف وسراسیمگی تقوی وخشیت ربانی کا وہ جوہری عنصر ہے جو قرآن حکیم کا مطلوب ومقصود ہے۔تقوی وخشیت انبیاء ومرسلین کی وراثت ہے اور علمائے کرام وراثت انبیاء کے حامل وامین ہیں، رب تعالی ارشاد فرماتا ہے۔

انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء

ترجمہ۔ اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔ (کنز الایمان) اس آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے صدر الافاضل علامہ نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں ''اور اس کی صفات کو جانتے اور اس کی عظمت کو پہچانتے ہیں، جتنا علم زیادہ اتنا خوف زیادہ'' اور بخاری ومسلم کی حدیث میں ہے ''رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم اللہ عزوجل کی کہ میں اللہ کو سب سے زیادہ جاننے والا ہوں اور سب سے زیادہ اس کا خوف رکھنے والا ہوں۔''

اولاد آدم کو خطاب کرتے ہوئے اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا کہ ہم نے تمہیں دو طرح کے لباس دیئے ہیں، ایک تو وہ جس سے تم اپنے پوشیدہ اعضاء کو چھپاتے ہو اور ایک وہ جس سے تمہارے جسم کی آرائش وزیبائش ہوتی ہیں لیکن ایک لباس ایسا ہے جو ان

دونوں سے بھی اچھا اور بہتر ہے۔ **و لباس التقوی ذالك خیر** ۔ (سورۂ اعراف پارہ ۸ر آیت نمبر ۲۶ر)

ترجمہ: اور پرہیز گاری کالباس وہ سب سے بھلا ہے۔ (کنزالایمان)

جس طرح دنیوی سفر کے لیے زادراہ ضروری ہے اسی طرح آخرت کے لیے بھی زادِراہ ضروری ہے، رب تعالی فرماتا ہے۔"**و تزودوا فان خیر الزاد التقوی**" (سورۂ بقرہ)

ترجمہ: اور توشہ ساتھ لو کہ سب سے بہتر توشہ تقوی ہے۔

تقویٰ کیا چیز ہے، اس کے مراتب کیا ہیں اور متقی کسے کہتے ہیں اس کے لیے تفصیل کی ضرورت ہے جس کی یہاں گنجائش نہیں، اعلی حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے جو تقوی کے سات اقسام تحریر فرمائیں ہیں، انہیں ملاحظہ فرمائیں، تقوی کے مراتب بہت ہیں، عوام کا تقوی ایمان لاکر کفر سے بچنا، متوسطین کا تقوی اوامرونواہی کی اطاعت، خواص کا ہر ایسی چیز کو چھوڑنا جو اللہ سے غافل کرے، (۱) کفر سے بچنا، (۲) بدمذہبی سے بچنا (۳) ہر کبیرہ گناہ سے بچنا (۴) صغائر سے بھی بچنا (۵) شبہات سے احتراز (۶) شہوات سے بچنا (۷) غیر کی طرف التفات سے بچنا، یہ اخص الخواص کا منصب ہے۔ اور قرآنِ کریم ساتوں مرتبوں کا ہادی ہے۔ (خزائن العرفان)

تقوی کے بارے میں متعدد اقوال اور روایتیں بیان کرتے ہوئے محبوب سبحانی غوث صمدانی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں۔"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما نے حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ مجھے تقوی کے بارے میں بتائیے انہوں نے فرمایا، کیا آپ کبھی کانٹوں والے راستے پر چلے ہیں فرمایا ہاں، انہوں نے پوچھا وہاں آپ کیا طریقہ اختیار کرتے ہیں، حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا ڈرتا ہوں اور دامن بچا کر چلتا ہوں"۔

تقوی اور متقی کے بارے میں تفصیلات جاننے کے بعد ماضی قریب کی عہد ساز شخصیت عطائے مفتی اعظم ،خلیفہ مفتی اعظم ،شبیہ مفتی اعظم ،عاشق رسول حضرت الحاج مفتی علامہ سبطین رضا خاں بریلوی باعتبار علم وفضل اور زہد وتقوی کے یکتائے زمانہ تسلیم کیے جانے کے مستحق وحق دار ہیں اور یقینا اہل نظر میں مسلم بھی ہیں۔

اور جب کوئی شخص تمام صفتوں سے متصف ہو جاتا ہے تو اللہ عزوجل انہیں اپنا مقرب بندہ اور ولایت وبزرگی وطہارت کے اعلی مقام ومنصب پر فائز فرما دیتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ زائر اولیاء اللہ کو اللہ عزوجل اور رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت کے حصول میں کامیابی سہل وآسانی نظر آتی ہے۔اوران کی زیارت سے اللہ عزوجل اوراس کے رسول کی یاد اس کے دل میں موجزن ہو جایا کرتی ہے،اور وہ یاد اس دل کی تمام بیماریوں کا علاج بن جایا کرتی ہے،چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشادفرماتے ہیں: ’’اللہ عزوجل کا ولی وہ ہوتا ہے جسے دیکھ کر خدا یاد آجائے‘‘ اور ہوا بھی یہی کہ جب امین شریعت علامہ سبطین رضا قدس سرہ ۱۹۶۳ء میں کانکیر (چھتیس گڑھ) اپنی تمام تر علمی ،عملی سج دھج اور صلاحیتوں کے ساتھ تشریف لے گئے تو آپ کے قدم ناز کی برکت سے وہاں کی بنجر زمین نورونکہت میں اس طرح ڈوب گئی جو آج تک سرسبز وشاداب نظر آتی ہے اور بے شمار لوگ آپ کے چہرۂ پرنور کی زیارت سے مشرف ہونے کے بعد آپ کے دست حق پرست پر تائب ہو گئے اور آپ کی غلامی کے علم کو اٹھا کر دشمنانِ اسلام سے ہمہ وقت مقابلے کے لیے کوشاں ہو گئے۔

اور ایسا کیوں نہ ہو جب کہ آپ اللہ کے ولی اور ایک سچے عاشق رسول اور عطائے غوث وخواجہ ورضا ومصطفیٰ رضا ہیں اور جب آپ کی آمد کی خوشبو پھوٹنے لگی اور جہاں جہاں تک اس کی رسائی ممکن ہوئی وہاں وہاں تک بدعقیدگی اور بداعمالیوں کے جراثیم کا اس طرح خاتمہ ہوا گویا وہ نسیا منسیا ہیں اور آج ان تمام علاقوں میں اہلسنت و جماعت

بلفظ دیگر مسلک اعلی حضرت کے متبعین و پیروکار کی بہت بڑی جماعت موجود ہے اور جب تک مشیت الٰہی چاہے گی تب تک اس کی بقا مسلم ہے، اور یہ سب خوف خدا اور اتباع مصطفیٰ یعنی زہد وتقوی کے لباس میں ملبوس ہونے اور غلامی رسول میں جینے مرنے کا ایک حسین وجمیل تحفہ وانعام ہے۔

ہم اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا گو ہیں کہ مولی تعالی اپنے حبیب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ و طفیل میرے جد امجد حضرت علامہ الحاج سبطین رضا خاں علیہ الرحمہ کے درجات کو بلند فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

حضور امین شریعت: تصوف وسلوک کے امین

عتیق الرحمن رضوی

تمہید: اسلام کا تعلق ظاہری و بدنی اعمال سے ہے، ایمان کا تعلق قلبی تصدیق سے......تصوف ان دونوں (اسلام وایمان) کے کمال کا نام ہے۔اسلام وایمان کی خوب صورتی اور اس کا حسن احسان (تصوف) ہے......حسن اور احسان کا مادّہ بھی ایک ہے......اسلامیات یعنی ظاہری اعمال وافعال دوسرے الفاظ میں شرعی قوانین سے تعلق رکھنے والے اوران کی حفاظت میں سرگرداں رہنے والوں کوفقہائے اسلام کہتے ہیں اور قلبی افعال یعنی ایمانیات سے متعلق مسائل سے بحث کرنے والوں کو متکلمین وائمہ وعقائد کہتے ہیں اوران دونوں کی حفاظت وپیروی کرتے ہوئے بغض وحسد کینہ وعداوت،غیبت وچغل خوری سے بچتے ہوئے حسن خلق کا مظاہرہ کرکے اسلام وایمان میں حسن پیدا کرنے والوں کوصوفیا کہتے ہیں......صوفیا کا مقام بہت بلند ہوتا ہے......کیوں کہ یہ دل کو اللہ کی طرف پھیرتے ہیں......ظاہروباطن کی صفائی کرتے اورکدورت وحسد سے اجتناب ان کا مقصود ہوتا ہے......دل کوحق کی طرف لگانا......قلب کوریا وتصنع سے پاک رکھنا......اللہ کے دوستوں سے دوستی......اللہ کے دشمنوں سے دشمنی......اللہ کے محبوب دانائے غیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شریعت پرعمل آوری تصوف ہے......وہ نرے جاہل ہیں جوخودکو صوفی کہلواتے ہیں اورتصوف کی روح اور مقاصد و اصل سے نا آشنا ہوتے ہیں......تصوف نفسانی خواہشات کو مارنے کا نام ہے......آج کے(خودساختہ)صوفیااپنی تمام تر قوتیں نفسانی خواہشات کی تکمیل میں صرف کردیتے ہیں......

صوفی شریعت کا پاس دار ہوتا ہے......طریقت وشریعت کا عالم و عامل ہوتا

ہے......آج کل دیکھا یہ جاتا ہے کہ لوگ سینہ تان کر کہتے ہیں کہ میں صوفی ہوں...... میں صافی ہوں ......اور قلب خشیتِ الٰہی سے نابلد ہوتا ہے......روح ذکرِ الٰہی کی لذتوں سے بہرور نہیں ہوتی......ظاہر سے فاسق وفاجر نظر آتے ہیں......خود کو صوفی کہیں گے مگر چہرے پر سنتِ مصطفوی کا نور نہیں ہوتا......شکل وشباہت سے یہود ونصاریٰ کے بھائی نظر آتے ہیں...... داڑھی جیسی سنت سے عاری کیا صوفی ہو سکتے ہیں؟......جب کہ صوفی کا ظاہر و باطن ایک ہوتا ہے......اللہ تعالیٰ ہمیں تصوف کی اصل اور اس کی معنویت کو سمجھنے کی توفیق دے۔آمین۔

دنیاے اسلام میں ایک عظیم صوفی گھرانہ مشہور ومعروف ہے، اپنی خدمات کے حوالے سے، اپنی علمی صلاحیتوں کے حوالے سے...... وہ عظیم گھرانہ جسے دنیا خانوادۂ رضویہ کے نام سے جانتی پہچانتی ہے......تبلیغ اسلام میں یہ خاندان بے مثال ہے......آج بھی ''نام نہاد، جھوٹے، خود ساختہ اہل سنت اور حقیقی اہل سنت کے مابین فرق کو واضح کرنے کے لیے اسی خاندان کے عظیم فرد کی طرف اہل سنت کو''مسلک اعلیٰ حضرت'' کی اصطلاح سے موسوم کیا جاتا ہے......آج ہم اسی ''صوفی گر'' خانوادے کے عظیم صوفی، امام اہل سنت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ، کے منجھلے بھائی، علامہ حسن رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے-امین شریعت علامہ سبطین رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی صوفیانہ شان وعظمت پر چند سطریں تحریر کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں......آیئے علماے حق وصاحبانِ تصوف نے حقیقی سالک راہ تصوف کے جو نشانات بتائے ہیں ہم ان نشانات کو اپنے ممدوح حضور امین شریعت کی حیات مبارکہ میں تلاش کریں......

تصوف کی بنیاد: ''حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تصوف کی بنیاد آٹھ خصلتوں پر ہے: (۱) سخاوت......(۲) رضا......(۳) صبر......(۴) اشارہ...... (۵) غربت......(۶) گدڑی......(۷) سیاحت، اور (آٹھ) فقر......اور آگے فرماتے

ہیں کہ یہ آٹھ خصلتیں آٹھ نبیوں کی اقتداء میں ہے''۔(کشف المحجوب،ص ۶۹)

گویا جو صوفی ہے ان میں یہ خصلتیں یقینی پائی جائیں گی، ان آٹھ خصلتوں کے تناظر میں اگر ہم حضور امین شریعت کی حیات مبارکہ کا مطالعہ کریں تو یقینا ہمیں ایسے ایسے انکشافات سمجھ میں آئیں گے، جو ایک صوفی باصفا کے وصف کا حصہ ہوتے ہیں...... ولیِ کامل کا خاصہ ہوتے ہیں...... مقرب خدا ورسول کا نشان ہوتے ہیں......

شانِ تصوف: حضرت داتا گنج بخش ہجویری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ:

''تمام مشائخ صاحبانِ علم ومعرفت تھے، اور وہ اپنے مریدوں کو اس علم کے سیکھنے کا شوق دلاتے تھے، اور اس پر قائم رہنے کا ذوق پیدا کرتے تھے، وہ کسی حالت میں لہوولغو کا اتباع نہ کرتے تھے، اور کبھی بھی یہ حضرات کسی واہی تواہی میں نہیں پڑے''۔(کشف المحجوب: حضرت داتا گنج بخش ہجویری، ص ۳۲-۳۳، مطبوعہ: لاہور)

شیخ ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول ذہن نشین کریں اور ہمارے شیخ حضور امین شریعت کا بچپن دیکھیں:

''آپ بچپن میں شریر بچوں کے ساتھ نہ رہتے، اور نہ ان کے ساتھ کھیلتے، بلکہ اپنا وقت کھیل کود میں برباد کرنے کی بجائے خود کو کتاب بینی میں مشغول رکھتے''۔(مضامین امین شریعت: اشرف رضا قادری، ص ۱۴-۱۵، مطبوعہ: راے پور)

صوفی: حضرت ابو محمد مرتعش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''صوفی وہ ہے کہ اس کا باطن اس کے قدم کے ساتھ برابر ہو۔'' اس کی تشریح کرتے ہوئے حضرت داتا گنج بخش لاہوری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ''یعنی دل وہاں ہو جہاں قدم ہو اور قدم وہاں ہو جہاں دل ہو۔ ایک قول یہ ہے کہ قدم وہاں ہو جہاں قول ہو۔'' (کشف المحجوب از: حضرت داتا گنج بخش لاہوری، ص ۷۳)

''صوفی وہ شخص ہے جس کی معرفت کا نور اس کی پرہیزگاری کے نور کو نہ بجھا سکے، یعنی اوامر پر اس کا عمل ہو، اور نواہی سے بچتا ہو اور کوئی باطن کی ایسی بات نہ کرے، جس کو

قرآن توڑتا ہو، اور کرامات سے اللہ کی محرمات کی ہتک پر برانگیختہ نہ کریں، حاصل یہ کہ وہ شریعت کا سچا و پکا تابعدار ہوتا ہے''۔(اخلاق الصالحین: علامہ محمد شریف کوٹلوی علیہ الرحمہ،ص ۷، مطبوعہ: کراچی)

صوفی کی مذکورہ بالا تعریف کو ذہن میں رکھیں اور امین شریعت کی کتاب حیات کا یہ درخشندہ پہلو ملاحظہ فرمائیں:

''آپ کا چہرہ حسن کی کھلی کتاب ہے، جس پر جمال تقویٰ اور جلال علم کا نور برس رہا ہے، اور اس پر مستزاد نہایت پاک باز، لطیف مزاج، دین دار، متقی، پرہیز گار، حلم و تواضع، رحم و کرم، عدل و مروت، اور امانت و دیانت جیسی امتیازی خصوصیات کے حامل ہیں۔'' (حضور امین شریعت: حیات و کمالات؛از: ڈاکٹر غلام مصطفی نجم القادری،ص ۵۲، مطبوعہ وشاکھا پٹنم)

انعام واخلاص: ''نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ کے بندوں میں بعض بندے ایسے بھی ہیں جن پر انبیا اور شہدا بھی رشک کریں گے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ان کے اوصاف فرمایئے تا کہ ہم ان کے ساتھ محبت کریں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ لوگ جو مال اور دنیاوی فائدے کے بغیر محض حق تعالیٰ کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کریں، قیامت کے دن ان کے چہرے نورانی ہوں گے، اور وہ نورانی منبروں پر بیٹھے ہوں گے، جب دوسرے لوگ خوف زدہ ہوں گے تو انہیں کوئی خوف لاحق نہ ہوگا، جب دوسرے لوگ غم گین ہوں گے تو انہیں کوئی غم نہ ہوگا، پھر یہ آیت تلاوت فرمائی: **الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون**''۔ (اندازِ معرفت: عبدالغفور نقشبندی، ص ۷۴، مطبوعہ: فیصل آباد)

مخلوق خدا سے اخلاص سے پیش آنے کا یہ درس ذہن نشین کریں اور امین شریعت کی کتاب حیات کا یہ ورق دیکھیں:

''جو ایک بار مل لیتا ہے، بار بار ملنے کی تمنا رکھتا ہے۔ جس سے بھی ملتے نہایت

اپنائیت سے ملتے۔اگر کچھ تناول فرماتے وقت کوئی آجاتا تو باصرار اسے شامل کر لیتے۔ اگر کوئی زمانے کا ستم رسیدہ آجاتا تو دل دینے درد لینے کی کوشش فرماتے۔اور تھوڑی دیر کی گفتگو سے اس کا زخم مرہم آشنا ہو کر مندمل ہو جاتا''۔ (حضور امین شریعت: حیات و کمالات؛از: ڈاکٹر غلام مصطفی نجم القادری،ص ۵۲،مطبوعہ وشاکھا پٹنم)

''حضور امین شریعت بھی وہ عالم ربانی،شریعت کے پاسبان اور سچے امانت دار ہیں، جو دینی امانت کو مخلوق خدا تک پہنچانے میں ہمیشہ سرگرم عمل رہتے ہیں۔اسی لیے آپ ''امین شریعت'' کے لقب سے ملقب ہیں کہ آپ نے ہر حال میں شریعت مطہرہ کی نمایاں پاسداری اور رہنمائی کی''۔ (مینار ولایت: مولانا تحسین عالم،ص ۳۷،مطبوعہ: اڑیسہ)

''اکثر ایسا ہوتا کہ صبح کو ناشتے کے بعد مکان سے تشریف لے جاتے تو دوپہر کو آتے اور پھر بعد عصر تشریف لے جاتے تو شب ۱۱-۱۲ر بجے واپس آتے اور یہ سارا وقت دوسروں ہی کے کاموں میں گذرتا،مخلوق خدا کی خدمت میں صرف ہوتا''۔ (ایضاً، ص ۱۴۶)

''کسی غریب آدمی کو دیکھتے تو آپ کے دریاے رحم و کرم میں بے تابانہ جوش آجاتا۔آپ کی بارگاہ میں جو بھی حاجت مند اپنی حاجت کے لیے لب کشا ہوا اس کی تکمیل حسب حیثیت کر دی گئی''۔ (مضامین امین شریعت: اشرف رضا قادری،ص ۲۰-۲۱،مطبوعہ: راے پور)

فنائے قلبی: صاحب ''اندازِ معرفت'' صوفی عبد الغفور نقشبندی نے فرمان رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کہ ''پاک وصاف رہنا نصف ایمان ہے، دین کی بنیاد صفائی اور پاکیزگی پر ہے''۔کی توضیح کرتے ہوئے صفائی کی چار قسمیں بیان کی اور لکھا کہ اس سے یہ خیال نہ کرنا چاہیے کہ جسم و کپڑوں کی صفائی ہی فضیلت رکھتی ہے۔اس کے بعد سب سے پہلی قسم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اللہ کے سوا تمام چیزوں سے دل کو صاف کرنا یعنی خالی کرنا تصوف میں یہ فنائے قلبی

ہے، اور صدیقوں کا درجہ ہے"۔(اندازِ معرفت: عبدالغفور نقشبندی، ص۴۹، مطبوعہ: فیصل آباد)

دل کی صفائی کا یہ مضمون ذہن نشین کریں اور حضور امین شریعت کی اس پر عمل آوری کا مشاہدہ فرمائیں ......مولانا محمد اشرف رضا (خادم حضور امین شریعت) آنکھوں دیکھا حال کے حوالے رقم طراز ہیں:

"آپ کے اقوال و افعال سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ آپ اپنی تعظیم وتکریم کے خواہاں ہیں۔آپ کی سادگی کا یہ عالم کہ ایک مرتبہ راقم الحروف (مولانا اشرف صاحب) حضرت (امین شریعت) کی خدمت میں حاضر تھا، میں نے دیکھا کہ حضرت کا لباس سالن سے آلودہ ہونے کی وجہ سے گندہ معلوم ہورہا ہے تو میں نے عرض کیا کہ حضور کپڑے تبدیل فرمالیں کپڑے میں شوربا لگ گیا ہے،تو فرماتے ہیں کہ کپڑا صاف ہو یا گندہ **دل** صاف ہونا چاہیے"۔(مضامین امین شریعت: اشرف رضا قادری، ص ۲۴-۲۵، مطبوعہ: راے پور)

مقام فقر اور توکل وصبر: حضرت داتا علیہ الرحمۃ قرآن وحدیث سے اللہ کے فقرا کی اہمیت وافادیت بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ:

"بارگاہ احدیت میں فقرا کا بڑا مقام و درجہ ہے۔خدا نے ان کو خاص منزلت و مرحمت سے نوازا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اسبابِ ظاہری و باطنی سے ترک تعلق کر کے مکمل طور پر مسبب الاسباب پر قناعت کرتے ہیں۔اور اپنے آپ کو خدا کی ملازمت اور اس کی بندگی کے لیے وقف رکھتے ہیں۔ان کا یہ فقر اُن کے لیے موجب فخر بن گیا ہے، اور فقر کی دوری پر آہ و زاری اور اس کی آمد پر خوشی ومسرت کا اظہار کرتے ہیں۔ یہ حضرات فقر و مسکینی ہی سے ہمکنار رہتے ہیں اور اس کے سوا ہر چیز کو ذلیل وخوار جانتے ہیں"۔(کشف المحجوب: حضرت داتا گنج بخش ہجویری، ص ۴۶، مطبوعہ: لاہور)

"حضرت ذالنون رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے: **توکل یہ ہے کہ تدبیریں کرنا چھوڑ دو**

اور اپنی قوت وطاقت پر نظر نہ رکھو، اور توکل کا مفہوم سمجھنے کے لیے آدمی کو یہ چیز قوت دیتی ہے کہ وہ یہ جانے اللہ تعالیٰ ہر شئے کا علم بھی رکھتا ہے اور دیکھ بھی رہا ہے''۔(رسالہ قشیریہ: امام ابوالقاسم قشیری،ص ۲۲۰،مطبوعہ:لاہور)

تصوف کی اس صفت سے ہمارے شیخ حضور امین شریعت رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب حیات میں بے شماراوراق بکھرے ہوئے ہیں،مخلوق خدا کی خاطر اور دوسروں کے کاموں کے لیے اپنے کاموں کا ترک کردینا، اپنے نقصان کی پرواہ کیے بغیر مخلوق خدا کی پریشانی دور کرنے اور ان کی مدد کرنے گاؤں سے باہر،شہروں کا سفر کرنا، دیہات دیہات جانا، کہنے والے نے جب کہا کہ آپ ایسا کرتے ہیں اس سے نقصان ہوتا ہے،نوکروں کا کیا اعتبار جو چاہیں گے کریں گے،تو حضور امین شریعت نے برجستہ فرمایا: تم بے وقوف ہو، اس سے میری عاقبت سنورتی ہے۔ رہا گاؤں کا معاملہ تو وہاں سے جو کچھ میری قسمت میں ہو گا مل ہی جائے گا''۔(مینارولایت:مولانا تحسین عالم،ص ۱۴۷،مطبوعہ:اڑیسہ)

اور تبلیغ دین کے لیے آپ کا سہولت وآسائش وآرام سے پُرشہروں کے انتخاب کی بجائے کانکیر جیسی کم آباد وویران بستی میں برسوں بلکہ پوری زندگی گزاردینا۔ درحقیقت یہی قناعت اور حقیقی فقر اور توکل علی اللہ کی عمدہ مثال ہے، کہ محض رضائے الٰہی کے لیے اس چھوٹی سی بستی میں اپنی عمر لگا کر اس بستی کی قسمت سنوار دی، جہل ولاعلمی کے اندھیروں میں علم وعرفان، معرفت وحقیقت کی شمعیں روشن کردیں، اگر آپ چاہتے تو بڑے شہروں میں عیش وعشرت کی زندگی بسر کردیتے مگر، اللہ والوں کی شان ہی نرالی ہوتی ہے۔

ظاہر و باطن: صوفیاے حق کے اوصاف حمیدہ تعلیم فرماتے ہوئے حضرت داتا ہجویری رحمۃ اللہ علیہ،حضرت ذوالنون مصری کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا صوفی وہ ہے کہ جب بات کرے تو اس کا بیان اپنے حال کے حقائق کے اظہار میں ہو......الخ......یعنی وہ ایسی بات نہیں کہتا جو خود اس میں موجود نہ ہو۔(کشف المحجوب، ص٦٦)

اب ہمارے امین شریعت میں تصوف کے اس وصف کی جلوہ گری ملاحظہ فرمائیں:

''جب بھی آپ اپنے شیریں کلام سے تقریر فرماتے تو آپ پر عجیب کیفیت طاری ہوتی کہ جہاں جہاں مسرت وشادمانی کا ذکر ہوتا تو آپ بھی مسرور دکھائی دیتے، اور جہاں تکلیف یا صدمے کا ذکر ہوتا تو آپ کے چہرے پر حزن و ملال کے آثار دکھائی دیتے''۔ (مضامین امین شریعت، ص ۲۲-۲۳)

نیک خصلت: حضرت داتا گنج بخش ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مرتعش رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے صوفی کے نیک خصائل کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ: ''یہ (صوفی) بڑوں کی عزت و تعظیم اور چھوٹوں پر شفقت ومہربانی اور برابر والوں سے حق وانصاف پر قائم رہتے ہوئے کسی غرض و بدلے کا طالب نہ ہو''۔

حضرت مرتعش رضی اللہ عنہ کے اس نشان کو ہمارے ممدوح حضور امین شریعت کے درج ذیل معمولات میں تلاش کریں:

''مدرسے کے طلبا کی ہر قسم کی امداد کی خاطر آپ کا دربار فیض آثار ہمیشہ کھلا رہتا ہے۔ اہل خانہ کو بھی اس امر کی تاکید ہے کہ کوئی بھی سائل نامراد اور محروم نہ رہ جائے''۔ (مضامین، ص۲۱)

''آپ کو بچوں سے خصوصی انس و پیار ہے یہی وجہ ہے کہ قرب وجوار کے بچے آپ کے پاس آتے تو آپ انہیں کچھ پیسے یا کھانے کی چیزیں دیے بغیر واپس نہیں بھیجتے، جس سے بچے خوش ہوجاتے اور ان کی خوشی دیکھ کر آپ بھی مسرور دکھائی دیتے''۔ (مضامین، ص ۲۲)

حسن اخلاق: حضرت ابوحفص حداد نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ صوفیاے کرام کے معاملے کے سلسلے میں فرماتے ہیں کہ:

''تصوف سراسر ادب ہے، ہر وقت اور ہر حال کے لیے متعین آداب واحکام ہیں۔ جس نے ان آداب کی پابندی کو ان کے اوقات میں لازم رکھا وہ مردان خدا کے درجے پر فائز ہوگیا''۔

اور حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"لیس التصوف رسوما ولا علوما ولکنه اخلاق ... رسم وعلم کا نام تصوف نہیں بلکہ وصف واخلاق کا نام ہے۔ (کشف المحجوب، ص ۷۰)

اس حسن اخلاق اور خود کو کم تر فہمی کی ایک عمدہ مثال ہمارے ممدوح حضور امین شریعت کے ایک مضمون کے اس حصے سے ملاحظہ فرمائیں جو انہوں نے اپنے چھوٹے بھائی صدر العلما علامہ تحسین رضا خاں محدث بریلوی علیہ الرحمہ کے وصال پر اپنے دلی جذبات وتاثرات تحریر کرتے ہوئے قلم بند فرمایا...... لکھتے ہیں:

''اب آخر میں اپنے پیارے بھائی کے خلوص ومحبت اور قلبی لگاؤ کا جو انہیں مجھ سے تھا، اور مجھے ان سے تھا اس کا کچھ تذکرہ کروں۔ بڑوں کا ادب اور چھوٹوں سے شفقت ومحبت جو اسلامی اخلاق کا ایک زریں حصہ ہے اگر آج بھی مسلمان اس پر عمل کریں تو مسلمانوں میں گھر گھر جو خانہ جنگی چھڑی ہوئی ہے، وہ یکسر ختم ہو جائے، اور اتفاق واتحاد کی فضا پیدا ہو جائے۔ **میں ان سے عمر میں بڑا ہوں مگر مجھے یہ لکھنے میں کوئی عار نہیں کہ وہ مجھ سے علم میں بڑے تھے**''۔ (سالنامہ تجلیات رضا، صدر العلما نمبر، ص ۱۱، مطبوعہ: بریلی شریف)

یہ چند سطور جو ہمارے کرم فرما ابو الحسنین سید عبد القادر جیلانی قادری صاحب قبلہ (ممبئی) کے حکم پر حیات امین شریعت کی سرسری ورق گردانی سے پیش کیے گئے اگر تحقیق و تدقیق سے حضور امین شریعت کے اوصاف تصوف اور معمولات تصوف پر لکھا جائے، تو یقینا دفتر کا دفتر تیار ہو جائے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں اپنے محبوبوں کے مدح سراؤں میں رکھے، اور ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق رفیق عنایت فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم وبحق غوث الاعظم محی الدین رضی اللہ عنہ

❀❀❀

نوری مشن مالیگاؤں

مینارِ تقویٰ حضور امین شریعت

محمد کاشف رضا حنفی سبطینی

ان کی ہر ایک ادا میں ہے شریعت پنہا
اس لیے ہم انہیں کہتے ہیں شریعت کا امین

مرشد کامل سیدی سرکار امین شریعت حضرت علامہ حکیم الشاہ مفتی محمد سبطین رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان اس ذات بابرکت کا نام ہے جو صدق وصفا، علم وہنر، زہدو تقویٰ کا پیکر تھا۔آپ کے تقوی کا اندازہ سمبلپور اڑیسہ کے اس واقعہ سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ ۱۳ رفروری ۱۹۹۸ء بروز جمعہ محمد شفیق ابن الحاج محمد صدیق سنارا سٹیٹ گلی، نورنگپور اڑیسہ کی بارات محمد الیاس قاسم کے گھر دلائی پاڑہ سمبلپور پہنچی۔محمد شفیق ابن الحاج محمد صدیق کا نکاح نسرین بانو بنت محمد الیاس قاسم کے ساتھ ہونا طے پایا تھا۔حاجی محمد صدیق صاحب کی خواہش تھی کہ اس نکاح میں حضور امین شریعت کی بھی شرکت ہو۔لہذا انہوں نے حضرت کی بارگاہ میں اپنی خواہش کا اظہار کیا اور بار بار اصرار کیا تو حضرت نے اس کی اس خواہش کا احترام کیا۔اور ۱۳ رفروری ۱۹۹۸ء یوم نکاح تشریف لاکر اپنی شرکت سے مجلس نکاح کو فیضیاب کیا۔اس مجلس نکاح میں ایک شخص ایسا تھا جو ہاتھ میں کیمرہ لیے ویڈیو گرافی کر رہا تھا اہل اسٹیج اس سے بے خبر تھے حضور امین شریعت کی نظر جوں ہی کیمرے پہ پڑی آپ نے ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے سبھوں کو توجہ دلائی۔اہل شعور حضرات نے کیمرہ مین کو وہاں سے ہٹا دیا تھوڑی دیر بعد پھر کیمرہ مین دوبارہ کیمرہ اور فلاش کے ساتھ ایک کونے سے ظاہر ہوا پر نگاہ امین شریعت سے بچ نہ سکا حضرت اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بہت ناراض ہوئے اس بار آپ کی تکلیف آپ کے چہرے سے ظاہر تھی۔رخ مرشد کی سرخی یہ بتا رہی تھی کہ اس عمل بد نے کافی تکلیف دیا ہے۔

مریدوں نے آگے بڑھکر کیمرہ مین کی مذمت کی اور ڈانٹ ڈپٹ کر اس کو وہاں سے ہٹا دیا۔ ایکشن کاری ایکشن دیکھنے کے باوجود کیمرہ مین اپنی حرکت سے باز نہ آیا شاید وہ کسی کے تابع تھا کوئی تو تھا جو پس پردہ اسے حکم دے رہا تھا وہ اسلیے کہ اگر وہ تابع نہ ہوتا تو تیسری بار مجلس نکاح میں داخل ہونے کی حماقت نہ کرتا کیمرہ مین تیسری بار بغیر فلاش لائٹ کے صرف کیمرہ لیے داخل ہوا تھا یہ سوچ کر کہ اس بار ضرور کامیاب ہوکر لوٹوں گا۔ فلاش لائٹ کی وجہ سے دو بار پکڑا جا چکا ہوں فلاش لائٹ نے دو بار تو میری موجودگی کا اعلان کر دیا مگر اب جب میں فلاش لائٹ کو چھوڑ آیا ہوں تو میری موجودگی کا اعلان کون کرے گا اس کمبخت کو نگاہ ولی کی طاقت کا اندازہ نہ تھا۔ عام طور پہ مجلس نکاح میں اتنی بھیڑ نہیں ہوتی ہے جتنی کہ بھیڑ حضرت کی موجودگی کی وجہ کر وہاں تھی۔ سچ پوچھئے تو تیسری بار بھیڑ میں کسی کی بھی نظر کیمرہ مین پر نہیں پڑی تھی ہر کوئی اس سے انجان تھا کہ اچانک نگاہوں نے کیا دیکھا کہ حضور امین شریعت اسٹیج سے نیچے اترے اور مجمع سے باہر نکل کر اس گاڑی میں جا کر بیٹھ گئے جس گاڑی سے مقام نکاح تک آئے تھے۔ حضرت کو جاتا دیکھ کر لوگوں نے یہ گمان کیا کہ شاید کوئی ضرورت پیش آ گئی ہوگی۔ مگر تھوڑی دیر میں حاضرین نے خود کو خلاف گمان پایا جب کیمرہ مین پر نظر پڑی اس طرح حضرت کا اچانک اسٹیج سے اتر کر مجمع سے نکل جانے کا سبب سب پر عیاں ہوگیا۔ حضرت نے ڈرائیور سے کہا کہ مجھے قیام گاہ میں لے چلو آپ محلہ کمہار پارہ پہنچ کر قیام گاہ میں آپ کے ساتھ ساتھ مریدین بھی داخل ہوئے سب پر خاموشی طاری تھی سناٹے کا عالم یہ تھا جیسے قیام گاہ میں کوئی ہے ہی نہیں۔ حضرت کی ناراضگی کا سبب سب پر ظاہر تھا۔ ایسے میں کس کی ہمت تھی کہ لب کشائی کی جراءت کرتا بالآخر کچھ دیر بعد حضرت نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا اس لیے میں کہتا تھا کہ نہیں جاؤں گا مگر بضد ہوکر مجھے یہاں تک لے آئے آخر وہی ہوا جو نہ ہونا تھا حضرت کے اس جملے میں درد تھا اس درد نے ہم سبھی معتقدین کو رلا دیا آپ نے تصویر کشی کی حرمت پر احادیث کی روشنی میں تھوڑی دیر وعظ کیا اور اجماعی طور پر توبہ و

استغفار کیا۔

دنیائے سنیت نے جسے امین شریعت کے لقب سے نوازا ہے وہ نبیرۂ اعلی حضرت تھا، وہ شبیہ مفتی اعظم ہند تھا، اس نے تا دم حیات چمنستان شریعت کی آبیاری کی اسی انداز میں جس انداز میں سیدی اعلی حضرت نے آبیاری کی تھی اسی انداز میں جس انداز میں مفتیِ اعظم ،مفسر اعظم ، حجۃ الاسلام وشیر بیشہ اہلسنت نے آبیاری کی وہ اپنے اسلاف کے آئینہ دار تھے، وہ ایسی مقدس جماعت کا پیروکار تھا جس جماعت نے ہمیشہ تصویر کشی کو ناجائز وحرام جانا،مگر آج کچھ ایسے جوازی پیدا ہو گئے ہیں جو اپنے اسلاف ومسلک سے انحراف کرر ہے ہیں حضور امین شریعت کا یہ تقوی شاید ہی ان جوازیوں کو سمجھ میں آئے مگر ہاں مجھے یقین کامل ہے کہ ہرفکر سلیم رکھنے والا تصویر کشی کو حرام جانتے ہوئے ضرور بالضرور ان جواز کے قائلین سے دوری بنائے گا۔فقیر دعا گو ہے کہ رب کائنات اہلسنت و جماعت کے علماء وعوام کو اپنے اسلاف کے طریقے پر گامزن رکھے۔آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم!

جب بات چلی علم و ہنر، صدق و صفا کی
دنیا تلاش کرتی ہے سبطین کہا ہیں

❀❀❀

سمبل پور، اڑیسہ

حضور امین شریعت: مردِ حق آگاہ

حافظ وقاری مولانا بشیر احمد

فرمانِ الٰہی ہے: الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون۔
ترجمہ: سن لو! بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم۔
ولی کی جمع اولیاء ہے اور ولی کا معنیٰ قرب ونزدیک کے ہے اور ولی کے معنیٰ محبت کرنے والا، دوست، فرماں بردار اور مددگار کے بھی آتے ہیں۔
امام رازی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں:
ترجمہ: ولایت سے قرب مراد لیا جاتا ہے اس لیے رب کا ولی رب کے انتہائی قرب میں ہوتا ہے۔ (تفسیر کبیر۔ جلد ا۔ تفسیر سورہ یونس)
یعنی جب رب تعالیٰ کا ولی یاد الٰہی میں مستغرق ہوجاتا ہے تو اس طرح قرب حاصل کرلیتا ہے کہ رب کے سوا کوئی چیز اس کے دل پر اثر انداز نہیں ہوتی ایسی حالت میں لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون کا مصداق بن جاتا ہے۔ حصول قرب کی وجہ سے اس کا دل رب کی یاد میں ایسا مستغرق ہوجاتا ہے کہ اگر وہ دیکھتا ہے تو رب کی قدرت کے دلائل دیکھتا ہے، اگر وہ سنتا ہے تو آیات الٰہی کو سنتا ہے، اور اگر وہ بولتا ہے تو رب کی تعریف کرتا ہے، اور اگر وہ حرکت کرتا ہے تو رب کی رضا کے لیے حرکت کرتا ہے، اگر وہ کوشش کرتا ہے تو رب کی اطاعت کے لیے کرتا ہے، اس وقت جب کہ اس کا دیکھنا، سننا، چلنا، بولنا، حرکت کرنا، کوشش کرنا، سب رب کی رضا کے لیے ہوتا ہے تو رب تعالیٰ اسے اپنا مقرب بنالیتا ہے۔ فھذا الشخص یکون ولیا للہ تعالیٰ۔ چناں چہ ایسا شخص رب کا ولی ہوتا ہے، رب اس کا مددگار اور ولی ہے، لان القرب لا یحصل الا الجانبین۔ (تفسیر کبیر۔ص ۱۲۶)

قارئین محترم! وہ لوگ انتہائی خوش نصیب ہیں جن کے دلوں میں اولیاے کرام کی محبت موجزن ہوتی ہے، اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے: ”ما احب عبد عبد اللہ اذا اکرم ربہ عزوجل“۔ (مسند احمد، ابوامامہ باہلی)

ترجمہ: کوئی بندہ کسی سے اللہ کے لیے محبت نہیں کرتا مگر اس نے اپنے رب کی تعظیم کی، حضرت یحییٰ معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے ”ایک ذرۂ محبت بہ از اطاعت جملہ آدمیاں“۔ (فوائد الفواد۔ص ۲۲۷)

یعنی: ایک ذرۂ محبت تمام آدمیوں کی عبادت سے بہتر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں اپنے محبوب پاک کی زبان پاک سے نکلنے والے الفاظ آپ کے مقدس افعال و اعمال کو تا قیامت اپنے نیک بندوں (اولیاے کرام) کے ذریعے باقی رکھنے کا وعدہ فرمایا ہے ان مقدس نفوس کے متعلق خود تاج دار انبیاء نے ایک دن اپنے پیارے صحابہ سے فرمایا کہ: ”! کیا میں تمھیں نیک بندوں کی علامت نہ بتاؤں؟ “صحابہ نے عرض کی! ہاں! یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا: ”خیارکم الذین اذا رؤوا ذکر اللہ“۔ (مشکوۃ۔ص ۴۲۷)

ترجمہ: تم میں بہتر وہ لوگ ہیں جن کو دیکھنے سے اللہ یاد آجائے۔

ان کی صحبت میں بیٹھنے اٹھنے سے گویا رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھنے کا ثواب ملتا ہے، ان سے مصافحہ و معانقہ کرنے سے، حضور سے مصافحہ و معانقہ کرنے کا اجر حاصل ہوتا ہے۔ ان کے نورانی چہروں کی زیارت کرنے سے حضور پاک کے جمال پرنور کی زیارت کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ ان مقدس نفوس کا ہر قول و عمل حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ السلام کے قول و عمل کی سچی تصویر پیش کرتا ہے ان کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ محبت رسول سے بھرپور اور ان کے افعال و کردار میں رسول کریم کے افعال و کردار کی مقدس جھلک نظر آتی ہے۔ یہ نورانی جماعت ہر دور میں موجود رہی ہے اور صبح قیامت تک رہے گی۔

اس مقدس جماعت میں ایک متقی و پرہیزگار شخصیت جسے عالم اسلام حضرت علامہ

مولانا الحاج الشاہ مفتی سبطین رضا خان صاحب بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے نام سے یاد کرتا ہے ان کا قول وفعل سرکار دو عالم کے مقدس قول وفعل کی تصویر ہوتا تھا، ہمارے ممدوح گرامی کو سرکار غوث پاک، خواجہ غریب نواز، حضور صابر پاک، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان و دیگر اولیاے کرام کے فیضان اور روحانی تصرفات پر کامل یقین تھا، ان کا اٹھنا، بیٹھنا، کھانا، پینا، سونا، بولنا، تقریر ونصیحت الغرض جملہ افعال واعمال اپنے آقا ومولیٰ کے ارشادات عالیہ کے مطابق ہوتے تھے۔ اگر کبھی کسی کو خلاف شرع کوئی عمل کرتے دیکھا تو فوراً ٹوک دیا پھر ایسے پر اثر انداز سے نصیحت فرماتے کہ وہ شخص خلاف شرع افعال سے سچی توبہ کرلیتا تھا۔

حضور امین شریعت کی حیات مبارکہ پر نظر کرنے سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ آپ کا نصب العین امت مسلمہ کا روشن وتابناک مستقبل تھا۔ اس عظیم مقصد کے لیے انھوں نے اپنی حیات مستعار وقف کردی تھی آپ کا ہر کام فقط اپنے معبود حقیقی کی رضا اور محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی کے لیے ہوتا۔ دنیاوی شہرت اور ناموری کا کوئی دخل نہ ہوتا۔ ہمیشہ اپنی دینی وملّی خدمات کو رب کریم کی توفیق اور فضل قرار دیتے اور فرماتے یہی میرا توشۂ آخرت ہے۔ یہی رضاے الٰہی ایک مرد مومن کا مقصود حیات ہے۔

اوصاف جمیلہ:

حضور امین شریعت واقعی شریعت مصطفی کے سخت پابند تھے۔ ضروری شرعی مسائل پر گہری نگاہ رکھتے تھے، فرائض وواجبات کے ساتھ اوراد ووظائف اور سنن ومستحبات کے عامل تھے، تقویٰ شعار زندگی آپ کا نشان امتیاز تھی، چھوٹے اور بڑوں سے نہایت ہی خندہ پیشانی کے ساتھ ملاقات فرماتے، دور ودراز سے آنے والے پریشان حال لوگوں کو تعویذات وعملیات کے ذریعے فائدہ ونفع پہنچاتے۔

حضور امین شریعت کی دعا کا اثر:

چناں چہ اس ضمن میں میں اپنا ایک واقعہ پیش کرتا ہوں؛ ہوا یوں کہ میرا بیٹا محمد طلحہ

پانچ، چھ مہینے سے بیمار تھا۔ بریلی کے نامور ہسپتال میں بھی دکھایا لیکن اس کو کوئی فائدہ نہیں ہوا اُس وقت حضور امین شریعت اپنے گھر پر آئے ہوئے تھے میں حضرت کی بارگاہ میں حاضر ہوا دروازے پر دستک دی دیکھا تو باہر کمرے میں شہزادۂ حضور حبیب ملت اور ان کے ساتھ میں نعیم تحسینی بیٹھے ہوئے تھے، شہزادہ حضور حبیب ملت نے کہا: کہو مولانا کیسے آنا ہوا اور آپ کے ساتھ یہ بچہ کون ہے؟ میں نے کہا حضور ابا حضور سے دم کرانے آیا ہوں، شہزادہ حضور حبیب ملت نے نعیم تحسینی سے کہا دیکھو اگر اندر سے کوئی بچہ آتا دکھائی دے تو مجھ کو خبر کرنا تو اچانک ایک بچہ گھر کے اندر سے آیا جو شہزادۂ حضور امین شریعت، دامادِ تاج الشریعہ حضور صاحب سجادہ حضرت علامہ مولانا الشاہ سلمان رضا خاں صاحب کے صاحب زادے شاذان رضا تھے، جو میرے بیٹے کو اندر لے گئے اور حضرت سے دم کرا کے لائے حضور امین شریعت کی دعا سے بچہ جلد صحت یاب ہو گیا اور آج چین وسکون کی زندگی گزار رہا ہے۔ع

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

❁❁❁

حضور امین شریعت ناز جس پہ مسیحائی کرے

مولانا عبد الهادی خاں رضوی

عن ابن عمر قال قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان للہ تعالیٰ عبادا اختصھم بحوائج الناس یفزع الناس الیھم فی حوائجھم۔ (جامع صغیر، للسیوطی، ج۱ ص ۷۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے بندے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی ضرورتوں کو پوری کرنے کے لیے چن لیا ہے، لوگ ان کی بارگاہ میں اپنی ضرورتوں کی تکمیل کے لیے حاضری دیا کرتے ہیں، سبحان اللہ وبحمدہ، ان محبوبان بارگاہ کی تعداد فی الوقت ہماری بساط علمی کے اعتبار سے لاتعداد ولا تحصی ہے۔ ہر دور ہر زمانے میں ایسے محبوبان بارگاہ پائے جاتے رہے ہیں جن کی بارگاہ عظمت میں امرا، حکما، علما و صلحا، سلاطین و فرمانروا اپنی جبین عقیدت کو خم کرتے رہے ہیں، اور کرتے رہیں گے، ہمارے ملک ہندوستان ہی میں ایسی بہت سی بارگاہ ہے جہاں ہر دم ہر لمحہ، صبح و مسا، اہل عقیدت، طالبان حاجت از دھام لگائے نظر آرہے ہیں، اور ان کی نگاہ کیمیا گر مصائب وآلام سے آزردہ دل، امراض واسقام سے پریشان حال قید و بند سے مضطرب و بدحال، مشکلات و معضلات کے دلدل میں پھنسے ہوؤں کو رہائی ملا کرتی ہے، اور آج بھی ان کی فیض بخش بارگاہ سے صدا بلند ہوتی دکھائی دیتی ہے ع

درویش وغنی بندۂ ایں خاک درانند

سبحان اللہ بیدہ الفضل یؤتی من یشاء جب ہم اس حدیث نبوی پر غور کرتے ہیں اور حضور امین شریعت کی ہمہ جہت ذات قدسی صفات کا مطالعہ کرتے ہیں تو یہ حدیث آپ کی ذات، شرعی ثبات پر حرف بہ حرف من وعن صادق آتی ہے۔ آپ کی ذات

مصدر خیر و برکات بھی ہے، اور علم وفضل کا کوہ ھمالہ بھی، سر چشمہ ھدایت بھی ہے، اور دل تاریک کے لیے اجالا بھی، آپ کی خدمت و غلامی بخشش کی ضمانت بھی ہے اور گم گشتگان راہ حق کے لیے منزل ہدایت بھی، آپ کی ذات فیض وکرم کا بحر مواج بھی ہے، اور تشنگان علوم وفنون کے لیے ملجا و مہبط بھی، آپ پیکر رشد و کرامت بھی ہیں اور طالب منزل حقیقت و معرفت کے لیے منزل مقصود بھی، آپ و علمناہ من لدن علما کے پرتوِ تابندہ بھی ہیں، اور اتقوا بفراسة المؤمن فانه ینظر بنور الله کے مصداق بھی، آپ ضرب کلیمی کے عکس جمیل بھی ہیں اور دم عیسیٰ کے مظہر بھی، آپ اشداء علی الکفار و رحماء بینھم کی تفسیر بھی ہیں، اور لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیه کی تنویر منیر بھی۔ آپ حامی اہلِ سنن بھی ہیں اور قامع بیخ فتن بھی، آپ نور نگاہ اہلِ سنت بھی ہیں اور سرور قلب اہل عقیدت و محبت بھی، آپ مجدد ابن مجدد حضور مفتی اعظم ہند کی چاہت بھی ہیں اوران کے پاکیزہ نقوش وتعلیمات کی وضاحت بھی، آپ صدر بزم اہل تقویٰ وطہارت بھی ہیں اور ضیاے محفل صاحب وجیہ و وجاہت بھی ہیں، آپ زمین ہند کی زینت بھی ہیں، اور خالق ارض وسماں کی رحمت بھی، آپ گلستانِ رضا کے گلِ تر بھی ہیں اور بوستانِ مفتی اعظم ہند کے گلریز وعطر بیز شجر بھی، آپ گلشن ولایت کے مہکتے پھول بھی ہیں اور چمنستان انوار و تجلیات کے درخشاں ماہ وخورشید بھی، آپ کی ذات کہف المریدین بھی ہے اور مدار العاشقین بھی، آپ سراج السالکین بھی ہیں اور زین العابدین بھی، آپ کی شخصیت ایسی پرکشش و ہمہ جہت شخصیت کہ جو دیکھا دیکھتا ہی رہ گیا، جو قریب گیا وہ انہیں کا ہو کر رہ گیا، جو جس مقصد سے گیا فائز المرام ہوکر ہی لوٹا، پریشاں حال گیا خوش حال ہو کر لوٹا، بیکس ومجبور گیا، مسرور ہو کر لوٹا، مضطرب و مضمحل گیا خوش بخت وخوش دل ہو گیا، آپ کی ذات ایسا سمندر ہے جس میں اضطراب نہیں، ایسی خاموشی جس میں درجنوں علوم وفنون کے لعل و گہر پنہاں ہیں ؎

تیری خاموشی میں پنہاں ہیں ہزاروں علم و فن
تیرے ہر جملے میں ندرت سیدی سبطین ہے

علم و حکمت کے ہمالہ فکر و فن کے تاج دار
تیرے سر تاج امامت سیدی سبطین ہے

بارہا مشاہدہ و معائنہ کیا گیا کہ جو بھی انسان اپنے مقاصد کے حصول کے لیے بارگاہ عالی میں پہنچا، تہی دست و دامن واپس نہیں آیا، جس مرض کا مریض ہو ایک نگاہ ڈال دی سکنڈوں میں صحت یاب ہو گیا، آسیبی خلل یا جن و پری کے شر سے پریشان گیا دم کر دیا یا کچھ لکھ کر دے دیا لمحوں میں رہائی پا گیا، زندگی بھر کے لیے شفایاب ہو گیا ؎

اک نگاہِ لطف سے لاکھوں بنائے بگڑے کام
مصدر لطف و کرامت سیدی سبطین ہیں

چناں چہ میرے ہی محلہ راما پورہ بنارس کا آنکھوں دیکھا واقعہ ہے کہ ایک شخص جن کا نام محمد مسلم ہے ان کا لڑکا برسوں سے آسیبی خلل اور مختلف پریشانیوں میں مبتلا تھا، بہت سے تعویذ لکھنے والوں کے دروازے پر دستک دیئے، لیکن مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی، کا مصداق ثابت ہوا، وہ شخص اپنی بے چارگی حیرانی پر ماتم کناں تھا، بارگاہ خداوندی میں بصد عجز و نیاز عرض کیا کرتا تھا، مولیٰ تعالیٰ کسی مسیحا کو بھیج دے جو اپنی نگاہ مشکل کشا سے میرے نورِ نظر کو اس مرض لا علاج سے نجات دے کر کشتی زیست کو ساحل مقصود سے لگا دے۔ اس کی دعا بابِ اجابت تک پہنچی اچانک حضور امین شریعت بنارس تشریف لائے محب، سنیت گرامی قدر جناب فرید احمد رضوی صاحب صدر آل انڈیا صوفی آرگنائزیشن، کیمپ دفتر بنارس کے یہاں قیام فرمایا، ہمدرد قوم و ملت جناب الحاج عزیز انور صاحب رضوی نے اس پریشاں حال مغموم کو یہ بشارت سنائی کہ تمہارے غم کے بادل چھٹ گئے طبیب قوم و ملت، مسیح وقت، غم خوار امتِ مسلمہ، سیدی حضور امین شریعت تشریف لا چکے ہیں، اپنے بچے کو حضور مخدوم ملت کی بارگاہ میں لے چلو اللہ تعالیٰ نے ان کی ذات میں وہ خوبیاں رکھی ہیں کہ دردمند جاتا ہے خوش دل لوٹتا ہے، مغموم و مضطرب جاتا ہے مسرور لوٹتا ہے۔ جو بھی گیا ان کے درِ جود و سخا سے فیض یاب ہو کر لوٹا، بعد نماز عصر حضور عالی جاہ کو کسی دوسرے مرید و معتقد کے یہاں تشریف لے جانا تھا، حجرے سے باہر نکل رہے تھے کہ چند آدمی اس مریض کو لیے ہوئے سامنے آ گئے،

حضور امین شریعت نے فرمایا کیا معاملہ ہے؟ لوگوں نے حالات بیان کیے، حضور قدسی صفات نے ایک نگاہ اس کی طرف اٹھا کر دیکھا، اور کچھ پڑھ کر اس پر دم کر دیا، دم کرتے ہی وہ زمین پر گر پڑا، حضور مدظلہٗ العالی اس کے اوپر سے پھلانگتے ہوئے تشریف لے گئے وہ انسان فوراً ہوش وحواس اور حالت درستگی میں نظر آنے لگا۔ آج کئی سال کا عرصہ گذر گیا وہ ایسا ٹھیک ہوا کہ اب تک کسی مشکل میں مبتلا نہ ہوا۔ بہ حسن وخوبی اپنے بال بچوں میں زندگی گذار رہا ہے، آپ کی مصفی ذات پر یہ حدیث نبوی صادق آتی ہے:

"بهم تمطرون و بهم ترزقون"۔

کہ انہیں مجلی ومزکی ہستیوں کی وجہ سے تمہیں بارش وروزی ملا کرتی ہے، فرمانِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اصدق واجمل ہے، مشاہدہ ہوتا رہتا ہے۔ چناں چہ عبدالرحمن پٹیل بھائی، ایم پی والے، سے بریلی شریف عرس کے موقع پر ملاقات ہوئی، مختصراً انہوں نے اپنا واقعہ سنایا کہ میں کپڑا اور سونے چاندی کا تاجر ہوں، اس وقت میرے پاس کروڑوں کا سرمایہ ہے، یہ حضور امین شریعت کی نگاہ وکرم کا صدقہ ہے، میں خاندانی اعتبار سے تاجر ہوں، لیکن مجھ سے کیا غلطی ہوئی کہ میں تباہی کی منزل میں آ گیا میرے تمام اثاثے وکاروبار تباہ وبرباد ہو گئے۔ میں پیسے پیسے کا محتاج ہو گیا۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ میں سونا چھوتا ہوں تو وہ مٹی ہو جاتا ہے، میرے ساتھ میرے بچوں کی زندگی بھی مشکلات میں گھر کر تباہ ہونے لگی، میں بہت پریشان تھا اسی اثنا میں میرے ایک دوست سلطان احمد نے میری دستگیری کی اور مجھ سے کہا چلو تمہیں ایک بزرگ کی بارگاہ میں لے چلتا ہوں اگر ان کی گنج بخش نگاہ پڑ گئی تو پھر گئے ہوئے دن پلٹ آئیں گے، بلکہ اس سے بہتر ہو جائیں گے، میں ان کے ساتھ حضور امین شریعت کی بارگاہ میں پہنچا، ظہر کی نماز کا وقت تھا حضور کو مسجد میں پایا، مسجد سے واپسی پر جم غفیر وازدھام کثیر قیام گاہ کی طرف ساتھ ساتھ ہو لیا، جب حضرت اپنی نشست گاہ میں جلوہ افروز ہو کر کرسی پر تشریف فرما ہوئے اور سامنے خلق کثیر کا جمگھٹ لگا تو ایسا محسوس ہو رہا تھا، جیسے چودہویں کے چاند کے گرد اگر دہالہ لگا ہو، وہ خوش اسلوب منظر برسوں سے میری نگاہ میں منقش ومتصور ہے، لوگ اپنے اپنے حالات سناتے رہے آپ سب کی مشکل کشائی

فرماتے رہے، چند اشخاص موجود تھے کہ حضرت نے میری طرف توجہ کرتے ہوئے فرمایا، عبدالرحمن بھائی کیا حال ہے، کیسے آنا ہوا؟ یہ سن کر میں بے تابانہ قدموں پر گر پڑا اور بے ساختہ میری آنکھوں سے اشکوں کے ان مول موتی قدموں پر نثار ہونے لگے، اور میں قدم پکڑ کر عرض کرنے لگا ؎

جان ہی دیدی جگر نے آج پائے ناز پر
عمر بھر کی بے قراری کو قرار آہی گیا

میں حیرت زدہ تھا کہ کبھی کی دید شنید نہیں آخر حضور نے میرا نام کیسے جان لیا، میں نے اپنی حرماں نصیبی ومحرومی قسمت کی داستان سنائی حضرت نے قدرے مسکراتے ہوئے ارشاد فرمایا، نماز پنجگانہ کی پابندی اور زکوٰۃ کی ادائیگی کا اہتمام کیجیے، اور غریبوں بالخصوص اپنے پڑوسیوں کا خیال رکھیے، ان شاء اللہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ حضرت کی زبان فیض ترجمان سے مبارک جملہ کیا نکلا میرے دل پر برق خاطف بن کر میرے تمام گردش لیل و نہار، خرمن وہم وخیال کو جلاتا چلا گیا۔ ایسا لگ رہا تھا کہ آپ میری کتاب زندگی کی ورق گردانی فرمارہے ہیں، میری ذات میں جو کمی تھی اشاروں میں آپ نے سب ظاہر فرمادیا۔ پھر آپ نے دل گیر و دل پذیر چند ایسے پند ونصائح فرمائے کہ میرے تمام خصائل ذمیمہ دل سے دور ہوتے چلے گئے، میں اپنی نگاہ نیچی کیے ہوئے ان کے کلمات طیبات کو سن رہا تھا، اور میری آنکھ ساون بھادو کی طرح برس رہی تھی۔ میں اپنے اعمال پر شرمسار و نادم دل ہی دل میں گناہوں اور گذشتہ زندگی کے حالات ومعاملات کو یاد کر کے تائب وگریہ وزاری کررہا تھا، حضرت مدظلہ العالی نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ”**قل یاعبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لا تقنطوا من رحمة اللّٰہ**“۔ اے محبوب تم فرمادو اے میرے بندوں جس نے اپنی جانوں پر ظلم کرلیا ہے، اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ پھر آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ بندوں کے حالات سے باخبر، چاہے وہ جہاں رہے، پھر آپ نے نماز کی پابندی کی تعلیم کے ساتھ کچھ وظیفے پڑھنے کے لیے عنایت فرمایا، اور ایک تعویذ

لکھا اور فرمایا اس کو اپنے کاروبار کے بکس میں رکھ لینا، میں نے حضور امین شریعت کو اپنے غریب خانے پر آنے کی دعوت دی حضرت نے اسے قبول فرمالیا، چند دنوں کے بعد حضرت تشریف لائے میرے گھر میں ان کے قدم کیا پڑے کہ دارین کی سعادت مندی داخل ہوگئی، پھر عروج وارتقاء، خوش بختی وخوش حالی، سرسبزی وشادابی ایسی لوٹ کر آگئی کہ تمام مقاصد خیر خود حاصل ہونے لگے، اور میرا گھر آج بحمد اللہ سنیت و رضویت کا گھوارہ ہو گیا، سیکڑوں احباب مریدین ومعتقدین کے حلقے میں داخل ہو کر نماز وسنت کے پابند ہو گئے۔ صرف بنارس ہی نہیں بلکہ ہندو بیرون ہند بھی ایسے ہزاروں افراد ملیں گے جو ظاہری و باطنی امراض، دینی و دنیوی خسران ونقصان میں مبتلا و پریشان تھے جن کی طویل فہرست ہے حضور امین شریعت کی نگاہِ کیمیا گر نے ان کی ڈوبتی نبضوں کو قرار زندگی اور گرداب بلا و بھنور میں پھسی کشتی زندگی کو ساحل مراد سے ہمکنا کردیا ہے۔

ان کا سایہ اک تجلی ان کا نقشِ پا چراغ
وہ جدھر گذرے ادھر ہی روشنی ہوتی گئی
نگہہ، بلند سخن، دلنواز جاں پر سوز
یہی ہے رختِ سفر میرِ کارواں کے لیے

اللہ تعالیٰ آپ کے فیضان کا سایہ مریدین ومعتقدین کے سروں پر قائم و دائم رکھے، اور طالبانِ منزل شریعت وطریقت کی تشنگی آپ کے بحر فیض وکرم سے بجھتی رہے۔ مجھ گدائے بارگاہ کو مخزن المرام مرجع الانام سے سعادت سرمدی، حاصل ہوتی رہے۔ آمین

دو جہاں میں آپ سے رضوی نے رکھی ہے امید
ہمیں بھی شان و شوکت سیدی سبطین رضا

ماہِ ولایت غروب ہوگیا

مولانا عبدالرشید جبلپوری

یوں تو عالم رنگ و بو میں کلیوں کا چٹکنا، غنچوں کا مسکرانا، پھولوں کا مہکنا اور پھر خزاں کے ہاتھوں اپنی ہستی سے محروم ہو جانا ایک معمول ہے۔ کتنے ہی صاحبان جمال و کمال افق حیات پر ابھرے اور پردۂ عدم میں گم ہو گئے موت و حیات کی یہ کشمکش ہمیشہ سے جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گی مگر اسی ہنگامہ وجود وعدم میں کچھ ایسے بھی ہیں جو اس دار فانی سے جانے کے بعد بھی اپنے وجود کی حرارت اس طرح چھوڑ جاتے ہیں! جیسے لگتا ہے کہ وہ اسی عالم میں ہمارے ساتھ ہیں۔ ان کے کردار و گفتار کی خوشبو اپنی موجودگی اور امتیاز حیات کا اعتراف یوں کرواتی ہے۔

میرے جنازے پہ رونے والوں فریب میں ہو بغور دیکھو
مرا نہیں ہوں غمِ نبی میں لباس ہستی بدل گیا ہوں

ایسی ہی نابغہ روزگا ہستیوں میں ایک نمایاں شخصیت حضور امین شریعت علیہ الرحمہ کی ہے جنکی زندگی کا لمحہ لمحہ اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا آئینہ اور کردار و عمل کا ہر زاویہ اتباع شریعت کا بیمثال نمونہ تھا۔ جو نہ صرف ایک زبردست عالم ربانی اور منزل رسا شیخ طریقت تھے بلکہ وہ ایک بے مثال داعی اسلام اور ہادی و رہبر بھی تھے۔ دعوت و تبلیغ کی صبر آزما راہوں سے وہی لوگ آشنا ہیں جنھوں نے کبھی اس وادئی ابتلاء میں قدم رکھا ہو! عوام کو صراط مستقیم کی دعوت دینا اور پھر کم فہم لوگوں کی ایذا رسانیوں کو خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کرتے ہوئے ان کی ہدایت و رہنمائی کی مشقتیں اٹھانا یہ بڑے ہمت و حوصلہ مندی کا کام ہے اس راہ میں اپنوں کا حسد، غیروں کی طعنہ زنی قدم قدم پر سر راہ ہوتی ہے مگر ایک مخلص داعی ہر طرح کی رکاوٹوں کو روندتا ہوا یہ کہتے ہوئے آگے ہی بڑھتا

رہتا ہے۔

چلا جاتا ہوں ہنستا کھیلتا موجِ حوادث سے
اگر آسانیاں ہوں زندگی دشوار ہو جائے

ایسے عزم وحوصلہ اور اخلاص وللّٰہیت کے پیکرِ جمیل تھے حضور امین شریعت جو اپنے عہد میں امتیازی شان و مقام کے حامل تھے۔آپ نے اپنی تبلیغ و اشاعت کی جولانگاہ ملک کے اس دور افتادہ مقام کو بنایا جو مدتوں سے جہالت کی تاریکیوں میں ڈوبا ہوا تھا جہاں علم کی روشنی سے محروم معاشرتی آداب سے نا آشنا قوم پہاڑوں اور جنگلوں سے نکل کر تہذیب وتمدن کی دیدہ زیب وادیوں میں آنے سے جھجھکتی تھی۔تاریخی اعتبار سے بھی صوبہ چھتیس گڑھ کا کوئی خاص مقام نہ تھا۔اسی صوبہ چھتیس گڑھ کے ایک قصبہ کانکیر جو ایک بڑے پہاڑ کے دامن میں ندی کے کنارے مختصر آبادی پر مشتمل ہے جہاں پہلے صرف ایک مسجد تھی جس کے محراب ومنبر کسی ایسے عالم باعمل اور زاہد پارسا کے لیے بے قرار تھے جس کے تقدس مآب جلوؤں سے مصلیان مسجد وعلاقائی مسلمان اپنے ویران قلوب کو عشق رسول کی دولت سے مالا مال کر سکیں۔خداوند کریم ورحیم نے سسکتی اور بلکتی انسانیت پر اپنے فضل وکرم کی بارش کا رادہ فرمایا۔مسبب الاسباب کی طرف سے قلوب واذہان کی بنجر زمین کو عقیدہ و ایمان کا پر بہار گلشن بنانے کا سامان اس طرح ہوا کہ تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے حکم پر اور فقیہ اعظم ہند حضور مفتی عبد الرشید خاں صاحب فتحپوری علیہ الرحمہ (جو کہ سرکار امین شریعت کے خسر تھے۔) کی تحریک پر آپ کانکیر تشریف لائے اور اپنی عمر عزیز کے آخری لمحات تک آپ نے اہل چھتیس گڑھ واطراف و جوانب کے باشندوں کو علم دین اور شعور وآگہی سے مالا مال فرماتے رہے۔یہاں تک کہ یہ علاقہ مسلک اعلی حضرت اور عشق رسول کا گہوارہ بن گیا۔یہی نہیں بلکہ ملک ہند کے اکثر صوبہ جات آندھرا پردیش، اڑیسہ، بہار اور بنگال کے بیشتر اضلاع وقصبات و دیہات میں بھی آپ نے اپنی پاکیزہ طرز تبلیغ ایک انقلاب برپا کر دیا۔دشت وجبل وادی صحرا

انوار سنیت سے چمک اٹھے اور صدائے عشق مسلک اعلی حضرت کے نعروں کی شکل میں گونجنے لگی۔

انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

حضور امین شریعت خاندان اعلی حضرت کے اس بطل جلیل کا نام ہے جنہیں سیدی سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان اپنا فرزند روحانی فرماتے تھے۔ اور سچ بھی یہی ہے کہ آپ صورتا سیرتا شبیہ مفتی اعظم تھے۔علم وتقویٰ، ریاضت، پارسائی حلم ومروت آپ نے اپنے والد ماجد اور مرشد کامل سے وراثت میں پائی تھی۔حضور امین شریعت نے دین وسنیت کے تحفظ اور اشاعت حق کے لیے کثرت سے سفر فرماتے آپ کی تقریر عشق و عرفان سے لبریز تو ہوتی تھی مگر سب میں بڑی بات یہ کہ آپ جو کچھ کہتے خود اس پر عمل فرماتے یہی وجہ تھی کہ آپ کی مختصر گفتگو سے ہی لوگوں کی حالت بدل جاتی۔اور سامعین میں علم وعمل کا جذبہ موجیں مارنے لگتا۔

الحمدللہ اس فقیر کو بھی یہ سعادت حاصل ہے کہ حضور امین شریعت کی ہمرکابی میں ملک کے اکثر شہروں میں جانا ہوا خود حضور کی کرم فرمائی پر ان کے عظیم الشان مدرسہ انوار مصطفیٰ رائے پور کے جلسہ دستار بندی میں بھی کئی بار شرکت کی سعادت حاصل ہوئی ہم نے سفر وحضر میں سرکار امین شریعت کی استقامت کا جلوہ بھی دیکھا کرامت کی تجلی بھی۔آپ کا قلب اطہر ایسا روشن ومنور تھا جس میں آنے والے شخص کی کیفیات منعکس ہو جاتی تھی آپ کی شان **اتقوا فراسة المئومن فانه ينظر بنور الله** کا آئینہ تھا۔ شہر ناگپور کا تاریخی سنی اجتماع جو کہ الرضا دار القرائت کے زیر اہتمام منعقد ہوا۔اسمیں حضور امین شریعت کی آمد ہوئی ساتھ ہی شہزادۂ عالی مرتبت حضور سلمان ملت مدظلہ العالی اور حضور کے خادم خاص نور نگاہ امین شریعت علامہ اشرف رضا صاحب بھی تھے اسی جلسہ میں میرے ایک دوست مولانا ڈاکٹر سعادت حسین صاحب لاتور سے آئے ہوئے تھے

اور اب تک کسی سے مرید نہ ہوئے تھے۔ طالب علمی کے دور میں جب بھی ہم نے ان سے کہا کہ مرید ہو جاؤ تو وہ یہ کہتے جب کوئی اچھا پیر ملے گا تو بیعت ہو جاؤں گا۔ اب جبکہ وہ میرے ساتھ تھے میں حضور کی زیارت کے لیے قیام گاہ پر حاضر ہوا۔ بعد سلام و دست بوسی میں نے عرض کیا حضور یہ میرے دوست ڈاکٹر سعادت حسین ہیں انہیں اپنی غلامی میں قبول فرمالیں۔ یہ سن کر حضرت مسکرائے اور برجستہ فرمایا'' بھئی انہیں کسی اچھے آدمی سے مرید کرا دو'' یہ سن کر میری آنکھیں جھلک پڑی اور ڈاکٹر صاحب بھی حیرت و مسرت کے ملے جلے جذبات میں ڈوبتے ابھرتے رہے۔ میں دیر تک آنسوؤں سے لبریز آنکھوں سے حضرت کے قدم چومتا رہا اور گذارش کرتا رہا کہ حضور انہیں اپنا غلام بنالیں آخر کار ڈاکٹر صاحب کی تلاش رنگ لائی اور انہوں نے حضرت کی غلامی کی سعادت پائی حضرت نے ان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر بیعت فرمایا۔ فاللہ الحمد

اسی طرح کا ایک واقعہ صوبہ مدھیہ پردیش کے ضلع سیونی کا ہے۔ دار العلوم اشرفیہ رضویہ کا عظیم الشان جلسہ بڑے ہی حسن وخوبی کے ساتھ چل رہا تھا۔ راقم الحروف اس جلسہ میں خصوصی خطیب کی حیثیت سے موجود تھا۔ بعد صلاۃ وسلام حضور امین شریعت جبکہ لوگوں کو داخل سلسلہ فرما رہے تھے۔ آپ بائیں پیر کو موڑ کر داہنا پاؤں کھڑا کر کے بیٹھتے تھے۔ آپ لوگوں کو کلمہ طیبہ پڑھا رہے تھے اور لوگوں کا ہجوم دست بوسی کے لیے اسٹیج پر امڈ رہا تھا کہ اچانک اسٹیج ٹوٹ گیا موجود علماء اور منتظمین میں سراسیمگی پھیل گئی۔ میں حضرت کی خدمت میں مصروف تھا کہ مبادا کہیں حضرت کو زخم یا کوئی جسمانی صدمہ نہ پہنچ جائے مگر میں نے دیکھا کہ حضرت اسٹیج کے جس حصہ پر تشریف فرما تھے لکڑی کا وہ تختہ اسٹیج سے جدا ہوکر سیدھا زمین سے آلگا اور حضرت بغیر کسی گھبراہٹ و بے چینی کے بالکل اطمینان کے ساتھ کلمات بیعت پڑھاتے رہے معلوم ہوتا تھا جیسے کچھ ہوا ہی نہیں جبکہ پورا اسٹیج ٹوٹ کر ادھر ادھر بکھر چکا تھا بجلی اور مائک وغیرہ سب نے بھی اپنا کام کرنا چھوڑ دیا تھا۔ لوگوں میں بھگدڑ کا ماحول تھا۔ مگر جو لوگ حضرت کے قریب حلقہ بنائے

بیٹھے تھے سب کے سب نہ صرف محفوظ تھے بلکہ پوری طمانیت کے ساتھ کلمات بیعت دہرا رہے تھے۔سبحان اللہ یہ اللہ کے ولی کی شان استقامت وجلوۂ کرامت ہے جسے بہت سارے لوگوں نے اپنی کھلی ہوئی آنکھوں سے دیکھا

غروب ماہ ولایت

آہ افسوس! ماہ محرم الحرام کی ۲۶ ؍تاریخ ہے شہر ناگپور میں حضور شہنشاہ ہفت اقلیم سیدنا تاج الدین رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے سالانہ عرس مبارک کی دھوم مچی ہوئی ہے۔ میں تاج آباد شریف سے سرکار تاج الاولیاء کے دربار کی حاضری سے فارغ ہو کر لوٹ رہا تھا کہ فون کی گھنٹی بجی موبائل اٹھا کر دیکھا تو عزیزم حاجی محمد تنویر اشرف رضوی کا نمبر تھا فون ریسو کیا تو دل ہلا دینے والی خبر سنی۔جناب تنویر میاں نے روتے ہوئے بتایا کہ ابھی ابھی ا بجکر ۴۰ منٹ پر حضور امین شریعت وصال فرما گئے یہ خبر جانکاہ سنکر دل ودماغ پر سکتہ طاری ہو گیا۔گاڑی سڑک کے کنارے روک کر اپنے احباب سے رابطہ کیا اور اس المناک خبر کی تصدیق کرنے کے بعد حضور صاحب سجادہ حضرت سلمان میاں صاحب سے رابطہ کیا حضرت اس وقت پونہ کے تبلیغی سفر پر تھے اب حضرت کے آخری دیدار کی سعادت حاصل کرنے کی تیاری میں مصروف ہو گیا۔ابھی چند روز ہی تو ہوئے تھے کانکیر شریف میں حضرت کا جشن ولادت منایا گیا جس میں سرکار تاج الشریعہ کی آمد ہوئی خوشیوں کا ایک ماحول تھا۔پورے ملک میں حضرت کے جشن ولادت کی دھوم مچی تھی ۲۷ / ۲۸ / محرم کو نظام آباد اور حیدر آباد میں جلسہ تھا جس میں حضور امین شریعت کی حیات وخدمات کے موضوع پر مجھے خطاب کرنا تھا مگر اب کہاں جلسہ اور خطاب

جس کے دم سے تھی رونقِ محفل
بجھ گیا وہ چراغ الفت کا

سارے پروگرام ملتوی کر کے ہم اپنے احباب کے ساتھ ریلوے اسٹیشن پہنچے اور بغیر ریزرویشن کے سفر شروع ہوا۔مگر یہاں بھی حضور کی کرامت کہ اے سی سکینڈ کلاس

میں جگہ مل گئی اور خوب آرام سے دہلی پہنچے وہاں سرکار محبوب الٰہی حضرت نظام الدین اولیا علیہ الرحمہ کی زیارت و حاضری کے بعد بذریعہ کار ہم لوگ مرکز عاشقاں محور کا ملاں مہبط علم وعرفاں شہر بریلی شریف میں بعد نماز فجر حاضر ہو گئے اس وقت حضرت کا جسد مبارک لوگوں کی زیارت کے لیے برآمدہ میں رکھا ہوا تھا ہم نے بھی چھلکتی آنکھوں اور لرزتے دل کے ساتھ حضرت کا آخری دیدار کیا۔ لاکھوں لوگوں کے قلوب و اذہان کو مدحت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آشنا کرنے والی ذات آج خاموش ہو چکی تھی مگر حق تو یہ ہے کہ ان کا بولتا ہوا کردار آج بھی گمگشتگان راہ کے لیے مینارۂ نور ہے اور جب تک چاند سورج روشن رہیں گے آپ کے روحانی فیضان سے قلوب واذہان عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منور و مجلیٰ ہوتے رہیں گے۔

آج مرکز اہلسنت بریلی شریف علماء ومشائخ ودیگر عقیدت مندوں سے کھچا کھچ بھر چکا ہے۔ جہاں تک نظر جاتی ہے سوگوار مگر عشق وعرفان سے دمکتے چہروں کا سیلاب ہے۔ جوامنڈا پڑ رہا ہے۔ ہرایک کی منزل بارگاہ امین شریعت کی حاضری ہے اور ان کے آخری دیدار کی تڑپ سے قلب عقیدت بے قرار ہے۔ آخر کار صبح دس بجے ولئ کامل کے سفر آخرت کا پر شکوہ جلوس دولتکدہ حضرت سلمان ملت سے روانہ ہوا اور اسلامیہ انٹر کالج کے وسیع وعریض میدان میں لاکھوں عقیدت مندوں کا سیلاب جو پہلے ہی سے جمع تھا ایک ولئ کامل کے جنازے میں شرکت کے لیے بے قرار ہے۔ عاشق رسول کا جسم اطہر ایک بڑی گاڑی پر تکبیر ورسالت کے پاکیزہ نعروں کی گونج میں لایا گیا انسانوں کا تھما ہوا سیلاب اپنے مرکز عقیدت کا جنازہ جو عنبر وگلاب سے معطر اور پھولوں سے ڈھکا ہوا تھا دیکھ کر اپنے جذبہ عقیدت پر قابو نہ رکھ سکا کتنے ہی دل دھڑکے سانسیں تھم گئیں آنکھیں عقیدت کے آنسوؤں کا نذرانہ لٹاتی رہیں۔ اس عالم میں صفیں درست کی گئیں اور عالم اسلام کی مرکزی شخصیت وارث علوم اعلیٰ حضرت سرکار تاج الشریعہ کی امامت میں نماز جنازہ ادا کی گئی۔ عارف باللہ کا جنازہ قطب وقت نے پڑھایا پھر بصد احترام بھیگی پلکوں

کے ساتھ عاشق رسول کو اس کی آخری آرام گاہ میں سلایا گیا۔ خداوند قدوس کی رحمتوں کے سایہ میں میٹھی نیند سونے والے امین شریعت ہمیشہ کے لیے ہم سے جدا ہو گئے مگر ان کی پاکیزہ یادیں ہم اہل عقیدت کا سرمایہ زندگی ہیں۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

خاک ہوکر عشق میں آرام سے سونا ملا
جان کی اکسیر ہے الفت رسول اللہ کی

تقویٰ کے تینوں درجات کے آئینہ میں آپ کی ذات

حضرت مفتی مجیب الرحمن صاحب رضوی

تقویٰ کا پہلا درجہ ہے دائمی عذاب سے بچنا: اس اعتبار سے جب ہر مسلمان متقی ہے تو آپ کی ذات کا کیا کہنا نہ جانے کتنے لوگ آپ کے دست حق پرست پر کفر وشرک اور بدعت وارتداد سے توبہ کر کے دائمی عذاب سے محفوظ ہو گئے۔ گویا آپ صرف بچتے نہیں بلکہ اوروں کو بھی پوری زندگی بچاتے رہے حضور امین شریعت کی زندگی کا یہ گوشہ بہت واضح ہے اسلیے مزید کلام کی حاجت نہیں۔

تقویٰ کا دوسرا درجہ ہے عام گناہوں سے بچنا: اس اعتبار سے آپ کی ذات ستودہ صفات معاصرین کے بزرگوں میں ایک نمایاں مقام کی حامل تھی مندرجہ ذیل صفحات میں راقم الحروف اپنا مشاہدہ بیان کرتا ہے فقیر کو ۱۹۹۷ء سے ۲۰۱۰ء تک گاہ بگاہے زیارت بابرکت کسی موقعہ پر وعظ ونصیحت کی سماعت کبھی تبلیغی سفر میں حضور کی معیت و صحبت بالخصوص ۱۹۹۹ء کے اواخر سے ۲۰۰۳ء تک دار العلوم انوار مصطفیٰ مودہا پارہ رائے پور کی تدریس وافتاء کی خدمت کے ایام میں حضور والا کی متشرعانہ زندگی مشاہدہ کرنے کو ملی وہ حیرت انگیز اور لاجواب ہے جب تک دیدار پرانور سے محروم تھا لوگوں کی زبانوں سے سنا کرتا تھا کچھ لوگ صورت وشباہت کا چرچہ کرتے، کچھ اوصاف حمیدہ بیان کرتے، کچھ مکارم اخلاق اور محاسن افعال کا تذکرہ کرتے خاص کر حضور مفتی مسلم حسن شمسی علیہ الرحمہ جس کی مجلس میں ہوتے آپ کا تذکرہ کیا بغیر اپنی مجلس ادھوری سمجھتے تھے آپ اکثر فرمایا کرتے تھے ''بہت سے لوگ بڑے باپ کے بیٹے ہونے کی حیثیت سے جانے پہچانے مانے اور ڈھوئے جاتے ہیں مگر یہاں تو کچھ اور ہی نظارہ ہے آپ کی مقبولیت و شہرت اور عزت ووقار محض خاندانی وجاہت کی بنیاد پر نہیں بلکہ آپ کی پرہیزگاری، تقویٰ

شعاری، حلم و بردباری، تواضع و انکساری اور شریعت وطریقت کی پاسداری کی وجہ سے ہے۔حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ کی کثرت تذکرہ نے شوق لقا کی چنگاری کو شعلہ جوالہ بنادیا تھا۔ادھر شوق دیدار میں تڑپ ہی رہا تھا کہ حضور کی تبلیغی دورے پر جمشید پور ٹاٹا نگر تشریف آوری ہوئی اور پہلا دیدار ۱۹۹۷ء میں دارالعلوم غوثیہ نظامیہ ذاکر نگر جمشید پور کے صحن میں ہوا عصر کا وقت ہو چلا تھا مریدین، طلباء، اساتذہ کا ہجوم تھا۔آتے ہی حضور نے فرمایا'' بھیڑ ہٹائی جائے اور نماز کی تیاری کی جائے'' ضروریات سے فراغت کے بعد وضو خانہ کے بجائے صحن دارالعلوم میں ہی وضو کا انتظام کیا گیا چاروں طرف سے لوگوں نے اس یقین کے ساتھ گھیر لیا کہ آپ سیرت وصورت میں ہم شبیہ مفتی اعظم ہیں لہذا سرکار مفتی اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کا عمل حضور امین شریعت کے عمل کے آئینہ میں دیکھنے کو مل جائے گا اور ایسا ہی ہوا فقیر راقم الحروف نے اس سے پہلے بہت سے اخیار کی محبتیں اختیار کی مگر اس عمدگی سے اطمینان وسکون کے ساتھ فرائض وضو اور سنن مستحبات کی رعایت کے ساتھ تمام اعضائے وضو کو دھوتے ہوئے پہلی بار دیکھا تھا۔گویا حضور والا کا وضو " من توضاء فاحسن الوضو و براوایۃ اخری من توضاء فاسبغ الوضو " کی یادگار تھا۔حضور کو بارہا دیکھا آپ کی مجلس میں جب کسی کی خوبی کا بیان ہوتو بغور سماعت فرماتے اور داد وتحسین سے نوازتے اور خوشی کا اظہار فرماتے ہوئے یوں ارشاد فرماتے ''بہت خوب بہت خوب'' لیکن جب کسی کی برائی یا عیب جوئی ہوتی یا غیر مناسب تذکرہ ہوتا تو چہرے سے ناراضگی کے آثار ظاہر ہونے لگتے اور بذات خود کوئی اچھی بات شروع فرمادیتے اور اس کی طرف قطعی التفات نہ فرماتے اس کے باوجود اگر بولنے والا نہ سمجھتا تو آپ منع فرمادیتے یا یہ کہہ کر'' میں تخلیہ چاہتا ہوں'' مجلس برخاست فرمادیتے تھے اس دعوی کی صداقت کے لیے فقیر ایک چشم دید واقعہ تحریر کرتا ہے۔صحت کے ایام میں دار العلوم انوار مصطفیٰ میں جب بھی حضور کا قیام ہوتا زیادہ تر عصر ومغرب کے درمیان دار العلوم کے دفتر میں نشست فرماتے یہ سلسلہ کبھی دراز ہو جاتا تو بعد مغرب بھی تشریف فرما

ہوتے اس قلیل وقت میں ملاقاتیوں،ضرورت مندوں اور حلقہ ارادت میں شامل ہونے والوں کا اس قدر ہجوم ہو جاتا کہ لوگوں کے لیے دفتر ناکافی ہوتا بعض حضرات دار العلوم کے ہال میں بعض دفتر کی کھڑکی کے قریب روڈ کے کنارے کرسیوں پر جگہ لیتے۔

ایک روز اسی فضا میں ایک عالم نے ایک مشہور و معروف اور نامی گرامی بڑے عالم کے بارے میں ان کی کچھ کمزوریاں بیان کرنا شروع کیا حضور کو سخت ناگوار گزرنے لگا آپ نے اپنی توجہ دوسری جانب مبذول کر لی اس کے باوجود انہوں نے اپنی گفتگو کا سلسلہ جاری رکھا تو آپ نے ناراضگی ظاہر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ''میں تخلیہ چاہتا ہوں'' فورا لوگوں کی بھیڑ چھٹ گئی بھیڑ کے رو میں مولانا صاحب بھی نکلنے لگے حضور نے فرمایا آپ روکیے'' جب سب لوگ چلے گئے تنہائی میں فرمایا کسی مسلمان کی اس طرح کمزوریاں ہرگز بیان نہیں کرنا چاہیے خاص کر کسی بڑے عالم کا تو ذکر خیر ہی کرنا چاہیے مولانا صاحب حضرت کے اس انداز اصلاح سے بہت متأثر ہوئے اور توبہ کر کے وعدہ کیا کہ ہرگز ایسی غلطی کبھی نہیں کروں گا۔ دور حاضر پر نظر کیجیے: آج کل بڑے بڑے لوگ جن کے کان چغلی اور غیبت سے آشنا ہیں بڑی بڑی تنخواہیں دیکر اپنے قریب میں چغلخور رکھتے ہیں تا کہ لوگوں کی کمزوریاں ان تک پہنچائیں۔ حالانکہ عیب جوئی اور غیبت کی تباہ کاریاں اچھی طرح معلوم ہیں پھر بھی اس گناہ عظیم سے نہیں بچتے مگر حضور امین شریعت کی ذات عام گناہوں سے بچنے کے معاملے میں معاصرین کے درمیان بہت ممتاز و منفرد تھی۔ آپ نے ہمیشہ اپنا قدم فتویٰ کی راہ سے اوپر تقویٰ کی طرف اٹھایا اور قول سے زیادہ عمل کر کے دکھایا در حقیقت آپ کی ذات اللہ تعالیٰ کا فرمان 'یا ایھا الذین آمنوا لما تقولون مالا تفعلون '' کی چلتی پھرتی تفسیر تھی۔ آپ نے وہی کہا جس پر عمل کیا یہی وجہ ہے کہ آپ جس رہ گذر سے گذرے لوگ دیکھتے گئے اور شریعت و سنت کے سانچے میں ڈھلتے چلے گئے۔

تیسرا درجہ: اس چیز سے بچنا جو حق تعالیٰ سے روکے اس کی دونوں صورتوں کے اعتبار

سے اگر حضور امین شریعت کی زندگی کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے ایک طرف اگر آپ کی ذات بابرکات تارک الدنیا فقیر کی یادگار ہے تو دوسری طرف راہ سلوک کے بہترین شہسوار ہے۔ آپ نے سرکار مفتی اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کے اشارے پر چھتیس گڑھ کو اپنی تبلیغ کا مرکز بنایا اور زندگی کا نصف صدی سے زائد حصہ علاقہ چھتیس گڑھ کو دیا۔ مگر اس پورے نصف صدی میں اپنا ہو یا بیگانہ ایک آدمی بھی ایسا نہ ملے گا جو یہ کہے کہ حضرت نے مجھ سے کسی چیز کا مطالبہ کیا ہے ہاں اس بات کے سیکڑوں گواہ ہیں کہ جب کبھی کسی نے کوئی چیز پیش کی تو برجستہ فرمایا اس کی کیا ضرورت ہے؟ بسا اوقات بہت اصرار کرنے پر قبول فرما لیتے اور حاضر باش ضرورت مندوں کو عطا فرما دیتے یہ بھی نہ دیکھتے کہ اس میں کتنی رقم ہے یا کتنا قیمتی سامان ہے غور کیجئے! جہاں آپ برادر اعلیٰ حضرت استاذ زمن حضرت علامہ حسن علیہ الرحمہ کے پوتے اور سرکار مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے دوسری نسبتوں کے ساتھ محبوب نظر خلیفہ خاص اور مظہر اتم ہونے کا شرف رکھتے ہیں انہیں اپنی ذاتی کمالات ومحاسن اور دیگر خصوصیات کی وجہ سے چھتیس گڑھ، اڑیسہ، ایم پی، مہاراشٹر، آندھر پردیش اور جھارکھنڈ میں ہزاروں مریدوں کی بھیڑ ان میں اکثر دولت منداور رئیس اعظم مگر ہر ایک زبان پر یہی ترانہ کہ جو کچھ آج اپنے پاس ہے سب حضرت ہی کی دین ہیں اس سے پہلے تو میں مفلس وقلاش تھا دووقت کی روٹی کا انتظام بھی دشوار تھا حضرت اگر ان نسبتوں اور عقیدت مندوں سے دنیاوی فائدہ حاصل کرنا چاہتے تو آپ کے قدموں تلے دولتوں کے انبار ہوتے لیکن آپ کی شان بے نیازی تارک الدنیا اور زاہدانہ وفقیرانہ زندگی کا یہ عالم تھا کہ ۳۵ سے ۴۰ سال تک مسلسل خدمت خلق انجام دینے کے بعد بھی اپنے اور بال بچوں کے سر چھپانے کے لیے اپنے پاس ذاتی مکان نہیں۔ جب ضعف غالب ہوا دار العلوم انوار مصطفیٰ کی بالا منزل پر قیام گاہ تک سیڑھی چڑھنے میں دشواری ہونے لگی تو کچھ چاہنے والوں نے اجازت طلب کی کہ سائڈ کی زمین میں حضرت کے لیے قیام گاہ تعمیر کرادیتے ہیں بہت اصرار پر بڑی مشکل سے ایک معمولی

رہائش گاہ بنانے کی اجازت مرحمت فرمائی اور حج پر تشریف لے گئے غائبانہ میں لوگوں نے آنا فانا عمارت خوب صورت اور بیش قیمت بنوادی واپسی پر جب آپ نے مکان دیکھا تو بہت ناراض ہوئے اور فرمایا اتنا عالیشان کیوں بنادیا اس قدر خرچ میں کیوں ڈال دیا۔ حضرت نے جب پہلا قدم مکان میں رکھا تو لبوں پر خوشی کے نغموں کے بجائے توبہ و استغفار کے جملے تھے۔اس انداز زندگی سے اچھی طرح معلوم ہوجاتا ہے کہ آپ تقویٰ کے تیسرے درجہ کی پہلی صورت کے سچے علمبر دار تھے۔

تقویٰ کے تیسرے درجہ کی دوسری صورت کے آئینہ میں آپ کی ذات:

یعنی تعلق سب سے ہو مگر دل کا تعلق رب سے ہو گویا دنیاوی چیزیں ان کے لیے آڑ نہ رہیں بلکہ دلبیار اور دست بکار کی جلوہ گری ہو۔اس اعتبار سے حضور امین شریعت کی زندگی مکمل طور پر سالکانہ نظر آتی ہے وصال ظاہر سے لگ بھگ دس سال پہلے سے آپ کی کمزوری بہت بڑھ گئی تھی مگر یہ کمزوری بھی صرف ظاہری تھی آپ کا باطن بہت مضبوط تھا ملک کے بیشتر علاقہ سے لوگ ملنے، دعائیں لینے، دکھ درد کی کہانی سنانے،فریاد کرنے آتے بڑی سنجیدگی کے ساتھ ہر ایک کی باتیں سنتے لوگوں کی حاجت روائی فرماتے بگڑے ہوئے حالات کی تدبیریں بتاتے، فرائض و واجبات اور سنن ومستحبات کے علاوہ اوراد و وظائف کی تعلیم دیتے کوئی فاسق معلن آتا اسے فسق سے توبہ کی تلقین فرماتے مگر جھنجھلاہٹ اور چڑ چڑاہٹ کے آثار بھی ظاہر نہ ہوتے۔ایسا محسوس ہوتا یہی آپ کا محبوب مشغلہ ہے لیکن جب بھیڑ چھٹتی مخلوق خدا کا ہجوم ختم ہوتا آپ ذکر وفکر اور عبادت الٰہی میں مصروف ہو جاتے اور لذت عبادت سے ایسا مست ہوجاتے کہ کھانا پینا بھول جاتے تھے۔کسی نے کچھ لاکر کھلا دیا تو کھا لیے ورنہ کئی پہر گزر جاتے مگر کھانے پینے کا کوئی مطالبہ نہیں کرتے۔ کسی نے پوچھ لیا حضور کھانا تناول فرمالیں جوابا فرماتے کیا میں نے کھانا نہیں کھایا ہے؟ پھر جو کچھ پیش کیا جاتا بہ رضا ومحبت مختصرا تناول فرماتے اور ذکر وفکر میں محو ہو کر رب سے اپنا تعلق مضبوط کر لیتے کہ دنیاوی علائق کی کوئی حاجت محسوس نہیں ہوتی۔اس لیے انہیں یاد

بھی نہیں رکھتے۔ لیکن فرائض و واجبات سنن و مستحابت کو کبھی نہیں بھولتے۔ ہر ایک آدھا گھنٹہ گزرنے پر یہ ضرور پوچھتے ''کیا نماز کا وقت ہو گیا ہے'' فرض و واجب اور سنت و مستحب تو بڑی چیز ہے آپ نے خلاف اولی کاموں کے ارتکاب سے بھی اپنے آپ کو بچایا۔

حیات ظاھری کے آخری دور میں یہ کیفیت اور زیادہ نمایاں تھی اس قبیل کا ایک واقعہ فقیر راقم الحروف ضبط تحریر میں لاتا ہے ملاحظہ فرمائیں ۲۰۱۴ء میں ایک قافلہ کے ساتھ عمرہ پر تشریف لے گئے اس سفر میں حضور کے چشم و چراغ اور سچے جانشین حضرت علامہ الشاہ سلمان رضا خاں صاحب قبلہ اور آپ کے نواسے حضرت حماد رضا خاں صاحب اور خادم خاص حضرت مولانا اشرف رضا صاحب اور الحاج عبدالرشید رضا صاحب جنکی چھوٹی بچی حضور کے نواسے حضرت حماد رضا خاں صاحب سے منسوب ہے خاص طور پر شریک سفر تھے۔ حاجی عبدالرشید رضا صاحب نے بتایا کہ حضور امین شریعت کے ساتھ میرا یہ عمرہ میری زندگی کا سب سے قیمتی اور انوکھا حصہ ہے کیونکہ اس سفر میں حضور امین شریعت کے بہت سے کمالات و کرامات بہت قریب سے دیکھنے کو ملے خاص کر عبادت و ریاضت میں حضور کی محویت اور فنائیت کا مقام دیکھ کر حیرت زدہ ہو گیا اور خدا کا شکر بھی ادا کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا پیر و مرشد ہمیں عطا فرمایا۔ حاجی صاحب نے بتایا کہ پورے سفر میں حضور امین شریعت کے ساتھ حضور کی اہلیہ محترمہ پیرانی امی کا بھی ایک ہی حال دیکھا کھانے پینے اور دنیاوی ضرورت کا کوئی سوال نہیں۔ مسعیٰ میں ہو یا مطاف میں یا قیام گاہ پر تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد بڑے صاحبزادے کا نام لیکر آواز دیتے ''نماز کا وقت ہو گیا ہے؟ کبھی کہتے کیا نماز کا وقت جا رہا ہے؟ فقیر راقم الحروف نے حضرت مولانا اشرف رضا صاحب سے اس کا چرچا کیا تو آپ نے بھی اس کی تائید کرتے ہوئے بتایا کہ یہ کیفیت تو عمرہ سے تشریف لانے کے بعد اور زیادہ بڑھ گئی تھی بریلی شریف کے قیام کے زمانے میں جب سب سو جاتے تو آپ کی زبان مبارک جاری ہو جاتی ایک بار قریب جا کر میں نے سننے کی کوشش کی کہ حضرت کیا ردفرما رہے ہیں؟ تو حضرت نے فوراً آنکھیں کھول دی اور

مجھے سننے سے منع فرمادیا۔ مذکورہ تفصیلات کی روشنی میں تقویٰ کے تیسرے درجہ کی دوسری صورت آپ کی زندگی میں خوب واضح ہوجاتی ہے۔ نیز تقویٰ کی جتنی علامتیں احادیث اور آثار میں نیز اقوال سلف صالحین میں ذکر کی گئی ہیں وہ سب آپ کی عملی زندگی میں بدرجہ اتم لوگوں نے مشاہدہ کیا ہے یہی وجہ ہے کہ تقویٰ کے فوائد آپ کی ذات ستودہ صفات پر خوب مرتب ہوئے اور ہر چہار جانب آپ کا ذکر پاک ملک کے بیشتر شہر میں آپ کے نام کی محفلیں آپ کے نام پر منعقد ہونے والی ساری مجلسوں میں اژدہام کثیر، آپ کے جنازہ مبارکہ میں شریک ہونے والوں کا جن سیلاب، آپ کے سانحہ ارتحال پر پوری دنیائے سنیت کی آنکھیں اشکبار یہ سب باتیں آپ کی پرہیزگاری اور تقویٰ شعاری کی بنیاد پر تھی۔ اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے" ان الذین آمنوا و عملوا الصلحت سیجعل لهم الرحمن ودا"، اپنے یا بیگانے ہر جگہ آپ کی محبت کا اظہار کرنے والوں کا لاتعداد سلسلہ اس آیت کی تفسیر ہے۔

❁❁❁

باب نہم

خدمات

حضور امینِ شریعت: رخِ حیات کی جھلکیاں

ڈاکٹر غلام مصطفی نجم القادری

میری یادوں کے اُفق پر وہ چمکتا سا خیال
کہہ رہا ہے مجھے تحریر کا قالب دے دو

آج میں اس پیکر انسانیت کی یادوں کے تصوراتی شیش محل میں بیٹھا ہوں جن کی اداۓ بے نیازی نے ہمیشہ مجھے سحر انگیز رکھا۔جن کی سادگی میں دل رُبائی اور بے نفسی میں دل کشی کے ہزاروں مناظر دیکھ کر میں اپنے اسلاف کی سیرت کے گلشن کی سیر کرنے لگتا۔ جن کے پیار بھرے رکھ رکھاؤ اور اخلاق حسن ور چاؤ کی دودھیا چاندنی کو میں ہمیشہ اپنے اردگرد جلوہ لٹاتی محسوس کرتا، جن کو پہلی بار جب میں نے دیکھا تو لگا کہ ہاں میں نے کسی مردِ مومن، مردِ حق اور مردِ علم وعمل کو دیکھا۔ان کو دیکھا تو کئی نوری روپ سطح ذہن پر نمودار ہوتے چلے گئے۔ان کے پیکر میں کبھی مجھے اپنے مرشد گرامی حضور سیدی مفتی اعظم ہند یاد آئے۔تو کبھی حضرت استاذ زمن کی خیالی تصویر نظروں میں پھر گئی۔اور کبھی تخیلات کے پردۂ سیمیں پر اعلیٰ حضرت امام اہلِ سنّت جلوہ باری کرتے نظر آئے۔جب کوئی شخص سے شخصیت اور مظہر شخصیات نظر آنے لگے تو سمجھ جایئے قطرہ گہر بن گیا اور بندے نے کمالِ بندگی حاصل کرلی۔دل نے فوراً کہا کہ یہ ایسے تو وہ حضرات کیسے ہوں گے۔یہ اتنے اچھے ہیں تو وہ لوگ کتنے اچھے ہوں گے۔آپ ہیں قطب چھتیس گڑھ، شبیہ مفتی اعظم، محسن اسلام وسنّیت ، امینِ شریعت، گل گلزارِ اعلیٰ حضرت، پیر طریقت حضرت علامہ الشاہ حکیم محمد سبطین رضا خاں صاحب قبلہ۔ اللہ تعالیٰ ان کا سایہ دنیائے سنیت پر تا دیر تابندہ و سلامت رکھے۔۔۔۔آمین

میں نے سب سے پہلے ان کا تذکرہ اپنے استاذ محترم، مناظر اہلِ سنّت، مجاہدِ

مسلکِ اعلیٰ حضرت، سند العلما، شیر بہار حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد اسلم رضوی صاحب (علیہ الرحمہ) خلیفۂ سرکار مفتی اعظم، بانی جامعہ قادریہ مقصود پور مظفر پور بہار کی زبانی سنا تھا۔ ہم نے شیرِ بہار کا علمی تفوق، عملی دبدبہ، فکری رعب، مسلکی تصلب، شخصی طمطراق اور اکابر علما کے بیچ ان کا مقام ومرتبہ دیکھا تھا۔ یہی چیز میرے تجسس کو بار بار مہمیز کررہی تھی کہ حضرت شیر بہار جن اوصاف وکمالات کے مدّاح ہوں، جن کے جمال ورعنائی سے متاثر ہوں، جن کے اخلاق اور آدابِ حیات کا گن گاتے ہوں، وہ شیر بہار جنہیں مشاہیر مشائخ اہلِ سنّت کی خلافت واجازت حاصل ہو، وہ حضرت موصوف سے خلافت کی گزارش پر خلافت کی دولت بے بہا پاکر روحانی طمانیت محسوس کرتے ہوں۔۔۔

وہ شخصیت کیسی ارفع واعلیٰ اور بلند وبالا ہوگی۔ خیالات کے انہیں مدوجزر اور کشمکش کے ادھیڑ بن میں مہینے نہیں کئی سال گذر گئے، مگر پھر حضرت شیر بہار ہی کی ایما پر جب میں مدھیہ پردیش (موجودہ چھتیس گڈھ) کے دورے پر آیا تو کانکیر کے اُفق پر مجھے وہ چاند جگمگاتا نظر آیا۔ جس کی روشنی محراب ومنبر سے لے کر شہر کے دیوار ودر تک پھیلی ہوئی محسوس ہوئی۔ ظاہری شکل وصورت، رنگ وروپ، خدوخال، وضع قطع نے تو تاثر کا کیف طاری کیا ہی، اندازِ تکلم کی دل آویزی، باتیں ایسی رس بھری باتیں کہ برسوں کی شناسائی شرمسار، ایک اجنبی پر اپنائیت کی مسلسل شبنم پاشی، ان تجلیاتِ ملاقات نے ایسی اثر انگیزی کی کہ یہ چند لمحے زندہ جاوید ہوگئے۔

میں نے دورانِ گفتگو آپ کے برادر عزیز صدر العلماء تاج المحدثین حضرت علامہ الشاہ تحسین رضا خاں صاحب قبلہ نور اللہ مرقدہ سے اپنے خصوصی شرفِ تلمذ کا ذکر اور حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان سے نسبت غلامی کا تذکرہ کیا تو حضرت نے اپنے مدرسہ دار العلوم فیض السلام کیشکال کے لیے مجھے منتخب کرلیا۔ میں بھی نازاں وفرحاں دار العلوم کی خدمت میں جٹ گیا۔ مدرسہ اور تعلیم وتدریس کہاں نہیں ہے، یہاں جو چیز میرے لیے وجۂ افتخار وسعادت تھی وہ تھی گلشنِ رضا کے مہکتے پھول کی قربت وصحبت۔ اس لیے جو

روحانی کیف وسکون اور باطنی نور وسرور مجھے یہاں میسر آیا اب تک نگاہیں ان رنگین و حسین فضاؤں کوڈھونڈ رہی ہیں۔ اب میں نے بہت قریب سے حضرت کو دیکھا اور متعدد انداز میں دیکھا، دارالعلوم میں ناظمِ اعلیٰ کی حیثیت سے دیکھا۔ اساتذہ کے بیچ ایک مشفق مربی کی شکل میں دیکھا۔ طلبا کے درمیان ہمدرد سرپرست کے روپ میں دیکھا۔ تو مدرسہ کے باہر داعیِ اسلام اور حامی قوم وملت کی شان میں دیکھا۔ جب بھی دیکھا کسی دینی، سماجی، معاشرتی، اصلاحی کام کی دھن اور مقصد کی لگن میں مگن دیکھا۔ جو ہر وقت فکر دین و ملت میں غرق رہتی ہو ایسی شخصیت ہم نے حضور امین شریعت کی دیکھی۔ آج ریاست چھتیس گڈھ کو یہ مقام حاصل ہے کہ دوسری ریاستوں کے مقابلے میں یہاں کی سنّیت نکھری نکھری، نمایاں نمایاں اور ممتاز ہے تو اس چراغ کی لو میں حضور امین شریعت کا خونِ جگر شامل ہے۔ میں نے جو دیکھا اب سے تقریباً تیس برس پہلے وہاں کی سڑکیں اتنی اچھی نہیں تھی، دیہات کے راستے تو اور زیادہ تکلیف دہ تھے مگر مذہب اہلِ سنّت کا عروج۔ مسلکِ اعلیٰ حضرت کا فروغ۔ قوم وملت کی صلاح وفلاح کا ایسا خمار حضرت پر طاری رہتا کہ کیا شہر اور کیا دیہات۔ کیا دن اور کیا رات، کیا موسم سرما و گرما و برسات، جہاں اور جدھر سے جب بھی لوگ آواز دے رہے ہیں، حاضر ہو رہے ہیں۔ جہاں ضرورت پڑتی پہنچ رہے ہیں۔ جہاں جانے سے دین ومسلک کا کچھ بھی کام، یا کسی کا کچھ بھی بھلا ہوسکتا ہو تو گئے ضرور اور بے تکان کام کرتے رہے۔ دینی اخلاص کا ایسا جذبہ کہ کشاں کشاں پورے چھتیس گڈھ اور ملحق ریاستوں میں اپنی صحت کی فکر کیے بغیر پھرتے رہتے۔ اب تو دینی خدمات جو علما کے فرائض منصبی میں شامل ہیں اس کے لیے بے تکلف نذرانے طے کیے جاتے ہیں۔ اور اس پر مستزاد خطبا کے نہ جانے کتنے ناز نخرے برداشت کیے جاتے ہیں۔ اس پر بھی مدعو مقررین اگر تشریف لے آئیں تو شکر الٰہی۔ ورنہ عین موقع پر دھوکے دیئے جاتے ہیں۔ مگر وہ حضرت امین شریعت تھے، جو اِن مکروہات سے پاک تھے۔ ہم نے ان کے ساتھ شہر ہی نہیں کوردہ سے کوردہ دیہات کا بھی سفر کیا

ہے۔اور خوب کیا ہے۔ہم تھکتے مگر وہ نہیں تھکتے۔ہم آرام کی تلاش میں ہوتے اور وہ کام کی تلاش میں۔نہ کبھی کسی سے اُمید رکھی، نہ نذرانے کی فکر کی۔ بلکہ کئی دفعہ تو ایسا بھی ہوا کہ اپنے خرچ سے گئے اور اپنے خرچ سے آئے۔مگر پیشانی پر کوئی بل نہیں۔زباں پر کوئی حرفِ شکایت نہیں۔دل میں کوئی گردِ ملال نہیں۔ دماغ میں کوئی شمہ شکوہ نہیں۔ وہ اعلیٰ حضرت کی اس فکر پر یقین رکھتے تھے کہ

میں گدا ہوں اپنے کریم کا میرا دین پارۂ ناں نہیں

برسوں پہلے مدتوں تک جو آپ نے خدمات کی چادر تانی تھی، آج اس کے گرد الحمدللہ پورا چھتیس گڈھ اور نواح سمٹا نظر آرہا ہے۔ ’’گاؤں گاؤں رضا رضا، شہر شہر میں رضا رضا۔۔۔گلی گلی اور کوچہ کوچہ میں رضا رضا، دل دل اور دماغ دماغ میں رضا رضا، رضا رضا کے نغموں کی جو پکار و چہکار سنائی دے رہی ہے یہ حضرت امین شریعت کی بے لوث خدمات کا بدیہی فیضان ہے۔

بجتا ہے جو دین کا یہ ساز دوستو یہ بھی اسی جرس کی ہے آواز دوستو

کبھی کبھی تو بڑی اُلجھن میں ڈال دینے والے دینی، مسلکی مسائل سامنے آتے ہیں، مگر کیا مجال کہ جبیں شکن آلود ہو جائے۔آپ کے صبر وسکون نے تحمل و بردباری نے قوتِ برداشت وگذاشت نے تلخ وشیریں سننے اور سہنے کی عادتِ جمیلہ نے قوم وملت کی سرخ روئی وسربلندی کے بیکراں جذبے نے آپ کو متبسم ہی رکھا۔دشواریوں میں اشک برسانا تو انھوں نے سیکھا ہی نہیں تھا۔ایسے ہی پیچیدہ مسائل میں ایک بڑا مسئلہ ’’کونڈا گاؤں‘‘ جامع مسجد کا تھا۔شومیِ قسمت سے یہ مسجد دیوبندیوں کے قبضے میں چلی گئی تھی۔ گاؤں کی غالب اکثریت سنیوں کی اور مسجد پر دیوبندی قابض، مگر جب حضرت کے تبلیغی دورے سے وہاں کے لوگوں کو حقائق کا انکشاف ہوا، دیوبندیوں کے اصلی رنگ وروپ سے لوگ واقف ہوئے تو حسّاس لوگوں کی بے چینی بڑھی اور اب وہ اس کی واگزاری کی فکر میں ہوئے۔اس مرحلے میں مَیں نے جو دیکھا تھا سب سے زیادہ فعالیت اور اضطراب کا

مظاہرہ حضرت مفتیِ اعظم کے مرید خاص جناب عمر حیات خان صاحب رضوی نے کیا، موصوف اچھے خاصے پڑھے لکھے۔ فر فر انگریزی اور اردو زبان بولنے پر قدرت رکھنے والے۔ معاملے کی تہہ تک پہنچنے کی بصیرت کے حامل بڑے بذلہ سنج اور برجستہ گو آدمی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر کو آبِ حیات کا جرعہ نصیب فرمائے۔ انہوں نے فوراً حالات و معاملات سے پورے طور پر حضرت کو آگاہ کیا اور حضرت کی دُعا اور پشت پناہی کا سہارا لے کر قانونی چارہ جوئی میں لگ گئے۔ اس کے لیے بار بار حضرت کو وہاں جانا پڑا۔ گئے سنّیت کا درد لے کر۔ پہنچے مسجد کو وہابی تصرف سے آزاد کرانے کا ولولہ لے کر۔ حاضر ہوئے رضویت کی تڑپ لے کر۔ آخر برسوں کی کدو کاوش کے بعد کوشش کامیاب ہوئی۔

مسجد اپنے قبضے میں آئی۔ سنّی احباب ومخلصین نے جشنِ فتح منایا اور آئندہ پھر ایسی کوئی قبیح حرکت کوئی وہابی نہ کرے، اس کی پیش بندی کے لیے ضلع بستر کے عموماً اور کونڈا گاؤں کے خصوصاً سنّیت اور ملت کا درد رکھنے والے اصحاب بست و کشاد جمع ہوئے۔ یہ طے پایا کہ ضلعی سطح کے نمائندوں پر مشتمل ایک وفاقی کمیٹی بنائی جائے تا کہ خدانخواستہ ایسی ضرورت درپیش ہو جائے یا فروغِ سنّیت کا کوئی منصوبہ سامنے آئے تو جو دشواری ماضی میں اٹھانی پڑی ہے مستقبل میں نہ اُٹھانی پڑے۔ کئی لوگوں نے اپنی اپنی فکر و نظر کے اعتبار سے کمیٹی کا نام پیش کیا۔ مگر حضرت کوئی جامع نام کے منتظر تھے۔ کہ ہم نے ”کل بستر تنظیم اہلِ سنّت“ نام پیش کیا۔ حضرت نے مسکرا کر اسے قبول فرمایا۔ پھر کیا تھا، یہی نام سب کی پسند قرار پایا۔ الحمدللہ! وہ مسجد اہلِ سنّت و جماعت کے قبضے میں ہے اور اس کے ذریعے مراسم و معمولاتِ اہلِ سنّت کی تجلیات سے مرصّع تمام کام انجام پا رہے ہیں۔ اسی سال گیارھویں شریف کے موقع پر جناب عمر حیات خاں صاحب کے لائق داماد، میرے تلمیذ رشید مولانا محمد ظفیر الدین رضوی کی دعوت پر ایک مدت کے بعد کونڈا گاؤں حاضر ہوا۔ عمر حیات خاں صاحب اور دیگر احباب سے مل کر بڑی مسرّت ہوئی۔ خاں صاحب موصوف نے میرا تعارف کرایا۔ پچیس تیس برس بیتی ہوئی یادیں حال کے سانچے میں

ڈھل کر تصور کی دنیا میں حضرت کے قدموں پر عقیدتوں کے گوہر نچھاور کرنے لگیں۔ اس طرح کتنی مسجدیں ہیں جو حضرت کی جد وجہد سے محفوظ ہوئیں اور اب تک محفوظ ہیں۔ علاقے علاقے میں کتنے مکاتب و مدارس ہیں جن کی بنیاد حضرت نے ڈالی، یا لوگوں کے اصرار پر سرپرستی وصدارت قبول فرمائی۔ خدا کا شکر ہے وہ سارے اِدارے پھول پھل رہے ہیں۔ اور ان سے سنّیت کی خوشبو بکھر کر دل وجاں کو معطر کر رہی ہے۔

ایک بار ''بھانو پرتاب پور'' سے جناب محمد ظفر رضوی صاحب نے حضرت کو اطلاع دی کہ یہاں تبلیغی جماعت والے بہت بڑی جماعت لے کر آئے ہوئے ہیں اور گھر گھر اپنا مشن لے کر پہنچ رہے ہیں۔ شہر میں بے چینی ہے۔ اس لیے فوراً دفاعی تدبیر کی جائے۔ حضرت نے میرے نام رقعہ لکھا کہ تم جاؤ اور ان کی خبر لو۔ وہابیوں، دیوبندیوں سے اس طرح میرا ابھی سامنا نہیں ہوا تھا، بحث ومباحثہ تو دور کی بات۔ مگر حضرت کا حکم تھا بغیر تاخیر کے مَیں روانہ ہوگیا۔ رہ رہ کر یہ خیال آتا تھا کہ وہاں پہنچ کر اپنے عقیدے کا احقاق اور ان کے عقیدے کا بطلان مجھے ثابت کرنا ہے۔ میں انہیں اور اپنے لوگوں کو مطمئن کر پاؤں گا یا نہیں؟ تبلیغیوں کی تبلیغی دعوت کو غلط قرار دینے میں مَیں بامراد ہوسکوں گا یا نہیں؟ اس طرح کے خدشات وشبہات راستے بھر میرا تعاقب کرتے رہے۔ معاً مَیں نے تصورِ شیخ کرکے اپنے مرشد گرامی حضور مفتیِ اعظم نوراللہ مرقدہ کو مسندِ دل پر متمکن کرنے کی اپنی سی کوشش کی۔ پھر کیا تھا بار بار یہ خیال اذعان وایقان کے جوہر لٹانے لگا کہ تم جا نہیں رہے ہو، بھیجے جا رہے ہو۔ جو جس کو بھیجتا ہے اپنی ذمے داری پر بھیجتا ہے اور اپنی باطنی توجہات و تصرفات سے سرفراز کرتا رہتا ہے۔ پھر مت پوچھیے کہاں کا اضطراب اور کہاں کی تشویش۔ لگا کہیں سے کسی نے آواز دی ''فتح تمہارے انتظار میں ہے''۔ وہاں بھانو پرتاب پور میں جب تبلیغیوں کو معلوم ہوا کہ کوئی بریلوی مولانا بحث ومناظرہ کے لیے آرہے ہیں تو اُن پر ایسی ہیبت چھائی کہ شہر ہی سے فرار ہونے کی تیاری کرنے لگے۔ جس کو جیسے موقع ملا جائے وقوع سے روانہ بھی ہوگئے۔ میں جب پہنچا تو معلوم ہوا وہ لوگ بس میں بیٹھ چکے ہیں۔ سنّی

حضرات فوراً پہنچے اور پکڑ پکڑ کر بس سے اُتارا اور پھر واپس لائے۔ لوگوں کا خیال ہوا کہ بریلوی اور دیوبندی عقیدے کا اصل فرق کیا ہے؟ تبلیغی جماعت میں واقعی خرابی کیا ہے؟ ان سے کیوں بچنا اور دور رہنا چاہیے؟ ان مسائل کی دلائل کی روشنی میں وضاحت ہوجائے۔ پورے گاؤں اور علاقے کے لوگوں کے جم غفیر، انبوہ کثیر میں تمام تبلیغیوں کو اپنے سامنے بٹھا کر میں نے وہ حق آشکارا اور معرکۃ الآرا تقریر کی کہ دلوں کے بجھتے چراغ جل گئے، عقیدے کی لرزتی دیوار استوار ہوگئی، حق و باطل کا فرق کھل کر لوگوں کے سامنے آ گیا۔ اپنے اور بیگانے سب نے حقیقت کے سامنے گردن خم کردی، حق کا بول بالا دیکھ کر حاضرین فرط مسرت سے نعرہ پر نعرہ لگانے لگے۔ پوری بھانو پرتاپ پور کی دینی فضا حقانی للکار سے گونجنے لگی۔ امیر تبلیغی جماعت نے اعتراف کیا کہ ہمارے مولویوں نے کتابوں میں اللہ و رسول کی ایسی دلآزار توہین کی ہے ہم لوگوں کو معلوم نہیں تھا، ایسے گندے عقیدے سے ہم سب توبہ کرتے ہیں اور عقیدہ اہل سنت قبول کرتے ہیں، زبانی کے بعد باضابطہ تحریری توبہ نامہ تمام ساتھیوں کے دستخط سے مزین ان لوگوں نے پیش کیا۔ یہ ہے حضرت کا تصرف باطنی خود نہیں آئے مگر توجہ روحانی سے مجھے سرشار اور دلوں میں انقلاب برپا کرتے رہے۔ بعد میں حضرت ک جب وہاں کے پیش آمدہ حالات کی خبر ہوئی تو میری تقریر کی کیسٹ منگوا کر سنا اور ڈھیر ساری دعاؤں سے مجھے نوازا۔ انہیں دعاؤں کی برکتیں ہیں کہ کبھی کسی سے مرعوب نہیں ہوا بلکہ بے سروسامانی میں بھی ان روحانی ساز وسامان پر فخر و ناز کرتا رہا۔

وہ دور حضور مفتی اعظم کی حیاتِ ظاہری کا آخری دور تھا، حضرت صاحبِ فراش تھے مگر پھر بھی آپ کا شخصی دبدبہ وطنطنہ پوری دنیائے سنیت پر حاوی و طاری تھا۔ اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ تھا کہ ملت ٹوٹنے سے محفوظ تھی، کہیں کوئی اختلاف تھا بھی تو بس اندر اندر۔ حضور مفتی اعظم کا علمی و عملی وقار سب کے لیے سدِ سکندری بنا ہوا تھا۔ اب تو پوری ملت انتشار کا شکار ہے۔ انارکی کا دور دورہ ہے۔ علم پر غرور اور تحقیق پر ناز ہے۔ ہمہ دانی کا

نشہ ہے اور ہمچوں من دیگرے نیست جیسی نخوت کی جکڑ بندی ہے۔اس وقت یہ کیفیت نہ تھی۔کیا رضوی اور کیا اشرفی مکمل بھائی چارگی کا ماحول تھا۔ یہ اسی محبت وخلوص کا اثر تھا کہ حضور مفتی اعظم کے وصال کے بعد دار العلوم فیض الاسلام کشکال جس کے بانی و مہتمم حضرت ہی تھے وہاں ذمے داروں میں ایک اہم نام عالی جناب سید اسد علی رضوی صاحب کا ہے انہوں نے اور دیوانگانِ رضا نے حضور مفتی اعظم کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے حضور مفتی اعظم کی شایانِ شان جشن نوری منانے کا پروگرام بنایا۔ پورا کشکال نشاط وانبساط کے نور میں شرابور تھا۔ایسے عظیم الشان پروگرام کے لیے جیسے عظیم الشان خطیب کی ضرورت تھی اس کی تلاش ہونے لگی۔حضرت امین شریعت ہی نے شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی میاں صاحب کا نام پیش کیا۔رابطہ ہوا حضرت شیخ الاسلام نے حضرت کی بات نہیں کاٹی۔تاریخ دے دی اور تشریف لے آئے۔حضور مفتی اعظم کی رحلت کا غم ابھی تازہ تھا، چوں کہ اس علاقے میں بار بار حضور مفتی اعظم حضور امین شریعت کی دعوت پر تشریف لاتے رہے۔علاقہ کا علاقہ مرید تھا، حضور مفتی اعظم کی شخصیت، شخصیت کی کشش، ان کی بلا امتیاز پیہم نوازش۔ان تمام چیزوں نے حضور مفتی اعظم کی یاد کو دو آتشہ، سہ آتشہ بنا رکھا تھا۔اس لیے پورا علاقہ حضور شیخ الاسلام کی حضور مفتی اعظم کی سیرت وسوانح سننے کو ٹوٹ پڑا۔مت پوچھئے چہل پہل اور ہما ہمی کا عالم۔جلسہ شروع ہوا۔ میں نے ناظمِ جلسہ کی حیثیت سے حضور امین شریعت کی صدارت میں جلسے کا آغاز کیا۔ حضور شیخ الاسلام کے ساتھ آئے ہوئے مایہ ناز شاعر انوار رائے پوری کو آواز دی، حضور امین شریعت اور شیخ الاسلام کی موجودگی میں ان کے پڑھے گئے کلام کا یہ شعر بار بار پڑھوایا گیا اور خوب سراہا گیا۔

اشرفیت بدن رضویت پیرہن
مل گیا ہے مجھے اور کیا چاہیے

حضور شیخ الاسلام جو حضور مفتی اعظم کے کبھی میزبان ہوتے تھے تو کبھی مہمان،

حضرت کی سیرت و شخصیت کا آنکھوں دیکھا حال اپنے خصوصی انداز میں اس طرح بیان فرمایا کہ آنکھیں چھلک پڑیں اور دل مچل مچل اٹھا، ان کے اس تاریخ ساز خطاب کا یہ جملہ اب تک مجھے یاد ہے کہ ''لاؤڈ سپیکر پر نماز کے عدم جواز پر حضور مفتیٔ اعظم کے فتویٰ پر حضور محدث اعظم کا یہ تصدیقی جملہ ھذا قول العالم المطاع وما علینا الا الاتباع، یہ ایسے عالم کا فتویٰ ہے جس کی اتباع ہم پر واجب ہے، حضور مخدوم ملت محدث اعظم جیسی شخصیت جن کی اتباع کو اپنے لیے واجب قرار دے اس کی شخصی عظمت کو کس کی مجال ہے کہ لفظوں میں بیان کر سکے۔ حضور محدث اعظم کا یہ ایک ہی جملہ حضور مفتی اعظم کی سیرت و سوانح کے سینکڑوں صفحات پر تنہا بھاری ہے'' تقریر کیا تھی؟ معانی و معارف کا اُبلتا ہوا چشمہ تھا، جو برسوں کے لیے سامعین کو محظوظ و سیراب کر گیا۔ ماضی کی ان یادوں کے اجالے میں حال کی حالت دیکھئے تو تاسف و تحسر سے گردنیں جھک جاتیں اور آنکھیں نم ہو جاتی ہیں، کہاں گیا احترام و اعتراف کا وہ جذبہ؟ کہاں کھو گیا شخصی عظمت کا برملا اظہار؟ اور کہاں ہے ایک دوسرے کے تعلق سے تواضع و حق بیانی کا وہ حوصلہ؟ جب تک یہ چیزیں ہمارے درمیان رہیں بلندیاں ہمارا مقدر رہیں۔ جب پیرانِ عظام میں ایسا اتفاق و اتحاد ہو تو مریدوں میں بیگانگی اور دوئی کا سوال ہی نہیں اٹھتا۔ یہی وجہ تھی کہ اس وقت بنام سنیت سب ایک تھے۔ اسی جلسے میں جس کا ذکر ابھی ابھی ہوا حضور امین شریعت اور حضور شیخ الاسلام جب آپس میں ملے تو وہ منظر دیدنی بلکہ دیدۂ دل میں بسا لینے کے لائق تھا۔ مگر سنیت کے ان نگینوں کو نہ جانے کس بدبخت کی نظر لگ گئی کہ حضور مفتیٔ اعظم کے وصال کے تھوڑے ہی دنوں بعد وہ اختلاف رونما ہوا کہ اب تک ختم ہونے کا نام نہیں لیتا۔ انتشار کی وہ چنگاری سلگی کہ بجھائے نہیں بجھ رہی ہے، جدید تحقیق کے نام پر ایسی مصنوعی تحقیق پیش کی جانے لگی کہ دنیائے احتیاط حیران رہ گئی، اس سلسلے کی پہلی موشگافی ٹی وی کے جواز کی شکل میں حضرت مدنی میاں صاحب قبلہ کی طرف سے ہوئی، ٹی وی کے جواز کا حکم شائع ہوتے ہی تمام محبتیں ضائع ہو کر رہ گئیں۔ فتوائے جواز کا سہارا لے کر لوگ بدعات و

خرافات کے دلدل میں ہنسی خوشی پھنستے چلے گئے۔ نتیجے میں ایسے ایسے مشاہدات سامنے آنے لگے کہ صاحب سوز وساز شخصیتوں نے کلیجہ تھام لیا کہ اب کیا ہوگا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ لوگ نادانی میں پھر بت پرستی کی طرف پلٹ جائیں، ایسے ہی چند حقائق ومشاہدات پر مبنی حضور امین شریعت نے ایک مضمون ''ٹی وی کے مضر اثرات'' کے نام سے لکھا ہے جسے ماہنامہ سنی دنیا نے شائع کیا۔ اپنے اس مضمون میں حضرت نے یہ دکھانے کی مخلصانہ کوشش کی تھی کہ کس طرح مدنی میاں صاحب کے ٹی وی کے جواز کے حکم کے بعد ان کے مریدوں، عقیدت مندوں نے اپنے گھروں میں ان کی تصویریں فریم کروا کر صبح وشام اگربتی سلگانے لگے ہیں، بڑے کرب سے حضرت نے تحریر فرمایا تھا کہ ابھی ابتدا میں ایسے بھیانک مضر اثرات سامنے آرہے ہیں، آئندہ نہ جانے کیا کیا گل کھلے گا۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ حضرت کے اس مضمون پر سنجیدہ نظر ڈالی جاتی اور تجربات کی روشنی میں مضر اثرات کے بڑھتے قدم کی روک تھام کی جاتی، مگر ہوا یہ کہ حضرت مدنی میاں صاحب قبلہ نے خود اس کا جواب نہ دے کر مولانا قاسم اشرفی سے اس کا جواب لکھوایا اور ماہنامہ المیز ان میں چھپوایا، حالانکہ حضرت امین شریعت کا مضمون قطعاً ایسا نہیں تھا کہ اس کے جواب کی ناصواب کوشش کی جاتی، وہ تو آنکھوں نے جو دیکھا تھا ان مشاہدات کا نچوڑ تھا۔ اس پورے مضمون میں کہیں پر کوئی ایسا لفظ نہیں تھا جس سے حضرت مدنی میاں صاحب کی معمولی سی بھی تحقیر وتنقیص ہوتی ہو، پورا مضمون ادب واحتیاط کا مرقع ہے۔ ویسے اخلاص و احتیاط بھرے مضمون کا جواب جب چھپا تو اہل علم وتہذیب انگشت بدنداں رہ گئے۔ نہ تحریر میں ادب کی چاشنی، نہ حفظ مراتب کی روشنی، نہ احتیاط کے تقاضے کا خیال، نہ حقائق سے کوئی تعلق، نہ مخلصانہ مشورہ پر کوئی دھیان۔ بس یہ کہ شیخ الاسلام کی تحقیق انیق پر کسی کو کچھ لکھنے کی جرأت کیسے ہوگئی انہیں خیالات ونشانات کا ملغوبہ پورا مضمون ہے، حضرت امین شریعت نے مجھ حقیر کو حکم دیا کہ اب تم اس کا جواب دو، میں نے جواب دیا اور خوب نپا تلا جواب دیا، انہیں کی تحریر سے انہیں لاجواب کرنے کی کوشش کی، میرا جواب ماہنامہ سنی

دنیا میں چھپا، پھر ہمارے اور مولانا اشرفی کے درمیان جواب اور جواب الجواب کا سلسلہ چل پڑا، ہم جو بھی جواب دیتے اس میں شخصی عظمت کا بھرپور خیال رکھتے مگر ادھر سے جو جواب آتا وہ ذاتیات پر حملہ کا نادر نمونہ ہوتا، اس صورت حال میں احباب کے مشورے پر وہ سلسلہ منقطع کرنا پڑا، مگر جو کچھ ہم نے لکھ دیا تھا دیدۂ عبرت کے لیے کافی اور حقائق کے سمجھنے کے لیے وافی ہے۔ ہم نے اس موقع سے بھی حضرت کے اندر دین کا درد، ملت کا غم۔ انتشارِ اُمت کی فکر اور صبر وضبط کی بے مثال قوت دیکھی اسے خدا کی خاص عطا کہیے۔ کشکال سے میں ضرور چلا آیا مگر حضرت کی یاد کا سورج ہمیشہ نصف النہار پر رہا۔ جہاں بھی رہا ہم نے حضرت کو بلانے اور زیادہ سے زیادہ سلسلۂ رضویہ میں لوگوں کو داخل کرنے کی فکر میں رہا۔ ویسے بھی جہاں کہیں ملاقات ہوتی تو اسی انداز دلربائی سے خیر خیریت پوچھتے رہے۔

حضرت جن علما کو دل کی گہرائیوں سے چاہتے ہیں مجھے یقین ہے ان میں ایک میں بھی ہوں۔ دو سال پہلے لگاتار تین سال محبوبیہ چوک رائے پور ڈاکٹر محمد اشفاق قریشی اور ان کے احباب کی خواہش پر محرم الحرام کے دہ روزہ پروگرام کے سلسلے میں حاضری ہوتی رہی۔ رائے پور پہنچتے ہی پہلی فرصت میں حضرت سے ملتا۔ میری حاضری اور مقصد کے اظہار پر فوراً کامیابی کی دعاؤں سے سرفراز فرماتے۔ ایک دن کئی علما اور خواص کے جھرمٹ میں بیٹھا تھا کہ دریائے کرم جوش پر آیا اور فرمایا کہ ’’مجھے جن جن سلسلوں اور چیزوں کی حضور مفتیٔ اعظم سے اجازت وخلافت حاصل ہے میں ان تمام سلسلوں اور چیزوں کی اجازت وخلافت آپ کو عطا کرتا ہوں۔‘‘

فرطِ مسرت سے میں نے بڑھ کر بھیگی پلکوں سے حضرت کے قدم چوم لیے، وہ لمحات جب جب یاد آتے ہیں نوری کیفیات کے بادل پورے وجود پر چھا جاتے ہیں اور میں سرشار ہو جاتا ہوں۔ اس دن رضوی فقیروں کی لائن میں اپنے آپ کو دیکھ کر اپنے بڑے ہونے کا جو احساس ہوا پروردگار عالم اس احساس کی لاج بچانے کی ہمیں توفیق بخشے۔

حق یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت کی نسبت اور حضور مفتی اعظم کی خصوصی توجہ نے حضرت کو جو امتیاز بخشا ہے یہ کسی اور کے حصے میں کہاں، سچ تو یہ ہے کہ

عمل کے پیکر اور کردار کی عظمت کا نام امین شریعت ہے۔

اپنے بڑوں کی امانت کے سچے محافظ کا نام امین شریعت ہے

شریعت کے پاسبان اور طریقت کے نگہبان کا نام امین شریعت ہے۔

قادری گھٹا اور رضوی ابر کرم کا نام امین شریعت ہے۔

کوئی کچھ کہے میرا وجدان بولتا ہے کہ ''قطب چھتیس گڈھ'' کا نام امین شریعت ہے۔

❀❀❀

فیضانِ حضور امین شریعت

مفتی عبد السلام رضوی

چمن میں پھول کا کھلنا تو کوئی بات نہیں
زہے وہ پھول جو گلشن بنا دے صحرا کو

حامیِ دین وسنت، ناشر مسلک اعلی حضرت، سراپا کرامت، امین شریعت، حضرت علامہ شاہ سبطین رضا خاں شہزادۂ استاذ العلماء حضرت علامہ شاہ حسنین رضا خاں رحمۃ اللہ تعالی علیہما کی سیرت وشخصیت کے حوالہ سے امین شریعت اکیڈمی ایک مؤقر مجلہ شائع کر رہی ہے، یہ بلا شبہ ایک بڑا ہی سعادت مندانہ اور مفید ترین کام ہے۔اس طریقے سے اسلاف کرام کے حالات و واقعات جو پند وموعظت اور عبرت وبصیرت کے دفتر کی حیثیت رکھتے ہیں محفوظ ہوجاتے ہیں اور بعد والوں کے لئے رہتی دنیا تک دین ودنیا دونوں میں مشعل راہ بنتے ہیں۔اور یہ ان عظیم احسانات کی شکرگزاری بھی ہوگی جو حضور امین شریعت نے دینی خدمات کی صورت میں ملت اسلامیہ پر فرمائے ہیں۔

امین شریعت اکیڈمی نے حضور امین شریعت کی شخصیت کے تعلق سے جو عنوانات تجویز کیے ہیں قلت وقت اور مصروفیت کی وجہ سے یہ مہلت میسر نہیں کہ ان میں سے کسی پر معتد بہ گفتگو کی جائے کیونکہ مضمون کیلئے مجھ سے تین چار دن پہلے ہی کہا گیا ہے اور اس مجلہ کی اشاعت کے لئے جو وقت طئے کیا گیا ہے وہ بہت قریب ہے لہذا میں صرف وہ چند باتیں قلمبند کرتا ہوں جو حضرت کے تعلق سے میرے ذہن میں ہیں۔

یادش بخیر، دوتین سال قبل کی بات ہے کہ حضور امین شریعت کی تاریخ ولادت کے موقع پر اہل چھتیس گڑھ نے حضرت کے ساتھ اپنی محبتوں اور عقیدتوں کا اظہار اس طرح

کیا تھا کہ بڑے جوش وخروش کے ساتھ عظیم پیمانے پر تین اجلاس منعقد کیے تھے،ان میں سے ایک رائے پور میں، دوسرا کانکیر میں،اور تیسرا مین پور میں منعقد ہوا تھا۔ان اجلاس میں حضور امین شریعت کے برادر اصغر حبیب ملت حضرت مولانا شاہ حبیب رضا رحمۃ اللہ علیہ اور خاندان کے اور بھی کئی حضرات تشریف لے گئے تھے۔رائے پور اور کانکیر کے جلسوں کو حضور تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ نے بھی رونق بخشی تھی،شہزادۂ حضور امین شریعت گرامی مرتبت حضرت مولانا نعمان رضا خاں صاحب مدظلہ العالی کی دعوت پر مین پور میں ہونے والے اجلاس میں مجھے بھی شرکت کی سعادت نصیب ہوئی تھی۔

میں نے وہاں دیکھا کہ جلسہ میں حضور امین شریعت کے دیوانوں کی عظیم بھیڑ اکٹھا تھی اور یہ بھی دیکھنے میں آیا کہ ہر چھوٹا بڑا آپ کی ذات گرامی کے ساتھ والہانہ عقیدت و نیازمندی رکھتا ہے،اور سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ اور آپ کے خانوادہ کی محبت بھی ان کے قلوب میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے،اور اس خطہ میں مسلک اعلیٰ حضرت کا بول بالا ہے۔

شرکائے جلسہ نعرۂ تکبیر ورسالت کے ساتھ ساتھ مسلک اعلیٰ حضرت زندہ باد اور بستی بستی قریہ قریہ تاج الشریعہ کے نعرے بھی لگا رہے تھے،انہی نعروں کے ساتھ ایک نعرہ اور بھی تھا جس میں اس بات کا اظہار تھا کہ ہم سرکار اعلیٰ کے آستانے سے کس طرح وابستہ ہوئے۔آپ کی محبت ہمارے دلوں میں کس نے ڈالی۔نعرہ کچھ اس طرح تھا،ایک شخص سوالیہ لہجہ میں آواز بلند کرتا ہے کس نے بتایا اعلیٰ حضرت؟ دوسرے لوگ جواباً نعرہ لگاتے ''امین شریعت امین شریعت''

اہل چھتیس گڑھ کے قلوب میں حضور امین شریعت کی یہ غیر معمولی عقیدت و محبت،مسلک اعلیٰ حضرت کے ساتھ مضبوط وابستگی یوں ہی پیدا نہیں ہوگئی بلکہ یہ حضور امین شریعت کی بے لوث دینی خدمات، مسلسل جدوجہد اور عظیم قربانیوں کا نتیجہ ہے۔

کسی زرخیز زمین میں کاشت کرکے فصل حاصل کرلینا بڑا کمال نہیں ہے ہاں اوبڑ کھابڑ،بنجر زمین کو محنت ومشقت کرکے گل گلزار بنا دینا یقیناً بڑا کمال ہے۔حضور امین

شریعت نے جس خطہ کو اپنی تبلیغی خدمات سے بنایا سنوارا، مسلمانوں کے ایمان وعقیدے کی حفاظت کی، رسوم قبیحہ کو مٹایا، معاشرہ کی اصلاح کی، لوگوں کے دلوں میں محبت اعلی حضرت کی تخم کاری کی، مسلک اعلی حضرت کا بول بالا کیا، وہاں یہ عظیم خدمات آسانی سے انجام نہیں پائیں۔ بلکہ اس کے پس منظر میں غیر معمولی محنت وکاوش، صبر آزما حالات کے مقابلہ ثبات واستقلال اور اخلاص وللّٰہیت کی کارفرمائی ہے۔

حضور امین شریعت کے خادم خاص حضرت مولانا اشرف رضا جو چھتیس گڑھ کے باشندے ہیں تحریر فرماتے ہیں:

”جس زمانے میں حضور امین شریعت کانکیر چھتیس گڑھ تشریف لائے اس وقت مسلم آبادی جہالت میں ڈوبی ہوئی تھی آپ نے اس ماحول میں نہایت استقلال و استقامت کے ساتھ رضائے الٰہی پر قائم رہتے ہوئے علم ومعرفت کی شمع روشن کی۔ حکومت کی تاریک اور گھناؤنی فضاؤں نے بارہا آنکھیں دکھائیں لیکن آپ ی جبین اقدس پر کسی وقت بھی شکن نہ آئی۔ آپ نے خدا کے بھٹکے ہوئے بندوں کو معبود حقیقی اللہ وحدہٗ لاشریک لہ کی وحدانیت ومعرفت کی طرف بلایا، جس کی وجہ سے آپ کو نہ جانے کن کن اذیتوں اور تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑا۔ آپ نے معاشرے کو اعمال حسنہ کی طرف رغبت دلانے کے لیے اپنی زندگی کو وقف کر دیا۔ آپا مقصد اصلی سماج و معاشرے کو خرافات سے حسنات اور برائی سے بھلائی کی طرف دعوت دینا ہے۔ مخالفین نے آپ کے اوپر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے لیکن آپ عظمت اسلام اور ناموس رسالت کی حفاظت و صیانت اور شریعت کی پاسداری کرتے رہے، اسی وجہ سے دنیا آپ کو امین شریعت کے نام سے جانتی ہے۔ آپ نے چھتیس گڑھ کے مسلمانوں کے ایمان وعقیدے کی حفاظت کر کے احسان عظیم فرمایا ہے۔

آپ نے ایمان وعقیدے کے ایسے گل بوٹے کھلائے کہ یہ بنجر زمین رشک گلستاں بن گئی۔ آپ نے مقامات کثیرہ کا تبلیغی دورہ فرمایا، آپ کے سفر دنیوی منافع اور

ذاتی مقاصد کے لئے نہ تھے بلکہ صرف اور صرف تبلیغ دین،فروغ سنیت اور اشاعت مسلک اعلی حضرت کے لئے تھے آپ کا مقصد حضور اعلی حضرت اور حضور مفتی اعظم ہند علیہما الرحمہ کا مشن پہنچانا تھا۔ الغرض آپ کے دوروں نے بے شمار لوگوں کو پاکیزہ، بے شمار مریضوں کو مسیحا اور بے شمار گمراہوں کو ہدایت کا مینار بنا دیا۔

دار العلوم فیض الاسلام کیشکال، دار العلوم انوار مصطفیٰ و رضا مسجد رائے پور اور دار العلوم امین شریعت و مسجد امین شریعت کانکیر شریف آپ کی زندہ یادگار ہیں اور اطراف ہند میں بہت سے مدارس اہل سنت آپ کی سرپرستی میں قائم ہوئے اور اب تک دینی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ (مختصر حالات، مشمولہ مضامین امین شریعت قدرے تلخیص کے ساتھ)

حضور امین شریعت کی ذات بابرکات پر بلاشبہ یہ شعر صادق آتا ہے۔

چمن میں پھول کا کھلنا تو کوئی بات نہیں
زہے وہ پھول جو گلشن بنا دے صحرا کو

حضور امین شریعت کو شبیہ مفتی اعظم کہا جاتا ہے اس تعلق سے ایک بات یاد آتی ہے۔ حضرت مفتی محمد یامین صاحب رضوی معصوم پوری سابق مفتی و مدرس جامعہ حمیدیہ رضویہ بنارس رحمۃ اللہ علیہ جو ۱۶ رشوال المکرم ۱۴۳۶ھ ۲ راگست ۲۰۱۵ء کو وصال فرما گئے میرے رفیق درس تھے۔ آپ نے کئی سال تک کانکیر میں حضور امین شریعت کی مسجد میں نماز تراویح پڑھائی تھی لہذا انہیں حضرت سے خاصا قرب تھا۔

ایک مرتبہ حضرت علیہ الرحمہ سے ملاقات کیلئے بریلی حاضر ہوئے تو مجھے بھی اطلاع دی، اور میں نے بھی حضرت مفتی صاحب کے ساتھ حضرت سے ملاقات کی سعادت حاصل کی، یہ مغرب کے بعد کا وقت تھا، رفیق محترم بہت دیر تک محو گفتگو رہے اور میں سنتا رہا اور حضرت کا دیدار کرتا رہا۔ جب رخصت ہو کر باہر آئے تو دروازے کی ایک سمت میں کھڑے ہو کر مجھ سے کہا آپ نے بھی حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو دیکھا ہے

غور سے دیکھئے کہ حضور امین شریعت کا مبارک چہرہ حضور مفتی اعظم کے نورانی چہرے سے کس قدر مشابہ ہے۔

یہ چند باتیں جو مستحضر تھیں سپرد قرطاس کر کے حضرت کے مداحوں کی فہرست میں شامل ہو رہا ہوں حضرت اگر چہ ہماری نگاہوں سے روپوش ہیں لیکن آپ کی روحانیت آج بھی ہمارے سروں پر سایہ افگن ہے۔اور آپ کے عالی وقار شہزادوں اور آپ کے قائم کردہ اداروں کے ذریعہ آپ کے فیوض و برکات لوگوں کو حاصل ہوتے رہیں گے۔مولیٰ تبارک و تعالی اپنے حبیب کریم رؤف ورحیم علیہ الصلوۃ والتسلیم کے صدقہ میں آپ پر اپنی رحمتوں کی بارش فرمائے اور ہمیں آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے۔آمین بجاہ حبیبہ الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

امام احمد رضا اکیڈمی، صالح نگر ،رامپور روڈ بریلی شریف

حضرت امین شریعت کی خدمات چھتیس گڑھ میں

مولانا سید عبد المسجود حبیبی

آج کے دور میں حقیقت کی جگہ نمائش نے لے لی ہے۔جنھیں آپ اعلیٰ ،افضل، نیک، متقی و پرہیز گار سمجھتے ہیں اور سامنے سے بھی یہی نظر آتے ہیں۔ایسے لوگوں کے ساتھ جب آپ کچھ دن رہ جائیں تو ان کی حقیقت کا پتا لگ جاتا ہے۔''ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور ہیں تو کھانے کے اور''۔

اس دنیائے رنگ و بو میں کیا کیا نہیں ہو رہا ہے۔ذرا آپ دائیں بائیں دیکھیں، حالات پر گہری نظر ڈالیں تو لوگوں کے ظاہر و باطن میں نمایاں فرق نظر آئے گا۔یقینا وہ ہستیاں گراں قدر و قابل قدر ہیں، جن کے ظاہر و باطن میں یکسانیت نظر آتی ہے۔لیکن ایسی ہستیاں خال خال دکھائی پڑتی ہیں۔

ان تمہیدی کلمات کے بعد میں آپ کے سامنے ایک ایسی شخصیت کی زندگی کے کچھ نشیب و فراز پیش کرنے جا رہا ہوں، جن کی ذات ہمارے لیے قابل تقلید ہے، اور ان کے کارنامے کو غور سے پڑھنے اور سمجھنے کی ضرورت ہے۔

میری مراد حضرت علامہ سبطین رضا قبلہ نبیرۂ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ ہیں۔جن کو ایک دنیا امین شریعت، شبیہ مفتی اعظم ہند، رہبر شریعت اور حکیم الاسلام کے نام سے یاد کرتی ہے۔آپ کو ضرور احساس ہوگا کہ وہی خاندان، وہی ملک اور وہی شخص ترقی کرتا ہے جو اپنے وقت کا استعمال صحیح کرتا ہے۔وقت ایک قیمتی سرمایہ ہے۔ہر نقصان کی تو تلافی ہوسکتی ہے لیکن جو لمحہ، منٹ اور گھنٹہ گزر جاتا ہے، اس کی تلافی نہیں ہوسکتی۔ساری ترقیوں کا دارومدار وقت کی پابندی پر ہے۔وقت دبے پاؤں نکل جاتا ہے، احساس نہیں ہوتا۔جو وقت کی قدر کرتا ہے، اس سے اس کی قدر و منزلت بڑھتی ہے۔وہ ترقی کی طرف تیزی

سے بڑھتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ''مصیبتیں تو بے شمار ہیں لیکن وقت کا ضائع کرنا سب سے بڑی مصیبت ہے'' حضرت محمد بن حاتم ترمذی فرماتے ہیں ''تمھارا اصل سرمایہ تمھارا دل اور تمھارا وقت ہے''۔

بزرگوں کے ان اقوال کی روشنی میں آیئے ہم حضرت امین شریعت کی زندگی کو دیکھیں۔آج آپ جس منزل تک پہنچے ہیں وہاں تک رسائی بہت کم لوگوں کی ہوتی ہے۔ عموماً بچپن کا زمانہ کھیل کود کا ہوتا ہے۔ بچوں کی طبیعت کا میلان زیادہ تر کھیل کی طرف رہتا ہے۔ ہاں وہ بچے جنکی تربیت والدین کی صحیح نگرانی میں ہوتی ہے وہ کھیل کود کی طرف مائل نہیں ہوتے شروع ہی سے طبیعت کا میلان صحیح سمت لگ جاتا ہے۔ جوانی ہو یا بڑھاپا کبھی بھی وہ اپنا وقت نقصان نہیں کرتا۔

کتابوں کا مطالعہ ایک محبوب مشغلہ ہے حضرت امین شریعت بچپن ہی سے کھیل کود سے دور رہے اور استاذوں کے حکم کی تعمیل میں کبھی آپ نے کوئی کوتاہی نہیں کی۔ابتدائی تعلیم بریلی شریف کے بڑے شہر کے مدرسے میں حاصل کی اور اعلیٰ تعلیم مرکزی درسگاہ مدرسہ مظہر اسلام بریلی شریف میں حاصل کی۔کہا گیا ہے ''العلم علمان علم الادیان وعلم الابدان'' یعنی علم کی دو قسمیں ہیں ایک دین کا علم اور دوسرا بدن کا علم اس تناظر میں حضرت امین شریعت نے علم دین کے ساتھ علم طب بھی علی گڑھ سے حاصل کیا۔

آج پیری مریدی کو کچھ لوگوں نے تجارت سمجھ رکھا ہے۔ پیر صاحبان کی خواہش رہتی ہے کہ مرید زیادہ سے زیادہ ہوجائیں۔بعض پیر کے بارے میں پتہ چلا ہے کہ جب وہ کہیں پروگرام میں جاتے ہیں تو پہلے سے کچھ لوگوں کو وہاں بھیج دیتے ہیں تاکہ آں جناب کے پہنچنے سے پہلے ان کی تعریف اور خوبیوں کے پہاڑ کھڑے کردیں جب پیر صاحب پہنچیں تو لوگ جاں نثاری پر آمادہ ہوجائیں۔ حالات ایسے پیدا ہوجائیں حضرت کا انتظار انکو شاق گزرے۔آج کل کچھ پیر، مرید اور اس کے متعلقین کی اصلاح کی طرف

کوئی توجہ نہیں دیتے ہیں۔ مرید کی جیب پر ہی زیادہ نظر رہتی ہے۔ اپنی شکل وصورت لباس و پوشاک، حرکات وسکنات سے یہ پیش کرنا چاہتے ہیں کہ ان کی دعائیں مریدین کے لیے کافی ہیں۔ اس دنیا میں ایسے پیروں کی بھرمار ہے بغور دیکھیں وہ کیا کیا گل کھلا رہے ہیں۔

ان حالات کے تناظر میں حضرت امین شریعت قبلہ کی بات یاد آرہی ہے۔ میرے سمدھی حاجی سید حبیب الرحمن صاحب ۲۰۰۳ء سے پہلے کسی پیر کے مرید نہیں تھے۔ جب انہیں کسی جامع شرائط پیر سے مرید ہونے کی خواہش پیدا ہوئی تو انہوں نے سات بار اجمیر شریف میں حضرت خواجہ کی بارگاہ میں حاضری دی وہاں دعا کرتے رہے اور پیر کی تلاش میں رہے۔ بہت سے پیروں کے حالات دیکھتے رہے انہیں اطمینان نہیں ہوا۔ اتفاق سے ایک شخص نے حضرت امین شریعت کے متعلق بتایا اور ان کی نگاہ انتخاب نے حضرت امین شریعت کو انتخاب کرلیا۔ مدرسہ انوار مصطفیٰ رائے پور چھتیس گڑھ پہنچے۔ حضرت اس وقت طلبہ کو درس دینے میں مصروف تھے۔ حاجی صاحب وقت مناسب دیکھ کر حضرت امین شریعت سے ملے زبان سے کہنا ادب کے خلاف سمجھا ایک کاغذ میں لکھکر مرید ہونے کی خواہش ظاہر کی۔ حضرت نے فرمایا آپ کہاں کے رہنے والے ہیں ؟ حاجی صاحب نے کہا میں بھدرک اڑیسہ کا رہنے والا ہوں۔ امین شریعت نے برجستہ فرمایا: آپ حضرت مجاہد ملت سے مرید کیوں نہیں ہوگیے ؟ ان سے ہونا بہتر تھا۔ حاجی صاحب نے فرمایا جس وقت حضرت مجاہد ملت حیات ظاہری میں تھے اس وقت کسی پیر سے مرید ہونے کا خیال دل میں نہیں تھا۔ اب خیال ہوا ہے میری نگاہ انتخاب حضرت پر ہی پڑی ہے۔

یہ واقعہ ان پیروں کے لیے عبرت کا مقام رکھتا ہے جو دوسرے پیروں کے خلاف بول کر خود کو اعلیٰ ترین پیش کرنا چاہتے ہیں۔ مریدین کی تلاش میں لگے رہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ موٹا مرید کہیں سے مل جائے۔

یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ کچھ پیر دوسرے پیروں کے عیوب ونقائص بیان کر کے خود کو دودھ کا دھلا ہوا پیش کرتے ہیں اور تاثر دیتے رہتے ہیں کہ ہم سے بڑھکر اور کوئی پیر نہیں ہے۔ان پڑھ جاہل تو جلد پھنس جاتے ہیں لیکن پڑھا لکھا اور سنجیدہ شخص انہیں خوب سمجھتا ہے کہ یہ کتنے پانی میں ہیں۔

کسی بزرگ نے فرمایا ہے ''ولی وہ ہے جسے دیکھکر خدا یاد آجائے''۔ ۲۰۱۲ء میں امین شریعت سے ملاقات کی غرض سے اپنے سمدھی الحاج سید حبیب الرحمن صاحب کی معیت میں مدرسہ انوار مصطفیٰ رائے پور پہنچا۔ پتہ چلا کہ حضرت کانکیر میں تشریف فرما ہیں وہاں پہنچا حضرت سے ملاقات ہوئی دیکھا کہ ویل چیر میں اپنے مکان سے باہر تشریف لاتے ہیں بڑھاپا ہے ضعف ونقاہت ہے اس عمر میں ہر شخص کو ان حالات سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔عصر کے بعد ایک میلاد شریف کی محفل تھی اسی مجلس میں ملاقات ہوئی۔چہرہ دیکھ کر میرے پیرو مرشد حضرت مجاہد ملت علیہ الرحمہ کا چہرہ نظروں کے سامنے گھومنے لگا۔چہرے سے بزرگی، اتقاو پرہیزگاری کی چمک عیاں تھی۔باتوں میں نرمی اور سادگی آپ کی نمایاں خصوصیتیں ہیں۔ہر ملنے والا پہلی ملاقات میں ہی متاثر ہوئے بغیر رہ نہیں سکتا۔رات حضرت کی دعوت میں شریک ہونے کا اتفاق ہوا۔میرے ساتھ حاجی سید حبیب الرحمن بھی تھے۔جب ہم صبح وہاں سے چلے تو حضرت نے نیازمند کو چند چیزوں کی اجازت مرحمت فرمائی۔ایسی شخصیتیں ہمارے لیے قابل قدر ہیں ورنہ آج کل کے مکروفریب کی دنیا میں کیا کیا ہورہا ہے۔ارباب نظر سے کوئی پوشیدہ نہیں ہے۔

حضرت امین شریعت کا عموماً یہ معمول رہتا ہے جب مریدین یا معتقدین آپ سے ملنے آتے ہیں تو فرداً فرداً ہرایک سے آنے کا مقصد پوچھتے ہیں۔جب لوگ اپنی پریشانیاں بیان کرتے ہیں تو ان پریشانیون کو دور کرنے کا کوئی حل پیش کرتے ہیں۔اگر کوئی کسی مرض میں مبتلا رہتا ہے اس کے لیے دوائیں بھی تجویز فرماتے ہیں۔اور حضرت کا یہ بھی معمول رہا ہے مریدین کو اطلاع کیے بغیر مریدین کے یہاں پہنچتے ہیں۔مریدین اور

معتقدین کو اکٹھا کر کے اصلاحی باتیں پیش کرتے ہیں۔ آج کل کچھ پیر ایسے ہوتے ہیں مریدین کے یہاں پہنچنے سے پہلے انکو اطلاع دیتے ہیں تاکہ ان سے کھانے پینے اور رہائش کا معقول انتظام ہو۔ اور پرزور استقبال کیا جائے۔ بعض پیر صاحب کو میں نے دیکھا ہے اسٹیج کے سامنے کھڑے ہو جاتے ہیں بچے بڑے خوب قدم بوسی کرتے ہیں اور یہ کھڑے ہی رہتے ہیں۔ لوگوں کے دلوں میں یہ تاثر پیدا کرانا چاہتے ہیں کہ ہمارے ماننے والے اور عقیدت مندوں کی ایک بڑی تعداد یہاں رہتی ہے۔ حضرت امین شریعت نے اپنی آؤ بھگت کو پسند نہیں فرمایا اور نہ مریدین و معتقدین سے کچھ لینے کی خواہشیں پیش کیں۔ قوم کی اصلاح کے لیے گاؤں گاؤں کا دورہ کیا۔ مسلمانوں میں غیر اسلامی رواج دور کرنے کی کوششیں کیں۔

حضرت امین شریعت کے دو بڑے کارنامے آج زبان زد خواص و عام ہیں۔ ایک ہے رائے پور میں مدرسہ انوار مصطفیٰ کا قیام دوسرا کانکیر کی جامع مسجد میں ۴۰ رسالہ امامت۔ حضرت مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خان علیہ الرحمہ جو امین شریعت کے پیر کے ساتھ مرشد اجازت بھی ہیں۔ آپ ہی کے حکم پر آپ کانکیر تشریف لائے اور مسلسل چالیس سال تک نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ امامت اور خطابت کی خدمات انجام دیتے رہے۔

یہ سچ ہے کہ امام لائق و محرک ہو، اچھا عالم ہو، دینی اور قومی جذبے سے سرشار ہو تو وہاں کی پبلک پر زبردست اثر پڑتا ہے۔ امام ہی ایسا شخص ہے وہ اگر چاہے محلے اور علاقے میں زبردست انقلاب پیدا کر سکتا ہے۔ اس کے لیے قومی اور ملی جذبہ کے ساتھ ساتھ محنت کی بھی ضرورت ہے لیکن عموماً آج کے اماموں کے حالات دیگر گوں ہیں اس کے کئی وجوہات ہیں اسی پر میں نے ایک مضمون لکھا تھا ''ائمہ مساجد کے لیے تربیت گاہ ناگزیر'' نیاز مند کا یہ مضمون ماہنامہ ''کنز الایمان'' دہلی۔ ماہنامہ ''ماہِ نور'' دہلی اور ہفت روزہ ''سیرت''، ممبئی میں چھپ چکا ہے۔

حضرت امین شریعت نے جامع مسجد کانکیر کی امامت کے دوران زبردست انقلاب پیدا فرمایا۔لوگوں کے دلوں میں اھل سنت کی محبت کوٹ کوٹ کر بھر دی۔رائے پور میں مدرسہ انوار مصطفیٰ قائم فرمایا اوراس کے قریب رضا مسجد کی تعمیر فرمائی۔اھل سنت کو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا عقیدت مند بنایا۔آج وہاں کا گمراہ فرقہ ایک گوشے میں سمٹا ہوا نظر آتا ہے اور اھل سنت و جماعت کا ہی بول بالا ہے۔وہاں کے لوگ حضرت امین شریعت کی عقیدت سے شرابور ہیں۔جب آپ وہاں جائیں تو یہی دیکھیں گے ایک بہت بڑی تعداد آپ کی عقیدت ومحبت سے سرشار نظر آتی ہے۔وہاں کئی دوکانوں میں یہ طغری لٹکے ہوئے دیکھا ''دعائے سبطین رضا'' یعنی حضرت امین شریعت کی دعاؤں کے فیض کا ہر خاص و عام مقر ہے اور ہر ایک کے دل میں امین شریعت کی محبت کی کرنیں پھوٹتی ہوئی نظر آتی ہیں۔

''اپنے مریدین کو نماز پڑھنے کی تاکید''

مسلمانوں کی نماز ساری مخلوق کی عبادتوں کا مجموعہ ہے۔پیڑ کھڑے ہو چوپائے جھک کر،مینڈک بیٹھ کر،اور زمین پر رینگنے والے جانور زمین پر لیٹ کر اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں۔مسلمانوں کی نماز میں قیام،رکوع،سجدہ اور قعدہ میں وہی منظر نظر آتا ہے۔مسلمان مختلف طریقوں سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے اوراس کی تسبیح پڑھتا ہے باجماعت نماز پڑھنا اجتماعیت کی نشانی ہے،ایک اللہ کے لیے نماز پڑھنا صرف اسی کے لیے جھکنا اور سجدے کرنا۔تشہد کی حالت میں قلب زبان اور شہادت کی انگلی اٹھا کر ایک ہی اللہ کا اقرار کرنا ہے۔سارے مسلمانوں کا کعبے کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا ایک مرکزیت کی نشاندہی ہے۔

کانکیر میں دارالعلوم امین شریعت اور مسجد امین شریعت آپ کے زندہ جاوید کارنامے ہیں۔ بحمدہ تعالیٰ وہاں دین وملت کے کام خوب ہو رہے ہیں۔ باطل و گمراہ فرقے پست نظر آرہے ہیں۔

نماز ہر بالغ مسلمان پر فرض ہے خواہ مرد ہو یا عورت بعض پیروں کے حالات کو دیکھ کر دکھ ہوتا ہے کہ مریدین کو نماز پڑھنے کی تاکید نہیں کرتے اور خود بھی نماز کے پابند نظر نہیں آتے۔ مرید نگر میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا جاتا ہے کبھی کبھی نماز سے فارغ ہوکر بہت دیر تک تسبیح پڑھتے رہتے ہیں اور اس وقت پیر صاحب کے کمرے کے باہر ایک مرید باادب کھڑا رہتا ہے۔ اگر کوئی ملنے آتا ہے تو کہتا ہے حضور اس وقت مشغول عبادت ہیں۔ ذرا چل کر وہی پیر صاحب کے گھر جاکر دیکھئے وہاں کا رنگ کچھ اور نظر آتا ہے۔ آجکل تو رنگ برنگ کے پیر نکلے ہیں کسی کی لمبی زلف سینے میں پڑی ہوئی ہے، کسی کا کرتا اتنا لمبا ہے ایڑھی کے نیچے لوٹ رہا ہے، کوئی گیروا لباس میں ملبوس نظر آتا ہے، سر میں ٹوپی ندارد شریعت کی پاسداری سے کوسوں دور۔ اپنی بیٹھک میں مریدین کو خوب ہنساتے رہتے ہیں، خوب چٹکلے چھوڑتے رہتے ہیں وہاں نہ شریعت کی باتیں بتائی جاتی ہیں اور نہ علم حاصل کرنے کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے۔ بعض پیروں نے ایسا ماحول پیدا کردیا ہے کوئی مرید بغیر نذرانہ لیے وہاں پر نہیں مارسکتا۔ پیر صاحب سے مصافحہ کرتے وقت دس سے ہزار تک کا نوٹ پیش کرنا ضروری ہوتا ہے اور وہی مرید زیادہ توجہ کا مستحق ہوتا ہے۔ جو دیتا زیادہ ہے۔ پیر صاحب بھی نذرانہ وصول کرنے کے لیے سال میں دو چار بار مرید نگر کا دورہ کرلیتے ہیں۔ بعض پیروں کو دیکھا گیا ہے وہ صرف فاتحہ کراتے رہتے ہیں۔ مریدین کا یہ ذہن بنادیا گیا ہے بس فاتحہ کرو، لنگر کھاؤ، مزار پر چادر چڑھاؤ، نعرہ لگاؤ اور کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔ ان کے مریدین نہ نماز پڑھتے ہیں نہ شریعت کی ضروری باتیں جانتے ہیں۔ ان کے مریدین کی بے راہ روی کا عالم یہ ہے کہ مسجد میں مغرب کی نماز ہورہی ہے۔ اس کے کنارے چادر کا جلوس گزر رہا ہے۔ دامن نہ چھوڑنے کا نعرہ جم کر لگائے جاتے ہیں۔ دامن نہ پکڑے ہوں لیکن نہ چھوڑنے کا دعویٰ خوب کیا جاتا ہے۔ یہ سب ہورہا ہے ہماری آنکھیں دیکھتی ہیں اسی قسم کے پیر قوم کے لیے دردسر ہیں۔ جاہل مرید بھی خوش ہے، کھاؤ، پیو، نعرہ لگاؤ نماز کی کوئی ضرورت نہیں۔ پیر صاحب بھی نماز کی

تا کید نہیں کرتے۔ کہیں مرید ہاتھ سے چھوٹ نہ جائے جیسے بھی ہو لگا رہے، تعریف کرتا رہے، نذرانہ دیتا رہے۔

ہم یہاں دیکھتے ہیں اعلیٰ حضرت کے سلسلے کے پیروں کی شان ہی کچھ نرالی ہے۔ ان کے شجرے، ان کی نشست گاہ کا منظر دیکھیے، ان کی گفتگو سنیے تو آپ کے دل اسلام کی طرف جھکنے لگیں گے اور دماغوں میں محبت رسول کی خوشبو پھیلنے لگے گی۔

حضرت امین شریعت اپنے شجرے کے صفحہ ۲۸ / میں فرماتے ہیں ’’بے نمازی مسلمان گویا تصویر کا آدمی ہے۔ ظاہری صورت انسان کی مگر انسان کا کام کچھ نہیں ہے۔ بے نمازی وہی نہیں جو کبھی نہ پڑھے بلکہ ایک وقت کی بھی قصداً کھودے بے نمازی ہے‘‘۔

اور آگے فرماتے ہیں ’’جتنی نمازیں قضا ہو گئی ہوں سب کا ایسا حساب تخمینے میں باقی نہ رہ جائے زیادہ ہو جائے تو کوئی حرج نہیں اور وہ سب بقدر طاقت رفتہ رفتہ جلد ادا کریں۔ کاہلی نہ کریں کہ موت کا وقت معلوم نہیں اور جبتک فرض ذمے پر باقی رہتا ہے کوئی نفل قبول نہیں کی جاتی‘‘۔

شریعت کا یہ حکم ان لوگوں کو غور کرنے اور سمجھنے کی دعوت دیتا ہے کہ جو لوگ صرف، فاتحہ عرس لنگر اور جلوس میں مگن رہتے ہیں اور کچھ پیر حضرات ان چیزوں کو شہہ دیتے ہیں اور نماز سے انکا کوئی سروکار رہتا نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کی اصلاح فرمائے (آمین) اور مسلمانوں کے حق میں امین شریعت کے تربت انور پر رحمت ونور کے پھول برسائے (آمین)۔

❀❀❀

بھدرک، اڑیسہ

حضور امین شریعت اور اصلاحِ معاشرہ

مولانا کمال احمد علیمی

خاندانِ ولی اللّٰہی کے بعد برصغیر ہند و پاک میں خانوادۂ رضویہ اپنی گونا گوں خصوصیات کی وجہ سے ممتاز ہے۔ ہر دور میں اس خانوادے نے مسلمانان عالم بالخصوص اسلامیانِ ہند کو ایسی عبقری شخصیتوں سے نوازا ہے جن کے دم قدم سے آج تک چمنستان علم و معرفت میں بہار کا سماں قائم ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے بعد حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خاں، حضور مفتی اعظم ہند علامہ مصطفی رضا خاں، مفسر اعظم ہند علیہم الرحمہ، اور عصر حاضر میں حضور تاج الشریعہ علامہ محمد اختر رضا خاں۔ یہ سب خانوادۂ رضویہ کے وہ گل سر سبد ہیں جن کی ذات ستودہ صفات کسی تعارف و تعریف کی محتاج نہیں ہے۔

خانوادہ رضویہ کے ایک فرد فرید امین شریعت، گل گلزار رضویت حضرت علامہ سبطین رضا خاں علیہ الرحمہ بھی ہیں۔ جن کی خدمات نے نہ صرف چھتیس گڑھ کو سنیت کا گڑھ بنا دیا بلکہ پورے ہندوستان میں آپ کی مساعی جمیلہ سے مذہب و مسلک کو فروغ حاصل ہوا۔ حضور مفتئ اعظم کی خاص نگاہ عنایت نے آپ کو ہیرا بنا دیا تھا، والد ماجد کی خصوصی تربیت نے آپ کی زندگی کو شریعت و سنیت کا نمونہ بنا دیا تھا۔ اور حضور صدر الشریعہ علامہ مفتی امجد علی اعظمی، محدث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد خاں، حضور شمس العلماء قاضی شمس الدین جعفری، شیخ الادب حضرت علامہ غلام جیلانی میرٹھی علیہم الرحمہ جیسے نایاب اساتذہ کرام کی خصوصی توجہ نے آپ کو دنیاے علم و ادب کا قیمتی ہیرا بنا دیا تھا۔ سادگی پاک دامنی، تقوی وطہارت، خلوص وللّٰہیت، خوش اخلاقی وخوش مزاجی، خرد نوازی و احترام اکابر یہ سب وہ نمایاں خصوصیات ہیں جو آپ کو اپنے اقران و معاصرین میں انفرادیت اور شان امتیاز عطا کرتی ہیں۔

فراغت کے بعد تدریس سے عملی زندگی کا آغاز فرمایا اور پھر ۱۹۶۳ء میں کانکیر

چھتیس گڑھ تشریف لائے، یہ علاقہ گویا ایک مرد حق کے انتظار میں تھا کہ بس اس کے قدم پڑیں اور یہاں پر کایا پلٹ ہو جائے۔ جہالت میں ڈوبے ہوئے اس خطے پر حضور امین شریعت کے قدم کیا پڑے وہاں پر علم کی باد بہاری چلی اور جہالت پر خزاں طاری ہو گیا اور ایک دن ایسا بھی آیا جب پورے علاقے میں قال اللہ و قال الرسول کی صدائے دل نواز گونج رہی تھی، حضور امین شریعت نے اپنی دعوت و تبلیغ کا دائرہ پورے ہندوستان میں پھیلا دیا تھا، جدھر جاتے بس دیوانوں کا ہجوم ہوتا۔ لوگ آپ کو ہاتھوں ہاتھ لیتے، یقیناً یہ سب آپ کی پر کشش شخصیت اور علمی صلاحیت و صلابت کی وجہ سے تو تھا ہی ساتھ ہی یہ اعلیٰ حضرت اور حضور مفتی اعظم کی زندہ کرامت تھی جو حضور امین شریعت کے ہاتھوں پر ظاہر ہو رہی تھی۔

حضور امین شریعت کے اندر ایک درد مند دل تھا جو ہمیشہ قوم مسلم کی اصلاح اور ان کے فلاح و بہبود کے لیے دھڑکتا رہتا تھا، قلب مضطر آپ کو کہیں پر سکون و اطمینان سے بیٹھنے نہیں دیتا تھا، آپ نے اپنی پوری زندگی اسی مقصد کے لیے وقف فرما دی۔ آیئے ذیل میں ہم آپ کی زندگی سے جڑے چند حقائق اور آپ کے اقوال و افعال کے ذریعہ یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ واقعی آپ اپنے دور کے مصلح اعظم اور داعیٔ اکبر تھے۔ عصر حاضر میں مسلمانوں میں موجود اختلاف و انتشار ان کی پستی اور ناکامی کی ایک بہت بڑی وجہ ہے۔ اس درد کا اظہار کرتے ہوئے حضور امین شریعت فرماتے ہیں:

> ”آج مسلمان کی عالم گیر زبوں حالی، تباہی و بربادی کے اسباب جہاں خدا اور رسول کی نافرمانی، دین و مذہب سے بے تعلقی، اسلامی تعلیمات سے بے خبری، بدعملی و بدعقیدگی اور فرائض و واجبات کی ادائیگی میں کوتاہی ہے وہاں ایک بڑا سبب اتفاق و اتحاد کا فقدان، آپس کی پھوٹ، نفاق و شقاق،۔۔۔۔۔۔ اور باہمی میل و محبت کا موجود نہ ہونا بھی ہے۔“ (مضامین امین شریعت، ص۸۶)

اب اس درد کا علاج اور اس بیماری کی دوا کیا ہے اس کی طرف رہنمائی کرتے

ہوئے آپ فرماتے ہیں:

''مسلمانوں! خدارا اس بے راہ روی سے باز آ جاؤ، وقت کی نزاکت کو محسوس کرو، خدا اور رسول کے تمام احکامات پر بھرپور عمل کرو، اپنی اخلاقی حالت درست کرو، اور باہمی رشتہ اخوت کو مضبوط تر بنا کر اپنے اسلاف و بزرگوں کی طرح آپس میں ایک مضبوط چٹان بن جاؤ ورنہ یاد رکھو کہ دنیا سے حرف غلط کی طرح مٹا دیے جاؤ گے۔ (ماہنامہ سنی دنیا، مارچ ۲۰۰۰ء)

موجودہ زمانے میں بے حیائی و بے شرمی عروج پر ہے، عریانیت کو فیشن اور پردہ داری کو قدامت پرستی کہا جاتا ہے، اس ناسور سے ہر طبقۂ انسانیت دوچار ہے، گھر ہو یا باہر ہر جگہ بے شرمی کے مناظر دعوت نظارہ دیتے ہوئے ملیں گے۔ مسلم ہوں یا غیر مسلم سب اس میں مبتلا ہیں، بھائی، بہن، باپ، بیٹی، غرض کہ ہر رشتہ مجروح ہو رہا ہے، یہ سب کرشمے ہیں عصر حاضر کے اس خوب صورت فتنے کے جسے ہم ٹی وی (T.V) کہتے ہیں۔ بچے، جوان اور بوڑھے سب اس سے متاثر ہیں۔ اس کے مضر اثرات کیا ہیں اس پر روشنی ڈالتے ہوئے حضور امین شریعت فرماتے ہیں:

''اس (مسلمان) کی کوئی تقریب مکمل ہی نہیں ہوتی جب تک کہ گانا بجانا اور ریکارڈنگ نہ ہو، شادی بیاہ کی بات تو جانے دیجئے بچہ کا ختنہ ہو یا بیٹے بیٹی کی منگنی، محفل میلاد ہو یا میت کے چہلم کا پروگرام سب میں ریکارڈنگ کا ہونا، اور جن گھروں میں ٹی وی نصب ہے وہاں اس کے پروگرام دکھائے جانا ضروری ہے، ٹی وی کی لعنت گھر گھر پہنچ چکی ہے، غریب سے غریب آدمی بھی اپنے گھر میں اسی کے لگانے کا آرزومند ہے اور عوام ہی نہیں بلکہ بعض خواص کہے جانے والے بھی اس کے شائق ہیں۔ (مضامین امین شریعت، ص ۱۵۲)

''یہ مصیبت سماج سے کیسے دور ہوگی اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضور امین شریعت فرماتے ہیں:

''مسلمانوں کو ان تمام لعنتوں سے دور و نفور رہنا چاہیے اور ہمارے علما کو اس کی روک تھام کے لیے حتی المقدور کوشش کرنی چاہیے۔''

(مضامین امین شریعت، ص ۱۵۸)

عصر حاضر کے جدید مسائل اور نو پید معاملات پر آج لوگ بڑے دھڑلّے سے داد تحقیق دے رہے ہیں۔ اسلاف کی روش سے ہٹ کر فتویٰ دینے کو لوگ تحقیق کا نام دے رہے ہیں، ایسے میں خواص میں باہمی اختلاف، بغض و حسد، اور الزام تراشی کا پیدا ہونا فطری بات ہے، ساتھ ہی عوام کے اندر بد عملی اور بے عملی کا رجحان بھی بڑی تیزی سے فروغ پا رہا ہے اسی حقیقت اور درد کی طرف اشارہ کرتے ہوے حضور امین شریعت فرماتے ہیں:

''آخر میں علماے اہل سنت سے بصد ادب عرض کروں گا کہ یہ تو دور ترقی ہے آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا۔ ابھی نہ جانے کتنی نئی ایجادیں ہوں گی جن سے نئے نئے مسائل ابھر کر سامنے آئیں گے، علماے کرام اگر ایسے ہی ان کے جواز و عدم جواز میں الجھتے رہیں گے تو یہ مسائل بازیچۂ اطفال بن کر رہ جائیں گے اور نتیجہ کچھ نہ نکلے گا سواے اس کے کہ علما کی مضحکہ خیزی ہو گی اور عوام حرام اور ناجائز کاموں کے کرنے میں بے باک اور جری ہوتے جائیں گے۔ اس لیے کہ کسی عالم دین کا ادنیٰ سی غلطی اور معمولی بھول پوری قوم کو ورطۂ ہلاکت میں ڈالتی ہے۔'' (مضامین امین شریعت، ص۱۵۹)

محرم الحرام کا مہینہ کئی طرح کی عظمتوں اور فضیلتوں کا حامل ہے، خاص طور سے یوم عاشورہ۔ یہ دن کئی جہتوں سے فضیلت رکھتا ہے، اسی تاریخ میں سید الشہداء سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی۔ آج مسلمان اس دن اپنے رنج و غم کا اظہار کرتے ہیں، امام پاک کے نام پر نذر و نیاز دلاتے ہیں، سبیل پلاتے ہیں، غربا مساکین میں کھانے و کپڑے تقسیم کرتے ہیں، مگر اسی دن کو جاہل اور نادان مسلمان شیعوں کی نقل کرتے ہوے تعزیہ

داری، ڈھول تاشہ اور دیگر خرافات کا ارتکاب کرتے ہیں، آج معاشرہ کا ایک بڑا طبقہ اس لعنت میں گرفتار ہے، اس امر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضور امین شریعت فرماتے ہیں:

''ایسے ہی ماہ محرم شریف میں جہاں مظلوم کربلا حضرت امام عالی مقام کی یادگار مجالس منعقد کی جاتی ہیں، قرآن کریم کی تلاوت کی جاتی ہے، سبیل لگائی جاتی ہے، فاتحہ اور ایصال ثواب ہوتا ہے، کتنا بڑا ظلم ہے کہ اس کے ساتھ ہی دوسروں کی دیکھا دیکھی سیکڑوں خرافات و بدعات کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، عاشورۂ محرم میں سرخ، ہرے یا کالے کپڑے پہننا، ماتم کرنا، سینہ پیٹنا، سنی مسلمانوں میں آج بھی کچھ کچھ پایا جاتا ہے''۔ (مضامین امین شریعت، ص ۶۲)

امام عالی مقام کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کرنے کا صحیح طریقہ بتاتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

''اچھی طرح یاد رکھو کہ امام عالی مقام کی بارگاہ پُروقار کے شایان شان خراج عقیدت و محبت تعزیہ داری و سینہ کوبی نہیں ہے بلکہ ان کی روح پاک کو خراج عقیدت پیش کرنا چاہتے ہو تو اس کا ایک ہی طریقہ ہے اور وہ یہ ہے کہ ان کے اسوہ حسنہ کی پیروی کی جائے، جو حضرت امام نے پیش فرمایا اس مقصد کو زندہ یادگار کربلا سمجھو، یہی حسین ابن علی کی زندگی کا مدعا سمجھو''۔ (مضامین امین شریعت، ص ۶۴)

حاصل کلام یہ ہے کہ حضور امین شریعت کی حیات طیبہ اصلاحی کارناموں سے بھری ہے، رب کریم ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق سے نوازے۔ آمین

❁❁❁

دار العلوم علیمیہ، جمدا شاہی، یوپی

حضور امین شریعت: فیضان واثرات

مولانا محمد قمر الزماں قادری ممبئی

مت سہل اسے جانو پھرتا ہے فلک برسوں
تب خاک کے پردے سے انسان نکلتا ہے

تاریخ اسلام کے مطالعے سے یہ بات بہت ہی زیادہ واضح اور نمایاں ہوجاتی ہے، اور حقیقت نکھر کر سامنے آجاتی ہے کہ رب الارباب نے ہر دور میں اور ہر عصر میں اپنے بندوں کی رشد وہدایت اور اپنی معرفت عطا کرنے کے لیے انبیاے کرام ورسولان عظام کے مقدس گروہ کو دنیا میں مختلف مقامات پر جلوہ گر فرمایا اور انہوں نے اپنے اپنے مساعی جمیلہ اور جہد مسلسل سے خداے قدیر وجبار کے مقدس دین کو اکناف عالم میں پھیلایا تاریخ اسلام انبیاے کرام کی دعوت وتبلیغ اور ایثار وقربانی کے جلوؤں سے مملو ومزین ہے یہ سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر پیغمبر انقلاب، رحمت تمام، انسان کامل، جناب محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی تک جاری رہاہے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت ولادت کے بعد باب نبوت بند ہوگیا، مگر خداے برتر وبالا نے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے وطفیل اپنے بندوں پر رشد وہدایت کا سلسلہ کھول رکھا۔ جو صبح قیامت تک چلتا رہے گا اور تبلیغ دین اور رشد وہدایت کا جو حسین ترین کارنامہ انبیاے کرام انجام دیتے رہے اب وہ حسین ترین فریضہ ارباب معرفت وصاحبان مشاہدہ خاصان خدا وشہدا، صالحین سے انجام پاتا رہا، چناں چہ دھرتی کا سینہ ایسے پاکیزہ بندوں سے بھرا ہوا ہے، سلمان فارسی، بلال حبشی، اویس قرنی، غوث جیلانی، یہ سبھی حضرات رشد وہدایت کے تابندہ نقوش اور آسمان کرامت کے نیر تاباں ہیں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ برملا اس حقیقت کی منظر کشی فرماتے ہیں ؎

حرم و طیبہ و بغداد جدھر کیجیے نگاہ
جوت پڑتی ہے تیری نور ہے چھنتا تیرا

برصغیر انڈو پاک کی دھرتی پر جن مشاہیر اولیاے کرام اور جن خانقاہوں نے گم گشتگان راہ کو نہ صرف راہ حق کا شعور بخشا ہے بلکہ صراط مستقیم پر گامزن بھی فرمایا ہے۔ تشنگان علم وشوق کو معرفت کے جام سے سرشار بھی فرمایا ہے۔کشت ایمان کو بھی لہلایا ہے، اقالیم قلوب کو منور فرمایا ہے، دیر آشنا دماغ ودل کو خدا آشنا بنایا ہے ؎

دو عالم سے کرتی ہے بے گانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

انڈو پاک کی سرزمین پر ارباب مشاہدہ کے سرخیل ہیں جناب داتا گنج بخش لاہوری، جناب خواجہ اجمیری، جناب مخدوم صابر کلیری، جناب مخدوم فقیہ علی ماہمی، سلطان الشہدا سرکار غازی میاں، امام ربانی مجدد الف ثانی، جناب مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی مخدوم بہار حضرت شرف الدین یحیٰ منیری، تاجدار مارہرہ حضرت برکت اللہ مارہروی، حضرت علامہ فضل حق خیرآبادی، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضوان اللہ علیہم اجمعین ع

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

مذکورہ شخصیات نے اپنے اپنے ادوار میں گم گشتگان طریق وتشنگان شوق کو منزل آشنا بھی کیا، اور قرب خداوندی کی لذتوں سے کیف اندوز بھی فرمایا ہے۔خانقاہی نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو خانقاہ رضویہ نے تبلیغ دین اصلاح فکر واعتماد میں بڑا نمایاں اور کلیدی رول ادا کیا ہے۔خانقاہ رضویہ نے خانقاہی اقدار کو نہ صرف بچایا ہے بلکہ خانقاہی اقدار و مراسم پر جو زبانیں طعنہ زن تھیں، اپنے استدلال کی تلوار سے کاٹ کر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے انہیں ہمیشہ کے لیے گونگی اور بہری بنا دیا ہے، یہ خانقاہ رضویہ کا وہ حسین ترین کردار ہے جس کا احسان ارباب خانقاہ کی گردنوں پر قیامت تک رہے گا اعلیٰ حضرت امام

احمد رضا نے خانقاہی اقدار و مراسم پر اٹھنے والے بے بنیاد الزامات کا دندان شکن جواب دے کرانہیں ان کی آخری خواب گاہ تک پہنچا دیا ہے۔ وہابیت ونجدیت اب چیخیں تو مار سکتی ہیں، ماتم تو کرسکتی ہیں، مگرلب نہیں کھول سکتیں۔اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے مراسم کو شریعت کی رضامندی دے کر خانقاہوں کا چہرہ نکھار دیا ہے۔ خانقاہی اقدار کوفروغ وارتقا بخشا ہے، خانقاہِ رضویہ نے خانقاہی نظام اورروحانی تعلیمات کے ذریعے روحانی انقلاب بپا کیا ہے اس کی روشنی سے ہندو پاک کے تمام بلاد وامصار جگمگا رہے ہیں اور جگمگاتے رہیں گے ؎

نشان ِمنزل مقصود ہے مری تربت
نشاں یہ چھوڑتا ہوں اہلِ کارواں کے لیے

حضور امین شریعت اسی خانقاہ کے فرد فرید تھے آپ کی ذات گرامی محتاج تعارف نہیں، حضور امین شریعت منظور نظر ہیں سرکار مفتی اعظم ہند کے، حضور امین شریعت قطب چھتیس گڑھ کا انتخاب خطۂ کانکیر بلکہ پورے صوبے اور ملک وملت کے لیے قطب عالم سیدی مرشدی مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے فرمایا تھا جس علاقے کو رمز شریعت سے آشنا کرنے کے لیے حضور امین شریعت کا انتخاب کیا گیا تھا بڑا ہی خشک علاقہ تھا۔ ہر سمت خشکی ہی خشکی تھی، مگر جب وہاں کی شوریلی زمین کو آپ نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے سرفراز فرمایا اور فیضان مفتی اعظم ہند سے فیض یاب فرمایا، تو اس زمین کی شوریدہ سری کا ہمیشہ کے لیے خاتمہ ہوگیا، عقائد واعمال اخلاق واخلاص کی بنجر زمین میں سنیت حضور امین شریعت قطب چھتیس گڑھ کی خوشبو سے مہکنے لگی دنیائے سنیت لہلانے لگی، قریہ قریہ، شہر شہر، کیشکال ہو یا کانکیر، دھمتری ہو یا رائے پور ہر خطہ حضور امین شریعت کے جلوؤں سے ضوبار ہونے لگا اور اعالم یہ ہے کہ ؎

آفاق میں پھیلے گی کب تک نہ مہک تیری
گھر گھر لیے پھرتی ہے پیغام صبا تیرا

جس خطۂ کانکیر کو حضور امین شریعت نے بہ ایمائے حضور مفتی اعظم ہند اپنا روحانی دار السلطنت بنایا، بڑی مشکل زمین تھی، بڑی ہی جان کاہ اور جاں گسل زمین تھی۔ مگر آپ نے اپنے مرشد گرامی قطب عالم تاجدار اہلِ سنت سرکار مفتی اعظم ہند کے روحانی ایماء کو عملی شکل دیتے ہوئے انبیائے کرام کی سنت کریمہ کی عملی تصویر بن کر اس خطے کی تقدیر بدلنی شروع کر دی، اپنے شباب کی رعنائیاں اور بہاریں قربان کر کے اس خطے کو بہارستان زیست سے ہمکنار کر کے رشک گلستاں بنادیا ؎

چمن میں پھول کا کھلنا تو کوئی بات نہیں
زہے وہ پھول جو گلشن بنائے صحرا کو
یہاں پہنچ کر میری روح بول پڑتی ہے
رضا کے گل نے گلستاں بنا یا صحرا کو

علم و فضل کے جبل شامخ کا نام امین شریعت ہے آسمان کشف و کرامت کے نیر تاباں کا نام امین شریعت ہے، مسلک ناجی کے پاسبان کا نام امین شریعت ہے، تقویٰ و طہارت کے شاہکار کا نام امین شریعت ہے، اخلاق و اخلاص کے پیکر جمیل کا نام امین شریعت ہے، حضور امین شریعت کے روئے تاباں پر نظر ڈالیے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جمال و نور کی برسات ہو رہی ہے، چہرۂ زیبا پر حضور مفتی اعظم ہند کے حسن تمکنت کا جلوہ و سکوت کا ہالہ نظر آتا ہے اول نظر میں روئے تاباں کے جلوؤں کا مشاہدہ کرنے والا بے ساختہ و برجستہ ہم شبیہ مفتی اعظم ہند کہتا نظر آتا ہے،

دیکھیے ان کا خوب رو چہرہ
ہو بہو جیسے مفتی اعظم

عرصہ دراز سے قطب چھتیس گڑھ حضور امین شریعت کے علم و فضل و کمالات کے حوالے سے مختلف شخصیات سے سنتا آرہا تھا، جس میں خاص طور پر قابل ذکر ہیں میرے روحانی مربی استاذ گرامی حضرت العلام الحاج الشاہ مقیم القادری صاحب قبلہ دام ظلہ العالی

دوسرے ہیں میرے رفیق گرامی حضرت قاری عبدالقیوم صاحب قبلہ یہ حضرات بڑے ہی احسن انداز میں حضور قطب چھتیس گڑھ سیدی امین شریعت کی خدمات جلیلہ کا تذکرہ کیا کرتے تھے، جب بھی ذکر خیر ہوتا دل میں زیارت کا اشتیاق کروٹیں بدلنے لگتا ان تمام ارباب محبت سے جو سنا اور جانا وہ الگ، میں خود فکری طور پر تجزیاتی مراحل سے گذر کر اس نتیجے پر پہنچا کہ ایک روحانی مرشد، مربی کو بر بنائے اصول شریعت وطریقت جن اوصاف و کمالات کا حامل ہونا چاہیے وہ تمام تر صفات بدرجۂ اتم حضور امین شریعت کے سراپائے ناز میں موجود ہیں، اگر علم وتقویٰ اپنے پورے کمالات کے ساتھ مجسم ہو جائے تو حضور امین شریعت کی شکل مجسم ہو جائے ؎

کیا چیز پلائی ہے ان مست نگاہوں نے
جو تقوے کا تقویٰ ہے مَے نوشی کی مَے نوشی

گاہے گاہے ارباب محبت واصحاب علم وفضل سے کمالات حضور امین شریعت سے آشنا ہو رہا تھا، آخرش وہ بابرکت گھڑی آ بھی گئی جب ایک دن آسمان کشف وکرامت کا نیر تاباں علم وفضل کا بحر بے کراں اپنی تمام تر جلوہ سامانیوں کے ساتھ عاشقوں کے جلو میں عائشہ اپارٹمینٹ میں پورے آب وتاب کے ساتھ جلوہ گر ہوا۔ عاشقان دید کی انجمن میں راقم بھی انہیں جلوؤں میں کھو گیا جبین ناز پہ حسن رضا کا ہالہ تھا قدزیبا سے جمال مفتی اعظم ہند کے جلوے چھلک رہے تھے۔

مصحفِ رخ ہے کسی کہ یا بیاض حافظ
ایسے چہرے سے تو بس فال نکالا جائے

غرضیکہ اب تک جو کچھ سنا تھا اب وہ قال وحال، پیکر مجسم بن کر ہم شبیہ مفتی اعظم کی شکل میں نگاہوں کے سامنے تھا جلوؤں سے شادکام ہونے والے آپ کے جلوؤں میں گم تھے، مشتاقان دید کی عید تھی عاشقوں کا جم غفیر تھا وارفتگان شوق کا مجمع تھا عشاق کی بارات تھی جلوؤں کی خیرات بٹ رہی تھی لوگ محو نظارہ تھے دامن دل میں جلوؤں کو سمیٹ

رہے تھے اور نگاہیں کہہ رہی تھیں ؎

تم حسین بھی ہو تم قریب بھی ہو
تم کو دیکھیں کہ تم سے بات کریں

اسی انجمن عشاق میں میرے رفیق گرامی وقار حضرت علامہ محمد یونس صاحب بھی تھے، ساتھ میں ان کے صاحب زادے بھی تھے لوگ کشاں کشاں زیارت کے لیے حاضر ہورہے تھے بھیڑ بڑھتی جارہی تھی جیسے ہی مولانا کی نگاہ حضور امین شریعت ہم شبیہ مفتی اعظم ہند پر پڑی پکار اٹھے کہ میرے مرشد گرامی سرکار مفتی اعظم ہند ایسے ہی تھے علامہ نے عرصہ دراز تک کوئے جاناں کی خاک چھانی تھی بار بار جمال مفتی اعظم ہند کی جلوہ باریوں کا مشاہدہ کیا تھا عرصہ ہوا وہ جلوے نگاہوں سے اوجھل ہو چکے تھے مگر جیسے ہی حضور امین شریعت کا قد زیبا سامنے آیا علامہ کی نگاہیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں عالم تحیر میں کھو گئے ٹکٹکی بندھی رہی نگاہیں چہرۂ زیبا پر جمی رہیں ساکت وجامد دیکھتے جارہے تھے، تھوڑی دیر بعد جب عالم خود رفتگی سے عالم ہوش میں آئے تو صاحبزادے سے برجستہ فرمایا سرکار مفتی اعظم ہند کو دیکھنا چاہتے ہو تو جی بھر دیکھ لو ؎

دیکھ کر آپ کا حسین چہرہ
یاد آتے ہیں مفتی اعظم

حضور امین شریعت عزیمت وکرامت تقویٰ وطہارت، حق گوئی و بے باکی، جرأت وہمت، خلوص وللّٰہیت، کرم نوازی، اخلاق وآداب زندگی کی ہر جہت وہر سمت میں نہ صرف جادۂ سنت وشریعت کے سفیر بلکہ ان تمام شعبوں میں اپنی امامت وقیادت کا لوہا منواتے نظر آتے ہیں، لوگوں کے دل میں سنت مصطفی کی لگن اور ولولہ بخشتے نظر آتے ہیں، باطل سے نبرد آزمائی کا حوصلہ اور ناموس مصطفوی پر مر مٹنے کا جذبہ بیکراں دیتے نظر آتے ہیں۔ اپنے کردار وعمل سے حق وباطل کے مابین خط امتیاز کھینچتے نظر آتے ہیں ؎

آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

شاتمان رسالت گستاخان انبیا و اولیا کو اپنے کردار و عمل سے دنداشکن جواب دیتے نظر آتے ہیں، اباطیل کائنات کو چیلینج کرتے نظر آتے ہیں، اپنے اقوال و اعمال و جہد مسلسل سے ایوان نجد میں زلزلہ برپا کرتے نظر آتے ہیں۔ دیوانگانِ مصطفی کو قصر یزید وشمر کوڈھانے کے لیے مہمیز کرتے نظر آتے ہیں ؎

اسلام میرا دیش ہے میں مصطفوی ہوں
مصطفوی مصطفوی مصطفوی ہوں

کبرسِنی کا عالم وہ ہوتا ہے جہاں ضعف ونقاہت ہر عمل کے لیے شدراہ ہوتی ہے، اعضا شل ہو جاتے ہیں، قویٰ مضمحل ہوجاتے ہیں، اعصاب جسمانی تناؤ اور شکست و ریخت سے دوچار ہوجاتے ہیں، جسمانی اعضاء وجوارح مفلوج و معطل ہوکر بے کسی و بے بسی کا اظہار کرتے ہیں، بڑھاپا ہزارہا دشواریوں اورلزہ خیزیوں کو لے کر ساتھ آتا ہے مگر ایسے عالم میں بھی نماز کا ٹائم ہوتا ہے تو روحانی اعتبار سے تازہ دم ہوکر اپنے مولیٰ کی بارگاہ میں سجود نیاز لٹاتے نظر آتے ہیں نہ کوئی سجدہ قضا ہوتا ہے نہ کوئی نماز چھوٹتی ہے، آخری عمر میں حضور مفتی اعظم ھند کا بھی یہی حال تھا کہ نماز کے علاوہ باقی ماندہ اوقات میں عالم استغراق میں رہا کرتے تھے، مگر اوقات نماز میں عالم ہوش میں آجاتے تھے، اور ہوش و خرد کی بے پناہ توانائیوں کے ساتھ بارگاہ کبریا میں سجدۂ بندگی کا خراج پیش کرتے تھے، غرضیکہ حضور امین شریعت کی ہر ادا ادائے مصطفی کی تعبیر نظر آتی ہے۔ ہر ادا، ہر انداز اور ہر بات میں زندگی کی ہر جہت اور ہر سمت میں ادائے مفتی اعظم ہند کا جلوہ نظر آتا ہے۔ چہرہ زیبا پہ درویشانہ جاہ وجلال کا بانکپن نظر آتا ہے۔ ادائیں کسی بوریا نشین مرد قلندر کا کروفر پیش کرتی نظر آتی ہیں۔ مسلک اعلیٰ حضرت کی نشرواشاعت ایمان وعقیدے کی حفاظت کے لیے ہر گھڑی کوشاں نظر آتے ہیں حرص وطمع جاہ پسندی و دنیا طلبی سے کوسوں دور نظر

آتے ہیں یہی حال ان کے شہزادگان کا ہے، نابغۂ عصر، شہزادہ حضور امین شریعت حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی سلمان میاں صاحب قبلہ کے روئے تاباں کی میں نے زیارت کی ہے، خطاب نایاب کو سُنا ہے۔ درس گاہ کا بانکپن بھی ہے، خانقاہ کا پھبن بھی ہے۔ خلاق عالم خانوادۂ رضا کے تخصص فی العلم والعمل کو قرناً بعد قرنٍ نسلاً بعد نسلٍ تا دیر قائم و دائم رکھے، اور ہمارے جملہ شہزادگان امام احمد رضا کو ہر شر سے محفوظ فرمائے، حضور امین شریعت کی بارگاہِ پُروقار میں اس شعر کو نذر کر کے دعاؤں کا خواستگار ہوں ؎

کیا حسن کیا جمال ہے کیا رنگ و روپ ہے
تم بھیڑ میں جو جاؤ تو تنہائی دکھائی دو

❁❁❁

خطیب و امام جامع مسجد شانتا کروز ممبئی

باب دہم

اخلاقیات

ان کی شخصیت سے ایک عالم متأثر تھا

شہزادۂ امین شریعت حضرت مولانا مفتی سلمان رضا خاں

والد ماجد حضرت امین شریعت رضی اللہ تعالی عنہ کی ذات گرامی گونا گوں خصوصیات کی حامل تھی۔ ان سے مجھے بے پناہ محبت ہے، میں ان کی خوبیوں سے بہت زیادہ متأثر ہوں ایک بیٹے کو باپ سے محبت ہوتی ہی ہے ایک لائق بیٹا اپنے باپ سے محبت کرتا ہی ہے مگر ان کی ذات گرامی ایسی ہے کہ ان سے میں ہی نہیں ایک زمانہ ان سے محبت کرتا ہے بلکہ ایک زمانہ ان کا گرویدہ ہے، ایک زمانہ ان کے بلند اخلاق کا معترف ہے، ایک زمانہ ان کی للّٰہیت اور خلوص کا اقرار کرتا ہے۔ انہوں نے دعوت دین، تبلیغ دین کا فریضہ انجام دیا ہے ماضی قریب میں اس کی مثال نہیں ملتی، لاکھوں بندگان خدا کو جنکی زندگی گناہوں سے لتھڑی ہوئی تھی انہیں گناہوں اور نافرمانیوں کی دلدل سے نکال کر رب کی اطاعت و بندگی کا سلیقہ عطا کر دیا اور ان کی زندگی کی کایا پلٹ دی۔ ان کی پاکیزہ زندگی کو دیکھ کر اس مرد حق کی یاد آتی ہے جسے دنیا تاجدار اہلسنت حضرت مفتی اعظم ہند کے نام سے یاد کرتی ہے وہ صورتاً حضرت مفتی اعظم ہند سے اس درجہ مشابہ تھے کہ ان کو دیکھنے والے بے ساختہ پکار اٹھتے کہ یہ تو ہو بہو مفتی اعظم ہیں جن حضرات نے بہت قریب سے مفتی اعظم کی زیارت کی ہے انہیں یہ اعتراف ہے کہ اس ذات میں مفتی اعظم کا جلوہ نظر آتا ہے اور تو اور افراد خاندان بلکہ حضرت مفتی اعظم کی صاحبزادیاں یہی کہتیں، اس کو خود میرے کانوں نے سنا ہے کہ جیسے جیسے عمر بڑھ رہی ہے شباہت میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ وہ صورۃً ہی نہیں بلکہ سیرۃً بھی حضور مفتی اعظم کے عکس جمیل تھے، ان کی ہر اداؤں میں حضرت مفتی اعظم کا جلوہ نظر آتا۔ ان کے تبلیغی اسفار پر نظر ڈالیں تو اس میں بھی مفتی اعظم کی یاد آئے گی۔

والد ماجد حضرت امین شریعت علیہ الرحمہ نے کبھی آرام دہ سفر نہ کیا جب تک جسم میں قوت رہی سفر فرماتے رہے اور بڑے شہروں کے بجائے زیادہ دیہاتوں پر توجہ دی کہ جہاں علماء ومشائخ کا گزر کم ہوتا ہے اور بدمذہب، بے دین فرقہ آسانی سے جنہیں اپنا شکار بناتے ہیں اسی کا نتیجہ ہے کہ ان علاقوں میں جہاں حضرت کا گزر رہوا ہے آج وہابیت مردہ نظر آتی ہے، سواری کی پرواہ نہ کی جیسا انتظام یا جیسی سواری دعوت دینے والوں نے بھیج دی اس پر سفر کیا ایک مرتبہ مجھے بھی ہمراہ سفر کرنا تھا وہ لوگ پرانی جیپ لیکر آئے تھے جس کی سیٹ ادھڑی ہوئی اور پردے پھٹے ہوئے تھے میں نے گاڑی دیکھی اور گھر میں آکر شکایت کی کہ وہ لوگ ایسی سواری لیکر آئے ہیں۔ آپ کچھ فرماتے نہیں جیسے ہی میں نے کہا سنتے ہی چہرہ غصہ سے سرخ ہوگیا فرمایا خبردار میرے ساتھ چلنا ہے تو یہ سب برداشت کرنا ہوگا۔ پھر فرمایا کہ اس غریب کے دل سے پوچھو کہ اس نے یہ انتظام بھی کہاں سے کیا ہے۔

اللہ اللہ یہ کیسا عظیم جملہ ہے جس سے ان کے بے پناہ خلوص کے جلوے اور مسلمانوں سے بے پناہ محبت اور ہمدردی کا پتہ چلتا ہے بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ سواری کا انتظام تو بہت بعد کی بات ہے جب وہاں کے باشندوں میں دینی شعور بیدار ہوا اور علماء کی قدرو منزلت انہوں نے سمجھی ابتدا میں تو انہیں کوئی سمجھ ہی نہ تھی وہ دعوت کیا دیتے حکم جاری کرتے اور حضرت کرم فرماتے کسی سے کچھ نہ کہتے بلکہ خاموشی سے سفر کرتے بس یا ٹرک موٹر سائیکل، سائیکل سے بھی سفر فرما لیا کرتے۔ وہ دیہاتی اپنی سمجھ کے مطابق حضرت سے پیش آتے مگر حضرت ان کی کسی بے تہذیبی کا اثر نہ لیتے اور ان سے محبت ہی سے پیش آتے۔ حضرت کی انہیں مہربانیوں کا نتیجہ ہے کہ سارا علاقہ حضرت کا گرویدہ نظر آتا ہے اور ان کی دینی و دنیوی زندگی میں میں ایسا عظیم انقلاب آیا کہ انہیں دیکھ کر ان کی پچھلی زندگی کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔

بہر حال میرا کہنا تو یہ ہے کہ صرف بریلی شریف جیسا اپنا پیارا وطن چھوڑ کر وہاں

جانا ہی بہت بڑا جہاد تھا جبکہ اس وقت خانوادۂ رضویہ کے بہت سے بزرگ بقید حیات تھے اور ان کی پاکیزہ صحبت میسر تھی جن کی دید کا زمانہ مشتاق رہا کرتا تھا، اپنوں کو چھوڑنا، اپنے وطن کو چھوڑنا ہی جہاد سے کم نہیں ہے مگر یہاں تو یہ بھی معاملہ کہ ایسا وطن کہ جس کی زمانہ میں دھوم اور شہرت ہو اور زمانہ جدھر کھنچا جاتا ہو کہ مفت میں شہرت اور دھوم اور تعاون اور شناخت ہو جائے یعنی ایک مارکیٹ کی حیثیت رکھتا ہو پھر دوری اتنی کہ سیکڑوں میل کی مسافت یعنی ۱۵/۱۶/ سو کلو میٹر اور آج سے ۶۰/ برس پہلے کہ سواریوں کا کوئی انتظام نہ تھا نہ اس دور کی مانند سہولتیں یعنی نہ ریزرویشن کی سہولت نہ تیز رفتار ٹرینیں نہ ڈائرکٹ چلنے والی سواریاں نہ جانے کتنے ٹکڑوں میں سفر ہوتا تھا خورد ونوش کا سامان بھی سفر میں مہیا نہ ہوتا تھا خدا جانے کس طرح سفر ہوتا ہوگا جب ہم سوچتے ہیں تو عقل میں بات نہیں آتی اپنوں کو چھوڑ کر بالکل انجان ماحول میں پھر دوری بھی اتنی کہ اگر کوئی اپنا بیمار ہو جائے یا انتقال کر جائے تو پہنچنا تو دور اس کی علالت یا انتقال کی خبر ہی کو پہنچنے میں ۱۰/ ۱۵/ روز لگ جائیں یعنی آج دوسرے ملک میں رہ کر انسان اتنا دور نہیں ہوتا یعنی اپنوں کی خیریت بھی ملتی رہتی ہے بلکہ اپنوں سے بات چیت بھی ہوتی ہے اور سفر بھی بآسانی ہوتا ہے جس سے آدمی کو بڑی تقویت ملتی ہے۔ مگر یہاں یہ سب باتیں نہ تھیں ذرا سوچیے کہ ایسی جگہ پر ترکِ وطن کر کے جانے کا خیال ہی کتنا خوفناک ہے مگر الحمدللہ حضرت نے اپنی زندگی کے ساتھ ستر سال وہاں گزار دیئے۔ یہ صرف حضرت کا جذبۂ دینی تھا جو انہیں وہاں لے گیا اور انہیں وہاں حوصلہ دیتا رہا۔

خود فرماتے ہیں کبھی گھر سے دور نہ رہا اور میری طبیعت بھی اس کی حامل نہ تھی اور کبھی تذکرۃ یہ بھی فرماتے والدہ صاحبہ جو مجھ سے بہت محبت فرماتیں جب میرا رشتہ حضرت مفتی اعظم کے توسط سے ناگپور میں مفتی عبدالرشید صاحب فتحپوری یعنی میرے نانا صاحب کے یہاں آیا تو والدہ اس رشتہ سے خوش نہ تھیں اور وہاں رشتہ کرنے پر راضی نہ تھیں کہ میرا بچہ مجھ سے دور ہو جائے گا اور خود حضرت اپنے والدین بالخصوص والدہ سے

والہانہ محبت تھی کہ ہم نے خود دیکھا ہے کہ جب آپ ان کی قبر پر فاتحہ پڑھنے جاتے تو زار و قطار روتے جاتے یہ اس وقت کی بات ہے کہ ہم جوان ہو چکے تھے اسی طرح حضرت مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالی عنہ سے بھی گہرا تعلق تھا جب تذکرہ فرماتے آنکھیں نم ہو جاتیں آنکھیں پوچھتے جاتے اور تذکرہ فرماتے جاتے اور کیوں نہ ہو کہ حضرت مفتی اعظم کی شفقتیں اور مہربانیاں کم نہ تھیں کہ حضرت مفتی اعظم اپنی اولاد جیسا سلوک فرماتے اور از راہ محبت بیٹا فرمایا کرتے نہ صرف زبانی فرماتے بلکہ حضرت نے اپنے قلم سے بیٹا لکھا بھی ہے یعنی سند خلافت و اجازت میں حضرت مفتی اعظم ہند نے تحریر فرمایا ہے کہ ''الولد العزیز'' (یعنی پیارا بیٹا) المولوی سبطین رضا سلمہ الرحمن اور پھر حضرت مفتی اعظم سے محبت اور تعلق کا دوسرا سبب یہ تھا کہ حضرت مفتی اعظم استاذ بھی تھے اور پیر و مرشد بھی اور اپنے پیر سے آدمی محبت کرتا ہی ہے حضرت مفتی اعظم سے اسی محبت کا نتیجہ تھا کہ والد صاحب کے پاس حضرت کا ایک صافہ اور جبہ تھا جسے وہ بہت عزیز رکھتے تھے صافہ تو والد کریم علیہ الرحمہ نے میری دستار بندی کے موقعہ پر مجھے عنایت فرمایا کہ جو دستار بندی کے موقع پر مجھ گناہ گار کے سر پر باندھا گیا اور وہ میرے پاس محفوظ ہے اور ان شاء اللہ میرے ساتھ میری قبر میں جائے گا رہا جبہ تو وہ اسے باوجود نقاہت و کمزوری کہ جو حد درجہ تھی ایسا سنبھال کر رکھتے کہ سب کچھ بھول جاتے مگر اسے یاد رکھتے سفر کانکیر سے رائے پور سے یا رائے پور بریلی شریف کا سفر ہوتا تو خیال کر کے اپنے ہمراہ رکھتے اور ہم سے کہہ رکھا تھا کہ جب دنیا سے رخصت ہو جاؤں اور مجھے قبر میں لٹاؤ تو حضرت مفتی اعظم کے اس پیرہن کو میرے سینہ پر رکھ دینا خدا کا شکر کہ اس ہنگامہ اور ایسا عظیم حادثہ کہ جسے ہم اپنے جیتے جی بھلا نہ سکیں گے ہمیں اپنے والد مہربان کی وہ وصیت یاد رہی اور اللہ نے ان کی اس خواہش کو پورا فرمایا۔ والحمد للہ علی ذالک

بریلی شریف

حضور امین شریعت پیکر حسن اخلاق

مولانا محمد طاہر رضا مصباحی بریلوی

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

خالق ذوالجلال نے جب حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق فرمائی اور ارشاد فرمایا: "اسجدوا لآدم"۔ آدم کو سجدہ کرو تو سارے فرشتے سجدے میں گر گئے سوائے ابلیس کے وہ حسد و بغض کی آگ میں جلنے لگا اور سجدے سے انکار کر کے مردود بارگاہ الٰہی ہوا اور اسی وقت سے وہ بنی نوع انسان کا دشمن ہوا اور بولا: "فبعزتك لاغوينهم اجمعين"۔ (اے رب تیری عزت کی قسم ضرور میں ان سب کو گمراہ کردوں گا)۔ "الا عبادك منهم المخلصين"۔ (مگر جو ان میں تیرے چنے ہوئے بندے ہیں)۔ "قال فالحق والحق اقول"۔ (فرمایا تو سچ پر ہے اور میں سچ ہی فرماتا ہوں)۔ "لاملئن جهنم منك وممن تبعك منهم اجمعين"۔ (بے شک میں ضرور جہنم بھردوں گا تجھ سے اور ان میں سے جتنی تیری پیروی کریں گے)۔ (ترجمہ کنز الایمان، پارہ ۲۳)

چناں چہ اللہ رب العزت نے انسانوں کو رشد و ہدایت کے لیے ہر دور میں انبیاء وُرسل کو مبعوث فرمایا، جو گمگشتگان راہ کو سیدھی راہ دکھاتے رہے، اور شیطان کے فریب سے آگاہ کرتے رہے، یہ سلسلہ خاتم الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آ کر ختم ہو جاتا ہے۔ اب آپ کے بعد کوئی نبی و رسل نہیں آسکتے اب قیامت تک دین اسلام پر چلنا ہی نجات کا ذریعہ ہوگا، قبل قیامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے، اور وہ بھی دین اسلام ہی کی ترویج و اشاعت کریں گے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

کے پردہ فرمانے کے بعد خلفاے راشدین صحابہ کرام تابعین تبع تابعین ائمہ مجتہدین رضوان اللہ علیہم اجمعین دعوت وتبلیغ دین کا کام کرتے رہے۔ نیز پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد:

"انا اللہ یبعث لھذہ الائمہ علی راسہ کل ماۃ سنۃ من من یجد دلھا دینھا کے مطابق ہر صدی میں اللہ رب العزت مجددین کو پیدا فرماتا رہا جو تمام تر طاغوتی قوتوں کو ملیا میٹ کرکے دین اسلام کے پرچم کو بلند کرتے رہے، اور اپنے تجدیدی کارناموں سے ملت کے الجھے ہوئے مسائل کو سلجھاتے رہے۔ اس نوارانی سلسلہ میں چودھویں صدی کے مجدد آیۃ من آیۃ اللہ ومعجزۃ من معجزات رسول اللہ۔ حامی سنت ماحی بدعت قاطع کفر وضلالت سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ آسمان تجدید پر چودھویں کے چاند کی طرح جگمگاتے نظر آتے ہیں آپ نے دین وملت کا اتنا بڑا کام کیا کہ آج مسلک اعلیٰ حضرت اہل سنت کی شناخت بن گیا یہاں تک کہ جو مسلک اعلیٰ حضرت سے ٹکرایا فورا شیطان نے لپک کر اس پر حملہ کیا اور اس کا عقیدہ و ایمان پارہ پارہ کرڈالا آج بھی علماء حق مسلک اعلیٰ حضرت کی نشر واشاعت میں شب وروز مصروف عمل ہیں ان علماے ربانیین میں میرے پیرومرشد، ولی کامل، نبیرۂ اعلیٰ حضرت و استاذ زمن، شبیہ مفتی اعظم، جگر گوشہ حسنین رضا خاں، علامہ حکیم الشاہ سبطین رضا خاں صاحب قبلہ کی ذات ستودہ صفات مثل آفتاب ہے آپ نے قوم کی ایسی رہنمائی فرمائی کہ آج دنیا سنیت آپ کو حضور امین شریعت کے لقب سے یاد کرتی ہے ؎

وہ حسنِ خلق کے پیکر ہیں شانِ تقویٰ میں
کریں وہ جس پہ کرم کی نظر سنور جائے
میرے امین شریعت کی شان تو دیکھو
بس ان کو دیکھ لو تو زندگی نکھر جائے

آپ نے تبلیغ دین متین کا اتنا بڑا کام کیا کہ پورے ہندوستان خصوصا ایم پی،

چھتیس گڑھ، مہاراشٹر، آندھرا پردیش، کرناٹک وغیرہ میں آپ کے نام کی دھوم مچی ہے، اور بے شمار لوگ آپ سے فیض یاب ہوتے رہے ہیں۔ ۲۰۰۵ء میں جب میں جامعہ اشرفیہ سے فراغت کے بعد آپ کے قائم کردہ ادارے دارالعلوم انوار مصطفی رائے پور میں تدریسی فرائض انجام دینے کے لیے پہنچا اور حضرت کا جب پہلی بار دیدار نصیب ہوا، میرا دل خوشی سے مچل اٹھا، کیوں کہ عشق سے مخمور آنکھیں، دل میں اتر جانے والی باتیں، حضرت کی بارگاہ میں بیٹھو تو اٹھنے کو جی نہیں چاہتا۔ میں نے آپ کی ذات کو حسن سیرت و صورت کا سنگم پایا۔ کمال تقویٰ ایسا کہ انتہائی کمزوری کے عالم میں بھی جب تک کھڑے ہونے کی سکت باقی تھی کھڑے ہو کر کے ہی نماز پڑھی۔ میں نے کبھی حضرت کو کسی سے ترش روی سے بات کرتے نہیں دیکھا۔ ہر ایک سے خندہ پیشانی سے ملتے۔ یہی وجہ ہے کہ جو ایک بار آپ کی نورانی صورت دیکھ لے، وہ آپ کی محبت کا اسیر ہو جاتا ہے۔ مجھے حضرت کے اعمال و افعال اور اقوال کی نفاست و پاکیزگی اتنی بھائی کہ میں نے حضرت سے مرید ہونے کا عزم مصمم کرلیا، اور ایک موقع پر انوار مصطفی کے متعدد اساتذہ اور کثیر طلبا کی جماعت کے ساتھ حضرت کی بارگاہ میں پہنچا اور ہم سب شرف وشادکام ہوئے۔ پھر تو کیا بات تھی جب چاہتے شربت دید سے سیراب ہوتے اور فیض حاصل کرتے۔ اور پھر ۲۰۰۸ء میں تقدیر کی کرشمہ سازی کہ میں رائے پور کو خیر باد کہہ کر آندھرا پردیش وزیانگرم کی سرزمین پر پہنچا اور خدمت دین میں مشغول ہو گیا۔ لیکن حضرت سے فیض حاصل کرنے آتا رہا، لوگوں کو مرید کرنے لاتا رہا، حضرت ہمیشہ دعاؤں سے نوازتے۔

۲۰۱۰ء میں ایک موقع پر حضرت سے شرف ملاقات کے لیے آیا ہوا تھا صبح تقریبا ۱۱ر بجے حضرت سے ملاقات ہوئی، پھر بعد نماز عصر حضرت نے مجھے بلوایا بڑی مسرت و شادمانی ہوئی۔ میری خوش نصیبی و فیروز بختی کہ حضرت کو ناچیز کی یاد آئی، فوراً بارگاہ مرشد میں حاضر ہوا رخ زیبا پر نظر پڑی تو دیکھا کہ لب ہائے نازک پر کلیوں کی تبسم ریزی دستہائے اقدس میں سند خلافت، ارشاد فرمایا لو یہ سند خلافت ہے میں نے تم کو اجازت و

خلافت دی۔ میں نے عرض کیا سرکار بہت بڑی ذمہ داری سونپ رہے ہیں، کچھ پند و نصیحت فرمائیں! ارشاد فرمایا: ’’اکل حلال وصدق مقال، کو لازم کرلو‘‘۔ سبحان اللہ یعنی حلال کھانے اور سچ بولنے کو لازم کرلو۔ یہ وہ کلمات تھے جن میں رشد وہدایت کا دریا موجزن ہے اور کلام الٰہی:

’’یا ایھالذین آمنوا اتقو اللہ و کونوا مع الصادقین‘‘۔ کی ترجمانی کررہے ہیں۔ انسان اگر مکمل طور پر ان پر عمل کرے تو منصب ولایت پا جائے۔

جو بھی تہی دامن حضرت کی بارگاہ میں آتا ہے وہ اپنے کشکول بھر کے لے جاتا ہے۔ جو آپ کے ہاتھ میں ہاتھ دیتا ہے گنہگار ہو تو نیکوکار بن جاتا ہے، پریشان حال ہو تو خوش حال ہو جاتا ہے، بیمار ہو تو شفا یاب ہو جاتا ہے میرے مرشد کی اک نگاہ فیض نے کتنوں کی زندگی سنوار دی ڈوبتی کشتی کو پار لگا دیا۔ آپ بہترین مدرس، مقرر، مفسر، بہترین محدث، بہترین شاعر تھے۔ آپ کی زبان وقلم کے ذریعے کتنے بھٹکے ہوئے انسانوں کو منزل کا پتہ چل گیا، اور جینے کا سلیقہ مل گیا۔ ؎

کتنوں کی بگڑی کو بنایا میرے امین شریعت نے
بھٹکے ہوؤں کو رب سے ملایا میرے امین شریعت نے

حضور امین شریعت اخلاق واخلاص کے پیکر جمیل

مولانا خورشید رضا قادری

اس عالم بسیط میں خلاق کائنات نے اپنی قدرت کاملہ سے انواع واقسامِ مخلوقات کو وجود بخشا، بعض کو بعض کے ساتھ اس طرح مربوط فرمایا کہ بعض دوسروں کے لیے ضرورت بن کر رہ گئے۔ تمام مخلوقات میں خلاق کائنات نے انسان کو اشرف المخلوقات کے تاج زریں سے نواز کر شرافت، صداقت، عدالت، سخاوت، شجاعت، صبر وقناعت، علم وحکمت، ہمدردی، اخلاص و وفا جیسے نعمتوں سے مالا مال فرما کر بعض افراد کو اس دنیا میں فقید المثال بنا دیا۔

☆ جو لوگ ان اوصاف سے متصف ہو کر علم وعمل کے آسمان پر درخشندہ ماہ ونجوم کی طرح جگمگاتے ہوئے اپنی نوری کرنوں سے دوسروں کو فیض پہنچاتے رہے، انہیں فیض بخش کے آگے اپنے وقت کے بڑے بڑے کج کلاہ افراد بھی مؤدب ہو کر اپنی طمطراقیت کے تاج کو اتار کر صاحب کمال کے قدموں پہ ڈال کے ان کی غلامی کو اپنی حرز جاں سمجھتے ہیں۔

☆ اس تناظر میں ایک ایسے مرد خدا پر نگاہ صداقت جا کر مرکز عقیدت کی چوکھٹ پر رک جاتی ہے جو دنیا کی طمطنیت، زیبائش وزینت، اپنے آباء واجداد کے جائے رہائش ہو یا پھر خود اپنی جائے پیدائش، ان تمام کو الوداع کہہ کر دوسروں کے دُکھ درد ہوں یا غیروں کی اصلاح، ایمان وعقائد کی درستگی اور دین حق کی اشاعت وترویج کے لیے نہ جانے کیسے کیسے مصائب و آلام، صعوبتوں، سنگلاخ وادیوں، نشیب وفراز راہوں سے گزرتے ہوئے بجائے مسند نشیں کے بوریا نشیں نظر آتا ہے، پیکر وفا، اخلاص وصداقت کا مرکب، صبر واستقلال کا مجسم، بحر اخلاق وشفقت کا سنگم، نمونۂ اسلاف، زہد وتقویٰ کا آئینہ، راہیِ طریقت، رہنمائے معرفت، واقف رموز حقیقت، راز دار حکمت، غواصِ بحر ولایت، مرکزِ

عقیدت، سرچشمۂ ہدایت، نیک طینت، خوش جبلت، منبعِ تقویٰ وطہارت، گلشن ارادت، امین شریعت، محافظِ عقائد اہلِ سنت، مرشدی مفتی حکیم الحاج الشاہ محمد سبطین رضا خاں مدظلہ العالی والنورانی کی ذات گرامی ہے جو آج بھی ہزاروں کے درمیان مثل گلابِ شگفتہ اورعطرفشاں نظر آتے ہیں، جن سے آج بھی زمانے والے اپنے اپنے قلوب واذہان کو، ایمان وعقائد کو، اپنے اپنے مشام جاں کو معطر کررہے ہیں۔ آج بھی ایک زمانہ ان کے در پر قطار در قطار بھکاری بن کر موجود رہتا ہے، آپ سبھوں کو اپنی نظر عنایت سے نوازتے رہتے ہیں، کتنے مقدر بیدار تھے چھتیس گڑھ کے کانکیر والے، کہ حضور امین شریعت اسے اپنا مسکن وٹھکانہ بنا کر زینت بخشتے رہے ؎

ملتی ہیں روز روز کہاں ایسی ہستیاں
بستی ہیں جن کے دم سے عقیدت کی بستیاں

☆ مرشدی مخلص اعظم، شبیہ حضور مفتی اعظم، پرتو غوثِ اعظم، خانوادۂ مجدد ماۃ حاضرہ کی ذات گرامی کے کن اوصاف کے کس گوشے پر اپنے نحیف قلم کو قرطاس پر حرکت دینے کی کوشش کروں اپنی نزار فکر کا سہارا لے کر اپنے خامہ کو کیسے جنبش دوں، آپ کی ذات گرامی تنہا ایک انجمن ہے، انواع اقسام کے پھولوں کا گلشن ہے، بحر اخلاص واخلاق اورتقویٰ ونوازشات جیسے خوبیوں کا سنگم ہے، جب بھی عزم مصمم کرلیتا ہوں کہ کسی ایک پہلو پر اپنی فکر کو قلم کے سہارے قرطاس کے سینے پر بکھیر دوں تب ذہن ویقین کے روبروصف بستہ ہو کر بہت سارے پہلو معرض وجود پر جلوہ نمائی کے لیے عرض گزار نظر آتے ہیں، کسی ایک خوبی پر قلم کو چلاؤں تو کئی خوبیاں نوکِ قلم سے ٹکراتے رہتے ہیں ؎

کس کس کا نام لکھوں کس کس کا نام چھپاؤں
جو خوبی جس جگہ ہے وہیں آفتاب ہے

اسے ضرور پڑھیے:

مرشدی مخلص اعظم، حضور امین شریعت کے اخلاق اور روحانی کشش کا ایک واقعہ

جو راقم الحروف کے ساتھ مربوط ہے، آج سے تقریباً ۱۵/ یا ۲۰/سال پہلے حضور امین شریعت دین حق کی اشاعت وترویج اور لوگوں کی رشد وہدایت کے لیے راور کیلا اور اس کے مضافات میں تسلسل کے ساتھ تشریف لایا کرتے تھے، انہیں بیتے ہوئے سالوں کی بات ہے، ایک مرتبہ جناب محمد علاؤالدین صاحب کے ذریعے نوا گاؤں (جہاں میرا ننیہال ہے) لاٹھی کٹا، راور کیلا میں حضور امین شریعت مدعو کیے گئے، میرے تمام ماموں و دیگر افراد جشن گیارھویں شریف کے جلسے میں آپ کی آمد کے منتظر تھے، جب حضرت کی گاڑی نوا گاؤں پہنچی تو دیکھ کر ایسا محسوس ہو رہا تھا گویا آج نوا گاؤں والوں کے لیے عید کا چاند زمین پہ اتر آیا ہو، عشاء بعد حضرت نے اپنے ناصحانہ گفتگو سے قوم وملت کی اصلاح فرماتے رہے، اس محفل میں بعض افراد آپ کی بیعت وارادت میں شمولیت کے متمنی نظر آنے لگے، جلسے میں اعلان ہوا تمام لوگ قریب تر ہو جائیں حضور اپنی غلامی میں عقیدت مندوں کو شامل کرنے والے ہیں، یہ اعلان سنتے ہی میرے دل میں بھی مرید ہونے کا شوق وجذبہ جاگ اٹھا، لیکن شیطانی حملے نے مجھے دل میں وسوسہ ڈال دیا ابھی مرید ان کا نہ ہو زندگی تمہاری بہت لمبی ہے، آگے دیکھا جائے گا، اسی کشمکش کے عالم میں الجھ کر رہ گیا، لیکن حضور امین شریعت کی روحانی کشش مجھے کھینچی چلی جا رہی تھی، میرے دل نے کہا کون جانتا ہے زندگی میں یہ اللہ کا ولی دوبارا ملیں یا نہ ملیں، مرید ہو جاؤں یا نہیں، اس فیصلے کے لیے میں اپنی والدہ حجن صاحبہ سے اپنے دل کا سارا حال بیان کیا کہ امّی جان میرا دل حضرت کی جانب کھینچا چلا جا رہا ہے میں کیا کروں؟ میری والدہ حجن صاحبہ نے فرمایا بیٹا جلدی جاؤ اور ان کے دامنِ کرم میں جگہ حاصل کرلو، اسی کشمکش کے عالم میں وقت گزرتا گیا۔ جب بیعت وارادت سے خود کو مشرف کرنے کے لیے محفل میں پہنچا تو دیکھا اجتماعی دعا ہو رہی ہے، دعا میں شمولیت کے بعد جلسے کا اختتامی صلوٰۃ وسلام ہوا لیکن مجھے دل میں تسلی نہ ہوئی، میرا دل نہیں بھرا، میں قلقیت وبے چینی کا شکار ہو کر رہ گیا۔ جب اضطرابی کیفیت میں محصور ہو گیا، اب کیا کروں مرید بھی ہوا تو ادھورا۔ میری عمر تقریباً ۱۱/

سال رہی ہوگی۔ اتنی بڑی ہستی اور زندہ ولی کے آداب وتکریم عزت ولحاظ کے طریقے سے میں نا آشنا تھا، مجھے ان کی روحانی کشش نے اس امر پر مجبور کیا کہ حضرت کی قیام گاہ جو میرے ماموں مرحوم سراج کا حجرہ تھا، میں وہاں فوراً پہنچا۔ لوگوں کا مجمع عام علما کی کثیر جماعت ہے، تمام لوگوں کے جھرمٹ میں حضرت ایسے ہی لگ رہے تھے جس طرح گلشن میں گلاب کا پھول کھلتا ہے، تمام لوگوں کی بھیڑ سے بے خوف ہوکر میں حضرت کے ہاتھ کو پکڑ لیا اور کہا پیر صاحب میں آپ سے مرید ہونا چاہتا ہوں، آپ جلسے میں سب کو مرید کیے اس وقت آپ لوگوں کو کیا کیا پڑھائے میں مکمل نہ پڑھ سکا، اس لیے میرا دل نہیں بھرا یہ گفتگو سن کر سارے علما و عوام کی نظر میں میں مرکز توجہ بن گیا۔ یہ باتیں سن کر حضرت نے بڑے ہی مشفقانہ انداز سے فرمایا بیٹا تیرا دل نہیں بھرا، تجھے تسلی نہیں ہوئی، میں نے کہا ہاں پیر صاحب آپ سے مرید ہونے کے لیے اپنی ماں سے پوچھنے گیا تھا، اس لیے دیر ہوگئی میں نہیں پڑھ سکا۔ یہ جواب سن کر حضرت مسکرانے لگے، سارے مجمع میں سناٹا چھا گیا، آپ نے فرمایا بیٹا قریب آؤ اب تیرا دل بھر آئے گا، اور تسلی بھی ہو جائے گی، میں قریب ہوا تو میرے سر پر آپ نے اپنا داہنا دست مبارک رکھا اور فرمایا: ”یا غوثِ اعظم اس بچّے کو اپنی غلامی میں میں نے داخل کرلیا ہے، آپ بھی اسے اپنے دامن کرم میں جگہ دے کر اپنے غلاموں میں شامل فرمالیں، اور اس کے اوپر نظر کرم فرمائیں“۔ خدا گواہ ہے اس انداز مریدی پر میں نازاں فرحان ہوں کہ سب مرید ہوتے ہیں کسی انداز سے میں مرید ہوا، اس انداز سے کہ واقعی میرا دل بھر گیا، اور مجھے تسلی ہوگئی۔ غوثِ اعظم کی عقیدت و محبت اس دن سے اس طرح میرے دل میں سمائی کہ اب تو ان شاء اللہ کوئی بھی دنیا کی طاقت جدا نہیں کرسکتی، کیوں کہ حضور امینِ شریعت نے مجھے غوثِ اعظم کے حوالے کردیا ہے، آج بھی کوئی مصائب و آلام درپیش ہوتے ہیں تو غوثِ اعظم کو پکار لیتا ہوں، الحمدللہ! حضور غوثِ اعظم، اللہ کی دی ہوئی طاقت سے اب بھی میری دست گیری فرماتے رہتے ہیں، یہ میرے پیر حضور سبطین رضا علیہ الرحمۃ اور پیرانِ پیر کا دائمی کرم ہے۔ ان کیفیت کی

عکاسی میں نے ان اشعار میں کیا ہے ؎

میرا عشق کہتا نہ ان سا کہیں ہے
میرا پیر دنیا میں سب سے حسیں ہے
غم سے گھبرا کے کسی نے جو پکارا یا غوث
مل گیا آپ کی جانب سے سہارا یا غوث
لاتخف کا مجھے اے مژدہ سنانے والے
غم سے کہہ دیجیے آئے نہ دوبارا یا غوث

حضور امین شریعت کی نوازشات:

شہر راور کیلا درگاہی محلہ کے رہنے والے جناب عمادالدین صاحب اور محمد علاؤالدین رضوی صاحب نے حضرت سے ایک مرتبہ گزارش کی کہ حضور ہمارے لیے تو بہت مشکل ہے، مگر آپ کے لیے نہایت ہی آسان ہے، آپ کی وساطت سے اگر موے نبی صلی اللہ علیہ وسلم دستیاب ہو جاتا تو ہم اسے اپنی بیش بہا پونجی تصور کرتے۔ اسی گزارش کا آپ نے اتنا خیال فرمایا کہ بالآخر وہ ساعتِ سعید قریب سے قریب تر آئی، انتظار کے اوقات سمٹ کر نوید شادمانی کا تحفہ لے کر صبح کا سورج نمودار و جلوہ فگن ہوا کہ جسے معراج تمنا کہیں تو شاید کم ہے۔ یعنی شہر ممبئی سے آپ حاصل فرما کر ۲۸؍ربیع الآخر ۱۴۱۹ھ بہ مطابق ۲۲؍اگست ۱۹۹۸ء اس موے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تحریری سند کے ساتھ ان بھائیوں کے حوالے فرمادیا۔ ان بھائیوں کی بہن کی شادی میں ا؍ستمبر ۲۰۰۲ء بہ طور تحفہ ۵۰۰؍روپے عطا فرما کر اپنی نوازشات کے تسلسل کو آپ نے موقوف نہ فرمایا بلکہ اس سلسلے کو مزید دراز فرماتے ہوئے محترم علاؤالدین صاحب کی بیٹی کی شادی ۳؍ستمبر ۲۰۱۲ء میں حضرت سلمان میاں کی معرفت ۲۰۰۰؍روپے کا نذرانہ پیش کر کے اپنوں میں شمولیت کی سند عطا فرمادی۔ یہ فیض و کرم کے سمندر کے امواج میں اور بھی جوش نظر آنے لگا کہ علاؤالدین صاحب کے بچوں کے لیے آخر ایام تک حضور امینِ شریعت مدظلہٗ

العالی ہر سال عیدی بھیجا کرتے۔ ایک مرتبہ محمد آفتاب الدین بن محمد علاؤالدین حضرت کے مدرسے کے جلسے میں نعت خوانی کے لیے شرکت کی، آپ نے بلا کر ۵۰۰۰/روپے بہ طور تحفہ عطا فرمایا۔ حضرت حافظ ثناء المصطفیٰ، امام زینت المساجد راور کیلا کو بہ طور یادگار ایک رومال اور ٹوپی آپ نے نوازی، جناب حافظ عبدالحمید رضوی صاحب مدرس جامعہ مفتاح العلوم راور کیلا کو بہ طور برکت ۵۱/روپے عطا فرمایا، جسے وہ آج بھی اپنے پاس محفوظ رکھے ہوئے ہیں۔

حضور امین شریعت زہد وتقویٰ کا پیکر:

آج سے تقریباً ٦/سال پہلے میں بہ حیثیت شاعر ضلع رائے گڑھ کے مونی گوڑا شہر میں پروگرام گیا تھا، رات جلسہ کر کے دوسرے دن جے، کے، روڈ شہر میں میرا پروگرام تھا۔ لوگ مجھے لینے کے لیے موجود تھے، جیسے ہی ایک پسینجر ٹرین آئی ہم لوگ سوار ہوگئے، گفت وشنید کے درمیان لوگوں نے مجھ سے سوال کیا آپ کن سے بیعت حاصل کیے ہیں، میں فخریہ انداز سے کہا، الحمدللہ میں مخلص اعظم، شبیہ مفتی اعظم، پرتو غوثِ اعظم، حضور امینِ شریعت کا غلام ہوں، یہ سنتے ہی لوگوں نے بتایا کہ فیضی صاحب یہی وہ ٹرین ہے ایک مرتبہ ہم لوگ حضرت کی معیت سوار ہوئے کافی بھیڑ تھی، ٹرین کے دروازے پر جگہ ملی، ہم لوگ ایک آدمی کو سمجھانے لگے تاکہ وہ حضرت کے لیے سیٹ خالی کر دے، وہ انسان سمجھ گیا اور اپنی سیٹ حضرت کے لیے چھوڑ دیا۔ لوگوں نے کہا حضور سیٹ خالی ہے آپ سیٹ پر تشریف رکھیں۔ یہ سنتے ہی آپ ارشاد فرماتے ہیں، اتنی بھیڑ میں سیٹ خالی کیسے ہے؟ جواباً عرض کیا گیا، ایک آدمی کو سمجھا کر اٹھا دیا گیا ہے، آپ نے فرمایا ہر شخص نے ٹکٹ لیا ہے، جو پہلے سیٹ پر بیٹھا ہے وہی اس کا حق دار ہے، ہاں اگر کوئی اپنی منزل پر اتر جائے تو اس کے قریب والے کا حق بنتا ہے وہی سیٹ پر بیٹھے۔ اپنی شخصیت دکھا کر کسی حق دار کے حق کو چھین لینا یہ گناہ ہے۔ میں بعد میں آیا ہوں، میں سیٹ پر بیٹھنے کا حق دار نہیں، بزبان فارسی ''حق بہ حق دار رسید'' پر عمل کر کے لوگوں کو آنے درس عظیم دے دیا،

بلکہ آپ تقریباً ۳ر گھنٹہ ٹرین کے دروازے پر ہی کھڑے ہو کر سفر طے فرمالیا۔

میرے ایک درسی ساتھی حافظ عبدالقادر فیضی نے بتایا کہ حضرت دھنباد کے کسی علاقے میں تشریف لائے تھے، جمعہ کا دن تھا، غسل کرنے کے لیے کنویں سے ایک عورت پانی کھینچ کر جمع کر رہی تھی، تاکہ حضرت غسل فرمائیں، آپ کی نگاہ اس غیر محرم عورت پر پڑ گئی تھی۔ لوگوں نے کہا حضور پانی حاضر ہے، تو آپ جواب دیتے ہیں میں نے دیکھا ایک غیر محرم عورت پانی بھر رہی تھی وہی پانی ہے؟ جواب دیا گیا ہاں وہی پانی ہے۔ آپ ارشاد فرماتے ہیں، کسی غیر محرم عورت کے بھرے ہوئے پانی سے مجھے غسل کرنا اچھا نہیں لگتا ہے۔ یا ہو سکے تو کوئی مرد پانی بھر دو یا میں خود کنویں سے پانی نکال لوں گا۔ یہ ہے حضور امین شریعت کا زہدو تقویٰ، پرہیز گاری کا جبل مستحکم، پابندِ شرع کا مجسم۔

میں اس ناتواں قلم کو، اپنی نحیفانہ فکر کو، اپنے نزار تصورات کو، کس طرح یک جا کر کے حضور امین شریعت کی بارگاہ کے کس کس گوشے کو عیاں کروں۔ ''عیاں راچہ بیاں'' بس میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ذات بابرکات کے مرقد پر انوار کو گہوارۂ فیض بنائے اور ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے۔ آمین

❁❁❁

جامعہ مفتاح لعلوم راورکیلا، اڑیسہ

بابِ یازدہم

ادبیات

حضرت امین شریعت کی نعتیہ شاعری

مولانا ڈاکٹر شفیق اجمل قادری

امین شریعت حضرت علامہ سبطین رضا خاں قادری بریلوی قدس سرہ کا شمار دور حاضر کی ان مایہ ناز ہستیوں میں ہوتا تھا جو اپنے اسلاف کے علم وعمل، زہد وتقویٰ اور روحانی ورثے کے محافظ و امین تھے۔ آپ کی ہمہ جہت شخصیت عامل سنیت، متبع شریعت، مرشد طریقت، پیکر اخلاق وکردار، رشد وہدایت کے آفتاب، اخلاص ووفا کی روشن تفسیر اور عشق خدا ورسول سے آراستہ ومزین تھی۔ آپ خانوادۂ رضویہ کے اہم رکن، استاذ زمن علامہ حسن رضا بریلوی قدس سرہ کے پوتے اور علامہ حسنین رضا بریلوی قدس سرہ کے فرزند ارجمند تھے۔

امین شریعت حضرت علامہ سبطین رضا خاں قادری بریلوی قدس سرہ اپنے جدامجد استاذ زمن حضرت علامہ حسن رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ اوران کے برادر اکبر شیخ الاسلام و المسلمین اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہٗ کے فضل وکمال اور علم وعمل کے وارث وامین بھی تھے۔ وہ ایسے ماحول کے پروردہ تھے جو علم وادب کا گہوارہ تھا۔ شاعری انہیں وراثت میں ملی تھی اور وہ شعر وشاعری سے پوری ذہنی مناسبت رکھتے تھے۔ بلاشبہ وہ ایک فطری شاعر تھے۔ حضرت امین شریعت کی حیات کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ان کی زندگی کے خزانے میں وہ تمام جواہر پارے موجود ہیں جو ایک مکمل نعت کہنے کے لیے ضروری ہیں۔ جہاں علوم دینی ودنیوی کی گہرائی وگیرائی، فکری وذہنی صلاحیت، فقیہانہ بصیرت، عالمانہ تبحر اور عشق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ سبھی کچھ نظر آتے ہیں۔

اصناف شعر میں نعت سے زیادہ مقدس، نازک اور دشوار گزار کوئی دوسری صنف نہیں ہے۔ اسی لیے فارسی شاعر عرفی کہتے ہیں ''نعت لکھنا تلوار کے دھار پر چلنا ہے۔'' اس کی وجہ یہ

ہے کہ نعت میں ذراسی چوک ایمان کو خارج کردیتی ہے۔نعت گوئی میں فنی محاسن سے زیادہ اس بات کا خیال رکھا جاتا ہے کہ ہر شعر شریعت کی حدود میں رہ کر کہا گیا ہو اور ساتھ ہی ساتھ اشعار شعری و ادبی اوصاف ومحاسن کا مرقع ہو تو یہ شاعر کی قادر الکلامی کا واضح ثبوت ہوتا ہے۔اس نقطۂ نگاہ سے جب ہم حضرت امین شریعت کے اشعار کا مطالعہ کرتے ہیں تو بجا طور پر ان کی قادر الکلامی اور ان کے ماہر زبان وفن ہونے کا بھرپور ثبوت فراہم کرتے ہیں۔حضرت امین شریعت کو حضور نبی اکرم ﷺ سے جو والہانہ عقیدت ومحبت ہے وہ ان کے اشعار میں نمایاں طور پر نظر آتے ہے۔انہوں نے نعتیہ شاعری برائے شاعری نہیں کی بلکہ جذبۂ بے اختیار شوق کے تحت کی ہے یہی وجہ ہے ان کا کلام عشق وعقیدت سے لبریز ہے۔ بطور نمونہ چند اشعار پیش کیے جاتے ہیں:

جس شخص پر نگاہِ کرم ہو حضور کی
بارش ہو اس پہ رحمتِ ربِّ غفور کی

واہ کیا کہنا ہے جلوہ تیرے پر انوار کا
سو زباں سے مدح خواں ہے گل ترے رخسار کا

رشکِ عشاق بنوں عشقِ نبی میں یا رب
وہ ہے یکتا تو مجھے عشق میں یکتائی ہو

میں کیوں ٹھوکریں در بدر کھاؤں جاکر
مری آرزو تیرا در ڈھونڈتی ہے

بہار آئی ہے جنت کی مدینے کے بیاباں میں
شہا وہ گل ہو تم جس سے کہ ہے نکہت گلستاں میں

ان اشعار میں عقیدت کی فراوانی کے ساتھ ہی آسان اور سادہ الفاظ نے حد درجہ دلکشی پیدا کر دی ہے۔ یہ سادگی، حلاوت، نفاست، حسن، جاذبیت و دلکشی کوئی معمولی بات نہیں۔ حضرت امین شریعت کے نعتیہ کلام کا یہ وصف کسی سے چھپا نہیں رہ سکتا کہ اس میں نظریاتی اور اعتقادی بیانات ہی نہیں بلکہ عشق نبی کی ایسی تڑپ ہے جو قلبی تعلق کے بغیر ممکن ہی نہیں ہو سکتی۔ وہ ایک سچے عاشق رسول ہیں اور عشق صادق کا تقاضہ یہ ہے کہ محبوب کے ساتھ اس کی منزل و قیام گاہ، در و دیوار، گنبد و مینار، گلی کوچے بلکہ اس کے گلزار، خاک و ذرات اور خار و گل سب کے ساتھ گہری عقیدت کا برملا اظہار بھی ہوتا رہے۔ حضرت امین شریعت کے اشعار میں اس امر کا خوب التزام بھی نظر آتا ہے۔ مثلاً وہ فرماتے ہیں:

خلد گلدستہ ہے اک شاہا ترے دربار کا
آفتاب اک زرد پتہ ہے ترے گلزار کا

خاکِ دربارِ محمد کا لگاؤ سرمہ
قلب میں نور ہو اور آنکھوں میں بینائی ہو

نعتیہ شاعری کا ایک اہم موضوع حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جمال پاک کی زیارت کی آرزو اور اشتیاق ہے۔ حضرت امین شریعت بھی اپنے کلام میں سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی تمنا بڑی ہی اضطرابی حالت میں کرتے ہیں:

حشر میں جب کہ دیدار ہو تو میں رقص کروں
میں تماشا بنوں مخلوق تماشائی ہو

جبکہ مرقد میں بھی سبطین کے مونس ہوں گے
اس کا کیا غم کہ مجھے قبر میں تنہائی ہو

شعر و شاعری پر خاندانی ماحول کا اثر پڑنا لازمی ہے۔ حضرت امین شریعت اس خاندان رضویہ کے چشم و چراغ ہیں جہاں امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت امام احمد رضاؔ خاں فاضل بریلوی، استاذ زمن حضرت علامہ حسنؔ رضا خاں، حجۃ الاسلام حضرت علامہ حامد رضا خاں، والد ماجد حضرت علامہ حسنین رضا خاں اور مفتیٔ اعظم ہند حضرت علامہ مصطفی رضا خاں نوریؔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم جیسے علم و فضل اور فن و ادب کے یکتائے روزگار ہوئے ہیں جن کے نعتیہ اشعار سے اردو زبان و ادب سرسبز و شاداب رہا ہے۔ حضرت امین شریعت کے کلام میں ان کے خاندان کے بزرگوں کا رنگ و انداز نمایاں نظر آتا ہے۔ چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں:

امام احمد رضا فاضل بریلوی
حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبے کا کعبہ دیکھو

حضرت امین شریعت
ادائے فرض کر کے پھر گئے کعبے کے کعبہ کو
وہاں سے دولت کونین لے کر مرحبا آئے

حضرت استاذ زمن
سیرِ گلشن کون دیکھے دشتِ طیبہ چھوڑ کر
سوئے جنت کون جائے در تمہارا چھوڑ کر

حضرت امین شریعت
ہے دل میں میرے نقشۂ طیبہ کھنچا ہوا
خواہش بھلا ہو کیا مجھے حور و قصور کی

حضرت استاذ زمن
نہ کیوں آرائشیں کرتا خدا دنیا کے ساماں میں
تمہیں دولہا بنا کر بھیجنا تھا بزمِ امکاں میں

حضرت امین شریعت

بہار آئی ہے جنت کی مدینے کے بیاباں میں
شہا وہ گل ہو تم جس سے کہ ہے نکہت گلستاں میں

حضرت استاد زمن

آستانہ پہ ترے سر ہو اجل آئی ہو
اور اے جانِ جہاں تو بھی تماشائی ہو

حضرت امین شریعت

آستاں پہ اگر ناصبہ فرسائی ہو
تب تمنا دلِ سبطین کی بر آئی ہو

حضور مفتیٔ اعظم ہند

میں کیوں غیر کی ٹھوکریں کھانے جاؤں
تیرے در سے اپنا گزارا کروں میں

حضرت امین شریعت

میں کیوں در بدر ٹھوکریں کھاؤں جا کر
مری آرزو تیرا در ڈھونڈتی ہے

حضرت حسنین رضا خاں

نرغہ میں دشمنوں کے نہ چھوڑی حسین نے
کچھ وہ ہی جانتے تھے حقیقت نماز کی
ٹھنڈک دل و دماغ کی مضمر وضو میں تھی
تسکین قلب ہوگئی نیت نماز کی

حضور امین شریعت

اللہ کو پسند ہے عادت نماز کی
محبوب ہے نبی کو جماعت نماز کی

چمکیں گے دست و پائے مصلّٰی بروز حشر
کھل جائے گی سبھی پہ کرامت نماز کی

حضرت امین شریعت کے ان اشعار میں بجا طور پر خاندانی رنگ و آہنگ نظر آتا ہے۔حضرت امین شریعت کی ایک منقبت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی شان میں ملتی ہے جسے آپ نے حضور مفتی اعظم ہند کے حج بیت اللہ سے واپس تشریف لانے کے موقع پر تحریر فرمایا تھا۔چند اشعار ملاحظہ فرمائیں:

مبارک رخصت ہو کے مصطفی سے مصطفی آئے
خدا کا شکر ہے کعبے سے مہمانِ خدا آئے

ادائے فرض کر کے پھر گئے کعبے کے کعبہ کو
وہاں سے دولت کونین لے کر مرحبا آئے

خدا کے فضل سے ذرے بھی اب پائیں گے تابانی
ضیائیں لے کے طیبہ سے ہمارے پیشوا آئے

اس کے علاوہ حضرت امین شریعت نے نماز کی اہمیت و افادیت اور اس کے فضائل پر ایک نظم بھی تحریر فرمائی ہے۔حضرت امین شریعت تقویٰ وطہارت اور زہد و ورع کی عظیم بلندی پر فائز ہیں۔آپ متبع شریعت بھی ہیں اور پاسبان شریعت بھی۔مذہب اسلام میں نماز کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے۔اسی تناظر کے مدنظر حضرت امین شریعت نے نماز کے متعلق بڑے ہی ناصحانہ انداز میں یہ نظم تحریر فرمائی:

اللہ کو پسند ہے عادت نماز کی
محبوب ہے نبی کو جماعت نماز کی

ہے انبیاء میں ختم رسل کا جو مرتبہ
ویسی عبادتوں میں عبادت نماز کی
محشر میں سب سے پہلے جسے پوچھے گا خدا
وہ ہے عبادتوں میں عبادت نماز کی
فسوس تو یہی ہے کہ دنیا بدل گئی
کس کو بتائیں کیا ہے حقیقت نماز کی

حضرت امین شریعت کے اشعار سے ان کے خلوص و صداقت، نبوی عشق و عقیدت، دینی و علمی دردمندی کا برملا اظہار ہوتا ہے۔جس طرح حضرت امین شریعت کی سادگی، کریم النفسی اور تواضع کے پردے میں ان کے علم وفضل، ان کی شخصی عظمت کی تجلیات بکھری پڑی ہیں۔اسی طرح ان کے زبان و بیان کی سادگی اور سلاست کے جلو میں ان کے فکر وخیال کی نزاکت و بلاغت کے جلوے بھی مچل رہے ہیں۔

جس طرح کلام کو لفظی و معنوی محاسن سے مزین کرنے کی غیر معمولی رموز وعلامات ہیں اسی طرح کلام کا حسن اور شاعری کا جمال صنائع و بدائع کے موزوں استعمال سے بھی ہوتا ہے۔حضرت امین شریعت نے بڑے ہی سلیقے سے اس کا استعمال کیا ہے جس سے کلام میں حسن اور نکھار پیدا ہو گیا ہے۔چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

روئے عالم تاب شاید بے نقاب ہونے کو ہے
چہرۂ خورشید کو بھی جس نے پیلا کر دیا (صنعت حسن تعلیل)

ترے کوچہ میں مرنا جب حیاتِ جاودانی ہے
تو کیا مجنوں ہوں میں جو جان دوں جا کر بیاباں میں (صنعت تضاد)

قمر کو شق کیا خورشید تم نے پھیر دیا
فلک یہ چل گئے سکے تیری حکومت کے (صنعت تلمیح)

یہ کیسی رحمتوں کی بدلیاں چھائی زمانے پر
زیارت کر کے شاید مصطفیٰ کی مصطفیٰ آئے (صنعت تجنیس)

بہار آئی ہے جنت کی مدینے کے بیاباں میں
شہادہ گل ہو تم جس سے کہ ہے نکہت گلستاں میں (استعارہ)

ابھی تک حضور امین شریعت کا کوئی شعری مجموعہ منظر عام پر نہیں آیا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ آپ کہ زیادہ سے زیادہ کلام تلاش کر کے جمع کیے جائیں تا کہ دنیائے شعروادب پر یہ حقیقت واضح ہو جائے کے جس طرح خانوادۂ رضویہ کے بزرگوں نے اردو زبان وادب کی بیش بہا خدمات انجام دی ہیں اسی پاکیزہ روایت کی حضرت امین شریعت نے بھی آبیاری کی ہے۔

❀❀❀

حضور امین شریعت کی نعتیہ شاعری

مولانا طفیل احمد مصباحی

شاعری دلی جذبات و احساسات کے موزوں اظہار کا نام ہے۔ دنیا کی کوئی بھی متمدن اور ترقی یافتہ زبان شاعری سے خالی نہیں۔ شاعری ایک ادبی مشغلہ اور فرحت و انبساط کے حصول کے ساتھ دعوت و تبلیغ اور اصلاح امت کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔

''شاعری جزوے ست از پیغمبری'' اور ''الشعراء تلامیذ الرحمن'' کا یہی مطلب ہے۔ شاعری کی جملہ انواع و اقسام میں حمد و نعت بہت مقدس اور بابرکت صنف سخن ہیں۔ دنیا کی ہر زبان میں حمدیہ اور نعتیہ شاعری کے نمونے موجود ہیں۔ ہمارے علماے اہل سنت نے اپنی حمدیہ اور نعتیہ شاعری کے ذریعے اردو زبان و ادب کی گراں قدر خدمات انجام دی ہیں، اور چمنِ اردو کو لالہ زار بنا کر ادب دوستی کے بھرپور ثبوت فراہم کیے ہیں۔ مذہبی شاعری یا بہ لفظ دِگر نعتیہ شاعری کی سب سے مستحکم اور توانا آواز سرزمین بریلی شریف سے حسان الہند اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی علیہ الرحمہ کے توسط سے بلند ہوتی ہے، اور اس کے بعد باضابطہ اردو زبان میں نعتیہ شاعری کا ایک خوش گوار اور نہ تھمنے والا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ خود اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کے خاندان سے تعلق رکھنے والے علما و مشائخ نے حمد و نعت کو فروغ و استحکام بخشا۔ استاذ زمن حضرت حسنؔ رضا بریلوی، حجۃ الاسلام حامد رضا بریلوی، مفتی اعظم ہند مصطفی رضا نوریؔ بریلوی، استاذ العلما حسنین رضا بریلوی، تاج الشریعہ علامہ اخترؔ رضا بریلوی اور امین شریعت علامہ سبطین رضا بریلوی علیہم الرحمۃ والرضوان۔

خانوادۂ رضویہ سے تعلق رکھنے والے ان جلیل القدر علما و مشائخ نے بڑی کام یاب ''نعتیہ شاعری'' فرمائی اور دنیا کو محبت رسول اور عشق مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا درس دیا ہے۔

امین شریعت حضرت علامہ شاہ سبطین رضا خاں قادری بریلوی علیہ الرحمہ کی ہشت پہلو شخصیت محتاج تعارف نہیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی کا علم وفضل، استاذ زمن کی شاعرانہ عظمت، حجۃ الاسلام کا فنی جاہ وجلال، حسنین رضا بریلوی کا ادبی کمال اور مفتی اعظم ہند کا تفقہ اور زہد وتقویٰ کا عکس ایک ذات سبطین میں نمایاں طور پر دیکھا جاسکتا ہے۔ اس جہت سے آپ کی ذات ''مجموعہ محاسن وکمالات'' تھی۔ آپ کے مجموعۂ محاسن و فضائل کے لیے بس یہی کافی ہے کہ آپ صوری و معنوی اعتبار سے ''شبیہ مفتیِ اعظم ہند'' کہے جاتے ہیں۔ مفتی اعظم کا علم و تفقہ، عفت و پارسائی، اخلاق و کردار اور عزم و استقلال، سب کچھ حضرت امین شریعت کی ذات ستودہ صفات میں پائے جاتے ہیں۔

آپ کی تہہ دار علمی شخصیت کا ایک نمایاں ترین پہلو یہ بھی ہے کہ آپ قادر الکلام شاعر تھے۔ شاعری کے اصول وضوابط اور اس کے رموز واسرار سے اچھی طرح واقف تھے۔ حمد ونعت اور منقبت کے خوب صورت ترین اشعار آپ کی شعر گوئی اور قادر الکلامی کی روشن دلیل اور بین ثبوت ہیں۔

ہمارے والد مکرم حضرت مولانا زین العابدین رضوی (تحسین عالم) دام ظلہ العالی اپنی کتاب ''مینارِ ولایت'' میں حضور امین شریعت کے ذوق شاعری پر روشنی ڈالتے ہوئے رقم طراز ہیں:

> ''حضور امین شریعت علامہ سبطین رضا خاں بریلوی کو دیگر علوم وفنون کے ساتھ شعر وشاعری کا بھی لطیف وعمدہ ذوق ہے، جو خانوادۂ اعلیٰ حضرت میں آپ کے ورثے میں ملا ہے۔ فنی اعتبار سے اس میں آپ کو ملکہ حاصل ہے۔ تخلص سبطین ہے۔ صنفِ نعت میں آپ بہترین اشعار کہتے ہیں اور اس میں آپ کو کمال حاصل ہے۔ آپ کی شاعری میں خلوص ومحبت اور حب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھر پور چاشنی ہے، جو پڑھنے اور گنگنانے سے تعلق رکھتی ہے اور آپ کی شاعرانہ مہارت اور

قادرالکلامی کا ثبوت فراہم کرتی ہے۔

(مینار ولایت، ص ۶۵ رمطبوعہ سمبل پور، اڑیسہ)

مندرجہ ذیل سطور میں حضرت امین شریعت علامہ سبطین رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ کی نعتیہ شاعری، آپ کی قادرالکلامی، شاعرانہ عظمت اور آپ کے جذبۂ حب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قدرے روشنی ڈالی جاتی ہے۔ ائمۂ فن اور نقادانِ سخن کے نزدیک ''نعت یا نعتیہ شاعری وہ قدیم صنف سخن ہے جس میں ہئیت کی کسی خاص پابندی کے بغیر سید المرسلین، خاتم النبین، احمد مجتبیٰ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف وتوصیف اور آپ کی حیات طیبہ کی جملہ صفات وخصوصیات کا اظہار عشق وعقیدت کے جذبوں سے سرشار ہوکر کیا جاتا ہے۔ نعتیہ شاعری کے لیے عشق رسول اور حب شاہ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شرط اوّل ہے۔ اگر شاعر کے دل میں حب رسول کا جذبہ موجزن ہے تو سمجھیے کہ اس کی نعتیہ شاعری مکمل ہے۔ حضور امین شریعت علیہ الرحمہ ایک عالم وفاضل، فقیہ ومفتی اور عابد وزاہد ہونے کے ساتھ ایک صوفی باصفا اور سچے عاشق رسول بھی تھے۔ آپ کی نعتیہ شاعری میں محبت رسول عشق نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جھلک صاف دکھائی دیتی ہے۔ کلام کی سطر سطر اور حرف حرف سے عشق رسول کی خوشبو پھوٹتی ہے، اور مشام جاں کو معطر کر دیتی ہے۔ عشق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لبریز یہ اشعار ملاحظہ فرمائیں ؎

آستان پہ گر ناصیہ فرسائی ہو
تب تمنا دلِ سبطینؔ کی بر آئی ہو

خاکِ دربار محمد کا لگاؤں سرمہ
قلب میں نور ہو اور آنکھ میں بینائی ہو

ہے دل میں میرے نقشۂ طیبہ کھنچا ہوا
خواہش بھلا ہو کیا مجھے حور وقصور کی

ظلمت کا کیوں نشاں شبستان دہر میں
چھٹکی ہوئی ہے چاندنی احمد کے نور کی

سبطینؔ جامِ عشقِ محمد پیا کرو
تاحشر پھر کمی نہ ہو کیف و سرور کی

معشوق اور محبوب حقیقی کے آستانے پر ناصیہ فرسائی اور جبیں سائی ایک عاشق صادق کی تمناؤں اور آرزوؤں کی آخری منزل ہوا کرتی ہے۔اسی طرح خاک درمحبوب کا سرمہ محب کی بصارت وبصیرت کے لیے اکسیر ہوا کرتا ہے۔مندرجہ بالا اشعار میں حضرت امین شریعت نے اسی حقیقت کی جانب بڑے لطیف پیرایے میں اشارہ کیا ہے اور اپنے محبوب جناب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے آستانے پر جبیں سائی اور ناصیہ فرمائی کو دل سبطین (ذاتِ شاعر) کے آرزوؤں کی تکمیل کا ذریعہ بتایا ہے۔

ایک سچے عاشق اور فنافی الرسول شاعر کو کائنات کے ذرے ذرے میں اپنے نبی کے حسن اور نور کا جلوہ نظر آتا، اور وہ اس بات پر کامل یقین رکھتا ہے نبی پاک صاحب لولاک کے حسن عالم تاب کے ہوتے ہوئے دنیا کے کسی خطے میں ظلمت اپنا پاؤں نہیں پھیلا سکتی۔امین شریعت جیسے فنافی الرسول شاعر اسی لیے تو اعلان کرتے ہیں کہ ؎

ظلمت کا کیوں نشاں ہو شبستانِ دہر میں
چھٹکی ہوئی ہے چاندنی احمد کے نور کی

ایک مقام پر تو امین شریعت نے اللہ رب العزت سے صرف عاشق رسول ہی نہیں بلکہ رشک عشاق بننے کی دعا کی ہے، کیوں کہ جب رسول پاک بے مثل اور لا جواب ہیں تو ان کے عشاق کو بھی عشق میں یکتا و بے مثال ہونا چاہیے، چناں چہ آپ کہتے ہیں ؎

رشکِ عشاق بنوں عشقِ نبی میں یارب
وہ ہے یکتا تو مجھے عشق میں یکتائی ہو

حضور امین شریعت علیہ الرحمہ نے اپنی نعتیہ شاعری میں نبی اکرم، سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی عقیدت ومحبت کا بھر پور ثبوت دیتے ہوئے ایک سے ایک حسین و جمیل شعری پیکر تراشے ہیں، اور اپنی شاعرانہ مہارت کے سکے دلوں میں بٹھائے ہیں۔

عشق شہِ بطحی اور محبت سرورکونین صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبوؤں سے معطرمزید چند اشعار ملاحظہ فرمائیں اورامین شریعت کی فنی صنعت گری کی داد دیں ؂

بہار آئی ہے جنت کی مدینے کے بیاباں میں
شہا وہ گل ہو تم جس سے کہ ہے نکہت گلستاں میں
کوئی کیا جانے کیا رفعت ہے تیرے فرق انور کی
قسم وارد ہوئی خاک قدم کی تیرے قرآں میں

تشبیہاتی اوراستعاراتی لب ولہجے میں یہ اشعار دیکھیں ؂

خلد گل دستہ ہے اک شاہا ترے دربار کا
آفتاب اک زرد پتہ ہے ترے گلزار کا
ابروے پُرخم بھی کیا ہیں احمدِ مختار کے!
رزمِ گاہِ بدر میں ہے معرکہ تلوار کا

فنی نقطہ نظر سے کلام واشعار میں حقیقت بیانی اور سلاست وروانی کا پایا جانا نہایت ضروری ہے۔اس جہت سے جب ہم آپ کی نعتیہ شاعری کا مطالعہ کرتے ہیں تو آدابِ شعری کے ممکنہ محاسن بدرجہ اتم آپ کے کلام بلاغت نظام میں پائے جاتے ہیں ؂

حق تعالیٰ نے انہیں کا بول بالا کردیا
وصف عالی آپ کا ''انا فتحنا'' کردیا
ہیں زمین وآسماں بھی آپ کے زیرِ نگیں
اک اشارے میں قمر کو بھی دو نیما کردیا

حقیقت بیانی اورسلاست وروانی کا اس سے بہتر نمونہ اور کیا ہوسکتا ہے۔

بخاری ومسلم اورمشکوٰۃ شریف احادیث کی مشہور ومعروف کتب ہیں۔حضرت امین شریعت نے جس مہارت اور چابک دستی کے ساتھ ان کتابوں کو شعر کے قالب میں ڈھالا ہے، اسے دیکھ کر طبیعت جھوم اٹھتی ہے اور آپ کے ملکۂ شعر گوئی کی داد دینی

پڑتی ہے ؂

میں ہوں مسلم، ہے بخاری بر زباں، مشکوٰۃ دل
سم ِمصباحِ محمد نے اجالا کردیا

سلاسلت وروانی منظوم ومنثور کی زینت قارئین کے لیے باعثِ انبساط وفرحت ہوا کرتی ہے۔ جب کہ ثقل اور ژولیدگی بیان کو عقل سلیم بارِگراں تصور کرتی ہے۔ سلاست و روانی کے لفظی زیور سے آراستہ یہ ذیل کے اشعار اپنا جواب نہیں رکھتے۔

مجھے چشمِ رضواں اِدھر ڈھونڈتی ہے
مدینے کو میری نظر ڈھونڈتی ہے
تمہارے دیاروں کی ہر ایک مسجد
اذاں میں بلالی اثر ڈھونڈتی ہے
مری روح پہنچے مدینے کو فوراً
کہ جبرئیل کے بال و پر ڈھونڈتی ہے
گنگنانا، کروٹیں ہر سو بدلنا بار بار
دید کے قابل ہے نقشہ آپ کے بیمار کا
اے خدا سبطین کو سبطین کا خادم بنا
اور پیکر ذوالفقا رِ حیدرِ کرار کا

ق ق ق

سب ایڈیٹر ماہنامہ اشرفیہ
مبارک پور، اعظم گڑھ، یوپی

حضور امینِ شریعت اور ان کی نعت نگاری

شفیق رائے پوری

۲۵ نومبر ۲۰۱۵ء کو خادمِ امینِ شریعت مولانا اشرف رضا خاں صاحب نے جب نبیرۂ اعلیٰ حضرت واستاذِ زمن حضور امینِ شریعت علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں نثری ومنظوم خراج عقیدت پیش کرنے کی مجھے دعوت پیش کی تو میں نے اپنے سراپا پر نظر ڈالی اور عالم تصور میں بارگاہِ امینِ شریعت میں جا پہنچا تو مجھے اپنی بے مائیگی اور علمی بے بضاعتی کا شدت سے احساس ہوا۔ایک ایسے عالمِ باعمل جس کے زہد وتقویٰ کا ڈنکا بجتا ہو جس کی علمی جلالت کا لوہا علماء مانتے ہوں جس کی ولایت کا شہرہ قصبہ قصبہ قریہ قریہ ہو اس ذات با برکت پر کچھ لکھنا میرے بس میں کہاں۔میں نے سوچا کہ حضرت کی بارگاہ میں منظوم خراجِ عقیدت پیش کر کے خاموشی اختیار کرلوں مگر جیسے ہی میں نے کرم فرما حضرتِ مولانا اشرف رضا خاں صاحب کی خدمت میں منقبتِ حضور امینِ شریعت پیش کی تو مولانا موصوف نے مضمون کے لیے گذارش کردی۔میں اس کا اہل نہ ہوتے ہوئے بھی نہ صرف **''انہیں ٹھیس نہ لگ جائے آبگینوں کو''** کا خیال کرتے ہوئے بلکہ حصولِ سعادت کی نیت سے ان کی گذارش قبول کرلی۔میں نے اپنا عنوان منتخب کیا ہے **''حضور امینِ شریعت اور ان کی نعت نگاری''** حضور امینِ شریعت کی نعت نگاری پر گفتگو سے قبل ان کے سوانحی خاکہ پر ایک طائرانہ نظر ڈال لی جائے تو بیجا نہ ہوگا۔

وطن عزیز ہندوستان کا مرکزِ اہلسنت اور عشق وعقیدت شہر بریلی شریف کے محلہ سوداگران میں آپ کی پیدائش ۲ نومبر ۱۹۲۷ء کو ہوئی۔رسمِ بسم اللہ خوانی کی بزم آپ کے ماموں جان کے دولت کدے میں آراستہ ہوئی اور حضرت علامہ محمد رضا خان صاحب کے ذریعے عمل میں آئی۔آپ نے ابتدائی تعلیم پرانے شہر بریلی شریف کے ایک مدرسے

میں حاصل کی۔ اس کے بعد اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لیے آپ کے والدِ ماجد نے دار العلوم مظہر اسلام میں داخلہ کرا دیا۔ جملہ کتب متداولہ کی تعلیم یہیں پر حاصل کی۔ آپ کے علم کا اندازہ آپ کے اساتذہ کے اسماء گرامی سے لگایا جا سکتا ہے۔ آپ کے اساتذہ میں چرخِ علم وفن کے آفتاب و ماہتاب مصنف بہارِ شریعت صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی، مصنف قانونِ شریعت شمس العلماء حضرت مولانا قاضی شمس الدین احمد جونپوری اور محدث اعظم پاکستان شیخ المحدثین حضرت علامہ سردار احمد خان صاحب کے نام شامل ہیں۔ ان تینوں اساتذہ کے علاوہ اور بھی نام ہیں جن سے حضور امینِ شریعت نے باضابطہ تعلیم حاصل کی، ان اساتذہ کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

۱ استاذ العلماء حضرت علامہ حسنین رضا خان صاحب (والدِ بزرگوار)

۲ شیخ الادب حضرت مولانا غلام جیلانی صاحب (اعظم گڑھ)

۳ دبیر العلماء حضرت مولانا حافظ عبد الرؤف صاحب بلیاوی

۴ بحر العلوم حضرت مولانا سید ظہیر الدین زیدی صاحب (مسلم یونیورسٹی علی گڑھ)

۵ وقار العلم حضرت مولانا مفتی وقار الدین صاحب (کراچی پاکستان)

۶ مولانا طفیل احمد صاحب پنجاب

۷ مولانا عبد الحفیظ صاحب بریلی شریف

۸ حضرت علامہ غلام یٰسین صاحب رضوی پورنوی

ان کے علاوہ پیر و مرشد حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے بھی اپنے علمی و روحانی فیوضات سے آپ کو نوازا اور خوب نوازا۔ اتنا نوازا کہ امینِ شریعت کو اپنی شکل و شباہت تک بخش دی اور آپ کے چہرے پر نوری جلوے نظر آنے لگے۔ اسی لیے حضور امینِ شریعت کو ہم شبیہ مفتی اعظم ہند کے نام سے لوگ جاننے اور پہچاننے لگے۔

گلِ گلزارِ رضویت، نبیرۂ اعلیٰ حضرت و استادِ زمن ولیِٔ کامل حضور امینِ شریعت حضرت علامہ و مولانا الحاج الشاہ حکیم سبطین رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ میرے پیر و مرشد

حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ کے دامنِ کرم سے وابستہ تھے۔آپ نوعمری میں ہی حضور مفتی اعظم ہند کے حلقۂ ارادت میں آ گئے تھے۔حضور امینِ شریعت کو آپ کے پیر و مرشد نے اتنا نوازا اتنا نوازا کہ دنیا انہیں امین شریعت کے نام سے جاننے لگی۔

تحصیلِ علم کے بعد دارالعلوم مظہرِ اسلام بریلی شریف سے درس وتدریس کی ابتدا ہوئی۔اس کے بعد مدرسہ اشاعت الحق ہلدوانی میں تین سال تک درس وتدریس کے فرائض انجام دیئے۔ ۱۹۵۸ء میں جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور کے ناظمِ اعلیٰ کے عہدے پر فائز ہوئے۔ ۱۹۶۳ء میں آپ کانکیر تشریف لے آئے۔کیشکال میں مدرسہ فیض الاسلام میں تقریباً ۱۵ سال تک درس وتدریس کے فرائض انجام دیتے رہے۔چھتیس گڑھ کے مختلف علاقوں کا آپ دورہ کرتے رہے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا سبق لوگوں کو پڑھاتے رہے۔

تقریباً ۳۰ سال کی عمر میں ۱۸ شعبان المعظم ۱۳۷۶ھ مطابق ۲۸ مارچ ۱۹۵۷ء کو ناشر العلوم، فقیہ اعظم حضرت علامہ مفتی عبدالرشید صاحب فتحپوری علیہ الرحمہ کی شہزادی سے آپ کا عقدِ مسعود ہوا۔ حضرت علامہ مفتی رضوان الرحمن صاحب مفتی مالوہ نے آپ کا نکاح پڑھایا۔آپ کو سات اولادیں ہوئیں چار صاحب زادے اور تین صاحبزادیاں۔ دو صاحبزادوں کا انتقال ہو گیا۔دو صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں بقیدِ حیات ہیں۔

صاحب سجادہ حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد سبحان رضا خاں سبحانی میاں مدظلہ النورانی نے حضور امینِ شریعت کے انتقال پُر ملال پر اظہارِ تعزیت کے طور پر جو جملے ادا کیے ہیں وہ حضرت کی شخصیت کا مختصر مگر جامع تعارف ہے ملاحظہ فرمائیں۔

”حضرت امینِ شریعت حضرت علامہ مفتی سبطین رضا خاں صاحب بے انتہاء منکسر المزاج اور تقویٰ شعار زندگی کے مالک تھے۔آپ کو دیکھ کر بزرگوں کی یاد تازہ ہو جاتی تھی، صحیح معنوں میں آپ نمونۂ اسلاف تھے۔آپ کی سادگی سے عوام وخواص سبھی متاثر تھے۔بیعت وارشاد کے ذریعے آپ نے کافی لوگوں کو مسلکِ اعلیٰ حضرت کا پابند بنا دیا تھا، آپ کے جانے سے ہمارے یہاں اب کافی خلا محسوس ہوگا، یقیناً اب ہماری

جماعت آہستہ آہستہ اپنے اکابر اور اپنے اسلاف سے محروم ہوتی جارہی ہے۔ اللہ رب العزت ان بزرگوں کا صحیح جانشین ہم غرباء اہل سنت کو عطا فرمائے۔ یقین ہی نہیں ہوتا کہ وہ عظیم وسادہ مزاج شخصیت جس کے دیدار سے ہمیں سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی یاد آجاتی تھی، وہ شخصیت اب ہم سے رخصت ہوگئی۔'' (نقوشِ رفتگاں ماہنامہ کنزالایمان دھلی جنوری ۱۶)

آپ نے بہت سے مضامین قلم بند کیے ہیں جو، یا تو کتابچے کی شکل میں منظرِ عام پرنظر آئے یا پھر مختلف رسائل وجرائد میں اشاعت پذیر ہوئے۔ لاؤڈ اسپیکر، ٹی وی کے مضر اثرات، ہمارا قومی اتحاد اخلاق محمدی کے آئینے میں، کائنات کا دولہا، مراسم محرم اور مسلمان، نماز پڑھنے سے کیا ہوتا ہے، یکے از مردانِ حق، صدر العلماء پیکر حلم و بردباری اور آئینہ قیامت کے سرقہ کی پراسرار داستان قابلِ ذکر مضامین ہیں جو کتابی شکل میں اور متفرق رسائل وجرائد میں شائع ہوکر مقبولِ خاص وعام ہو چکے ہیں۔

آپ تحریر وتقریر کے ذریعے تبلیغِ دین فرماتے رہے جہاں انہوں نے نثر کو اپنا وسیلۂ اظہار بنایا وہیں نظم میں بھی آپ نے طبع آزمائی کی ہے۔ آپ ایک اچھے نعت گو شاعر تھے۔ آپ کی نعت نگاری پر اظہارِ خیال سے پہلے نعت گوئی کا تاریخی جائزہ لے لیا جانا ضروری ہے۔

نبی کے فضائل بیان کرنا نہ صرف انبیاء ملائکہ صالحین کی سنت ہے بلکہ خود اللہ رب العزت کی بھی سنت ہے۔ قرآن میں جا بجا اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی فضیلت بیان کی ہے۔ قرآنِ مجید کو اگر ایمان کی آنکھوں سے عشق رسول میں شرابور ہوکر دیکھا جائے تو شروع سے اخیر تک قرآن کی ہر آیت فضیلتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معلوم ہوتی ہے۔ چوں کہ یہ ہمارا موضوع نہیں ہے اس لیے مثال کے طور پر یہاں ہم سورۂ نساء، سورۂ مائدہ اور سورۂ انفال کی تین آیتیں پیش کرنا چاہیں گے۔

(۱) یآایھا الناس قد جآء کم برھان من ربکم و انزلنا الیکم نورا مبینا ۔ (پارہ ۶ سورۂ نساء رکوع ۲۴)

اے لوگو! بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے واضح دلیل آئی اور ہم نے تمہاری طرف روشن نور اتارا

(۲) قد جاء کم من اللہ نور و کتٰب مبین ہ (پارہ ۶ سورۂ مائدہ رکوع ۳)

بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب

(۳) وما کان اللہ لیعذبھم و انت فیھم ط (پارہ ۹ سورۂ انفال رکوع ۴)

اور اللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک اے محبوب! تم ان میں تشریف فرما ہو

مذکورہ آیتیں فضیلتِ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی روشن دلیلیں ہیں۔ اگر یوں کہا جائے کہ بسم اللہ کی ''ب'' سے ''والناس'' کی سین تک جا بجا قرآن میں مدحت رسول اللہ بکھری پڑی ہے (راقم الحروف شفیقؔ رائے پوری) تو بیجا نہ ہوگا۔ اس طرح دیکھا جائے تو سب سے پہلا مداحِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خود اللہ رب العزت ہے گویا نعت گوئی اللہ کی سنت ہے۔ (نعت گوئی سے مراد یہاں موزوں کلام نہیں بلکہ حضوری ثنا مراد ہے)

اگر ہم نعت گوئی کے تاریخی پس منظر پر نظر ڈالیں تو ملک الشعراء حضرتِ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا نام رحمتِ عالم کے ثناخوانوں کی فہرست میں سب سے اوپر نظر آتا ہے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ مسجدِ نبوی شریف میں خود رحمتِ عالم نورِ مجسم حضرتِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرتِ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے لیے ممبر کا اہتمام فرماتے اور حضرتِ حسان بن ثابت حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے عقیدت و محبت کے ساتھ جھوم جھوم کر یوں گلہائے عقیدت پیش کرتے۔

وَ اَجمَلَ مِنکَ لَمۡ تَرَقَّطُ عَینِیۡ
و اَکمَلَ مِنکَ لَمۡ تَلَدِ النِسَآء
خُلِقتَ مُبَرًّا مِنۡ کُلِ عَیۡبٍ
کَاَنَّکَ قَدۡ خُلِقتَ کَما تَشَاء

(ترجمہ: اور آپ سے زیادہ خوبصورت میری آنکھ نے کبھی نہیں دیکھا اور آپ جیسا باکمال کسی بھی عورت نے جنا نہیں۔ آپ تمام عیوب سے پاک پیدا کیے گئے گویا آپ جیسا چاہتے تھے ویسا ہی پیدا کیے گئے۔)

اللہ کے رسول ﷺ اشعار سُن کر خوش ہوتے اور خوش ہو کر فرماتے اللّٰھم ایدہ بروح القدس.

حضرتِ حسان کے ساتھ ساتھ رسولِ اکرم ﷺ کے مداحوں میں عبداللہ بن رواحہ، کعب بن زہیر اور حضرتِ جعفر طیار کے اسمائے گرامی بھی آتے ہیں۔ جیسے جیسے زمانہ گزرتا گیا رحمتِ عالم ﷺ کے مدحت نگاروں کی فہرست میں نام جڑتے گئے۔ مداحوں کی فہرست میں امام بوصیری، عارف رومی، قدسی، علامہ جامی، عرفی، حافظ اور حضرتِ سعدی شیرازی کے علاوہ اور بھی معتبر نام شامل ہیں۔

جہاں مداحِ رسول ﷺ حضرتِ حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

ما اِن مَدَحتہ مُحَمَّدًا بِمقَالَتی
لٰکِن مَدَحتُ مَقَالَتی بِمُحمَّدِ

(یعنی میں نے اپنے کلام سے حضور ﷺ کی تعریف نہیں کی بلکہ اپنے کلام کو ان کے پاک نام سے قابلِ تعریف بنالیا۔)

وہیں مولانا عبدالرحمن جامی علیہ الرحمہ عشقِ رسول اور عظمتِ مصطفیٰ اور ان کے ادب واحترام کا یوں اظہار فرماتے ہیں۔

ہزار بار بشوئم دہن ز مشک و گلاب
ہنوز نامِ تو گفتن کمالِ بے ادبی ست

یعنی مشک و گلاب سے ہزار بار کلی کرنے (منہ دھونے) کے باوجود مالک کونین ﷺ کا اسم پاک زبان پر لانا میرے لیے انتہائی بے ادبی ہے۔

نعت گوئی کی صنف کے بارے میں ڈاکٹر ابواللیث صاحب لکھنو کا دبستانِ

شاعری میں لکھتے ہیں کہ۔

نعت گوئی کی فضا جتنی وسیع ہے اتنی ہی اس میں پرواز مشکل ہے پرواز سے پہلے یہ دیکھنا پڑتا ہے کہ فضا سازگار بھی ملے گی یا نہیں۔ اگر ہمت پرواز مشکل مقام پر پہنچا دے تو اڑنے والے کا یہ کمال ہونا چاہیے کہ وہ کامیابی کے ساتھ وہاں سے گذر جائے۔ (لکھنو کا دبستانِ شاعری، ص:۴۹۷)

تمام اصنافِ شعروسخن میں سب سے مشکل صنف نعت ہے۔ نعت گوئی ایک ایسی مشکل صنف ہے اگر انداز بیان میں یا الفاظ میں اگر ذرا سی بھی تنقیصِ رسالت کا پہلو در آئے تو نہ صرف سارے عمل اکارت ہوجاتے ہیں بلکہ ایمان تک چلے جانے کا خطرہ لاحق ہوجاتا ہے۔ حضور امینِ شریعت کو جس طرح زہدوتقویٰ ورثے میں ملا ہے ہے اسی طرح شاعری بھی آپ کو ورثے میں ملی۔ آپ کے جد کریم حضرت استاذِ زمن علامہ حسن رضا خاں حسن اور امام اہلِ سنت امام احمد رضا خاں فاضلِ بریلوی کے اشعار ہی آپ کی شاعری کے محرک ثابت ہوئے۔ تبلیغِ دین کی مصروفیات کی وجہ سے آپ نے بہت کم نعتیہ اشعار کہے مگر جو کچھ بھی آپ نے کہا ہے نعتِ پاک کی مذکورہ خصوصیات کے دائرے میں رہ کر ہی کہا ہے اور اپنے اسلاف کی نعت گوئی کی روایت کو جاری رکھا۔۔

نعتیہ شاعری کے لیے عشق رسول شرطِ اول ہے، دل کا عشق رسول سے معمور ہونا لازمی ہے۔ عشقِ رسول میں ڈوب جانے کے بعد بھی ہوش کا دامن ہاتھ سے چھوٹنا نہیں چاہیے۔ اللہ کی بارگاہ میں دیوانگی کا گزر تو ہوسکتا ہے مگر مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جناب میں ہوشمندی لازمی ہے۔ بقولِ شاعر

''باخدا دیوانہ باش و بامحمد ہوشیار''

حضور امین شریعت کی ذات میں حبّ رسول کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ آپ کی زندگی کا لمحہ لمحہ عشقِ رسول سے شرابور تھا، یہ عشقِ رسمی نہ تھا بلکہ عشق حقیقی تھا آپ کی نعتیہ شاعری جس کی غماز ہے۔ مدینہ آپ کے لیے مرکز ایمان ہے اور جانِ محبت ہے۔ جب

داروغۂ جنت کی نظریں حضرتِ سبطین کو تلاش کرتی ہیں تو آپ مدینے کے تصور میں گم رہتے ہیں اور مدینے کی تلاش میں سرگرداں نظر آتے ہیں، نہ جنت کی تمنا اور نہ ہی حور وقصور کی خواہش، در بدر کی ٹھوکریں کھانے کی بجائے درِ مصطفیٰ میں قیام کو اپنی معراج سمجھتے ہیں۔اس دعوے کی دلیل میں عشق وعقیدت میں ڈوب کر کہے گئے یہ اشعار ملاحظہ فرمائیں۔

مجھے چشمِ رضواں ادھر ڈھونڈتی ہے
مدینے کو میری نظر ڈھونڈتی ہے
میں کیوں ٹھوکریں در بدر کھاؤں جاکر
مِری آرزو تیرا در ڈھونڈتی ہے
ہے میرے دل میں نقشہ ءِ طیبہ کھنچا ہوا
خواہش بھلا ہو کیا مجھے حور وقصور کی

حضور امینِ شریعت کا دل عشق رسول سے معمور ہونے کے باوجود عشق کی بلندیوں کے حصول کی تمناؤں کی آماجگاہ بنا ہوا ہے۔اگر محبوب یکتائے زمانہ ہے تو یہ اس محبوب کے عشق میں یکتائے زمانہ بن کر عشاق مصطفیٰ کے رشک کا سامان بننے کی خواہش رکھتا ہے۔

رشکِ عشاق بنوں عشقِ نبی میں یارب
وہ ہے یکتا تو مجھے عشق میں یکتائی ہو

حضور امینِ شریعت کے ہر شعر سے عشقِ رسول کی چاندنی بکھرتی ہوئی نظر آتی ہے۔جہاں نسیمِ باغِ طیبہ آپ کے غیچہ ءِ دل کو کھلاتی ہے وہیں حضور کے آستانے پر ناصیہ فرسائی کی تمنا آپ کے یہاں انگڑائیاں لیتی ہیں۔یہی وجہ ہے کہ حشر تک ختم نہ ہونے والے کیف وسرور کے لیے خود کو مسلسل عشقِ رسول کا جام پیتے رہنے کی تلقین بھی کرتے ہیں۔

نسیمِ باغِ طیبہ غنچہ ءِ دل کو کھلاتی ہے
خوشی کے شادیانے بج رہے ہیں ہر رگِ جاں میں

آستانے پہ اگر ناصیہ فرسائی ہو
تب تمنا دلِ سبطین کی بر آئی ہو
سبطین جامِ عشقِ محمد پیا کرو
تا حشر پھر کمی نہ ہو کیف و سرور کی

قرآن جو از اول تا آخر نعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے، کی آیتوں کے مفاہیم کو بھی آپ نے شعری پیکر عطا کیا ہے۔ لا اقسم بھذا البلد کی ترجمانی کرتے ہوئے آپ حضور کے سرِ انور کی رفعت کو نا قابلِ فہم قرار دیتے ہوئے یوں گویا ہوتے ہیں

کوئی کیا جانے کیا رفعت ہے تیرے فرق انور کی
تری خاکِ قدم کی ہے قسم موجود قرآں میں

اور حق بھی ہے جب قرآن آپ کے شہر کے حوالے سے خاکِ قدم کی قسم کھا رہا ہے تو آپ کے سرِ مبارک کا مرتبہ کیا ہوگا یہ بعید از قیاس ہی قرار دیا جائے گا۔ انا فتحنا لک فتحا مبینا (بے شک ہم نے تمہارے لیے روشن فتح فرمادی) کو آپ نے شعری پیکر یوں عطا کیا کہ شعر اس آیت کی تفسیر بن گیا۔

حق تعالیٰ نے انہیں کا بول بالا کر دیا
وصف عالی آپ کا انا فتحنا کر دیا

ہجر میں جب یادِ نبی شدت اختیار کر جاتی ہے اور دیدار کی کوئی صورت نظر نہیں آتی ہے تو سِوا نعتِ مصطفیٰ گنگنانے کے اور کیا صورت ہوسکتی ہے۔ رات کی تنہائی میں بیمارِ عشقِ نبی کی کیا کیفیت ہوتی ہے ملاحظہ فرمائیں۔

کروٹیں بستر پہ اپنی لے رہا ہے بار بار
دید کے قابل ہے عالم آپ کے بیمار کا

یادِ نبی میں بے جان لکڑی کی بیقراری کو بیان کر کے آپ نے شعر کو تلمیحی رنگ عطا

کر دیا ہے۔

محبوب انس ہی نہیں محبوبِ گُل ہو تم
ہے بے قرار ہجر میں لکڑی کھجور کی

پاسبانِ ملت علامہ مشتاق احمد نظامی کے قول کے مطابق مسلکِ اعلیٰ حضرت کے استقلال و استحکام کے لیے جدو جہد کرنا وقت کا عظیم جہاد ہے۔ حضور امینِ شریعت زندگی بھر تحریر و تقریر کے ذریعے یہ عظیم جہاد کرتے رہے۔ قریہ قریہ گاؤں گاؤں جا کر آپ تعلیمِ رضا کی ترویج و اشاعت میں لگے رہے اور تعلیماتِ رضا کو عام کرتے رہے۔ دشمنانِ دین و گستاخانِ رسول کے خلاف سراپا عشقِ رسول امام احمد رضا فاضلِ بریلوی علیہ الرحمہ کی شدتِ تحریر کا اعتراف کرتے ہوئے حضور امینِ شریعت یوں رطب اللسان ہیں۔

آپ کی تحریر میں یا سیدی احمد رضا
خوب جلوہ ہے اشداء علی الکفار کا
دشمنانِ دینِ احمد زخم سے اب چور ہیں
وار ایسا سخت ہے شاہا تری تلوار کا

اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی علیہ الرحمہ کو جن سلاسلِ طریقت میں اجازت و خلافت حاصل تھی ان میں سے قادریہ، چشتیہ، نظامیہ، محبوبیہ، سہروردیہ، نقشبندیہ، صدیقیہ وغیرہم مشہور و معروف سلسلے ہیں۔ ان سلاسلِ حقہ کے تاجداروں کے فیوض و برکات اور ان کی رفاقت کی تمنا کا اظہار اللہ کی بارگاہ میں یوں کرتے ہیں۔

تمنا ہے ترے دربار میں سبطین کی یارب
کہ اٹھے حشر کے دن زمرۂ احمد رضا خاں میں

سچا مسلمان، سچا عاشقِ رسول فرائضِ اسلام سے کبھی غافل نہیں ہوتا۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا خود بھی مصداق بنتا ہے اور دوسروں کو بھی بناتا ہے۔ اسی طرح حضور امینِ شریعت کے یہاں قدم قدم پر نثر و نظم میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا

پیغام نظر آتا ہے۔ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز سے متعلق مشہور و معروف حدیثِ پاک ہے: "جعلت قرۃ عینی فی الصلوٰۃ "

ساری عبادتوں میں نماز کو افضلیت حاصل ہے۔ قیامت کے دن بھی سب سے پہلا سوال نماز سے متعلق ہی کیا جائے گا۔ جب نماز کی اتنی اہمیت ہے تو ایک سچے عاشقِ رسول کے زبان و قلم سے اس کی تلقین کیسے ناممکن ہوتی۔ آپ نے لطفِ نماز کے عنوان سے ایک نظم لکھی جس میں نماز کا مرتبہ، نماز کی اہمیت اور اس کے فوائد کے مضامین کو قلم بند کیا ہے۔ چند اشعار قارئین کی نذر ہیں۔

اللہ کو پسند ہے عادت نماز کی
محبوب ہے نبی کو جماعت نماز کی
چمکیں گے دست و پائے مصلی بروزِ حشر
کھل جائے گی سبھی پہ کرامت نماز کی

اور

روزِ محشر کے جاں گداز بود
اولیں پرششِ نماز بود

کی ترجمانی یوں کرتے ہیں

محشر میں سب سے پہلے جسے پوچھے گا خدا
وہ ہے عبادتوں میں عبادت نماز کی

مادی ترقی کے اس دَور میں تیزی سے بدلنے والے حالات، بڑھتی ہوئی بے راہ روی اور بے عملی کو آپ شدت سے محسوس کرتے ہیں اور افسوس ظاہر کرتے ہوئے اپنے جذبات کو شعر میں یوں ڈھالتے ہیں۔

افسوس تو یہی ہے کہ دنیا بدل گئی
کس کو بتائیں کیا ہے حقیقت نماز کی

تاجدارِ اہلِ سنت شہزادۂ اعلیٰ حضرت سراپا خیر و برکت حضرت سیدی و مرشدی مولانا الحاج الشاہ ابوالبرکات محی الدین جیلانی آلِ رحمٰن محمد مصطفیٰ رضا خاں قادری حضور مفتی اعظمِ ہند کی حج و زیارتِ حرمین شریفین سے واپسی پر آپ نے جو نذرانۂ عقیدت بطور تہنیت پیش کیا ہے وہ بھی خوب ہے اور آپ کی قادرالکلامی پر دال ہے۔ آپ نے حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے مصطفیٰ نام سے خوب فائدہ اٹھایا ہے۔ حضور کے روضۂ انور کو کعبے کا کعبہ کہہ کر اعلیٰ حضرت کے کلام ''کعبہ تو دیکھ چکے کعبے کا کعبہ دیکھو'' کی یاد تازہ کر دی۔ چند اشعار پیش کرتا ہوں۔

مبارک! ہو کے رخصت مصطفیٰ سے مصطفیٰ آئے
خدا کا شکر ہے کعبے سے مہمانِ خدا آئے
ادائے فرض کر کے پھر گئے کعبے کے کعبہ کو
وہاں سے دولتِ کونین لے کر مرحبا آئے
یہ کیسی رحمتوں کی بدلیاں چھائیں زمانے میں
زیارت کر کے شاید مصطفیٰ کی مصطفیٰ آئے
مسرت ہی مسرت ہو رہی ہے اہلِ سنت کو
ادائے فرض کر کے آج ان کے پیشوا آئے

حضور امینِ شریعت علیہ الرحمہ کی نعت نگاری پر اظہارِ خیال کے لیے کچھ زیادہ کلام دستیاب نہیں ہو سکا لہٰذا آپ کی نعت نگاری پر سیر حاصل گفتگو نہیں کی جا سکی۔ آپ کے نعتیہ کلام کا یہ مختصر سا جائزہ آپ کی نعتیہ شاعری میں پائی جانے والی خصوصیات جیسے فکر کی گیرائی و گہرائی، عشقِ رسول کی چاشنی، مضمون آفرینی، کلام میں معنویت اور فکری طہارت شاعرانہ شعور کو اجاگر کرتا ہے جس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آپ نے اپنے اسلاف کی نعت گوئی کی روایت کو بھی اپنے یہاں زندہ رکھا۔ اللہ تعالیٰ حشر کے دن حضور امینِ شریعت کے ان شعروں کو ان کے حق میں

مبارک کرے۔

بر سرِ شمشیر میرے ڈگمگائے تھے قدم
ربِّ سلم کی صدا نے پار بیڑا کر دیا
حشر میں تھی پُر خطر سبطین کی حالت مگر
ان کی رحمت نے سرِ میزاں اشارا کر دیا

❁❁❁

جگدل پور ضلع بَستر چھتیس گڑھ

باب دوازدہم

ملفوظات

ملفوظات امین شریعت کے اصلاحی پہلو

سید عبد القادر جیلانی قادری

ملفوظات اور ارشاداتِ صوفیا و اولیا تصوف کا ایک ذریں باب ہے۔ ملفوظات، ارشادات و اقوال بھی دین متین کی تبلیغ و اشاعت کے بہترین ذرائع ہیں۔ جن کی ہر دور میں اپنی اہمیت رہی ہے۔ بزرگان دین کے اقوال ہمارے لیے مشعل راہ ہوتے ہیں، جن کی مدد سے ہم راہ حق پر ثبات و استقامت حاصل کر سکتے ہیں۔ چوں کہ بزرگان دین کی زندگی اسلامی رنگ ڈھنگ میں ڈھلی ہوتی ہے، لہذا ان کے ملفوظات عالیہ بھی تحریکی ہوتے ہیں، جنھیں اگر ہم اپنی حیات مستعار کی سیج پر سجائیں تو یقینا ہماری زندگی با مقصد و با معنی بن سکتی ہے۔ اور ان ملفوظاتِ عالیہ پر عمل پیرائی سے ہم دارین میں فلاح کے حق دار ہو سکتے ہیں۔

یہاں ہم بلا توضیح و تفصیل حضور امین شریعت رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال و ملفوظات عالیہ کا مختصر مگر تحریکی گلدستہ آپ کے مجموعہ مضامین سے پیش کر رہے ہیں، جس میں ہر ہر قول قابل غور و عمل ہے۔ وہ امین شریعت جن کے خاندان کا ہر ہر فرد آفتاب و ماہتاب کی حیثیت رکھتا ہے۔ چاہے وہ آپ کے برادرانِ اصغر ہوں، یا آپ کے والدین کریمین، چاہے آپ کے چچا زاد برادران ہوں، یا پھر چچا اور ان کے اجداد۔ حضور امین شریعت علیہ الرحمہ کے خاندان پر آقا کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اور سرکار غوثیت مآب رضی اللہ عنہ کا خصوصی فیضان و کرم ہے۔ آپ سیدنا اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت امام احمد رضا خاں محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے برادر عزیز استاد زمن علامہ حسن رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شہزادے، اور اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کے خوان علم و فضل و حکمت کے پروردہ و خلیفہ، حضرت علامہ حسنین رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند

سعید ہیں۔جس کی رگوں میں ان عظیم ہستیوں اور ولیوں کا لہو گردش کرتا ہو،اور خود بھی زہد و تقویٰ اور ورع میں ہم عصروں میں امتیازی مقام رکھتا ہو۔دیکھنے والے انہیں ہم شبیہ مفتی اعظم کہتے ہوں، اور ایسے ہم شبیہ کے نہ صرف صورت بلکہ سیرت و کردار، اور افعال و اشغال میں بھی اپنے مرشد کا پرتو ہوں۔ یقینا ولی کامل ہے۔آیئے ہم بھی ایسے ولی کامل کے ملفوظات وارشادات سے دلوں کی دنیا میں صالح انقلاب برپا کریں۔عمل کی کھیتی کو پروان چڑھائیں۔اور ملفوظات امین شریعت کو حیات مستعار کی سیج پر سجا کر ہم بھی اپنی زندگی کو بامقصد و اسلامی رنگ میں ڈھال لیں:

بندگی خدا و اطاعت رسول:

☆ ہمیں اللہ و رسول کے حکم پر چلنا چاہیے،ہمیں یوروپ و ایشیا کی تقلید سے کیا واسطہ۔(مضامین امین شریعت؛ مرتبہ: مولانا اشرف رضا قادری، ص۴۰،مطبوعہ راے پور)

☆ جب ہم صحیح معنی میں مسلمان تھے تو دنیا نے ترقی کی راہیں ہم سے معلوم کیں اور آج ہم اپنے مقدس دین سے بے بہرہ ہو کر سب کچھ کھو بیٹھے۔(ص،۴۰)

☆ ہماری تمہاری بداعمالیاں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک دل دکھا رہی ہیں افسوس کہ ہمیں دوست و دشمن کی تمیز بھی نہ رہی، خدارا سوچیے کہ ہم اپنے دشمن (شیطان) کو تو خوش کررہے ہیں اور خدا کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا دل دکھا رہے ہیں۔(ص،۴۱)

☆ نماز خدا کے دربار کی پانچ وقت حاضری کا نام ہے۔(ص،۴۳)

☆ نماز بغیر طہارت اور پاکی کے نہیں ہوتی، اور نماز کی طہارت وضو و غسل ہے۔(ص،۴۴)

☆ جس وقت آپ نماز میں داخل ہوں، دنیا و ما فیہا سے بالکل بے نیاز ہو جائیں،صرف اللہ تعالیٰ سے لو لگی ہو۔(ص،۴۵)

☆ جس کی نماز اسے برائیوں سے نہ روکے وہ یقین کرلے کہ اس کی نماز حقیقی نماز

نہیں ہورہی ہے۔(ص،۴۹)

☆انسان پر شیطان ایسا چھایا ہے کہ آدمی نے نماز کی نیت کی اور دنیا بھر کے قصے دل ودماغ میں آنے لگے۔(ص،۴۹)

☆پیارے نو جوانوں! تم مسلمان ہو، اسلام کی خدمت تمہارا اولین فرض ہے، اور نماز کی تحریک اسلام کی بہترین خدمت ہے۔(ص،۵۵)

☆دیکھو جن مسلمانوں نے اللہ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کو راضی کرلیا تھا ان کی شوکت وعظمت کا آج تک دنیا میں ڈنکا بج رہا ہے، اور وہ صدیاں گذرنے پر بھی آسمان عزت کے چاند تارے بنے ہوئے ہیں۔(ص،۵۴-۵۵)

☆نماز کا مقصد اپنے دل و دماغ میں عقیدہ عبدیت کا راسخ کرنا ہے۔(ص،۵۷)

☆نماز دربار الٰہی میں دن رات میں پانچ بار حاضری اور اس سے ہم کلامی کا شرف بخشتی ہے جو مسلمانوں کی معراج ہے۔(ص،۵۷)

☆نماز خدا اور بندے کا رشتہ مضبوط کرتی ہے۔(ص،۵۷)

☆نماز برائیوں اور بے حیائیوں سے بچاتی ہے۔(ص،۵۷)

☆نماز ہی کے ذریعے دنیا کی زندگی میں بندے کو خدا سے سب سے زیادہ قرب حاصل ہوسکتا ہے۔(ص،۵۷)

☆نماز ہی میں بار بار خدا کے وجود اور اس کی عظمت و جبروت کا مطالعہ اور اپنی فروتنی کا عملی ثبوت ملتا ہے، جو روح ایمان ہے۔(ص،۵۷)

☆(نماز) قرآن پاک کے تحفظ کا ایک ذریعہ ہے۔(ص،۵۷)

☆نماز ہر حال میں فرض ہے، ہر فرض سے پہلے فرض ہوتی ہے اور ہر فرض کے بعد تک فرض رہتی ہے، اس لیے زندگی کے آغاز ہی میں نماز کی یاددہانی اذان کے ذریعے ہوئی اور موت کے بعد اس نئی زندگی کا افتتاح بھی نماز ہی سے کیا گیا۔(ص،۵۸)

☆ خدارا خدا سے ڈرو، اپنے اوپر رحم کھاؤ، اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو۔ (ص، ۶۳)

☆ بھائیو! دنیا کبھی کام نہیں آسکتی، کام آئے گا تو دین و مذہب ہی کام آئے گا۔ (ص، ۶۳)

☆ سوچو اور غور کرو کہ اس غم والم (عاشورہ محرم) کے ماحول میں یہ دھوم دھڑا کے، یہ دوڑ بھاگ، باجے تاشے، ڈھولکی تھاک، اور ننگے ناچ، کیا معنی رکھتے ہیں؟ شرماؤ اپنے اس برے کاموں پر، توبہ کرو اور ندامت کے آنسو بہاؤ، اور یاد کرو امام عالی مقام اور ان کے مقدس ساتھیوں کی قربانیوں کو، روزے رکھو، نوافل پڑھو، تلاوت قرآن کریں اور نذر و نیاز کرو، غریب و مسکین کو کھانا کھلاؤ، تاکہ میدان قیامت میں اس کے سامنے سرخرو ہو، اور اپنی نیکیوں کا صلہ پاؤ۔ (ص، ۶۳)

☆ دار آخرت ہی اصل گھر ہے، وہی منزل مقصود ہے و مرجع نفوس ہے، اور جو پہلے گئے ان کے لیے بشارت سابقون الا ولون ہے۔ (ص، ۱۰۰)

ذکر خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم:

☆ وہ صرف نور ہی نہیں بلکہ وہ مزمل بھی ہے، مدثر بھی ہے، طٰحٰہ و یٰسین بھی ہے، وہ رحمۃ اللعالمین، خاتم النبین، شفیع المذنبین بھی ہے۔ اور ان سب کے ساتھ عروس مملکت الٰہیہ بھی ہے، کائنات کا دولہا بن کر تشریف لا رہے ہیں اور ایسا انوکھا اور نرالا دولہا کہ چشم فلک نے ان کے علاوہ نہ دیکھا نہ دیکھ سکے گا، اور سیدنا حضرت آدم سے لے کر حضرت عیسیٰ تک نہ کوئی آیا اور نہ صبح قیامت تک آسکے گا۔ (ص، ۷۵)

☆ وہ ایسا دولہا ہے کہ اگر وہ دولہا بن کر نہ آتا تو کوئی دولہا ہی نہ بنتا، دولہا بننا تو درکنار دنیا ہی نہ بنتی۔ (ص، ۷۵)

☆ شب دیجور میں یہ دولہا جدھر نکل جاتا تو در و دیوار روشنی کا مینار بن جاتے۔ (ص، ۷۹)

☆ وہ کون سی خوبی اور کون سا کمال ہے جو اس انوکھے اور نرالے دولہے میں نہ ہو،

حسن و جمال ہو کہ جود و نوال فضل و کمال غرض کہ ہر بڑی سے بڑی اور چھوٹی سے چھوٹی بات جو وجہ فضیلت ہو سکتی ہو وہ سب اس دولہے کی ذات ستودہ صفات میں بدرجہ اتم موجود ہے۔ (ص،۷۹)

☆ جو کچھ اگلوں کو دیا تھا وہ سب اس دولہے کو دیا بلکہ اس سے کہیں زیادہ عطا فرمایا۔ (ص،۷۹)

☆ بلاشبہ میرے آقا و مولیٰ حضور سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم فاتح عالم ہیں اور جس چیز سے آپ نے دنیا کو فتح فرمایا ہے وہ آپ کا خلق کریم ہے۔ (ص،۸۸)

☆ اس معلم اخلاق صلی اللہ علیہ وسلم کے دفتر اخلاق کی تفصیلات کو کما حقہ نا کوئی آج تک بیان کر سکا ہے اور نہ صبح قیامت تک بیان کر سکے گا۔ (ص،۹۵)

عقل و معرفت:

☆ عقل ایک ایسی نعمت ہے کہ یہ جوہر لطیف انسان ہی کو ملا اور کسی کو نہ ملا اور اس کا کام بھی بڑا اہم کام ہے۔ (ص،۳۷)

☆ عقل کا بڑا مصرف خدا کی معرفت میں ہے اور معرفت الٰہی ہی جن و انس کا مقصد قرار پایا ہے۔ (ص،۳۷)

☆ دنیا کی ہر چیز کسی نہ کسی خاص کام کے لیے بنائی گئی ہے بے کار کوئی چیز نہیں۔ (ص،۳۸)

☆ آپ کا مقصد حیات معرفت و عبادت الٰہی ہے۔ (ص،۳۸)

وقت کی اہمیت و افادیت:

☆ دیکھو بعض پھل پھول فصل ربیع کے ہیں تو وہ فصل ربیع میں ہی ملیں گے اور جو فصل خریف کے ہیں وہ خریف ہی میں ہاتھ آئیں گے یہ قدرت کی طرف سے ہمارے

لیے مکمل درس ہے کہ ہم بھی اپنے فرائض ادا کریں، اور وقت پر ادا کریں۔ (ص،۳۹)

☆ نماز وقت پر ادا ہو، زکوٰۃ وقت پر دی جائے، روزے وقت پر رکھے جائیں، حج اس کے وقت پر کیا کریں۔ (ص،۳۹)

☆ نماز کی پابندی وقت کی پابندی کا خوگر بناتی ہے۔ (ص،۵۸)

فکر و عمل:

☆ ہم ہیں تو مسلمان مگر خدا کو ناراض کرنے اور اس کے غیظ وغضب کو بھڑکانے کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ (ص،۳۹)

☆ ہماری آزادی کی بقا اور اس کا عروج ان سب کا مدار صرف ہماری اسلامی زندگی پر منحصر ہے۔ (ص،۴۰)

☆ ہم بھی اسی وقت ایک زندہ قوم کہلانے کے مستحق ہو سکتے ہیں جب کہ ہماری زندگی خالص اسلامی زندگی ہو۔ (ص،۴۰)

☆ ہماری ترقی ہمارا تنزل رب العزت نے بظاہر ہمارے ہاتھ میں دے دیا ہے، اب ہم سے زیادہ کون گدھا ہوگا کہ ترقی کو ٹھکرائیں اور تنزل کو از خود اختیار کریں۔ (ص،۵۴)

☆ اس دنیا میں آئے ہو تو لوح ہستی پر کوئی ایسا نقش بنا جاؤ، جو صدیوں نہ مٹ سکے۔ (ص،۵۵)

☆ انقلاب آتے ہیں حکومتیں مٹتی ہیں قومیں فنا کے گھاٹ اترتی ہیں مگر اللہ کے پیارے بندوں کی عزت وعظمت اور ان کی شہرت میں فرق نہیں آتا وہ سب انقلاب سے پہلے جیسے چمک رہے تھے آج بھی ویسے ہی درخشاں ہیں۔ (ص،۵۵)

☆ اے نوجوانان اسلام! ہمت نہ ہارو اور مایوسی پاس نہ آنے دو، یہ زمین اور اس کے دریا، باغات، محلات، تری، خشکی، جیسے پہلے تمہاری تھی، پھر تمہاری ہو جائے گی، تم سنبھلو اور قوموں کو سنبھالو۔ (ص،۵۶)

☆اللہ تعالیٰ کو تمہاری رسوائی پسند نہیں، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہاری ذلت سے سخت ایذا پہنچ رہی ہے، ذلت کو تمہیں نے خود پسند کر رکھا ہے۔مومن ہونا شرط عزت ہے تم مومن کامل ہو گے تو غیرت حق جوش مارے گی اور دنیا کو کروٹ بدلنا پڑے گی۔(ص،۵۶)

☆مقام صد افسوس ہے کہ مسلمان دین و مذہب سے بے تعلق ہو گئے، اسلام کی کوئی جھلک ان کی زندگیوں میں نظر نہیں آتی، سیرت وصورت، اخلاق و کردار سب تباہ و برباد ہو چکا ہے، نہ عبادت کی طرف توجہ ہے اور نہ معاملات کی درستگی کا کوئی خیال۔(ص،۶۰)

☆ان (امام عالی مقام) کی روح پاک کو خراج عقیدت پیش کرنا چاہتے ہو تو اس کا ایک ہی طریقہ ہے اور وہ یہ ہے کہ اُن اسوۂ حسنہ کی پیروی کی جائے جو حضرت امام نے پیش فرمایا۔اسی مقصد کو زندہ یادگار کر سمجھو، یہی حسین بن علی رضی اللہ عنہ کی زندگی کا مدعا سمجھو۔(ص، ۶۴)

☆مسلمانوں کی عالم گیر زبوں حالی، تباہی و بربادی کے اسباب جہاں خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی دین و مذہب سے بے تعلقی، اسلامی تعلیمات سے بے خبری بدعملی و بدعقیدگی اور فرائض اور واجبات کی ادائیگی میں کوتاہی ہے وہاں ایک بڑا سبب اتفاق واتحاد کا فقدان آپس کی پھوٹ نفاق وشقاق، اور باہمی میل ومحبت کا موجود نہ ہونا بھی ہے۔(ص،۸۶)

حفظان صحت وصفائی:

☆وہ (نماز) بالکل حفظان صحت کے اصول پر ہے، وہ ہماری تندرستی کی ضامن ہے۔(ص، ۴۴)

☆ہماری جسمانی صحت کو اسلامی طہارت سے جو فائدے حاصل ہوتے ہیں وہ تھوڑے نہیں ہیں۔(ص، ۴۴)

☆بدن کی صفائی ستھرائی پر تندرستی کا مدار ہے۔(ص،۴۴)

☆اس دین میں صفائی ستھرائی کیسی ہوگی جس کی بنیاد ہی صفائی ستھرائی اور پاکیزگی پر پُر ہو۔(ص،۴۴)

☆اور جس دین میں پاکی اور پاکیزگی کو برابر کا حق دیا گیا ہے، اس میں پاکی اور صفائی ستھرائی کا کیسا لحاظ رکھا گیا ہوگا۔(ص،۴۵)

☆معدے کو ہضم میں جن جن حرکتوں کی ضرورت ہے وہ سب نماز میں جمع کردی گئیں۔(ص،۵۳)

☆نماز کی طہارت بدن کے کھلے حصے کو جراثیم کے نفوذ سے بچائے رہتی ہے۔(ص،۵۷)

☆نماز ایک روحانی ورزش کا نام ہے جو روح کو پاکیزہ اور آدمی کو مہذب بناتی ہے۔(ص،۵۸)

☆نماز ہمارے تمام دکھوں کا علاج اور دردوں کا مداوا ہے۔(ص،۵۸)

درسِ تنظیم واتحاد:

☆نماز مساوات کا بہترین سبق ہے۔(ص،۵۳)

☆نماز سے بہتر تنظیم کسی مذہب وملت میں نہیں۔(ص،۵۳)

☆مسلم قوم کا بار تمہاری (نوجوانوں) گردن پر آرہا ہے، تو اپنے دور کو خیر و برکت والا بنانے کے لیے اٹھو کمر ہمت چست کرو خود سنبھلو، اور قوم کو سنبھالو۔(ص،۵۴)

☆جب تک تم خود عملی قدم نہ اٹھاؤ گے اس وقت تک کچھ نہ ہوگا۔(ص،۵۴)

☆مایوسی ہمارے مذہب میں گناہ ہے۔(ص،۵۴)

☆نماز اجتماع و تنظیم کا پہلا قدم ہے۔(ص،۵۷)

☆نماز کا ایک بڑا فائدہ نمازیوں کا اتحاد ہے، جس سے قرونِ اولیٰ میں مسلمانوں

کو متحدہ قوم بنانے میں بڑی مدد ملی ہے۔صفوں کی آراستگی اور مل جل کر کھڑے ہونے شاہ و گدا کا فرق مٹتا ہے، جو اسلام میں مساوات قومی کا پہلا سبق ہے۔(ص،۵۷-۵۸)

☆اختلافات کی دلدل میں پھنس کر مسلمان اتفاق و اتحاد کی برکتوں سے بالکل محروم ہو چکے ہیں، ان کی ساکھ قائم نہ رہی، دنیا کی دوسری قوموں پر ان کا رعب باقی نہ رہا، اقوام عالم روز بروز ان پر حاوی ہوتی جارہی ہیں، ان کی گرفت مسلمانوں پر مضبوط ہوتی جا رہی ہے، اور مسلمان بری طرح ذلیل وخوار ہیں، اس صورت پر مسلمانوں کی عقلوں کا جس قدر بھی ماتم کیا جائے تھوڑا ہے، اور جس قدر بھی آنسو بہائے جائیں کم ہیں۔(ص ۸۷)

☆سرکار نے جو تعلیمات اخوت ومساوات، بھائی چارا، رواداری، حسن سلوک، عفو و تقصیر، بڑوں کی عزت اور چھوٹوں پر شفقت نیز مسلمانوں کی ایذا رسانی اور غیبت وغیرہ سے باز رہنے کے سلسلے میں اپنے چاہنے والوں کو دی ہیں وہ بھی حسن اخلاق سے لبریز ہیں اور مسلمان آج بھی اگر ان تعلیمات کو اپنائیں اور عمل کریں تو یقین جانیے کہ ان کے باہمی اختلافات یک سر دور ہو جائیں۔(ص،۹۰-۹۱)

☆اتفاق واتحاد کی رٹ تو لگائی جاتی ہے لیکن اخلاق کی درستگی کی طرف کوئی توجہ نہیں دی جاتی کہ جس کے بغیر اتفاق واتحاد کا تصور ہی بے کار ہے۔(ص،۹۵)

☆مسلمانوں آپس میں میل ومحبت اور اتفاق واتحاد دیکھنا چاہتے ہو تو پہلے اخلاق محمدی کے خوگر بن جاؤ۔(ص،۹۵-۹۶)

☆اگر آج ساری دنیا امن وامان کی خواہش مند ہے اور اہل دنیا موجودہ انتشار اور افراتفری کو واقعتا دور ہی کرنا چاہتے ہیں تو انہیں بھی اخلاق محمدی سے سبق حاصل کرنا ہوگا، کہ جس کے بغیر دنیا میں امن وامان کا قیام ناممکن ہی نہیں بلکہ محال ہے۔(ص،۹۶)

☆کتنا افسوس ناک سانحہ ہے کہ قوم مسلم جس کے آپسی میل ومحبت، حسن سلوک اور باہمی رواداری ایک مثالی حیثیت رکھتی ہے آج وہی آپس کے انتشار اور افراتفری کا بری طرح شکار ہو رہی ہے، اور یقین جانیے یہ سب نتیجہ ہے اسی معلم اخلاق صلی اللہ علیہ

وسلم کی پاکیزہ تعلیمات کوفراموش کردینے کا۔(ص،۹۶)

درس شرم وحیا:

☆حیااسلام کا خاص جوہر ہے۔(ص،۵۵)

☆تمہاری حیا کہاں گئی، تمہاری عزت کو کیا ہوگیا، کیا تمہیں اپنی ذلت ورسوائی کا احساس بھی نہیں رہا۔(ص،۵۵)

☆مسلمان مردوعورت کی شرم وحیاان کے ایمان کی علامت ہے۔(ص،۶۲)

☆ایک عورت کی بے حیائی میں ساری مسلم قوم کی انتہائی ذلت ہے۔(ص،۶۲)

☆ہر مسلمان عورت کو یہ یقین کرنا چاہیے کہ صرف ایک میری بے حیائی سے ساری قوم ذلیل وخوار ہوتی ہے۔(ص،۶۲)

☆عورت کو چاہیے کہ اپنے قوم کا نام روشن کرنے والی بنے اور قوم کو ذلیل ورسوا ہونے سے بچائے۔(ص،۶۲)

اصلاح فکروعمل:

☆کتنی عجیب بات ہے کہ اگر بعض مہینوں میں مسلمان دین و مذہب کی طرف کچھ جھکتے بھی ہیں تو رسم ورواج کی آڑ لے کر دین مذہب پر سب کچھ کرگذرتے ہیں جس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔اوراس طرح سارے کیے ہوئے پر پانی پھیر دیتے ہیں، اب ثواب کے بجائے گناہوں سے اپنا دامن بھر لیتے ہیں۔(ص،۶۱)

☆رمضان المبارک میں اگر کچھ مسلمان روزے رکھیں گے، تراویح پڑھیں گے تو عید کے دن انہیں میں سے بہت ہوں گے جو دل کھول کر دکھاوے کے لیے فضول خرچی کریں گے، اور شام ہوتے ہی سینما ہال کی کھڑکیوں پر دھکا کھاتے نظرآئیں گے، حالاں کہ سب جانتے ہیں کہ اسلام میں اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔(ص،۶۱)

☆عاشورہ محرم میں سرخ کپڑے پہننا خارجیوں، کالے کپڑے پہننا رافضیوں، اور ہرے کپڑے پہننا بدعتیوں کی مشہور علامتیں ہیں، نیز کپڑے پھاڑنا، تعزیہ بنانا، ڈھول باجے تاشے سواریوں کی کود پھاند، انسان کی پاکیزہ صورت کو بگاڑ کر شیر، چیتا، زیبرا اور ریچھ کی صورت بنانا سب ناجائز و حرام کاموں میں عورتیں بھی مردوں کے کاندھے سے کاندھا ملائے نکل آتی ہیں۔(ص، ۶۲)

☆عاشورہ محرم کو کربلا کی گرم ریت پر بے رحمی سے شہید کیے جانے والے پاک جانوں کی یاد کرنے کا وقت ضرور ہے مگر گھر میں یاد کرو، قرآن کریم پڑھ کر ان کی پاک روح کو ایصال ثواب کرو۔ یہ کوئی عیش و طرب کا تہوار نہیں ہے کہ تم زرق و برق کپڑے پہن کر بے پردہ و سینہ و سر کھلے سارے شہر کا گشت لگاؤ، اور ننگے پن سے مسلم قوم کو شرماؤ۔ (ص، ۶۲)

☆اچھی طرح یاد رکھو کہ امام عالی مقام کی بارگاہ پر وقار کے شایان شان خراج عقیدت و محبت تعزیہ داری و سینہ کوبی نہیں ہے۔(ص، ۶۴)

☆مسلمان کی شناخت اور پہچان یہ بتائی گئی کہ مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں مطلب یہ کہ نہ وہ ہاتھ سے کسی کو مارے اور ستائے اور نہ زبان سے کسی کو گالی دے اور برا کہے۔(ص،۹۱)

☆اسلام اور بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر اس بات کی جس سے رشتۂ اخوت مجروح ہوتا ہو، باہمی اتفاق کو ٹھیس پہنچتی ہو، اور آپس میں ٹکراؤ کی صورت پیدا ہوتی ہو سختی سے مذمت فرمائی اور اس سے دور رہنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ مثلاً: غیبت، بدگمانی، بغض و حسد، دھوکہ دہی، تین دن سے زیادہ ایک دوسرے سے ناراضگی، ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان کو ایذا پہنچانا۔ وغیرہ وغیرہ (ص، ۹۳- ۹۴)

☆جہاں تک مسلمان کو اذیت پہچانے کا تعلق ہے یہ کتنا عظیم گناہ ہے کہ جو براہ راست اللہ و رسول کی اذیت کا باعث ہوتا ہے۔(ص، ۹۴- ۹۵)

☆عام لوگوں کے فوٹو فریم کر کے در و دیوار کی زینت بنائے جاتے یا البم میں محفوظ رکھے جاتے ہیں، تو بزرگوں پیروں اور بابا کے فوٹو اور تصویریں حصول برکت کے خیال سے دوکانوں اور گھروں میں آویزاں کیے جاتے ہیں، اور نہ صرف یہ کہ آویزاں کیے جاتے ہیں بلکہ ان پر اگر بتیاں سلگائی جاتی ہیں، ہار پھول پہنائے جاتے ہین، اب ان نادانوں کو کون بتائے کہ یہی تو بُت پرستی کی ابتدائی شکل تھی، اور حال یہی رہا تو آگے چل کر یہی بات پھر بت پرستی کا پیش خیمہ ثابت ہوسکتی ہے۔(ص، ۱۵۳)

درس اخلاق:

☆کون نہیں جانتا کہ غیبت یا چغلی کرنے کو اسلام نے حرام فرما دیا ہے اور غیبت کرنے کو اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے برابر بتایا۔(ص، ۹۴)

☆بدگمانی سے بچو، اس لیے کہ بدگمانی بہت بری بات ہے، عیب جوئی و جاسوسی نہ کرو، دھوکہ دہی کے لیے قیمت نہ بڑھاؤ، اور حسد نہ کرو، بغض نہ کرو، اور اللہ کے بندوں آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ۔(ص، ۹۴)

☆کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی سے تین رات سے زائد جدا رہے اور ملاقات کے وقت ایک دوسرے سے منھ پھیر لیں۔(ص، ۹۴)

☆آج مسلمان کی خودغرضی کا یہ عالم ہے کہ اسے اپنی حاجتیں پوری کرنے سے فرصت ہی نہیں ہے تو دوسرے بھائیوں کی حاجتوں کو کیا پورا کرے گا۔(ص،۹۶)

☆مسلمان کی اخلاقی حالت جب اس قدر بدتر ہو چکی ہو کہ وہ اپنے کسی مسلمان بھائی کو تکلیفوں میں مبتلا دیکھ کر خوش ہوتا اور بغلیں بجاتا ہو تو اس سے یہ امید کیوں کر کی جاسکتی ہے کہ وہ اپنے بھائی کی تکلیف میں اس کا ہاتھ بٹائے گا، اور اس کی تکلیف دور کرنے کی کوشش کرے گا۔(ص،۹۷)

☆مسلمان کے اخلاق کی پستی کا عالم جب یہ ہو چکا ہو کہ اسے اپنے بھائیوں کے عیب اچھالنے اور ان کی پردہ دری میں مزہ آتا ہو تو وہ کس طرح ان کے عیبوں پر پردہ

ڈال سکے گا۔(ص،۹۷)

☆ایک مسلمان جب دوسرے مسلمان کو بیچ چوراہے پر کھڑے ہو کر بر ملا مغلظات بھری گالیاں دے سکتا ہو اور وقت آنے پر مار پیٹ سے بھی دریغ نہ کرتا ہو تو اس کے ہاتھ وزبان سے دوسرے مسلمان کس طرح محفوظ رہ سکتے ہیں۔(ص،۹۷)

☆وہ مسلمان جو دوسرے مسلمان بھائی سے رشتہ توڑنے کو بھلائی جانتا ہو وہ رشتہ کیوں کر جوڑ سکتا ہے۔(ص،۹۷)

☆آج کا وہ مسلمان جو اپنے کسی بھائی کا قصور معاف کرنے کو اپنی کسر شان سمجھتا ہے، اور بہت معمولی سی خطا پر اپنے بھائی کا گلا گھوٹنے اور اس کا خون چوسنے ہی کو شان و بہادری جانتا ہے وہ کیا خاک اس کا قصور معاف کرے گا۔(ص،۹۷)

☆وہ اپنے بڑوں کا ادب، اور چھوٹوں پر شفقت اور ان کے ساتھ محبت کا برتاؤ کیسے کرے گا جو ضبط وتحمل کی اخلاقی قدروں کو پھلانگ کر بات بات پر بڑوں اور چھوٹوں پر آستین چڑھاتا ہو، انہیں آنکھیں دکھاتا ہو، اور ان کا منھ چڑھاتا اور ان کا مذاق بناتا ہو۔(ص،۹۷)

☆اپنی اخلاقی حالت کو درست کرو، اور باہمی رشتہ اخوت کو مضبوط سے مضبوط تر بنا کر اپنے اسلاف و بزرگوں کی طرح آپس میں ایک مضبوط چٹان بن جاؤ، ورنہ یاد رکھو کہ دنیا سے حرف غلط کی طرح مٹا دیے جاؤ گے اور ع

تمہاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں (ص،۹۷-۹۸)

ذکر تاج دار اہل سنت:

☆سیدی و مرشدی مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی رحلت نے دلوں کو پارا پارا کر دیا، ہر طرف غم واندوہ کے بادل چھا گئے ظلمت وتاریکی نے ڈیرا ڈال دیا اور اب یہ حال ہو گیا کہ

چراغ لاکھ تھے لیکن کسی کے اٹھتے ہی
برائے نام بھی محفل میں روشنی نہ رہی
(ص،۱۰۰)

☆سرزمین بریلی کے اس گوشہ نشین ولی کامل (حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ) کی عظیم المرتبت شخصیت اوران کی غیر معمولی مقبولیت کا صحیح اندازہ تو حضرت کی وفات کے بعد ہی ہوسکا۔(ص،۱۰۰-۱۰۱)

☆اس وقت (بعد وصال) پتہ چلا کہ اس عارف حق نے جو مفتی اعظم ہند کے نام سے جانا پہچانا جاتا تھا مخلوق خدا کے دل جیت لیا ہے، اور ساری دنیا سے اپنی عظمت و عبقریت کا لوہا منوالیا ہے۔(ص،۱۰۱)

☆افسوس کے دین وملت کی ایک شمع تھی جو بجھ گئی، روشنی کا ایک مینار تھا جو ماند پڑ گیا، علم کا ایک فانوس تھا جو بجھ گیا، گلستان علم کا ایک مہکتا ہوا پھول تھا جو نذر خزاں ہو گیا، تقویٰ و پرہزگاری کا مجسمہ تھا جو نگاہوں سے اوجھل ہو گیا، صدق وصفا کا پیکر تھا جو روپوش ہو گیا، یا یوں کہو کہ سچا عاشق رسول تھا جو عشق رسول میں فنا ہو گیا، ایک طالب دیدار الٰہی تھا جو اس کے جلوؤں میں کھو گیا، حضرت تشریف لے گئے اور اپنی بے شمار یادگاریں چھوڑ گئے، جو خون کے آنسو رلاتی ہیں۔(ص،۱۰۱)

☆بڑوں کا ادب اور چھوٹوں کے ساتھ شفقت ومحبت جو اسلام کا ایک زریں اصول ہے اور جس پر عمل کر کے آج معاشرے کے بہت سے دلال دور کیے جا سکتے ہیں بہت سی خرابیوں کا سدباب ہوسکتا ہے، آپس میں اتفاق و اتحاد کی فضا پیدا کی جاسکتی ہے۔ (ص،۱۰۷)

☆حضرت کی ذات والا صفات محاسن اور خوبیوں کا ایک ایسا حسین گل دستہ تھی جس کا اب کوئی ثانی نظر نہیں آتا۔(ص،۱۱۱)

مسلک اعلیٰ حضرت:

☆مسلک اعلیٰ حضرت ہمارے اکابر کا پسندیدہ نعرہ ہے، اس کی مخالفت یا اس سے نفرت شیطانی وسوسے سے کم نہیں۔(ص،۱۱۱)

☆ٹی وی کی لعنت گھر گھر پہنچ چکی ہے، غریب سے غریب آدمی بھی اپنے گھر میں

اس کے لگانے کا آرزومند ہے اور عوام ہی نہیں بلکہ بعض خواص کہے جانے والے بھی اس کے شائق ہیں۔ اور بہت سے اس لعنت میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ العیاذ باللہ (ص، ۱۵۲)

☆ یہی حال تصویر اور فوٹو کا ہے کہ پہلے اگر صرف کالج اور اسکولوں کے پڑھے ہوئے روشن دماغ اس طرف مائل تھے، تو اب ان کی دیکھا دیکھی عوام اور ان پڑھ جاہلوں کی اکثریت بھی اس میں بری طرح مبتلا ہو چکی ہے اب تو گھر ہو یا دکان اس کی زینت تصویروں اور فوٹوؤں سے کی جاتی ہے۔ (ص، ۱۵۳)

☆ سوچنے کی بات ہے کہ اسلام جو تصویر پرستی کو مٹانے آیا ہے تصویر کشی کی اجازت کیوں کر دے گا، اسی لیے تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تصویر کھینچنے اور کھنچوانے والے دونوں کو جہنمی بتایا ہے۔ (ص، ۱۵۴)

☆ حقیقت تو یہ ہے کہ ٹی، وی اور ویڈیو فتنہا ہائے روزگار ہیں یہ وقت کے دو عظیم فتنے ہیں یا شیطانی چرخوں میں سے دو چرخے کہ جن کے ذریعے سینما کی تمام تر خرابیاں، بدکاریاں وفواحش بیہودہ اور مخرب اخلاق گانے ایکٹروں اور ایکٹرنیوں کے عریاں، دانس غرض کہ وہ سب کچھ جو اب تک سینما گھروں کی چار دیواریوں تک محدود تھا اسے ٹی، وی اور ویڈیو کے ذریعے گھر گھر پہنچایا جا رہا ہے، گلی در گلی اور چوراہوں پر دکھایا جا رہا ہے، اور اس طرح خدا کے پیارے محبوب دانائے غیوب حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ پیشین گوئی پوری ہو رہی ہے، کہ قرب قیامت میں گانے بجانے کی کثرت ہوگی۔ (ص، ۱۵۸)

یہ ہیں وہ جواہر پارے جو حضور امین شریعت کی زبان فیض ترجمان سے ظاہر ہوئے، ان اقوال وارشادات کے مطالعہ سے ان کی معنویت واہمیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ یہ جواہر پارے آپ کے مجموعہ مضامین ''مضامین امین شریعت'' (مرتبہ: مولانا اشرف رضا خاں قادری، مطبوعہ، رائے پور، چھتیس گڑھ) سے سرسری اور عجلت کے ساتھ اخذ کیے گئے، اگر باریک بینی، تحقیق و تدقیق کی جائے تو بے شمار اور بھی

ملفوظات حاصل ہوں گے۔کوئی صاحب ذوق آپ کی تقاریر،علمی محافل ونشست کی گفتگو بھی جمع کرلیں تو قوم کے لیے ایک سرمایہ ہوگا۔اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب پر حضور امین شریعت کے فیضان کرم کو سائبان بنائے رکھے۔آمین

❁❁❁

ممبئی

امین شریعت اور ان کے فرمودات عالیہ

محمد مشاہد رضا عبید القادری

عمدۃ العلما، زبدۃ الصلحا امین شریعت حضرت علامہ سبطین رضا نوّر اللہ مرقدہ کی ذات ستودہ صفات جہاں مجمع خیرات و کمالات تھی وہیں بزرگوں کا مرکزِ التفات عوام و خواص کے لیے قبلۂ حاجات وخضرِ راہ نجات بھی تھی۔

جن کی تربیت سے ذرّے ستارے بنے اور ستارے ماہ پارے بنے، جن کی خلوص و للّٰہیت نے سنیت کی کھیتی ہری کر دی اور جن کی پُر اثر نظر نے ہزاروں تاریک دلوں میں ایمان و ہدایت اور علم کی روشنی بھر دی۔ بڑے بڑوں کو جن کی گونا گوں خوبیوں اور کمالات کا اعتراف رہا مجھ جیسے ہیچ مداں کا ان سے متعلق کچھ لب کشائی اور خامہ فرسائی کرنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ تاہم محض حصولِ برکت کے لیے ان کا تذکرہ کرنا عینِ سعادت سمجھتا ہوں۔

حضور امین شریعت کا تعلق جس عظیم گھرانے سے ہے آج زمانہ اس کے بارے میں ''ایں خانہ ہمہ آفتاب است'' کہنے پر مجبور ہے۔ یہاں ہر کوئی اپنی جگہ خلوص وللّٰہیت اور تقویٰ وطہارت کا تاج ور اور آفتاب و ماہ تاب ہے خود امین شریعت علیہ الرحمہ کی پوری زندگی، سچائی، دیانت داری، مراقبۂ دل، محاسبۂ نفس، عالی ہمتی، فکر واعتقاد کی پختگی، رب کی بندگی اور خلق کی خیر خواہی سے عبارت ہے۔ آپ کا اٹھنا، بیٹھنا، چلنا، پھرنا، کھانا، پینا، اور سونا، جاگنا غرض کہ ہر عمل سنت مصطفی کا آئینہ دار ہے۔

اس خانوادے کا بچہ بچہ جامِ عشقِ مصطفی سے سرشار ہے۔ یہاں سے یہ درس برابر نشر ہوتا رہتا ہے کہ اے سنّی مسلمانو! تم اپنے لیے سب کچھ برداشت کر لینا لیکن اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت وعزت پر کبھی معمولی آنچ بھی مت آنے دینا۔ جان

دے دینا لیکن ان کی شان میں ادنیٰ سی توہین بھی گوارہ نہ کرنا۔

خانوادۂ رضا کا ہر ہر فرد آج بھی یہی پیغام دیتا ہے کہ ؎

انھیں جانا انھیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

عشقِ مصطفی حضور امینِ شریعت کی رگ وروح میں سرایت کیے ہوئے تھا۔ان کے ایک ایک بول کانوں میں عشقِ مصطفی کا رس گھولتے تھے۔ان کی محفل میں بیٹھنے والے جب اٹھتے تو عشقِ مصطفی کی تڑپ لے کر اٹھتے ان کے دم قدم سے چھتیس گڑھ میں عشقِ مصطفی کی بہار ہے اور سنیت کا چمن لالہ زار ہے۔

امین شریعت علیہ الرحمہ کے قدم جب بھی اٹھے تو عشقِ مصطفی کی شمع روشن کرنے یا اس کی لَو بڑھانے کے لیے اُٹھے ان کے مبارک ہاتھ ہمیشہ عشقِ مصطفی کا فیض لٹانے کے لیے اٹھے۔شانِ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم میں امام اہلِ سنت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا ایک شعر ہے۔

دہن میں زباں تمھارے لیے۔بدن میں ہے جاں تمھارے لیے
ہم آئے یہاں تمھارے لیے۔اٹھیں بھی وہاں تمھارے لیے

امین شریعت علیہ الرحمہ اس شعر کی چلتی پھرتی تصویر تھے۔عشقِ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں سارے عالم سے بے گانہ کر دیا تھا۔انھیں کوئی طریقہ بھاتا تھا تو بس اپنے کریم آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ بھاتا تھا۔وہ اگر کچھ دیکھنا چاہتے تھے تو اپنے کریم آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت پر عمل دیکھنا چاہتے تھے،اس کا نفاذ دیکھنا چاہتے تھے۔اپنی عزت وذلّت سے بے پرواہ،شریعت مطہرہ سے دور، دنیاوی ترقی اور نفسانیت کی قید میں محصور مسلمانوں کی حالت انھیں خون کے آنسو رلاتی تھی۔خاص طور پر نوجوانوں کی بے راہ روی نے انھیں بے چین کر دیا تھا۔ چناں چہ اپنے ایک پر سوز بیان میں انھیں اسی طرح خطاب کیا کہ:

”اے نوجوانو! تم نونہالانِ اسلام ہو۔حیا اسلام کا خاص جوہر ہے۔

تمھاری حیا کہاں گئی؟ تمھاری عزت کو کیا ہو گیا؟ کیا تمھیں اپنی ذلت و رسوائی کا احساس بھی نہیں رہا کہ آج کل دنیا میں مسلمان کی حقیقت کتے سے زیادہ نہیں رہ گئی ہے۔ کبھی تم نے یہ بھی خیال کیا کہ تم کون ہو؟ تم سیدنا آدم علیہ السلام کے خلف ہو جن کو رب العزت نے سب سے پہلے تاج خلافت پہنایا...........اے نوجوانانِ اسلام! ہمت نہ ہارو۔ مایوسی پاس نہ آنے دو۔ یہ زمین اور اس کے دریا، باغات، محلات، تری اور خشکی جیسے پہلے تمھاری تھی پھر تمھاری ہو جائے گی۔ تم سنبھلو اور قوموں کو سنبھالو۔ اپنی چیز خود لو......اب تمھاری عزت، ذلت اور بننا بگڑنا تمھارے ہاتھ میں ہے۔ (مضامین امین شریعت ص ۵۵۔۵٦)

نوجوان کسی بھی قوم اور کسی بھی مذہب کا قیمتی سرمایہ ہوتے ہیں۔ انقلاب کے راستے وہی ہموار کرتے ہیں۔ بروقت ان کے خونِ گرم سے قوم و مذہب کی ترقی وابستہ ہوتی ہے۔ جب ان میں اسلامی غیرت بے دار ہو تو معاشرے کا مقدر بے دار ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ امین شریعت علیہ الرحمہ نے خاص کر ان کی ایمانی غیرت کو جھنجوڑا ہے اور ان کی دینی حیا کو آواز دی ہے۔

مسلمانوں کو تمام اسلامی فرائض اور ذمہ داریوں کا پابند بنانا امینِ شریعت علیہ الرحمہ کا مطمحِ نظر تھا۔ اور سب سے اہم و افضل عبادت نماز جو روز روز کا پنج وقتی فریضہ ہے اس کی انتہائی سختی سے تاکید فرماتے تھے۔ خود وہ نماز میں بہت ہی لطف و لذت پاتے تھے۔ نماز کے بغیر انھیں سکون و قرار نہیں تھا، نماز ان کے جگر کا سکھ اور آنکھوں کی ٹھنڈک تھی۔ نماز سے تھوڑی بھی غفلت کو وہ تقاضاے ایمان کے خلاف اور غیرتِ عشق کی رسوائی سمجھتے تھے۔

آج نماز پڑھنے والوں کے لیے سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ وہ نماز میں دل کو حاضر نہیں رکھ پاتے۔ امین شریعت علیہ الرحمہ نماز کے ساتھ روحِ نماز یعنی دل کی حاضری اور خشوع و خضوع پر بھی بہت زور دیتے تھے۔

ایک مقام پر حقیقی نماز کا مطلب بیان کرنے کے بعد ہماری نمازوں کی کیفیت پر اس طرح تبصرہ فرماتے ہیں کہ:

اب اس نماز کا حال سنئے جو ہم پڑھتے ہیں۔ادھر نماز کی نیت کی اُدھر دنیا بھر کے جھگڑوں نے آگھیرا کوئی بیوی بچوں میں الجھارہا کوئی لین دین کا حساب جوڑنے لگا۔کوئی اپنے معاملات میں کام یابی کی تدبیریں سوچنے لگا غرض کہ ایک خدا کی یاد کے وقت ہزاروں بتوں نے آگھیرا ہے، اس نماز کے بعد خود ہمیں کوئی خوشی نہیں ہوتی تو یہ نماز خدا کو کیا خوش کرے گی اور ہم اس سے اس کا کیا صلہ لے سکیں گے؟

(مضامین امین شریعت ص ۵۳)

اس اندازِ اصلاح پر جان قربان! ایک ایک لفظ حقیقت کا آئینہ دار ہے اور اپنے اندر دل میں اتر جانے والی کشش لیے ہوے ہے۔اللہ کرے کہ ہماری ہر نماز حقیقی نماز ہو جاے اور خشوع وخضوع سے بہر کر اس بے قاعدگی اور بے حضوری والی نماز سے ممتاز ہو جاے (آمین)

آج بے جا ہنسی مذاق اور لہو ولعب عام مسلمانوں کا مشغلہ بن گیا ہے جس چیز میں بھی ان کی تفریح نفس کا سامان ہو وہ اسے کرتے ہیں اور انھیں اپنی شرعی ذمہ داریوں کی پروا نہیں ہوتی ہے جب کہ زندگی کی ایک ایک سانس کا احترام اسلام کا پیغام ہے۔خاص طور پر وہ مبارک ساعتیں اور وہ مقدس مہینے جن کی خصوصیات کا تذکرہ قرآن واحادیث میں آیا ہے ان کا تقدس پامال کرنے میں انھیں ذرّہ برابر جھجک نہیں ہوتی ہے یہ انتہائی بے غیرتی اور خدا ناترسی کی علامت ہے۔امین شریعت علیہ الرحمہ ان سے بہت بے زار ہوتے تھے۔اور اپنے مریدین ومعتقدین کو سختی سے منع کرتے تھے۔آج بعض مقامات پر محرم الحرام کے مہینے میں جو غلط رسمیں انجام دی جاتی ہیں ان پر تنبیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''مسلمان مردوں کو یہ نہ بھولنا چاہیے کہ وہ امامِ مظلوم جنھوں نے ہماری اور صرف ہماری خاطر بھوک پیاس کی تکلیف اٹھائی، رفیق وجاں نثار

اور جوان بیٹوں، بھانجوں اور بھتیجوں کے لاشے خاک وخون میں تڑپتے دیکھے جن کے ننھے علی اصغر نے تیر کے نشانے کھا کر گود میں دم توڑ دیا اور اسی پر بس نہیں بلکہ اپنا سر دے کر اور خون کا آخری قطرہ بہا کر تمھارے لیے سامانِ آخرت تیار کیا تو کیا ان کی قربانیوں کا صلہ اور بدلہ یہی ہیں کہ ہم وہ کام انجام دیں جو یزیدیوں نے کیے تھے اور اس طرح امام عالی مقام کی روحِ پاک کو تکلیف پہنچائیں؟......خدارا خدا سے ڈرو۔ اپنے اوپر رحم کھاؤ۔ اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو۔ غور کرو کہ کل قیامت میں جب ان کے پیارے نانا جان کا سامنا ہوگا جنھوں نے ملت کی خاطر سب کچھ لٹا دیا تو اس وقت تم کیا جواب دو گے؟ بھائیو! دنیا کبھی کام نہیں آسکتی کام آئے گا تو دین ومذہب ہی کام آئے گا......سوچو اور غور کرو کہ اس غم والم کے ماحول میں یہ دھوم دھڑاکے یہ دوڑ بھاگ، باجے تاشے، ڈھولکی، تھاک اور ننگے ناچ کیا معنی رکھتے ہیں؟

(مضامین امین شریعت ص ۶۳)

امین شریعت علیہ الرحمہ سراپا سوز وگداز تھے۔ ان کی بات بات سے خلوص و للّٰہیت ٹپکتی تھی۔ ان کی محبتیں اور شفقتیں زمانے کو دیر تک یاد رہیں گی۔

ابرِ رحمت ان کے مرقد پر گہر باری کرے
حشر تک شانِ کریمی ناز برداری کرے

(آمین)

❁❁❁

جامعہ اہل سنت اشرفیہ مظہر العلوم
دھانے پور، گونڈہ، یو۔ پی

باب سیزدہم

کرامات

حضور امین شریعت حیات و کرامات

مفتی عابد حسین صاحب

اللہ تبارک وتعالیٰ جب کسی بندے کے ساتھ خیر و بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے چار خوبیوں کا جامع بناتا ہے۔ اول یہ کہ اسے عالم دین اور فقیہِ اسلام بناتا ہے۔ دوم یہ کہ اسے اعمال صالحہ کی توفیق دے کر عامل بالقرآن والحدیث بنا دیتا ہے۔ سوم یہ کہ دین اسلام کا خادم و مبلغ بناتا ہے۔ چہارم یہ کہ اخلاق حسنہ کا خوگر بنا دیتا ہے۔ امین شریعت حضرت علامہ مفتی سبطین رضا خاں قادری برکاتی رضوی نوری بریلوی فضل مولیٰ تعالیٰ سے ان چاروں خوبیوں کے جامع تھے۔

الحمدللہ! آپ جید عالم دین اور مایہ ناز فقیہ ہیں، علوم وفنون کے سرچشمہ ہیں۔ ایک عالم آپ کے تبحر علمی اور فتویٰ نویسی کا معترف ہے۔ شریعتِ مطہرہ پر عمل کا معاملہ یہ ہے کہ نماز و روزہ و دیگر فرائض کی ادائیگی کے ساتھ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں اور نفلوں پر سختی سے عمل پیرا ہیں۔ ماضی قریب کے دو عالم دین سیدنا اعلیٰ حضرت اور سیدنا مفتی اعظم قدس سرہما کے بارے میں اذعان ویقین کے ساتھ کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں کے سانچے میں ڈھلے ہوئے تھے، اسی طرح وثوق کے ساتھ گواہی دی جاتی ہے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قدس سرہ کے فیوض و برکات اور سیدنا مفتی اعظم مصطفی رضا نوری قدس سرہ کی صحبتِ بابرکت نے حضور امین شریعت کو سنتوں کے رنگ میں رنگ دیا تھا۔ بلفظِ دیگر فیضانِ شیخ نے سنتوں کے سانچے میں ڈھال دیا تھا۔

تبلیغ دین واشاعت سنیت کا یہ عالم ہے کہ آپ نے کوئی ایسا پیشہ نہ اپنایا جس سے زراندوزی اور دنیا طلبی مقصود ہو، بلکہ اعلائے کلمۃ الحق اور رضائے الٰہی کے لیے وہ راستہ اختیار کیا جو ایک عالم دین کو زیبا اور اللہ و رسول عزوجل وصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پسند ہے وہ ہے خدمت

دین۔امامت کے ذریعہ، درس وتدریس کے ذریعے، بیعت و ارادت کے ذریعہ تبلیغ و ارشاد کے ذریعے، تحریر وتقریر کے ذریعہ اور دیگر وسائل و ذرائع سے آپ نے اسلام وسنیت کی قابل صدرشک خدمات انجام دی ہیں، بلکہ خود کو اس کے لیے وقف کر دیا، آپ کی دینی خدمات اور نمایاں کارناموں کو دیکھنے کے بعد زبان بولنے اور قلم لکھنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ امین شریعت نے اپنے لیے کچھ نہ کیا، جو کچھ کیا صرف اسلام اور سنیت کے لیے کیا، اس کے فروغ واستحکام کے لیے کیا، ملت ومسلک کی آبیاری کے لیے کیا۔

آپ کو اخلاق کی جہت سے دیکھا جائے تو اس صفت میں بھی آپ نرالی شان رکھتے ہیں۔آپ سے جو ایک بار بھی ملتا ہے متأثر ہوئے بغیر نہیں رہتا، ہمیشہ کے لیے وہ آپ کا مدح خواں ہو جاتا ہے گویا آپ صرف با اخلاق نہیں، پیکر اخلاق بھی ہیں کہ ہر آنے والے پر آپ کے اخلاق کی تلوار چل جاتی ہے۔آپ کا ہر فیض یافتہ خواہ مرید ہو یا چند دن صحبتِ با برکت میں بیٹھنے والا، ہر ایک یہی گمان کرتا ہے۔کہ حضرت مجھے بہت چاہتے اور مانتے ہیں، مجھ سے ہی سب سے زیادہ محبت فرماتے ہیں۔ مجھے محبوب رکھتے ہیں اور مجھ پر خاص نگاہِ کرم رکھتے ہیں۔ یہ ہے ایک ولیِ کامل کی پہچان، جسے اہلِ صفا نے بیان کیا ہے۔

آیئے تھوڑی دیر ہم اسی عالم دین، علامۂ زماں، اسی متبعِ شریعت وسنت، اسی مبلغِ اسلام، اسی ناشر مسلک اعلیٰ حضرت اور پیکر اخلاق وکردار کی زندگی کے چند گوشوں پر نظر مرکوز کریں پھر اسی آئینے کے سامنے اپنے اعمال کی زلف برہم کو سنواریں۔

اسمِ گرامی اور القاب وخطابات:۔آپ کا نام آپ کے والد گرامی اور آپ کے اہلِ خاندان نے سبطینِ رسول پھر رضا بریلوی کے متبرک نام سے فیوض وبرکات حاصل کرنے کے لیے ''سبطین رضا رکھا'' اضافتِ مقلوبی کی صورت میں اس کے معنیٰ یہ ہوئے، سبطین رسول امام حسن اور امام حسین کی رضا وخوشنودی یعنی ان شہزادوں کی رضا چاہنے والا، آپ چونکہ عاشقِ رسول اور نعت گو شاعر بھی ہیں، اس لیے شعر وشاعری کی دنیا میں ''سبطین'' کے تخلص سے مشہور ومعروف ہیں، آپ نوری ہیں، اس لیے کہ سرکار مفتی اعظم ہند مصطفی

رضا نوری کے مرید و خلیفہ ہیں، امین شریعت، عالم باعمل، مفتی، شبیہ مفتی اعظم، رہبر شریعت، پیر طریقت اور حکیم الاسلام کے مؤقر القاب وخطابات سے آپ کو یاد کیا جاتا ہے۔ آپ نے حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ کے مشورے سے مدرسہ اصلاح المسلمین بیجناتھ پارہ میں ادارہ شرعیہ قائم فرمایا پھر مدرسہ انوار مصطفی، مودھا پارہ رائے پور کے قیام کے بعد ادارہ شرعیہ بھی وہیں منتقل ہوگیا، آپ اس کے قاضی اور امین شریعت تھے، اسی لیے آپ کا یہ لقب شبیہ مفتی اعظم کی طرح مشہور انام ہے۔ علامہ سبطین رضا کو رضائے حسنین حاصل ہے، کیونکہ سبطین سے مراد حسنین کریمین ہوتے ہیں، اس تعلق سے مولانا سید احمد علی رامپوری کے درج ذیل اشعار خوب عکاسی کرتے ہیں ؎

صدرِ محزوں کی دعا ہے یہ بہ اندازِ خلوص
پیشِ خلّاقِ جہاں بانیٔ نظمِ کونین
مصطفی دامنِ رحمت میں جگہ دیں تم کو
تم کو حاصل ہے سبطین رضائے حسنین

کوئی بعید نہیں کہ سید صاحب کی مراد ''حسنین'' سے حضرت مولانا حسنین رضا ہوں، کیونکہ حضرت علامہ سبطین رضا اپنے والد گرامی مولانا حسنین رضا کی بھی رضا اور طالب رضا رہے ہیں۔

تاریخ پیدائش و جائے پیدائش:۔ آپ کی پیدائش ۷؍جمادی الاولیٰ ۱۳۴۶ھ مطابق ۲؍نومبر ۱۹۲۷ء بروز بدھ ہندوستان کے مشہور شہر بریلی شریف کے محلہ سوداگران میں ہوئی، جہاں اعلیٰ حضرت کا گھر تھا اور جہاں آج بھی اعلیٰ حضرت اپنے مزار پر انوار میں آرام فرما ہیں۔ بلکہ جو مفتی اعظم سیدی مصطفی رضا خاں علیہ الرحمہ والرضوان کی بھی جائے پیدائش اور آرام گاہ ہے۔

نسب شریف:۔ حضور امین شریعت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے برادر اوسط مشہور نعت گو شاعر، استاذ زمن حضرت مولانا حسن رضا خاں کے پوتے اور استاذ العلما حضرت مولانا مفتی حسنین رضا خاں کے بڑے شہزادے ہیں۔ اس طرح اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے ایک خاص نسبی تعلق ہے۔ کیونکہ استاذ العلما مفتی حسنین رضا اعلیٰ حضرت کے بھتیجے، داماد اور

خلیفہ ہیں، اور علامہ سبطین رضا خاں اعلیٰ حضرت کے پوتے ہوئے۔ اور رئیس الاتقیا، تاج المحققین مفتی نقی علی خاں بریلوی کے پر پوتے ہوئے۔ آپ کی اضافی خوبی اور عالی نسب ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ ان اکابرین دین وملت کے خانوادے کے آپ فرد جلیل ہیں۔

رسمِ بسم اللہ خوانی:۔ حضرت امین شریعت کا بچپن نہایت ہی دینی، علمی اور مہذب ماحول میں گذرا ہے۔ قسمت سے قطب عالم مجدد اعظم امام احمد رضا خاں، عاشق رسول استاذ زمن حضرت مولانا حسن رضا خاں نوری، استاذ العلما حضرت مولانا مفتی حسنین رضا خاں نوری اور سرکار مفتیِ اعظم مصطفی رضا خاں نوری رضی اللہ عنھم کے گھر میں پرورش پائی ہے، آپ علامہ حسنین رضا خاں کے بڑے صاحب زادے ہیں۔ والدین کریمین کی شفقت وعنایت کے سائے میں آپ کی نشو ونما ہوئی ہے۔ ننھی سی عمر میں والد گرامی نے آپ کے ماموں مولانا عبد الہادی مرحوم کے مکان میں رسم بسم اللہ خوانی کی ایک پر تکلف تقریب منعقد کی۔ آپ کے چھوٹے دادا حضرت مولانا مفتی محمد رضا خاں علیہ الرحمہ نے ''بسم اللہ خوانی'' کرائی۔

تعلیم وتربیت:۔ اعلیٰ حضرت کا گھرانہ شروع سے ہی مذہبی اور علمی گھرانہ رہا ہے۔ اس لیے آپ بچپن ہی سے مذہبی علوم کے شوقین تھے۔ بچپن میں شریر واوباش قسم کے بچوں کے ساتھ نہیں رہتے اور نہ ہی ان کے ساتھ کھیلنے کودنے میں اپنا وقت ضائع کرتے، ہمیشہ اچھوں کی صحبت اختیار کرتے، اور اپنا وقت کتابیں پڑھنے میں گزارتے۔ کتابوں کا مطالعہ کرنا اور انہیں یاد کرنا آپ کا محبوب مشغلہ تھا۔

آپ نے اکبری مسجد معروف بہ مرزائی مسجد واقع محلہ گھیر جعفر خاں، پرانا شہر، بریلی شریف کے مدرسہ میں ابتدائی تعلیم حاصل کی پھر اعلیٰ تعلیم کے لیے آپ کے والد ماجد نے علمی اور روحانی فیض کے لحاظ سے مشہور ومعروف ادارہ دار العلوم مظہرِ اسلام میں آپ کا داخلہ کرا دیا۔ آپ نے ایسے علما وفضلا سے اکتسابِ علم وفن کیا جو میدانِ علم وفضل کے بہترین شہسوار تھے۔

شروع سے اخیر تک جملہ علوم وفنون کی تعلیم آپ نے اسی بافیض دار العلوم میں

حاصل کی، یہ ادارہ چونکہ وقت کے غوث، تاجدار ولایت، صاحب کرامت مفتیِ اعظم کا قائم کردہ ہے، اور تاحینِ حیات آپ ہی کی سرپرستی میں رہا، جس کی ترقی میں محدث اعظم پاکستان حضرت مفتی سردار احمد خاں علیہ الرحمہ کی بھی سعی بلیغ رہی ہے، اس لیے یہ ہمیشہ با فیض رہا اور اس کے اساتذہ کرام بھی بافیض رہے ہیں۔

حضور امین شریعت اپنے وقت کے زبردست حکیم وطبیب بھی تھے۔ اپنے رفیق درس مولانا فیضان علی رضوی بیسلپوری کے ساتھ علی گڑھ تشریف لے گئے اور دو سال وہاں رہ کر علمِ طب کی بھی تعلیم حاصل کی۔

اساتذۂ کرام:۔ آسمان علم وفن کے وہ آفتاب و ماہتاب آپ کے اساتذۂ کرام میں ہیں جن کی ضیا بار کرنوں نے صرف ہندو پاک نہیں بلکہ شرق وغرب کو دینی و علمی فیضان سے روشن وتاباں کر دیا، اور جدھر دیکھو ان کی جوت پڑتی اور چھنتا ہوا نور نگاہوں کو خیرہ کیے دیتا ہے۔ اساتذۂ کرام کی فہرست یہ ہے۔

(۱) تاجدار اہلسنت مفتی اعظم ہند سیدی مصطفی رضا خاں نوری علیہ الرحمہ۔ یہ آپ کے وہ استاذ و مربی ہیں جن سے آپ کو ارادت، خلافت اور اجازت حاصل ہے۔ اور آپ نے ان سے کافی علمی وروحانی فیوض و برکات حاصل کیے۔

(۲) استاذ العلما حضرت مولانا حسنین رضا خاں نوری بن استاذ زمن مولانا حسن رضا خاں علیہ الرحمہ، مصنف سیرت اعلیٰ حضرت۔

(۳) صدر الشریعہ حضرت علامہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ، مصنف بہارِ شریعت و فتاویٰ امجدیہ وکشف الاستار۔

(۴) محدث اعظم پاکستان حضرت مفتی سردار احمد خاں علیہ الرحمہ، پاکستان۔

(۵) شمس العلما حضرت قاضی شمس الدین جونپوری علیہ الرحمہ، مصنف قانونِ شریعت

(۶) حضرت مولانا طفیل احمد مرحوم، پنجاب۔

(۷) حضرت مولانا عبد الحفیظ مرحوم، بریلی شریف۔

(۸) شیخ الادب حضرت مولانا غلام جیلانی رضوی اعظمی علیہ الرحمہ۔

(۹) حضرت مولانا حافظ عبد الرؤف رضوی بلیاوی علیہ الرحمہ، سابق نائب صدر المدرسین اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ۔

(۱۰) حضرت علامہ مفتی وقار الدین علیہ الرحمہ، پاکستان۔

(۱۱) حضرت مولانا ظہیر الدین زیدی مرحوم سابق پروفیسر مسلم یونیورسیٹی علی گڑھ

(۱۲) حضرت علامہ غلام یٰسین رضوی پورنوی علیہ الرحمہ۔

(۱۳) حضرت مولانا عبد الہادی مرحوم، بریلی شریف۔

نکاح: ۔جس طرح آپ عالم ربانی ہیں اور آپ کا گھرانہ مذہبی و علمی گھرانہ ہے، اسی طرح آپ کی شادی بھی مذہبی و علمی گھرانے میں وقت کے عظیم عالم ربانی کی شہزادی سے ہوئی۔

''۱۸؍شعبان المعظم ۱۳۷۶ھ مطابق ۲۸؍مارچ ۱۹۵۷ء بروز چہار شنبہ بعد نمازِ عصر بڑی مسجد آم والی، محلہ جہانگیر آباد بھوپال میں ناشر العلوم فقیہِ اعظم حضرت علامہ مفتی عبد الرشید فتح پوری علیہ الرحمہ کی شہزادی کے ساتھ ایک خوشگوار ماحول اور کیف وسرور کی مسحور کن فضا میں آپ کے عقد مسنون کی رسم ادا کی گئی''۔

(مقدمہ مضامین امین شریعت ص ۱۶)

اس نکاح کی خصوصیت یہ تھی کہ سیدی سرکار مفتیِ اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کی موجودگی میں مفتی مالوہ حضرت مفتی رضوان الرحمن صاحب علیہ الرحمہ نے آپ کا نکاح پڑھایا۔ اور انتخاب کے تعلق سے آپ کے مرید رشید و خادمِ خاص مولانا اشرف رضا خاں صاحب رقمطراز ہیں:

''سب سے بڑی بات یہ ہے کہ حضور امین شریعت کا رشتہ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے حسب الانتخاب ہوا''۔ (مقدمہ مضامین امین شریعت ص ۱۷)

بیعت وخلافت: ۔حضور امینِ شریعت کو غوثِ زمن، صاحب الکرامات حضور مفتیِ اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان سے ارادت، اجازت اور خلافت حاصل تھی۔ آپ کے والد گرامی حضرت مولانا حسنین رضا خاں نوری علیہ الرحمۃ والرضوان نے آپ کو نوعمری ہی میں سرکار مفتی اعظم قدس سرہ سے مرید کرا دیا تھا۔ ایک وقت وہ آیا کہ آپ کو اہل پا کر

سرکار مفتی اعظم قدس سرہ نے سلسلۂ قادریہ برکاتیہ نوریہ رضویہ کی خلافت واجازت سے بھی سرفراز فرمایا۔ مزید برآں حدیث و فقہ، اوراد و وظائف اور نقوش وتعویذات کی بھی اجازت مرحمت فرمائی۔

آپ کے والد گرامی سرکار نور سیدنا سید ابوالحسین احمد نوری مارہروی علیہ الرحمۃ و الرضوان سے مرید تھے، سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے آپ کو سلسلۂ قادریہ برکاتیہ رضویہ کی خلافت واجازت سے بھی سرفراز کیا تھا، کافی لیاقت صلاحیت کے مالک تھے،اس کے باوجود ان کے انکسار وکسر نفسی کا عالم یہ تھا کہ کسی کو مرید نہیں کرتے تھے، جو بھی ان سے مرید ہونے کے لیے آتا تو زمانے کے غوث تاجدار اہلسنت سرکار مفتی اعظم سے مرید کرا دیتے، یہی رویہ انھوں نے اپنی اولاد کے حوالے سے بھی اختیار کیا۔ اپنے تینوں شہزادوں، علامہ سبطین رضا خاں دامت فیوضھم ،صدر العلما مولانا تحسین رضا خاں، حبیبِ ملت حضرت مولانا حبیب رضا خاں علیھما الرحمۃ والرضوان کو سرکار مفتیِ اعظم کے قدموں میں ڈال دیا اور ان ہی کے دست حق پرست پر بیعت کرا دی۔

آپ کے پیر و مرشد مفتی اعظم کی شانِ عظمت نشان آپ کے والد گرامی مولانا حسنین رضا خاں قدس سرہ کی زبانِ فیض ترجمان سے ملاحظہ کیجئے۔ مولانا اشرف رضا رضوی رقمطراز ہیں:

"برادرِ حضور امین شریعت حضرت حبیب میاں صاحب فرماتے تھے: جب والد محترم نے ہم تینوں بھائیوں کو حضرت مفتی اعظم سے بیعت کرایا تو کچھ لوگوں نے کہا کہ حضور! آپ نے اپنے شہزادوں کے لیے حضور مفتی اعظم ہند ہی کا انتخاب کیوں فرمایا؟ تو آپ ارشاد فرمانے لگے، میں نے حضور مفتی اعظم ہند کا بچپن دیکھا ہے، پھر جوانی دیکھی، اور اب بڑھاپا دیکھ رہا ہوں، میں نے انہیں ہمیشہ عالم باعمل (اپنے علم پر عمل کرتے ہوئے) پایا، لہٰذا میں نے اپنے تینوں بیٹوں کی بیعت کے لیے ان ہی کا انتخاب کیا ہے"۔

حج وزیارت:۔ ہر محبِ خدا اور عاشقِ مصطفی عزوجل وصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دلی خواہش ہوتی ہے کہ کم از کم ایک بار اپنے مولائے حقیقی عزوجل اور مولائے مجازی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہوں

میں باریابی اور حاضری کی سعادت نصیب ہوجائے ،اور فرائض وواجبات کی ادائیگی کے ساتھ اپنے ماتھے کی آنکھوں سے ان درباروں کا دیدار کرلے، اس تمنا کی تکمیل کے لیے وہ لاکھوں جتن کرتا ہے، کبھی قرآن شریف پڑھتا ہے، کبھی درود شریف پڑھتا ہے اور کبھی نعت شریف گنگنا کرآنسو بہاتا ہے، خوشا نصیب! کہ یہ آرزوئیں پوری ہوجائیں۔ ماشاء اللہ! حضور امینِ شریعت کی آرزوئیں پوری ہوئیں اور ایک بار نہیں آپ کو چھ بار حج و زیارت اور کئی بار عمرہ کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔

درس وتدریس:۔ اللہ رب العزت نے جہاں حضور امین شریعت دامت برکاتہم العالیہ کو ولایت وکرامت اور دیگر کئی خوبیوں سے نوازا ہے وہیں تبحر علمی اور درس و تدریس کی بھی خاصی صلاحیت عطا کی ہے، ایک عالم کے لیے یہ فخر کی بات ہے کہ جس ادارہ میں علم حاصل کرے وہیں اسے تدریس کا بھی زریں موقع مل جائے، حضور امین شریعت پر تاجدار اہلسنت غوث زمن سرکار مفتی اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان اور مندرجہ بالا اساتذہ کا فیضان تھا کہ دار العلوم مظہر اسلام بریلی شریف سے علوم دینیہ سے آراستہ ہوئے۔ پھر ان بزرگوں کی نگاہِ انتخاب اسی دارالعلوم میں تدریس کے لیے بھی مرکوز ہوگئی، اسی لیے آپ نے ایک عرصہ تک وہاں تدریس کا فریضہ انجام دیا، پھر جناب قاری غلام محی الدین شیری رضوی کے مدرسہ اشاعت الحق ہلدوانی میں درس وتدریس کا فریضہ انجام دیا، مضامین امینِ شریعت کے مقدمہ میں ہے کہ

''۱۹۵۸ میں ناگپور تشریف لائے اور جامعہ عربیہ اسلامیہ کے ناظم اعلیٰ مقرر کیے گئے۔ اور تین سال تک بحیثیتِ ناظمِ اعلیٰ اور مجلسِ شوریٰ کے رکن بھی رہے۔ اراکین مجلس شوریٰ آپ کی خداداد صلاحیت وذہانت سے بڑے متأثر رہے۔ اور آپ کے مشوروں کو قدر کی نظر سے دیکھتے۔ اس دوران آپ نے جس خلوص ومحبت اور بے لوث جذبۂ خدمت سے اپنے فرائض انجام دیئے، ناقابل فراموش ہیں''۔

کانکیر (چھتیس گڑھ) میں ورود مسعود:۔ مندرجہ عبارت سے واضح ہوا کہ درسیات سے فراغت کے بعد چند مدارس اسلامیہ میں دینی خدمات انجام دیتے رہے مگر قدرت کو

کچھ اور ہی منظور تھا، جہاں جہالت و تاریکی تھی، ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا تھا، وہ علاقہ تھا کانکیر شریف اور اس کے مضافات کا، مدھیہ پردیش اور چھتیس گڑھ کے مختلف اضلاع کا۔ آپ نے کانکیر شریف اور رائے پور کو درس و تدریس، رشد و ہدایت، دین وسنیت کی تبلیغ و اشاعت، پیغامِ اعلیٰ حضرت کی ترویج اور بیعت و ارادت کا مرکز بنایا پھر وہاں سے قریہ قریہ اور شہر شہر پہنچ کر لوگوں کے دلوں میں دین وسنیت کا چراغ روشن کر دیا، پھر تو آپ کی تبلیغ وارشاد کا دائرہ صرف مدھیہ پردیش اور چھتیس گڑھ تک ہی محدود نہ رہا بلکہ ہندوستان کے مختلف صوبوں میں پھیل گیا۔

ان کا سایہ اک تجلی، ان کا نقشِ پا چراغ
وہ جدھر گزرے ادھر ہی روشنی ہوتی گئی

آپ کا کانکیر تشریف لانا اور وہاں قیام پذیر رہ کر درس و تدریس، امامت و خطابت کا فریضہ انجام دینا اور تبلیغ وارشاد کرنا لوگوں کے لیے بہت مفید وکارآمد ثابت ہوا، آپ کے توسط سے ادھر کے لوگ اللہ کی رحمتوں اور برکتوں سے خوب مالا مال ہوئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقات سے خوب بہرہ ور ہوئے، حضور غوث اعظم، مجدد اعظم اور مفتی اعظم قدست اسرارھم کے فیوض و برکات سے حظ وافر پایا۔ غور کیا جائے تو یہ حقیقت منکشف ہو جاتی ہے کہ حضور امینِ شریعت کا کانکیر پہنچنا ان کے مرشد طریقت اور مربی خاص سرکار مفتی اعظم ہند قدس سرہ کے حکم سے تھا، فضل الٰہی سے سرکار مفتی اعظم قدس سرہ نے خواب کے راستے سے پہلے ہی کانکیر شریف کا نظارہ کرا دیا تھا۔

۱۹۶۳ میں آپ کانکیر چھتیس گڑھ تشریف لائے۔ اس سے قبل بریلی شریف ہی میں آپ نے ایک سنہرا خواب دیکھا تھا، اس تعلق سے آپ خود فرماتے ہیں کہ

”میں جب کانکیر آیا اور اس شہر کا نظارہ کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ یہ وہی شہر ہے جسے مجھے خواب میں دکھایا گیا ہے۔ میں بریلی شریف میں تھا، میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک ندی (جسے دودھ ندی کہا جاتا)، ہے جس میں آگے آگے سرکار مفتیِ اعظم ہیں، ان کے پیچھے میرے خسر صاحب مفتی عبدالرشید فتح پوری اشرفی علیہ الرحمہ ہیں اور ان کے پیچھے میں۔“

اور اپنے ایک مضمون میں خواب کے اس حکم کی طرف یوں اشارہ فرماتے ہیں:

''کانکیر ضلع بستر، مدھیہ پردیش، جہاں حضرت ہی کے ایما پر (جو عالم خواب میں فرمایا تھا) احقر ایک عرصہ سے مقیم ہے، اس علاقہ کا وہاں کے احباب کے اصرار پر حضرت نے کئی بار دورہ فرمایا اور میں حضرت کی خدمت میں ساتھ رہا''۔ (استقامت مفتی اعظم نمبر ۵۶۳۔ مضمون۔ مفتی اعظم منفرد شخصیت)

دینی خدمات میں مساعی جمیلہ کی یادگار: ۔حضور امینِ شریعت دامت فیوضھم نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لائے ہوئے دین متین کے فروغ واستحکام کے لیے کافی جدوجہد سے کام لیا ہے، آپ صرف درس وتدریس اور امامت تک محدود نہ رہے، بلکہ آپ نے بیعت وارشاد کے ذریعے بھی گرانقدر خدمات انجام دی ہیں آپ کے مریدین میں عامۃ الناس کے علاوہ علما وصلحا، مدارس کے اساتذہ، مساجد کے ائمہ، اسکولوں کے ٹیچرس، کالج کے پروفیسرس اور مشہور ڈاکٹرس، وکلا اور جج بھی ہیں، آپ نے کئی اداروں کو پروان چڑھایا ہے، ہندوستان میں بہت سی مساجد ومدارس اسلامیہ آپ کی سرپرستی میں قائم ہوئے اور بفضلہٖ تعالیٰ اب بھی بحسن وخوبی وہاں سے دین متین کی ترویج واشاعت ہو رہی ہے، خاص طور سے

(۱) دارالعلوم امین شریعت کانکیر شریف ضلع بستر، چھتیس گڑھ

(۲) مسجد امین شریعت 〃 〃 〃

(۳) دارالعلوم فیض الاسلام، کیشکال 〃 〃

(۴) ادارۂ شرعیہ دارالعلوم انوار مصطفی، مودہاپارہ، رائے پور

(۵) رضا مسجد مودہاپارہ، رائے پور، چھتیس گڑھ

خوشا مسجد و مدرسہ و خانقاہے
کہ دروے بود قیل وقال محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آپ کی تحریری صلاحیت: ۔ حضور امینِ شریعت تحریر کی دنیا میں بھی اپنی ایک شان و پہچان رکھتے ہیں۔جس کا اندازہ اہل علم کو آپ کے ان مضامین سے بخوبی ہوجاتا ہے جنہیں

آپ کے خادم خاص اور منظور نظر مولانا اشرف رضا رضوی نے ''مضامینِ امینِ شریعت'' کے نام سے چند سال قبل شائع کیا ہے، مگر فقیر قادری کے دل پر آپ کی تحریر کی سطوت و عظمت کا سکّہ اس وقت کچھ زیادہ ہی بیٹھ گیا جب ''مقام غوث اعظم اور امام احمد رضا'' پر آپ نے تأثر کی شکل میں حضرت غوثِ اعظم اور امام احمد رضا کی شان کو نہایت اچھوتے اور دل رُبا انداز میں بیان کیا۔ وہ تحریر عجب رنگ پر ہے، ایک نئے اسلوب کی غماز اور دیدنی ہے۔

اس تحریر کے بعد راقم کے دل میں یہ بات بھی راسخ ہوگئی کہ رضا کے خانوادے کا ہر فرد، علم وعمل، فضل وکمال، شعر وسخن اور تحریر وتقریر ہر میدان میں یکتائے روزگار اور منفرد المثال ہے۔

شانِ خطابت: اللہ رب العزت کے فضل وکرم سے آپ کو خاص قوت گویائی ملی جسم میں جب تک طاقت وتوانائی رہی آپ ایک ناصح، مصلح اور مبلغِ اسلام و سنیت کی حیثیت سے نہایت جامع اور دلنشیں خطاب فرماتے رہے۔ انجمن فیضان ملت کی دعوت پر جلسۂ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں شرکت کے لیے جب آپ فیض العلوم جمشید پور تشریف لائے تھے تو راقم نے یہ سوچا کہ حضرت کو کچھ دیر کے بعد سب سے آخر میں اسٹیج پر لے جایا جائے تاکہ مقررین وشعرا کو کافی وقت ملے، چنانچہ ایسا کرنے پر رات زیادہ ڈھل گئی جب کہ حضرت کو خطاب کرنے کی خواہش تھی، جس کے سبب حضرت نے مہذب انداز میں اپنی خفگی کا اظہار فرمایا، راقم الحروف نے عرض کیا، حضور! مشائخ کرام تو تبرکاً مدعو کیے جاتے ہیں۔ تاکہ لوگوں کو مرید کرکے سلسلے کی اشاعت کریں اور آخر میں کچھ نصیحت فرما کر دعا کردیں، اسی غرض سے حضور کو دعوت دی گئی ہے۔ بہر صورت حضرت کو ہم لوگ اسٹیج پر نعرۂ تکبیر ورسالت کی گونج میں لائے اور حضرت نے شاندار اور ایمان افروز وعظ فرمایا اور نعت شریف بھی پڑھی۔

حضور امینِ شریعت بحیثیت نعت گو شاعر: ۔ حضور امین شریعت عالم ربانی، صاحبِ تقویٰ وورع، رہبرِ شریعت، پیر طریقت عظیم مبلغِ دین اور رہنمائے ملت ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بہترین نعت گو شاعر بھی ہیں۔ آپ کو شعر وشاعری کا ذوق اپنے جد کریم

استاذ زمن مولانا حسن رضا خاں حسنؔ بریلوی صاحبِ ذوق نعت اور محی السنۃ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں محدث بریلوی قدست اسرار ھما سے ورثے میں ملا ہے۔خدمت دین میں مصروف رہنے کے باوجود نہایت شستہ کلام فرماتے ہیں۔نعت ومنقبت پر مشتمل آپ کے کئی کلام میری نظر کے سامنے ہیں۔ان کے مطالعہ کے بعد اندازہ ہوتا ہے کہ آپ جیسے مصروف ترین شخصیت کو محض عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کلام کہنے پر برانگیختہ کیا ہے۔ایک دو اشعار ملاحظہ ہوں۔ہاں آپ ''سبطین'' تخلص فرماتے ہیں۔؎

ہے دل میں میرے نقشۂ طیبہ کھنچا ہوا
خواہش بھلا ہو کیا مجھے حور و قصور کی
سبطین جامِ عشقِ محمد پیا کرو (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
تا حشر پھر کمی نہ ہو کیف و سرور کی
ہے زمین و آسماں آپ کے زیر نگیں
اک اشارے میں قمر کو بھی دو نیا کر دیا
حشر میں تھی پر خطر سبطینؔ کی حالت مگر
ان کی رحمت نے سرِ میزاں اشارہ کر دیا

نماز چونکہ اہمِ عبادات ہے اور آپ کو اس سے ہمیشہ کا لگاؤ ہے، اس لیے نماز پر اُبھارنے کے تعلق سے بھی دلنشیں کلام کہا ہے ؎

ہے انبیا میں ختمِ رسل کا جو مرتبہ
ویسی عبادتوں میں عبادت نماز کی
چمکیں گے دست و پائے مصلّٰی بروزِ حشر
کھل جائے گی سبھی پہ کرامت نماز کی

زمزمہ خوانی: ۔حضور امین شریعت خدائے تعالیٰ کے محب صادق اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عاشق دلگیر ہیں، اسی لیے اللہ ورسول عزوجل وصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکام وسنن کی ادائیگی میں تیز گام ہیں۔ساتھ ہی ساتھ عشق ومحبت سے سرشار ہو کر نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ

نعتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ضرور گنگناتے ہیں، اور جلسوں و کانفرنسوں میں تو آغاز تقریر سے پہلے عام طور پر ایک نعت شریف ضرور پڑھتے ہیں۔

کئی سال قبل ایک بار مخدوم پور، ٹاٹا نگر میں الحاج ممتاز صاحب رضوی (چمڑا والے) کے یہاں بحیثیتِ مہمان خصوصی، حضرت مدعو تھے، ایک رات انہوں نے اور ان کے رفقائے کار نے اپنے گھر کے سامنے الحاج حافظ محبوب عالم فیضی سابق امام مخدوم پور مسجد کی قیادت میں جلسے کا پروگرام رکھا، راقم الحروف کو بھی اس میں شرکت کی دعوت تھی۔ اس اسٹیج پر حضرت نے عاشقِ رسول، نائب غوث الوریٰ امام احمد رضا کی لکھی ہوئی درج ذیل نعت شریف اتنے دلکش اور پرکشش انداز میں پڑھی کہ پوری مجلس جھوم اٹھی، سب پر رقت و کیف طاری ہو گیا۔ کیف کا عالم یہ تھا کہ عابد حسین جیسا مجرم و گنہگار بھی متأثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا، اور مقطع پر تو کچھ زیادہ ہی رقت انگیز سماں بندھ گیا تھا۔ وہ کلام یہ ہے

زمین و زماں تمہارے لیے، مکین و مکاں تمہارے لیے
چنیں و چناں تمہارے لیے، بنے دو جہاں تمہارے لیے
دہن میں زباں تمہارے لیے، بدن میں ہے جاں تمہارے لیے
ہم آئے یہاں تمہارے لیے، اٹھیں بھی وہاں تمہارے لیے
صبا وہ چلے کہ باغ پھلے، وہ پھول کھلے کہ دن ہوں بھلے
لوا کے تلے ثنا میں کھلے، رضا کی زباں تمہارے لیے

بقول مولانا سعود انور فیضی سابق امام دنداشاہی مسجد، چکر دھر پور، حضرت نے دنداشاہی کے جلسے میں بھی نعت شریف کی زمزمہ خوانی فرمائی تھی۔

شہزادے کی حوصلہ افزائی:۔ حضرت امینِ شریعت حکمِ شریعت کے مطابق ہر مسلمان کی طرح اپنی اولاد سے بھی محبت فرماتے تھے، انجمن فیضانِ ملت فیض العلوم کے زیر اہتمام ہونے والے جلسۂ عیدِ میلادُ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موقع پر ایک بار حضرت کے شہزادۂ اکبر حضرت مولانا سلمان رضا صاحب بھی ہمراہ تھے، حضرت نے ان کے بارے میں راقم السطور گدائے نوری کو حکم فرمایا کہ ان سے نعت شریف پڑھواؤ، چنانچہ انہیں موقع دیا

گیا اور انہوں نے نرالے انداز میں زمزمہ خوانی فرمائی

(نوٹ): حضرت سلمان میاں قبلہ سیرت وصورت میں اپنے والد گرامی کے آئینہ دار ہیں اور ان کے اخلاق کریمانہ کے عکاس۔ چند سال قبل عرس رضوی کے موقع پر حضرت سے ملاقات کے لیے ان کے دولت کدہ کانکرٹولہ، پرانا شہر، بریلی شریف، راقم الحروف اپنے احباب کے ساتھ پہنچا، ان دنوں حضرت بہت ضعف وعلالت سے گزر رہے تھے، مگر سیدنا اعلیٰ حضرت اور حضور مفتی اعظم سے غایت درجہ عقیدت ومحبت کا نتیجہ ہی کہا جا سکتا ہے کہ تقریباً ہر سال کانکیر شریف یا رائے پور چھتیس گڑھ سے لمبی مسافت طے کر کے اور سفر کی صعوبتیں برداشت کر کے عرس رضوی کے پر بہار موقع پر بریلی شریف پہنچ جاتے تھے، بہر صورت جو اوقات اہل خانہ نے حضرت سے ملاقات کے لیے متعین کیے تھے ان کے گزر جانے کے بعد فقیر نوری وہاں پہنچا، پہنچنے پر معلوم ہوا کہ اب حضرت سے ملاقات نہیں ہو سکتی، مگر فدوی مایوس نہ ہوا اور کسی طرح حضرت سلمان میاں دامت برکاتہم العالیہ سے ملاقات کرنے میں کامیاب ہو گیا، انہوں نے راقم کو پہچان لیا اور اخلاقِ حسنہ سے پیش آئے، راقم نے حضرت کے دیدار سے متعلق عرضی پیش کی، موصوف نے قبول فرمایا اور اندر جا کر تھوڑی دیر میں واپس آئے اور اپنے ساتھ اندر لے گئے۔ فدوی حضرت قبلہ کے دیدار پر انوار سے مشرف ہوا، دست بوسی اور قدم بوسی کی، دید وشنید کے بعد حضرت نے پہچان لیا کہ یہ فقیر عابد حسین قادری نوری ہے، جب کہ اس وقت حضرت موصوف کی طبیعت واقعی ناساز تھی، نقاہت کافی تھی، خود سے چلنا پھرنا دشوار تھا، حضرت کو ایک پلنگ پر گاؤ تکیہ کا سہارا دے کر لٹایا گیا تھا اور اس عمر کو پہنچ چکے تھے جس میں آدمی کا حافظہ بھی ساتھ چھوڑ دیتا ہے۔

شریعتِ مطہرہ کی پابندی:۔ حضور امین شریعت دامت برکاتہم العالیہ ان علمائے ربانیین میں ہیں جن کے بارے میں ارشاد ہوا "اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓا" (اللہ سے اس کے بندوں میں علما ہی ڈرتے ہیں)۔ اس لیے آپ اللہ تبارک وتعالیٰ سے ہمیشہ ڈرتے رہتے تھے، اللہ سے خشیت کی علامت یہ ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے

ہمیشہ بچتے رہے، جھوٹ، غیبت، چغلی اور دیگر محرمات حتیٰ کہ مکروہات سے بھی بچتے رہے، اور سنِ شعور سے لے کر آخری سانس تک اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری میں رہے۔ نماز، روزے اور دیگر فرائض و واجبات اور سنن و مستحبات کو ان کے وقتوں پر ادا کرتے رہے۔ ولی کی تعریف ''شرح عقائد'' وغیرہ میں یہ کی گئی کہ ''ولی وہ ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ کی معرفت رکھتا ہو، احکامِ الٰہی کو بجالاتا ہو، گناہِ کبیرہ وصغیرہ اور لذت وشہوت کی چیزوں سے اعراض کرتا ہو۔''

یہ تعریف حضور امینِ شریعت پر بالکل فٹ آتی ہے، نماز پڑھنا فرض اور اس کی جماعت واجب ہے اور ایک قول کے مطابق جماعت سے پڑھنا سنت مؤکدہ ہے، حضرت ہمیشہ جماعت کے ساتھ ہی پڑھتے رہے، جماعت چھوڑنا بالکل گوارہ نہ کیا۔

۱۹۹۳ء میں انجمن فیضان ملت فیض العلوم جمشید پور کے زیر اہتمام ۱۲؍ربیع النور شریف کے جشن عید میلا دالنبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دوروزہ جلسے میں آپ خصوصی طور پر مدعو تھے، ساری نمازیں آپ نے پابندیِ وقت سے مکہ مسجد میں باجماعت ادا کیں، ایک بار کسی وجہ سے فقیر نوری نے عرض بھی کیا کہ حضور یہیں روم میں پڑھ لیں مگر آپ اس کے لیے کسی طرح آمادہ نہ ہوئے، مسجد پہنچ کر باجماعت نماز پڑھی۔

اس سے جہاں حضور امین شریعت کی نماز و جماعت اور دیگر احکام شریعت سے محبت کا پتہ ملتا ہے، وہیں اس میں اس بات کی طرف بھی ایما ہے کہ ہر شیخ وعالم کو خصوصی طور پر یہ خیال رکھنا چاہیے کہ تبلیغ وارشاد یا کسی غرض سے کہیں پہنچے تو ہر حال میں نماز و جماعت کی پابندی کرے اور دیگر احکامِ شریعت کو بھی ملحوظ نظر رکھے تاکہ دوسرے اسلامی بھائی بھی ان کے پاکیزہ کردار کو دیکھ کر شریعت مطہرہ کی پابندی کریں۔ خصوصاً فرائض وواجبات کو تو علی الاعلان ادا کرنے کا حکم ہے، کیوں کہ تبلیغ کی دو قسمیں ہیں:

(۱) زبان سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا، (۲) خاموش تبلیغ کہ زبان نہ ہلے، منھ نہ کھلے اور اپنا کردار وعمل پیش کرے۔ کاش آج کل کے ہمارے خطبا و مبلغین اور شعرا اسے اپنا لیں تو پھر ہمارا معاشرہ ایک اعلیٰ اور اسلامی معاشرہ ہو جائے۔ اور سلف

صالحین کی یاد تازہ ہو جائے۔

داڑھی کی سنتِ خلال کی ادائیگی:۔ داڑھی اور انگلیوں کا خلال کرنا سنت مستحبہ ہے، حضور امین شریعت ان اولیائے کاملین میں سے ہیں جو اس طرح کی سنتوں کو بھی ہاتھ سے جانے نہیں دیتے اور انہیں ادا کر کے اپنے پیارے محبوب ﷺ کی رضا ضرور چاہتے ہیں۔ محبّ گرامی الحاج اختر حسین رضوی جمشید پور بیان کرتے ہیں:

''ایک بار حضرت میرے یہاں ناشتہ اور کھانے کی دعوت پر تشریف لائے، ماحضر تناول فرمایا اور دعاؤں سے بھی نوازا۔ اس موقع سے آپ نے میرے گھر میں نماز مغرب ادا کی تھی، ہم کئی افراد تھے، جماعت ہو گئی، حضرت نے ہی امامت فرمائی۔ اس طرح ہمیں ان کی اقتدا میں نماز پڑھنے کا شرف مل گیا۔ حضرت نے جب میرے غریب خانے کو اپنے قدوم میمنت سے نوازا تو نماز کے لیے وضو بھی فرمایا تھا، وضو سے فراغت کے بعد داڑھی میں خلال فرمایا، خلال کے وقت داڑھی کے دو بال ٹوٹ کر زمین پر گر گئے، میری بچی طلعت جہاں نے انہیں فوراً اٹھا لیا اور بوسہ دے کر اپنے پاس محفوظ کر لیا۔ میں نے اپنے گھر والوں کو وصیت کر دی ہے کہ میری وفات کے بعد اور قبر میں لٹانے کے بعد میرے سینے پر میرے مرشد کے یہ دونوں موے مبارک رکھ دیئے جائیں۔

خیالِ احباب وعیادتِ مریض:۔ حضور امین شریعت اعلیٰ سیرت اور بہترین اخلاق کے حامل ہیں، وہ اس جہت سے بھی سنت رسول ﷺ کو اپنانے میں تیز گام ہیں کہ جب کسی کے بارے میں آپ کو معلوم ہوتا کہ بیمار ہے تو اس کے لیے دعائے صحت و عافیت کرتے اور حتی الوسع اس کی عیادت کو جاتے تھے، مولانا مجیب الرحمن مصباحی موجودہ امام و خطیب مسجد غریب نواز سنجے نگر، رائے پور کا ایکسیڈینٹ ہو گیا تھا اور پاؤں کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی تو آپ ان کی عیادت کو بھی پہنچے، الحاج سید زاہد صاحب، رائے پور نے ایک بار حضرت کو دعوت دی، آپ نے دعوت قبول فرمالی، دوسرے روز بعد نماز فجر حاجی صاحب موصوف کی گاڑی آئی، آپ ان کے یہاں تشریف لے گئے، ساتھ میں آپ کے خادم باوفا مولانا اشرف رضا خاں رضوی اور مولانا امتیاز عالم صاحب سیتامڑھی بھی تھے۔ ان

کے یہاں سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے خود فرمایا، مفتی مجیب الرحمن صاحب کے یہاں چلیے۔ چنانچہ ان کے گھر پہنچ کر عیادت فرمائی اور ان کے حق میں دعاے صحت و عافیت کی۔ خلیفۂ حضور امینِ شریعت ومحدث کبیر مفتی مجیب الرحمن مصباحی کا بیان ہے کہ حضور صبح کے وقت میرے پاس عیادت کے لیے تشریف لائے، میں نے جلدی جلدی شیرینی منگوائی، اس پر حضرت نے فاتحہ پڑھ کر دعا فرمائی، اور کچھ دیر خرد نوازی فرما کر اپنے دولت کدہ تشریف لے گئے۔ جب حضرت میرے گھر تشریف لائے تھے اس وقت زخم کی جگہ مجھے کافی درد رہتا تھا، دوا کھا کھا کر پریشان تھا، مگر حضرت کی اس موقع پر یہ کرامت میرے ساتھ ظاہر ہوئی کہ کچھ پڑھ کر جونہی آپ نے میرے اوپر دم فرمایا فوراً میری ساری تکلیف کافور ہوگئی۔

اس طرح کے بہت سے واقعات ہیں جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنتوں کی ادائیگی کے حوالے سے آپ کی خوش اخلاقی اور اعلیٰ سیرت کے غماز ہیں۔

عبادات میں کسی سے مدد نہیں لینی چاہیے:۔ مولانا غلام غوث فیضی، مدینہ محلہ، مدھو پور ضلع دیوگھر (جھارکھنڈ) دو سال سے زائد دنوں تک حضور امین شریعت کے قائم کردہ ادارہ شرعیہ دار العلوم انوار مصطفی مودہا پارہ (چھتیس گڑھ) میں زیر تعلیم رہ چکے ہیں۔ یہ جناب ۲۱؍رجب المرجب ۱۴۳۵ھ مطابق ۲۱؍مئی ۲۰۱۴ء بروز بدھ مدرسہ فیض العلوم میں فقیر قادری کے پاس ملاقات کی غرض سے آئے اور انہوں نے حضور امین شریعت کے حوالے سے معلومات کی فراہمی سے متعلق ایک سوال کے جواب میں یہ بیان کیا کہ:

”دورانِ تعلیم میں نے بارہا دیکھا کہ نماز کے وقت وضو یا غسل کے لیے جب آپ تشریف لاتے تو فوراً دار العلوم کا کوئی استاذ یا طالبِ علم آپ کے دستِ اقدس سے لوٹا یا بالٹی لینا چاہتا تاکہ پانی لا دیں مگر حضرت منع فرما دیتے اور کہتے کہ عبادات میں کسی سے مدد نہیں لینی چاہیے، آپ لوگ خود علم والے ہیں، مسئلہ جانتے ہیں اور قابل احترام بھی ہیں“۔

تکبیر بیٹھ کر سننا چاہیے:۔ فیضی موصوف نے مزید کہا کہ میری طالب علمی کے زمانے میں دار العلوم ہی میں نمازیں ہوا کرتی تھیں، میں نے کئی بار یہ منظر دیکھا کہ جماعت کے

وقت اگر حضرت کا مسجد میں اس وقت ورودِ مسعود ہوتا کہ اقامت شروع ہوگئی ہوتی تو حضرت فوراً بیٹھ جاتے اور بیٹھے بیٹھے تکبیر سنتے اور اس کا جواب دیتے اور حی علی الصلوۃ و حی علی الفلاح پر کھڑے ہوتے، کبھی ایسا بھی ہوا کہ آپ پچھلی صف میں پہنچتے اور تکبیر شروع ہو جاتی تو آپ اسی جگہ پر بیٹھ جاتے۔

موصوف نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے مزید فرمایا:

''حضور امینِ شریعت فرائض و واجبات اور سنن مؤکدہ کے ساتھ ساتھ نوافل کا بھی التزام کرتے ہیں، میں نے دیکھا کہ کافی عمر کو پہنچ جانے اور نقاہت سے دو چار ہو جانے کے باوجود نفل نمازوں کو کھڑے ہو کر پڑھا کرتے، بیٹھ کر نہیں پڑھتے، جب کہ نوافل کو بیٹھ کر پڑھنے کی اجازت ہے''۔

بیعت کے وقت پردے کا اہتمام:۔ الحاج محمد اختر رضوی مرحوم، سابق سکریٹری مسجد طیبہ، جواہر نگر، جمشید پور نے ایک مجلس میں راقم الحروف فقیر نوری سے بیان کیا کہ

''۱۹۹۷ء میں حضرت امینِ شریعت جب میرے پیر بھائی جناب حاجی معین صاحب پھل والے، جواہر نگر، روڈ نمبر ۱۳، جمشید پور کے یہاں تشریف لائے تھے، اس موقع پر آپ میرے ایک دوسرے پیر بھائی عین الحق صاحب کی دعوت پر ان کے گھر تشریف لے گئے، وہاں بھی کافی عورتیں حلقۂ ارادت میں داخل ہوئی تھیں۔ میری بچی طلعت جہاں بھی وہیں مرید ہوئی، حضرت ان کے گھر کے باہر برآمدہ میں جلوہ بار تھے اور میری بچی اور سلسلہ میں داخل ہونے کی تمنا رکھنے والی تمام عورتیں گھر کے اندر، دروازہ بھڑکا ہوا تھا، بیعت کراتے وقت حضرت نے اپنا بڑا سا رومال عورتوں کی طرف بڑھایا اور فرمایا کہ سب عورتیں اس رومال کو تھام لیں اور میں جو کہتا ہوں وہ پڑھیں، البتہ یہ سامنے والی بچی نماز کے قعدے کی طرح بیٹھی ہے ٹھیک اسی طرح سب عورتیں بیٹھ جائیں۔ اس طرح آپ نے پردہ کا اہتمام کر کے شریعت کی حفاظت اور پاس و ادب کا درس دیتے ہوئے بیعت کے الفاظ کہلوائے اور ان سب کو سلسلہ میں داخل فرما لیا۔ میری بیٹی طلعت جہاں نے بیان کیا کہ میں اور تمام عورتیں کمرہ کے اندر تھیں اور دروازے کا پٹ بھڑکا ہوا

تھا،صرف اتنا کھلا تھا کہ رومال داخل ہو،حضرت نے مجھے نہیں دیکھا تھا،اس کے باوجود فرمایا کہ تمام عورتیں اسی طرح بیٹھ جائیں جیسے یہ بچی بیٹھی ہوئی ہے،حضرت کی اس بات کو سن کر ہمارے رونگٹے کھڑے ہوگئے کہ حضرت کو کیسے علم ہوگیا کہ میں نماز کے قعدے کی طرح بیٹھی ہوں،اور بقیہ عورتیں اس کے خلاف''۔

راقم الحروف فقیر نوری کہتا ہے کہ احکام شریعت کی پابندی اور اس کے تحفظ کے حوالے سے بریلی شریف کے مشائخ کرام اور ان کے خلفاو متبعین پوری دنیا میں مشہور و معروف ہیں۔اعلیٰ حضرت امام احمد رضا،حضرت حجۃ الاسلام،سیدنا مفتی اعظم وغیرھم علیہم الرحمۃ والرضوان غیر محرموں سے ہمیشہ دور ونفور رہتے،اور پردہ میں رکھ کر ہی عورتوں کو مرید کرتے تھے،اور آج بھی تاج الشریعہ حضرت علامہ اختر رضا خاں ازہری،حضرت مولانا سبحان رضا سبحانی میاں اور حضرت مولانا سلمان رضا خاں وغیرہ اسی پر عمل پیرا ہیں۔

آج سے ۱۹؍سال قبل الحاج محمد علی صاحب گولموری جمشید پور کے یہاں حضور امینِ شریعت مدعو تھے،فدوی بھی ان سے ملاقات کی غرض سے وہاں پہنچا،البتہ حجن وسیمہ باجی صاحبہ زوجۂ الحاج عظیم اللہ صاحب،اسلام نگر کپالی،جو رشتے میں راقم کی ڈیڑھ ساس ہیں،نے راقم سے کہا کہ مجھے بھی مرید ہونا ہے،لہٰذا انہیں ساتھ لے کر حضرت کی قیام گاہ میں پہنچا۔اور عرض کیا کہ حضور! یہ میری ڈیڑھ ساس ہیں،آپ سے مرید ہونا چاہتی ہیں، حضرت نے انہیں بغل والے کمرہ میں جانے اور اس کے دروازہ اور پردہ کے پیچھے ہو جانے کو فرمایا،پھر پردہ کے پیچھے رکھ کر ہی بیعت کے الفاظ کہلوائے اور سلسلہ میں داخل فرمایا۔

ایک خاص بات یہ ہے کہ بیعت کی گزارش کرنے کے بعد راقم الحروف وہاں سے باہر نکلنے لگا تو حضرت نے فوراً منع فرمایا اور کہا کہ ابھی یہیں ٹھہرو۔ان کے اس رویے سے بعض بے عمل پیروں کے غیر شرعی رویے تنقیدی صورت کے ساتھ میرے ذہن میں گردش کرنے لگے اور ہمیشہ کے لیے یہ مسئلہ شرعیہ ذہن نشیں ہوگیا کہ اجنبی مرد وعورت کو خلوت میں رہنا حرام ہے اور اس کے سبب آدمی فاسق ہو جاتا ہے، نیز تنہائی میں دیکھنے والوں

کے دل میں غلط خیالات آنے اور متہم کرنے کا موقع فراہم ہوتا ہے۔حضرت نے اس مسئلہ پر عمل کرتے ہوئے مجھے باہر جانے نہیں دیا۔

بدمذہبوں سے نفرت :۔ خشیتِ ربانی کا عالم یہ ہے کہ آپ بچپن سے بدمذہبوں سے دورونفوررہے۔کسی بھی وہابی ، دیوبندی، شیعہ اور قادیانی سے تال میل روانہ رکھا، کبھی ان سے جان بوجھ کر اور قصداً سلام مصافحہ نہ کیا اور ساری زندگی اپنے مریدین اور سارے سنیوں کو یہی پیغام دیتے رہے کہ ان بدمذہبوں سے دور رہو، ان کے سایہ سے بھی بھاگو، محبتِ خدا، عشقِ مصطفیٰ اور اس کے حوالے سے خدا اور رسول کے دشمنوں سے بغض ونفرت ٹھیک اسی طرح آپ کی گھٹی میں پلا دی گئی تھی، جیسے حضرت مجدد الف ثانی، شیخ محقق عبد الحق دہلوی، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا، حضرت حجۃ الاسلام، حضور مفتی اعظم، حضور صدر الافاضل، برہان ملت، شیر بیشۂ اہلسنت، حافظ ملت اور مجاہد ملت وغیرھم کی گھٹی میں پلا دی گئی تھی۔ یہ اور اس کے علاوہ دیگر خوبیاں آپ کے اندر آئیں کہاں سے؟ اس کا جواب اس کے سوا کچھ نہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں پر سختی سے کاربند رہنے والے ولیِ کامل غوثِ زمن سرکار مفتیِ اعظم نوری بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی عرصۂ دراز تک صحبت با برکت نے حضور امین شریعت کو فرائض وواجبات اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر ادا پر قربان ہونے والا اور ان کے دشمنوں سے نفرت کرنے والا بنا دیا، پھر سرکار مفتی اعظم سے بیعت و ارادت اور ان کے فیوض وبرکات نے انہیں عالم باعمل ہونے کے ساتھ عارف باللہ اور ولی کامل بھی بنا دیا۔

اُمرا کے طریقوں سے نفرت :۔ امرا وحکام اور رؤسا کا طریقہ رہا ہے کہ وہ اپنے ماتحتوں سے کئی طرح سے اپنی تعظیم کرواتے ہیں، ان میں سے ایک یہ کہ جب وہ بیٹھے ہوں تو ان کے حکم کے مطابق ان کے ماتحت لوگ کھڑے رہتے ہیں، مگر شہنشاہِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کے لیے اسے سخت ناپسند فرمایا اور اپنی حدیث میں اس سے ہمیشہ کے لیے منع فرما دیا، اسی طرح ان میں سے ایک طریقہ ان لوگوں نے یہ اپنا لیا ہے کہ جب وہ آئیں تو لوگ ہاتھ باندھ کر نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ کھڑے رہیں، حضور امین

شریعت اس طرح کی تعظیم کو گوارہ نہیں کرتے اور معتقدین کو منع کرتے۔عشق کی حد تک پہنچنے والے آپ کے مرید خاص الحاج اختر رضوی نے راقم کے سامنے یہ بیان دیا کہ:

۲۰۱۲ء میں جب میں حضرت سے ملاقات کے لیے رائے پور (چھتیس گڑھ) پہنچا تو اس وقت آپ گھر کے اندر تھے،اور ہم کئی عقیدت مند باہر ہاتھ باندھ کر کھڑے حضرت کی آمد کا انتظار کر رہے تھے۔جب حضرت باہر تشریف لائے تو ہم لوگوں کو ملاحظہ کرنے کے بعد فرمایا:

”آپ لوگ اپنا اپنا ہاتھ کھول کر نیچے کرلیں“۔

احکامِ شریعت کی تبلیغ اور ان کا پابند بنانا:۔ نماز کی حالت میں آستین کو موڑ کر رکھنا مکروہ وممنوع ہے،اس سے ضرور پرہیز کرنا چاہیے اور نماز کے علاوہ حالت میں بھی اس سے احتراز کرنا چاہیے تاکہ ایسا نہ ہو کہ عادت بگڑی ہوئی ہو تو نماز کی حالت میں بھی مڑی رہ جائے،اسی طرح گلے کا بٹن بھی ضرور لگا رہنا چاہیے،کیونکہ بٹن کھلا رہا اور سینے کی ہڈی دکھے تو نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے،اور نماز کے علاوہ حالت میں بھی اس سے اجتناب کرنا چاہیے،بہت سے لوگ نماز کے باہر بٹن کھلا رکھنے کے عادی ہیں تو نماز بھی اسی حالت میں پڑھ لیتے اور اپنی نماز مکروہ کر لیتے ہیں۔اسی لیے فقیر نوری کے مرشدِ طریقت سرکار مفتی اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کے پاس جب کوئی ملاقات کو پہنچتا اور اس کی آستین چڑھی ہوتی یا گلے کا بٹن کھلا ہوتا تو اسے فوراً تلقین فرماتے کہ آستین نیچے کرو اور بٹن لگاؤ،بسا اوقات ایسے آدمی کے گلے کے پاس ہاتھ لے جاتے اور اس کے گریبان کو پکڑ کر فرماتے یہ کیا ہے،یہ کیا ہے(یعنی گلا اور سینہ کھلا کیوں ہے)۔حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمۃ والرضوان کو راقم نے دیکھا ہے کہ جب کسی کو آستین چڑھائے دیکھتے تو سختی سے منع فرماتے ہوئے کہتے کہ کیا تم پہلوانی کرنے جا رہے ہو کہ آستین چڑھا رکھی ہے،اس قدر تمہید کے بعد اب دیکھئے کہ شبیہِ مفتی اعظم حضور امینِ شریعت اپنے شیخِ طریقت حضرت مفتیِ اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کی سنت پر عمل پیرا ہو کر کس طرح احکام شرعیہ کی تبلیغ کرتے ہیں،اختر حسین رضوی جمشید پور فرماتے ہیں:

''جب میں حضور امینِ شریعت سے مرید ہونے ان کی بارگاہ میں پہنچا تو اس وقت میری آستین اوپر چڑھی ہوئی تھی اور گلے کا بٹن کھلا ہوا تھا، حضرت نے بیعت میں لینے سے قبل فرمایا، آستین نیچے کرو اور گلے کا بٹن لگاؤ، اس وقت میری داڑھی کا جغرافیہ بھی عجیب تھا، اس لیے حضرت نے میرے نیچے والے ہونٹ کے حصے پر اپنا دست اقدس رکھتے ہوئے فرمایا یہ بھی داڑھی میں شامل ہے، اسے مت منڈواؤ، اسے باقی رکھو''۔

آپ شبیہِ مفتیِ اعظم ہیں:۔ امینِ شریعت صورت وسیرت میں سیدی مرشدی حضور مفتیِ اعظم قدس سرہ کے شبیہ اور مظہرِ کامل تھے، ظاہری وضع قطع اور شکل وصورت کے حوالے سے کئی احباب کی زبانی یہ تبصرہ قوت سامعہ سے بارہا ٹکرایا کہ

آپ شبیہِ مفتیِ اعظم ہیں، اور گدائے نوری راقم الحروف نے بھی آپ کے روے زیبا، جسم کی ساخت اور رفتار وگفتار کو بارہا دیکھا تو یہی محسوس ہوا، اور سیرت میں مظہرِ اتم ہونے کا تو پوچھنا ہی کیا ہے؟ شریعت وسنت کی اتباع میں آپ اسی طرح تیز گام تھے جس طرح شبیہِ غوث اعظم سیدنا حضور مفتیِ اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان تھے، یہی وجہ ہے کہ اس قحط الرجال میں تقویٰ وورع کے لحاظ سے اپنی مثال آپ تھے، حرص وطمع سے دور رہنا، نذرانے کے لفافے پر نظر نہ رکھنا، بلا ضرورت کسی انسان سے مدد نہ لینا، اپنا کام خود سے کرنا، کسی کے سامنے دستِ سوال دراز نہ کرنا، امرا اور اغنیا کے دروازے کو نہ کھٹکھٹانا، غریبوں کی امداد کرنا، فریادیوں کی فریادرسی کرنا، کسی سائل کو محروم نہ کرنا، جود وسخا کا بہترین نمونہ پیش کرنا، مہمان نوازی کرنا، گم گشتگانِ راہ کی راہنمائی کرنا، کسی مقدمہ کے فیصلے کے دوران فریقین میں سے کسی کا تحفہ قبول نہ کرنا، بحیثیت قاضی کہیں فیصلہ کے لیے جانے کی نوبت آئی تو کسی فریق کے یہاں قیام نہ کرنا اور نہ ہی کسی ایک فریق کا پانی تک قبول کرنا، آپ کے یہ وہ خصائل حمیدہ ہیں، جو آپ کے کامل متقی ہونے کی غمازی کرتے نظر آرہے ہیں، یہ بلند وبالا اوصاف رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتیں ہیں، جن پر حضور مفتیِ اعظم قدس سرہ نے چل کر دکھایا اور شبیہِ مفتی اعظم نے انہیں برضا ورغبت اپنایا، فضلِ مولیٰ تعالیٰ سے طبیعت اخاذ پائی تھی، قرآن وحدیث اور فقہ پڑھ کر اور اپنے مرشدِ

برحق کے اعمالِ صالحہ سے مزین زندگی کا صبح و شام مطالعہ کر کے شریعتِ اسلامیہ کے فرائض و واجبات اور سنن و مستحبات کی اتباع و پابندی کو اپنی فطرت

ثانیہ بنالی۔ حرام قطعی، مکروہ تحریمی، مکروہ تنزیہی، اور خلاف اولیٰ سے دور ونفور رہنے کو اپنی زندگی کا حصہ بنالیا، دیکھیے حضور مفتی اعظم ہند کے عکس جمیل ہونے کی حیثیت سے حضور امینِ شریعت ناپاک چیزوں سے کتنی نفرت کرتے ہیں۔

۱۵؍شعبان المعظم ۱۴۳۵ھ مطابق ۱۴؍جون ۲۰۱۴ء محبِ گرامی مولانا قاری جمال انور رضوی مہتمم مدرسہ جمیلیہ رضویہ کلیر، ضلع ارول (بہار) کوربا (چھتیس گڑھ) سے ایک جلسہ میں خطاب فرمانے کے بعد راقم السطور سے ملاقات کے لیے فیض العلوم تشریف لائے، راقم کی گزارش پر موصوف نے حضور امینِ شریعت کے حوالے سے درج ذیل سطور تحریر فرما کر راقم کو شاملِ مضمون کرنے کی اجازت دی۔

مفتیِ اعظم کے تقویٰ کا عکس جمیل:۔ ''سرکار مفتیِ اعظم کی عادت مبارکہ تھی کہ راہ چلتے بھی جب کسی کفری چیز پر نظر پڑ جاتی، مثلاً کسی مندر یا بت پر نظر پڑ جاتی تو فوراً زبان مبارک پر یہ کلمات جاری ہو جاتے، اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریك لہ الھًا واحدًا لا نعبد الا ایاہ (ھکذا سمعت شیخی و استاذی الکریم المحدّث الکبیر)

ایک مرتبہ ہم حضور امین شریعت کے ساتھ رائے پور سے ڈونگر گڑھ جا رہے تھے، جو گاڑی ہمیں لینے آئی تھی وہ ایک غیر مسلم کی تھی، گاڑی میں سامنے چھوٹا سا بت رکھا ہوا تھا، جیسا کہ ہنود کی عادت ہے، حضرت کو گاڑی میں سامنے ہی بٹھایا گیا، میں نے خود دیکھا کہ حضرت مسلسل کئی گھنٹے سفر میں ترچھے ہو کر کھڑکی کی طرف رخ کیے بیٹھے رہے اور ایک لمحہ کے لیے بھی دائیں طرف رخ نہ کیا اور لگا تار اس بُت سے نفرت کا اظہار فرماتے رہے''۔

آپ شبیہِ مفتیِ اعظم کیونکر:۔ شبیہِ غوث اعظم تاجدارِ اہلسنت حضور مفتیِ اعظم نوری بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے ہمیشہ حضور امینِ شریعت پر توجہ خاص رکھی، بچپن سے آپ کی دینی و روحانی تربیت فرمائی، اپنی ارادت میں لے کر اور خلافت و اجازت سے

نواز کر ایسا صاحبِ کمال بنادیا کہ آج علم وعمل، تقویٰ وورع اور ولایت وبزرگی میں ممتاز اور اپنے اقران پر فائق ہیں۔

سنا ہے کہ اتباعِ شریعت وسنت کے حوالے سے جب کوئی مرید کامل طور سے اپنے شیخ کامل کا متبع ہوجاتا ہے اور تصورِ شیخ کرتے کرتے اتباع میں کمال کو پہنچ کر فنا فی الشیخ ہو جاتا ہے تو پیر ومرشد کا رنگ اس پر چڑھ جاتا ہے یہاں تک کہ چہرے پر بھی اس کے رنگ کے آثار نمایاں ہوجاتے ہیں، اور مرید صادق ہو بہو پیر ہی کی طرح نظر آتا ہے۔ راقم الحروف کا مشاہدہ ہے اور علماے وقت میں سے جن بزرگوں نے سرکار مفتی اعظم کا جلوۂ جہاں آرا دیکھا ہے وہ آپ کے چاند سے مکھڑے کو دیکھنے کے بعد بے ساختہ پکار اٹھتے تھے کہ یہ تو مفتی اعظم ہند کا نورانی چہرہ ہے، حضرت مفتی اعظم کو دیکھنا ہے تو حضور امین شریعت کو دیکھ لو، رفتار وگفتار میں بھی مفتی اعظم کے عکس جمیل ہیں۔

سرکار مفتی اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کے ایک مرید باصفا اور خلیفۂ مجاز مولانا عبدالحمید افریقی ہیں۔ یہ ایک عرصہ تک سرکار مفتی اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کے خادم رہے ہیں، ساؤتھ افریقہ کے باشندہ ہونے کے باوجود گورے اور خوبصورت ہیں، تقریباً ہر سال ساؤتھ افریقہ سے اعلیٰ حضرت اور اپنے پیر ومرشد سرکار مفتیِ اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کی محبت میں عرس اعلیٰ حضرت کے موقع سے بریلی شریف تشریف لاتے ہیں، کئی بار راقم الحروف سے بھی موصوف کی ملاقات ہے، موصوف کی نوازش وعنایت اور خردنوازی کہ کئی سال پہلے عرس اعلیٰ حضرت ہی کے موقع پر فقیر راقم السطور کو سلسلۂ قادریہ برکاتیہ نوریہ رضویہ کی اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا اور ایک خاص مقصد کے حصول کے لیے دو نقوش عطا فرمائے اور ان کی اجازت بھی دی، موصوف کے حوالے سے راقم تک یہ روایت پہنچی ہے کہ

''ایک بار آپ ساؤتھ افریقہ سے کسی غرض سے راے پور پہنچے، جب آپ سرکار مفتی اعظم کی صحبتِ بافیض میں بریلی شریف میں مقیم تھے تو حضور امینِ شریعت سے برابر ملاقات رہی، مگر ساؤتھ افریقہ واپس ہونے کے بعد آپ کی زیارت کیے ہوئے عرصہ ہوگیا تھا، لیکن جب معلوم ہوا کہ حضور امین شریعت یہیں چھتیس گڑھ میں تشریف فرما ہیں تو

ملاقات اور دیدار کا شوق ہوا اور زیارت کے لیے آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، اس وقت مولانا اشرف رضا رضوی حضرت کے دولت کدہ پر موجود تھے، ان کا بیان ہے کہ ''جیسے ہی حضور امین شریعت اپنے حجرہ شریف سے باہر تشریف لائے اور مولانا عبدالحمید افریقی صاحب کی آپ کے چہرۂ انور پر نگاہ پڑی تو برجستہ کہا: مفتی اعظم کو دیکھنا ہے تو امینِ شریعت کو دیکھ لو، اور اپنے پیرو مرشد کی یاد میں ان کی آنکھیں اشک بار ہوگئیں، پھر مولانا عبدالحمید افریقی صاحب نے حضور مفتیِ اعظم کی لکھی ہوئی نعت پاک حضرت کی بارگاہ میں پیش کی۔''

مفتی اعظم کی آپ پر نظرِ عنایت:۔ تاجدارِ ولایت مفتی اعظم قدس سرہ نے آپ پر ہمیشہ نظرِ عنایت رکھی اور پیار و شفقت کے ساتھ آپ کی تربیت فرما کر ولایت کی راہ طے کرائی، آپ کے بچپن میں مفتی اعظم کے پیار و شفقت کا ایک واقعہ خود آپ کی زبانی ملاحظہ کیجئے، آپ رقم طراز ہیں،

''بھتیجا ہے، سگا بھتیجا نہیں، مگر حضرت (مفتی اعظم) کی شفقت و محبت کہ سگے بھتیجوں سے زیادہ چاہتے تھے، بلکہ اپنا بچہ سمجھتے تھے، میرا زمانۂ طالب علمی تھا، لیکن مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ایک مرتبہ عید کی نماز پڑھانے کے لیے تشریف لے گئے تو مجھے اپنے ہمراہ عید گاہ لے گئے تھے، چلتے وقت فرمایا کہ گھر میں سے ایک عمامہ لے لو، میں نے حضرت ہی کا عمامہ لے لیا اور ساتھ چلا گیا، عید گاہ پہنچنے پر جب نماز کا وقت قریب آیا تو فرمایا: کھڑے ہو جاؤ، میں کھڑا ہو گیا، حضرت خود اٹھے تو سارا مجمع کھڑا ہو گیا، میرے سر پر عمامہ باندھنے لگے، اسی دوران ایک صاحب نے جو مجھ سے واقف نہ تھے، حضرت سے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں؟ تو حضرت نے بکمال شفقت فرمایا: آپ نہیں جانتے یہ میرا بچہ ہے، پھر والد صاحب قبلہ کا نام لے کر فرمایا کہ ان کا لڑکا ہے۔ (استقامت کانپور، ص ۳۴۵۔ مضمون مفتی اعظم ہند منفرد شخصیت)

مفتیِ اعظم آپ کو ''ولدِ عزیز'' سے یاد فرماتے:۔ پیار و محبت کے ساتھ تربیت کا نرالا انداز یہ ہے کہ حضور مفتیِ اعظم نے آپ کو بارہا اپنی صحبت بافیض میں رکھا۔ اور ''ولد عزیز''

یعنی پیارا بچہ فرمایا کرتے تھے، بلکہ خلافت و اجازت سے نوازتے وقت خلافت نامہ میں آپ کے نام نامی اسم گرامی کے ساتھ ''الولد العزیز'' تحریر فرمایا۔ حضور امین شریعت خود تحریر فرماتے ہیں:

''حضرت نے مجھ ناچیز کو بھی شرف خلافت سے نوازا ہے اور سند خلافت عطا فرماتے وقت میرا نام لکھنے سے پہلے اس میں بھی اپنے دست کرم سے ''الولد العزیز'' لکھا ہے، جس کے معنی ہیں ''پیارا بچہ''۔ افسوس کہ ہمیں وہ بچہ کہنے والے نہ رہے اور زندگی بے لطف ہوکر رہ گئی، زندگی کا سارا مزہ جاتا رہا''۔ (مرجع سابق)

مفتی اعظم سے آپ کی محبت: ایک طرف آپ پر حضور مفتی اعظم قدس سرہ کی شفقت و نوازش تھی کہ وقتاً فوقتاً علوم و معارف کے اسباق آپ کو پڑھاتے تھے۔ آپ کے بچپن ہی میں علیٰ رؤس الاشہاد عید گاہ کے وسیع و عریض میدان میں آپ کے سر پر عمامہ شریف باندھا، اپنی ارادت میں لیا، ایک ساعت سعید میں سلسلۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ نوریہ رضویہ کی اجازت و خلافت سے سرفراز فرمایا۔ اور معلوم نہیں کیا کیا دیا اور آپ نے ان سے کیا کیا لیا۔ تو دوسری طرف سرکار مفتیِ اعظم سے آپ کی محبت و لگاؤ کا معاملہ یہ ہے کہ جب بھی سرکار مفتی اعظم کا ذکر جمیل آپ کی بارگاہ میں چھڑ جاتا تھا تو آپ کی آنکھیں اشک بار ہو جاتی تھیں۔ اپنے پیر و مرشد اور مربی کا ذکر از خود بار بار کرتے تھے، چنانچہ ان کے وصال کے بعد آپ نے ان کی سوانح حیات پر دو مضمون لکھے، ایک کا موضوع ہے، ''مفتیِ اعظم ہند منفرد شخصیت''۔ یہ ۱۹۸۳ء میں استقامت کانپور کے مفتی اعظم نمبر میں چھپا، دوسرے کا موضوع ہے ''ماہِ محرم الحرام اور مفتیِ اعظم''، یہ ماہنامہ اعلیٰ حضرت کے مفتیِ اعظم نمبر میں ۱۹۹۰ء میں شائع ہوا۔

حضور مفتی اعظم سے قلبی لگاؤ اور عشق و محبت کی واضح دلیل یہ بھی ہے کہ جب مفتیِ اعظم سفرِ حج و زیارت سے واپس ہوئے تو بطورِ تہنیت ان کی شان میں ایک وقیع منقبت پیش کی، جس کا مطلع ہے ؎

مبارک رخصت ہو کے مصطفی سے مصطفی آئے

خدا کا شکر ہے کعبے سے مہمانِ خدا آئے

زیارتِ رسولِ اکرم سے شرف یابی :۔ مولانا غلام غوث فیضی مدھو پوری نے راقم السطور فقیر نوری سے بیان کیا کہ غالباً ۱۹۹۸ء کی بات ہے، میں دارالعلوم غوثیہ نظامیہ ذاکر نگر جمشید پور میں زیر تعلیم تھا۔ حضور امین شریعت دامت برکاتھم العالیہ ایک صاحب کے یہاں مدعو تھے۔ حضرت مولانا قاری فضل حق رضوی کی دعوت پر حضرت مذکورہ دارالعلوم میں بھی تشریف لائے، میں نے وہیں حضرت سے شرفِ بیعت حاصل کیا۔ حضرت کی آمد پر قاری صاحب نے طلبہ کو جمع کر کے ایک محفل کا انعقاد کیا۔ جس میں حضور امینِ شریعت کا خطاب نایاب ہوا، حضرت نے اپنے خطاب کے دوران رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فیوض و برکات اور نوازشات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا'' کہ حج کے دوران ایک بار میں راستہ بھول گیا۔ اور قافلہ سے بچھڑ گیا، جس کے سبب گھبراہٹ لاحق ہوئی، پھر نیند آ گئی، پھر کیا تھا، میری قسمت بیدار ہو گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے اور اپنی زیارتِ پر انوار سے شرف یاب فرمایا، پھر فرمایا: سبطین کیوں گھبراتے ہو؟ چلو میں راستہ بتاتا ہوں۔ پھر راستے کی نشاندہی فرمائی، انہیں خطوط پر میں چلا اور قافلہ کو پالیا۔ اس کے بعد اپنی منزل تک پہنچ گیا''۔

مفتیِ اعظم کے تعویذ کی قدردانی :۔ حضور امینِ شریعت، غوثِ زمن حضور مفتیِ اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کے رسمی مرید و خلیفہ نہیں تھے، بلکہ فنا فی الشیخ تھے، ان پر خود کو نثار کرنے والے، ان کے ہر حکم پر گردن جھکانے والے، ان سے ہر منسوب چیز کی قدر کرنے والے، ہر مجلس میں ان کے ذکر سے مشامِ جان کو معطر کرنے والے، ان کے فیوض و برکات کا چرچا کرنے والے اور ان کے ذکر کا ساز بج جائے تو نہایت عقیدت و محبت کے ساتھ سماعت فرمانے والے تھے۔ واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ جب پہلی بار مدرسہ فیض العلوم جمشید پور میں آپ کی تشریف آوری ہوئی تو غسل فرماتے وقت اپنے بازو سے تعویذ اتارا اور ایک اچھی جگہ پر اسے رکھ دیا بعدہٗ غسل فرمایا، غسل فرما کر آ گئے اور تعویذ غسل خانہ ہی کے پاس چھوٹ گیا، بعد میں خیال آیا کہ تعویذ تو وہیں رہ گیا ہے، پھر کیا تھا، بے چین و مضطرب ہو گئے، ارشاد فرمایا کہ فلاں جگہ میرا تعویذ ہے، لے آؤ۔ وہ سرکار مفتی اعظم علیہ

الرحمۃ والرضوان کا عطا کردہ تعویذ ہے۔ الحمدللہ! وہ تعویذ مل گیا اور آپ نے پھر سے اسے اپنے بازو پر باندھ لیا۔

چونکہ سرکار مفتی اعظم چوٹی کے عالم باعمل، متقی و پرہیزگار اور صاحب کرامات ولی تھے، ان کی زبان وقلم میں بے پناہ تاثیر تھی، فضل الٰہی سے ان کا تعویذ نہایت مؤثر ہوا کرتا، اس سے رزق میں برکت، بیماریوں سے شفا، آسیب وسحر سے نجات مل جاتی تھی، اس لیے ہر شخص ان کے دیئے ہوئے تعویذ کو تریاق، تیر بہدف اور اکسیر اعظم سمجھتا اور اس کی طرف لپکتا تھا۔ ان لپکنے والوں اور اپنے شیخ ومربی سے غایت درجہ عشق ومحبت رکھنے والوں میں حضرت ممدوح بھی تھے، تو اگر زندگی بھر ان کے عطا کردہ تعویذ کو اپنے گلے کا ہار سمجھیں اور اسے حرزِ جان وایمان تصور کریں تو اس میں تعجب کی کیا بات ہے؟ جب کہ حضرت صرف مرید نہیں بلکہ حضرت شیخ کی مراد بھی تھے۔

آپ کے اسمِ گرامی کے برکات: ۔ ۵؍ رجب المرجب ۱۴۳۴ھ مطابق ۲۰۱۳ء حضرت کے مرید محبِ گرامی الحاج محمد اختر رضوی صاحب جواہر نگر راقم السطور سے ملاقات کے لیے تشریف لائے اور پیر طریقت کے حوالے سے درجِ ذیل واقعات راقم سے بیان کیے۔ انہوں نے فرمایا کہ: آزاد نگر میں ایک صاحب کے یہاں حضور امینِ شریعت تشریف لائے ہوئے تھے، میں ان ہی کے گھر ۱۹۹۵ء میں ان سے مرید ہوا، بیعت وارادت کے بعد حضرت کی بہت سی نوازشات وکرامات میں نے اپنے سر کی آنکھوں سے ملاحظہ کیں، جو درج ذیل ہیں۔

(۱) ایک دن حضرت مولانا مبین الہدیٰ نوری علیہ الرحمہ جواہر نگر سے ملاقات کے لیے ان کے دولت کدہ پہ پہنچا، بعد سلام ومصافحہ حضرت نے فرمایا، کہ ابھی ابھی میں نے آپ کے پیر ومرشد علامہ سبطین رضا صاحب کا مکتوب ایک جگہ رکھ دیا ہے، جو کبھی میرے نام آیا تھا، میں نے دریافت کیا کہاں رکھا ہے؟ فرمایا: فلاں جگہ، میں نے اسے کسی طرح حاصل کرلیا اور حضرت کے دستخط کے حصے کو اپنے ہونٹوں اور آنکھوں سے لگایا پھر اپنی جیب میں حفاظت سے رکھ لیا، اس کے چند دن کے بعد میرے پیر بھائی الحاج معین

الدین رضوی صاحب (پھل والے) جواہر نگر جمشید پور کی اہلیہ محترمہ مانگو پل کے پاس ایکسیڈینٹ سے دو چار ہوگئیں اور سر کے پیچھے حصے میں سخت چوٹ آنے کے سبب بے ہوش ہوگئیں، اس کے بعد ٹاٹا مین ہاسپیٹل میں انہیں داخل کیا گیا، تین دن سے وہ بے ہوش پڑی ہوئی تھیں، کوئی علاج کام نہیں کررہا تھا۔ ڈاکٹر نے کہا کہ ہم نے اپنے طور پر تو علاج کر دیا ہے، اب آپ لوگ اپنے مالک سے شفا کی بھیک مانگیئے، تب ہی ہوش میں آئے گی، ایک دن عیادت کی غرض سے میں وہاں پہنچا تو دیکھا کہ واقعی بے ہوش ہیں اور معین بھائی اور موجودین پریشان و مایوس ہیں، چہرے مرجھائے ہوئے ہیں، میں نے کہا کہ تھوڑا پانی لائیے، میں نے پانی منگوا کر اپنے پیر و مرشد کے اسی دستخط کے کاغذ کو پانی میں ڈبویا اور کہا: یا اللہ! میرے پاس کچھ نہیں ہے، شفا تو ہی دینے والا ہے اور اے میرے پیر و مرشد حکمِ الٰہی سے کرم فرمائیے کہ آپ کے نام و دستخط کے صدقے اس مریضہ کو صحت کاملہ مل جائے، میں نے وہ پانی بڑھایا، حاجی معین صاحب نے مریضہ کے ہونٹ سے اسے لگایا، اس نے فوراً آنکھ کھول دی اور کہا کہ مجھے ایسے نہیں چمچہ سے پلائیے، اس کے بعد وہ بالکل ٹھیک ہوگئیں۔ حاجی معین صاحب کہنے لگے کہ آخر کون سی ایسی چیز تھی جو فوراً کام کرگئی، میں نے کہا کچھ نہیں، حضرت پیر و مرشد کے لکھے ہوئے نام کو پانی میں گھول کر دیا ہے۔

(۲) نامِ نامی کی دوسری برکت: ۔حضرت کے اس دستخط کا ایک بار یہ کمال بھی دیکھا کہ میری ملازمت ٹاٹا مین ہاسپیٹل جمشید پور میں تھی، ایک دن ڈیوٹی سے فارغ ہوکر گھر پہنچا تو دیکھا کہ میری نواسی ناہید فردوس سخت بیمار ہے، اس کی آنکھیں دیگر گوں ہوچکی ہیں، چہرہ بگڑا ہوا ہے، شرارت پر تلی ہوئی ہے کہ گھر کی چیزوں کو توڑ پھوڑ رہی ہے، سب لوگ میرے آنے کے انتظار میں ہیں، میں نے اپنی اہلیہ سے دریافت کیا کہ ایسا کیوں کر ہوا؟ تو اس نے جواب دیا کہ آج صبح سے ہی اس کا حال خراب ہے اور سب چیزوں کو توڑ پھوڑ کررہی ہے، میں تھوڑی دیر کے لیے سوچ میں پڑ گیا پھر کہا کہ تم لوگ مت گھبراؤ، ابھی تدبیر کرتا ہوں، حضرت کے اسی دستخط کو لیا اور پانی میں گھول کر پلا دیا، پلانا تھا کہ بالکل

ٹھیک ہوگئی اور الحمدللہ اس کے بعد اب تک ٹھیک ہے۔

۳۔اسم گرامی کی تیسری برکت:۔ اسی طرح ایک بار اس دستخط کی خوبی اس طرح ظاہر ہوئی کہ ایک دن میرے چھوٹے ابا جناب غلام محمد مصطفی مرحوم کے پوتے ''محمد حسنات'' کی طبیعت سخت علیل ہوگئی، کمر سے نیچے اس کے پاؤں سن ہو گئے، اس کا چلنا پھرنا دوبھر ہوگیا، میں اس دن ڈیوٹی پر تھا، چھوٹے ابو میری واپسی کا بے چینی سے انتظار کر رہے تھے، جب میں گھر آیا تو انہوں نے سارا ماجرا سنایا، میں نے حضرت کے اسی دستخط والے نام کی تحریر کو پانی میں رکھا اور پلا دیا۔ پلانا تھا کہ وہ بالکل ٹھیک ہو گیا اور چلنے پھرنے لگا، اور الحمدللہ! اب تک یہ بھی تندرست ہے۔

حضرت کے نام سے ایک جن کا بھاگنا: ۔الحاج اختر حسین رضوی جمشید پور نے ایک مجلس میں راقم السطور سے بیان کیا کہ حضرت کی بار بار زیارت کا مجھے شرف ملا ہے۔ ۱۴ رمئی ۲۰۱۳ء بروز منگل حضرت کے یہاں کانکیر شریف چھتیس گڑھ پہنچا، غرض تو زیارت اور دعا تھی، مگر ایک وجہ یہ بھی تھی کہ میری لڑکی طلعت جہاں کی شادی نواڈیہہ، اورنگ آباد میں ہوئی ہے، چند دن قبل اس کے دیور کی شادی تھی، اس موقع سے میری لڑکی کے اوپر جن سوار ہو گیا اور خوب سوال و جواب شروع کر دیا اب کسی طرح بھاگنے کو تیار نہیں ہے۔ میرے ساتھ بھی بحث و مباحثہ شروع کر دیا، آخر میں میں نے اس سے کہا کہ میرے پیر و مرشد کو جانتے ہو؟ اب میں ان کا بتایا ہوا عمل شروع کرنے والا ہوں، ان کا حکم ہے کہ ایسے وقت میں یہ عمل کرنا ہے، اس کے بعد جو پریشانی تمہیں لاحق ہو گی وہ تم ہی محسوس کروگے، اتنا کہنا تھا کہ وہ فوراً فرار ہو گیا۔

اس واقعہ کے بعد میں نے سوچا کہ اب حضرتِ مرشد کی بارگاہ عالی میں حاضری دینی چاہیئے، چنانچہ مذکورہ تاریخ کو آپ کی بارگاہ میں کانکیر شریف پہنچا۔ بعدِ ملاقات و دست بوسی میں نے سارا ماجرا سنا دیا، اور عرض کیا کہ حضور دعا فرمادیں کہ پھر کبھی یہ دشمن نہ آئے، تو حضرت نے پانی دم کر کے دیا اور فرمایا کہ آپ کی بچی طلعت جہاں اسے اپنے چہرے پر چھڑکا کرے اور صبح و شام پی لیا کرے، الحمدللہ! میری لڑکی اب بالکل ٹھیک ہے۔

پھر حضرت نے فرمایا کہ مولانا عابد حسین کو آپ جانتے ہیں؟ میں نے جواب دیا، ہاں حضور! فرمایا: ان سے میرا اسلام کہیے گا۔

دشمن کو بھگانے کے تعلق سے ایک عمل کی تعلیم:۔ الحاج اختر حسین رضوی فرماتے ہیں کہ حضور امین شریعت نے بریلی شریف کی ایک ملاقات کے وقت ایک بار ارشاد فرمایا کہ جب آپ پر کوئی دشمن حملہ کرے یا پریشان کرے تو ''شَاهَتِ الْوُجُوْهُ'' ایک بار پڑھ کر دشمن کے چہرے کی طرف پھونک مارو (مطلب یہ ہے کہ اس عمل سے دشمن کنارے ہو جائے گا اور تم اس کے شر سے بچ جاؤ گے)۔

ایک قرآنی وظیفے کی برکت اور پیر و مرشد کی کرامت:۔ قرآن مقدس کی ایک آیت کریمہ ہے "وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ" کوئی آدمی سخت سے سخت بیمار ہو یا کہیں پر درد و تکلیف ہو تو تکلیف کے مقام پر آیت مذکورہ کو بے شمار بار پڑھے اور دم کرے، اس طرح تین بار کرے۔ انشاء اللہ تعالیٰ تکلیف دور ہو جائے گی، کبھی کبھی چند دن یہ عمل کرنا پڑ سکتا ہے۔ اس عمل کو کچھ اضافے کے ساتھ ستّر بار پڑھنے کو مجموعۂ اعمال رضا میں بھی لکھا ہے، اور حضور امین شریعت نے یہاں دھتکیڈ یہہ کے اپنے ایک مرید جناب نسیم احمد صاحب یا ان کی اہلیہ کو بے شمار بار پڑھنے کی اجازت دی تھی، مدرسہ فیض العلوم کے ناظر دار الاقامہ جناب محمد لقمان بلیاوی صاحب اکثر اس عمل کو اپناتے اور مریض پر دم کرتے ہیں، الحمد للہ! شفا ملتی ہے، اس کا ایک طریقہ اور بھی حضرت امینِ شریعت نے اپنے ایک مرید کو تلقین فرمایا، الحاج اختر حسین رضوی کا بیان ہے۔ ''۱۹۹۶ء میں میں سخت بیمار ہو گیا تھا، سر میں کافی درد رہا کرتا تھا، کسی طرح کل نہیں ملتا تھا، ٹاٹا مین ہاسپیٹل کے ڈاکٹر نے مجھے ویلور ریفر کر دیا، گھر والے مجھے وہاں لے کر پہنچے، چیک اپ کے بعد مجھے ڈاکٹر نے کہا کہ آپ کے سر کا بڑا آپریشن کرنا ہوگا، یہ سن کر میں بہت گھبرایا اور باہر نکل کر حضرت پیر و مرشد کو ٹیلیفون لگایا، اس وقت حضرت بریلی شریف میں تھے، ٹیلیفون حضرت علامہ تحسین رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان نے اٹھایا اور فرمایا کہ ابھی حضرت سے بات کراتا ہوں، پھر انہوں نے حضرت سے بات کرائی، میں نے عرض کیا،

حضور! میں محمد اختر حسین رضوی جمشید پور، آپ کا مرید بول رہا ہوں، ابھی ویلور آیا ہوا ہوں، یہاں ڈاکٹر نے کہہ دیا ہے کہ تمہارے سر کا آپریشن کرنا ہوگا، اس لیے میں بہت پریشان ہوں، آپ میری صحت و عافیت کے لیے دعا کریں، حضرت نے فرمایا، آپ گھبرائیں نہیں، ان شاء اللہ تعالیٰ آپریشن کامیاب ہوگا، اور آپ بالکل ٹھیک ہو جائیں گے، البتہ یہ آیت کریمہ کثرت سے پڑھا کریں، "وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ" چلتے پھرتے، اُٹھتے بیٹھتے، بے شمار بار پڑھا کریں، حضرت کے حکم کے مطابق میں نے اسے پڑھنا شروع کیا، جب رات میں سویا تو دیکھتا کیا ہوں کہ ایک آدمی میرے پاس آیا، ایک فتیلہ جونس کی شکل کا تھا میری ناک کو پکڑ کر ناک سے نکالا اور باہر پھینک دیا، جب میں نے اسے دیکھا تو خیال گذرا کہ یہ میرے مرشد علامہ سبطین رضا ہوں گے، مگر معاً دل نے اس وہم کو ٹھکراتے ہوئے کہا کہ یہ تمہارے مرشد نہیں ہو سکتے، اس لیے کہ تمہارے مرشد گورے چٹے اور نہایت خوبصورت ہیں، اتنے میں دیکھا کہ سامنے میں اپنے پورے جاہ و جلال کے ساتھ حضرت پیرو مرشد جلوہ بار ہیں۔ اس کے بعد نیند کھل گئی، پھر میں نے گھر کے افراد سے کہا کہ اب گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے،، اس لیے کہ حضرتِ شیخ کی زیارت ہوگئی ہے، اب میں ان شاء اللہ الرحمن ٹھیک ہو جاؤں گا، آپریشن کامیاب ہوگا۔ بعدہٗ آپریشن ہوا، اس میں کئی گھنٹے لگ گئے، دماغ سے مواد نکال کر ڈاکٹر نے چیک اپ کے لیے بھیج دیا، چیک اپ کے بعد رپورٹ آئی تو ڈاکٹر نے کہا کہ آپ خوش قسمت ہیں، جس بیماری کا خطرہ لاحق تھا اور جس کے بارے میں آپ کے جمشید پور کے ڈاکٹر نے رپورٹ دی تھی، وہ آپ کو نہیں ہے، اب آپ بالکل ٹھیک ہو گئے۔

دستِ غیب اور روزی کی کشادگی کا عمل:۔ تنگ دستی کو دور کرنے اور رزق کی کشادگی کے لیے "یَا بَاسِطُ" کا عمل نہایت مجرب اور معمولات مشائخ کرام میں سے ہے۔ باسط کے معنی ہیں "کھولنے والا"۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کو اس کے اس اسم شریف کے ذریعہ یاد کرنے سے وہ روزی کا دروازہ کھول دیتا ہے، اس کے کئی طریقے ہیں۔ (۱) "یَا بَاسِطُ یَا اَللہُ" ہر نماز کے بعد بہتّر (۷۲) بار پڑھا جائے۔ (۲) "یَا بَاسِطُ الَّذِیْ یَبْسُطُ

الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ"۔ بہتّر (۷۲) بار ہر روز نمازِ عشاء کے بعد پڑھا جائے۔ (۳) "یَا بَاسِطُ فَرِّجْ"۔ بعد نماز مغرب ایک ہزار (۱۰۰۰) بار پڑھا جائے۔ فقیر نوری کے شیخ حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کا شجرہ شریف جوان کے دست اقدس سے ملا اس میں صرف "یَا بَاسِطُ" بہتّر بار ہر نماز کے بعد پڑھنے کو لکھا ہے، ہر ایک ترکیب میں اوّل وآخر درود شریف۔

حضور امینِ شریعت نے اول الذکر طریقہ اپنے کئی عقیدت مندوں کو اپنانے کے لیے ارشاد فرمایا ہے، چنانچہ الحاج اختر رضوی فرماتے ہیں:

۲۰۰۱ء میں جب میں حضرت سے ملاقات کے لیے رائے پور پہنچا تو حضرت کے ارد گرد اور عقیدت کیش بیٹھے تھے، اس وقت ایک شخص حاضرِ بارگاہ ہوا اور حضرت سے عرض کیا کہ حضور! میں نہایت تنگدستی میں مبتلا ہوں، دانے دانے کا محتاج ہوں، کوئی ذریعۂ معاش نہیں ہے، کرم کیجیے اور میرے حق میں دعا فرما دیجیے۔ حضرت نے ارشاد فرمایا، نماز پڑھتے ہو، اس نے جواب دیا انشاءاللہ! آج سے پڑھوں گا، تو حضرت نے فرمایا: ہاں ہر نماز کے بعد "یَا بَاسِطُ یَا اَللّٰہُ" بہتّر (۷۲) بار پڑھا کرو۔ اوّل وآخر درود شریف کے ساتھ۔

اس کے بعد اس شخص نے حضرت سے رخصت کی اجازت مانگی تو حضرت نے اپنا ہاتھ بڑھاتے ہوئے فرمایا، لو۔ اس نے ہاتھ پھیلایا تو ایک ہزار روپئے کا ایک نیا نوٹ جیسے آج ہی چھپا ہو، اس کے ہاتھ میں دیا، وہ آدمی اسے لے کر خوشی خوشی چلا گیا۔ جب کہ اس سے پہلے حضرت سے ہم لوگوں نے مصافحہ کیا، دست بوسی کی، آپ کے ہاتھ میں کچھ نہ تھا، اگر ہوتا تو ہم لوگوں کی نظر ضرور پڑتی۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ غیبی مدد ہوئی، اس کے بعد ہم سبھی لوگ آپس میں تذکرہ کرنے لگے کہ یہ حضرت کی کرامت ہے۔

حضرت کی نوازشات خود راقم پر:۔ حضرت جب ربیع الاول شریف کے سالانہ جلسہ میں جمشید پور تشریف لائے تو اس موقع پر محبِ گرامی مولانا طیب علی رضوی مرحوم سابق شیخ الحدیث مدرسہ فیض العلوم، حضرت دامت برکاتھم العالیہ سے سلسلۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ نوریہ کی اجازت وخلافت کے متمنی ہوئے۔ حضرت کی دیرینہ عنایات ونوازشات

کے مدنظر فقیر نوری نے یہ سوچ لیا کہ حضرت سے اس بابت ضرور سفارش کروں گا۔اور ان شاء اللہ تعالیٰ! حضرت ضرور آبرو رکھیں گے۔ البتہ دل نے یہ فیصلہ کیا کہ ان کے ساتھ اپنے قدیم کرم فرما مولانا عبد الغفار فریدی تیغی صاحب (سابق استاذ مدرسہ فیض العلوم) کو بھی شامل کرلو۔ چنانچہ حضرت کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور کسی طرح ہمت کر کے تمہیدی کلمات کے بعد ان دونوں کے بارے میں گزارش کر دی۔حضرت نے میری باتوں سے مطمئن ہوکر کشادہ دلی اور اپنے کرم وسخا کا اظہار فرمایا اور اس کے لیے راضی ہو گئے۔ پھر فرصت کے وقت ان دونوں کو حضرت کی بارگاہِ عالی میں لے کر خادم حاضر ہوا۔ان دنوں حضرت کا قیام حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ کی حویلی والے حجرہ میں تھا، جب ان دونوں کو لے کر حاضر ہوا تو آپ نے ان کو سلسلۂ قادریہ برکاتیہ رضویہ نوریہ کی اجازت و خلافت سے سرفراز فرمایا، اس موقع پر خادم نوری کی طرف بھی متوجہ ہوکر فرمایا کہ ’’میں نے آپ کو بھی اس سلسلے کی اجازت وخلافت دی‘‘۔جب کہ اس فقیر سراپا تقصیر نے اپنے بارے میں کچھ بھی عرض نہیں کیا تھا۔فقیر نوری آپ کی اس کشادہ دلی اور کرم فرمائی پر بہت مسرور ہوا اور فرحت وانبساط کے اتھاہ سمندر میں غوطہ زن ہوگیا۔ کیونکہ اس فقیر نوری کے لیے یہ نعمتِ غیر مترقبہ تھی، جس کے بارے میں کبھی سوچا بھی نہ تھا۔ پھر کرم بالائے کرم تو دیکھیے کہ زیادہ دن نہ گزرے کہ سندِ اجازت بھی ارسال فرمادی۔

حقیقت یہ ہے کہ اس فقیر پر منعم حقیقی اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ فضل خاص تھا، جو جواد و کریم رسول اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی کے صدقۂ وطفیل حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت وعقیدت اور حضور مفتی اعظم کی بیعت وارادت کا فیضان جاری ہوا۔ فَلِلّٰہِ الْحَمْدُ

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَجَمِيْعِ مَشَائِخِنَا اَجْمَعِيْنَ۔

قیمتی وظیفہ اور ایک تحفہ: ۔محبِّ گرامی مولانا مجیب الرحمن رضوی مصباحی صاحب کی دعوت پر غالباً ۲۰۰۱ء میں طلبہ کا سالانہ امتحان لینے حضرت امینِ شریعت کا قائم کردہ ادارۂ شرعیہ اور دار العلوم انوار مصطفی، مودھا پارہ، رائے پور پہنچا۔ الحمد للہ! میں نے امتحان لیا، وہاں کے طلبہ کو نہایت لائق و فائق پایا، اس وقت طلبہ کافی شوقین، محنتی اور ذی صلاحیت

تھے، میں نے محسوس کیا کہ یہاں حضور امین شریعت کا فیضان برس رہا ہے، جس کے سبب تھوڑی ہی مدت میں یہ ادارہ نہایت کامیابی کی منزل طے کر چکا اور عروج و ترقی کی شاہراہ پر ہے۔ یہ اندازہ لگاتے دیر نہ ہوئی کہ حضرت، ان کے مریدین اور اراکین مدرسہ نے صرف فلک بوس چمکتی عمارت ہی نہیں بنائی بلکہ چیدہ چیدہ علما، حفاظ اور قراء کو تدریسی خدمات پر مامور کر کے مدرسہ کے تعلیمی نظام کو بھی اعلیٰ سے اعلیٰ کر دیا ہے۔ اس موقع سے بعدِ نمازِ عصر حضور امینِ شریعت اپنی قیام گاہ سے چل کر دار العلوم کے دفتر میں جلوہ بار ہوئے، خادم کو اطلاع دی گئی، حاضر بارگاہ ہوا، اور دست بوسی کی اور ادب سے بیٹھ گیا، حضرت نے شانہ پر ڈالنے والا ایک بڑا سا سفید رومال تحفۃً عنایت فرمایا، جو غالباً مکہ شریف یا مدینہ شریف کا تحفہ تھا۔ خادم یوں ہی بیٹھا ان کی زیارت اور ہم کلامی سے مشرف ہوتا رہا۔ مجلس میں کئی احباب تھے جن میں دار العلوم کے صدر المدرسین مفتی مجیب الرحمن رضوی اور گرامی قدر حضرت علامہ محمد خالد علی رضوی شمسی، کلیر، ضلع ارول، (بہار) بھی شامل ہیں، ان سب کی موجودگی میں راقم نے سوال کیا کہ حضرت! معرفت الٰہی کے حصول کے لیے کسی عمل کی تلقین فرمائیں، حضرت نے بطور عاجزی وانکساری فرمایا: میں تلقین کے لائق نہیں ہوں، لیکن میں نے اصرار کرتے ہوئے عرض کیا: حضور! آپ ہماری رہنمائی نہیں فرمائیں گے تو اپنی حاجت لے کر ہم کس کے پاس جائیں گے، اس لیے ضرور بتائیں، تب حضرت نے فرمایا:۔ "اَللّٰھُمَّ نَوِّرْ قَلْبِیْ بِنُوْرِ مَعْرِفَتِكَ یَا اَللہُ"۔ صبح و شام ایک سو (۱۰۰) بار پڑھ لیا کریں۔

پھر عرض کیا کہ یہاں شام سے مراد بعد نمازِ عصر ہے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: بعد نمازِ مغرب۔

مذکورہ دعا کا ترجمہ یہ ہے:

(اے اللہ! تو اپنی معرفت کے نور سے میرے دل کو روشن ومنور فرما، یا اللہ!)

مذکورہ دعا کی تعداد کے بارے میں غالب گمان یہ ہے کہ سو بار ہی پڑھنے کو فرمایا۔ اور فقیر نوری نے کئی احباب کو اسی تعداد میں پڑھنے کی اجازت دی۔ رضائے مولیٰ تعالیٰ

اور معرفتِ الٰہی کے حصول کے لیے یہ بہترین وظیفہ ہے، لہٰذا معرفتِ الٰہی کے لیے طالبین کو اسے ضرور پڑھنا چاہیے تاکہ ان کا دل معرفتِ الٰہی کی تابشوں سے روشن و تاباں ہو جائے، باری تعالیٰ اپنے حبیب صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے طفیل اجازت دینے والے اور اس کے قارئین کو اس کے ثمرات سے حظِّ وافر عطا فرمائے۔ آمین۔

ایک مرید کے خواب میں تشریف آوری اور بیماری سے شفا:۔ ۲۱ رجب المرجب ۱۴۳۵ھ مطابق ۲۱ مئی ۲۰۱۴ء بروز بدھ محبِ گرامی الحاج اختر حسین رضوی، جواہر نگر نے ایک مجلس میں فقیر نوری سے فرمایا کہ

''حضور امینِ شریعت کے فیض کا ایک بار اس طرح اظہار ہوا کہ ایک مرتبہ میرا چچا زاد بھائی آفتاب رضوی، جو حضور قبلہ ہی کا مرید ہے، سخت بیمار ہو گیا، اس کے شکم میں کافی درد رہتا تھا، جو اسے بے چین کیے رہتا، ایک دن میرے پاس آیا اور کہا کہ حضرت پیر صاحب کا فون نمبر دیجیے تاکہ ان کے پاس فون کر کے دعا کرواؤں، میں نے حضرت کے خادم صاحب کا نمبر دیا، اس نے بہت لگایا مگر فون نہ لگا، کل ہو کر صبح میں میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ الحمد للہ! اب میں بالکل ٹھیک ہوں، رات میں سویا تھا تو خواب میں دیکھتا ہوں کہ حضرت تشریف لائے اور میرے پیٹ کی طرف ہاتھ بڑھا کر اس سے کچھ کالی چیز نکالی اور اسے باہر پھینک دیا، پھر کیا تھا، اس کے بعد سے میں بالکل صحت یاب ہو گیا ہوں''۔

مرید کی طرف التفات و توجہ:۔ الحاج اختر حسین رضوی مرحوم نے راقم الحروف کو بتایا کہ

''۱۹۹۷ء میں جب حضرت معین بھائی کے یہاں تشریف لائے تو دیدار کی غرض سے حاضر ہوا جب ان کے کمرے میں پہنچا تو دیکھا کہ حضرت بائیں کروٹ لیٹے ہوئے ہیں اور سامنے کئی مریدین و معتقدین موجود ہیں۔ میں آپ کے پیچھے کی طرف سے کمرے میں داخل ہوا اور آپ کے سرہانے کی طرف چپکے سے بیٹھ گیا اتنے میں آپ نے کروٹ بدلی، میری طرف متوجہ ہوئے اور مجھ سے دریافت فرمایا کہ آپ کی طبیعت کیسی ہے؟ اس سے مجھے اندازہ ہوا کہ حضرت کی توجہ مجھ پر مبذول ہے اور ہمیشہ میری خیریت کے خواہاں رہتے ہیں۔''

حضرت علامہ کی نظر میں آپ کی وقعت :۔ قائدِ اہلسنت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمۃ والرضوان ہمارے دیگر علما و مشائخ اہلسنت کی طرح بزرگوں سے کافی انسیت رکھتے تھے، وہ ان کا بیحد ادب و احترام بجا لاتے تھے، اس معاملے میں آپ کی شخصیت لائق اتباع ہے، کبھی تو راقم نے خود اپنی نظروں سے دیکھا اور بہت سے واقعات سننے کو ملے۔ انجمن فیضان ملت فیض العلوم کی طرف سے دوسری بار جب حضور امینِ شریعت مدعو ہوئے، تو آپ کی تشریف آوری سے چند دن قبل علامہ موصوف نے ایک مجلس میں راقم الحروف سے دریافت فرمایا کہ حضرت علامہ سبطین رضا صاحب کو کس کمرے میں ٹھہراؤ گے۔ راقم نے جواب دیا: دوسری منزل کے اس کمرے میں جہاں شمس العلما حضرت مفتی نظام الدین الٰہ آبادی علیہ الرحمہ سابق شیخ الحدیث مدرسہ فیض العلوم رہتے تھے، حضرت علامہ نے فرمایا، ''نہیں، بلکہ میرے اس کمرے میں ٹھہراؤ، کیونکہ وہ سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے خانوادے سے تعلق رکھتے ہیں اور خانوادۂ اعلیٰ حضرت پر سرکارِ مدینہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصی نگاہِ عنایت وکرم ہے، اس پر ان کا خاص فیضان ہے، اس لیے حضرت کی خاطر، تواضع اور ادب و احترام میں کچھ کمی نہ ہو''۔ چنانچہ حضرت علامہ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ان کی حویلی سے متصل ان کے حجرہ میں ہی راقم الحروف نے حضرت کے قیام کا انتظام کیا۔

حضور نصیر ملت کی نظر میں وقعت :۔ پیرِ طریقت نصیرِ ملت استاذ گرامی حضرت مولانا نصیر الدین پلاموی صاحب، استاذ الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور، اعظم گڑھ، ۵؍جمادی الاولیٰ ۱۴۳۵ھ۔ مطابق ۷؍مارچ ۲۰۱۴ء شب جمعہ روڈ نمبر ۸ جواہر نگر، جمشید پور میں ایک صاحب کے یہاں تشریف لائے، خادم کو معلوم ہوا تو دوپہر میں ان سے ملاقات کی غرض سے جواہر نگر پہنچا، اس وقت آپ عزیز گرامی مولانا برہان الہدیٰ مصباحی مہتمم مدرسہ گلشن حسین، جواہر نگر، کے دولت کدہ پر جلوہ فرما تھے، کیونکہ حضرت کے کھانے کی دعوت دوپہر میں ان ہی کے یہاں تھی، بعدِ اصرار خادم کو بھی کھانا کھانا پڑا۔ الحمد للہ! کھانا لذیذ اور پر تکلف تھا۔ دورانِ گفتگو وہاں حضرت نصیر ملت قبلہ دام ظلہ العالی نے فرمایا کہ ''مجذوب

بزرگ کو پہچاننا اور اس کا پتہ لگانا بہت مشکل کام ہے، رائے پور (چھتیس گڑھ) میں ایک مجذوب بزرگ آرام فرما ہیں، ان کی نماز جنازہ حضرت علامہ سبطین رضا قبلہ نے پڑھائی، اس سے سمجھ میں آیا کہ وہ بزرگ عام دیوانہ نہیں بلکہ مجذوب بزرگ اور ولی اللہ تھے کیونکہ حضرت علامہ سبطین رضا قبلہ جید عالمِ دین، متبعِ شریعت، اور صاحبِ کشف و کرامت ولی ہیں"۔

ضمیمہ

مندرجہ ذیل تحریرات کتاب کمپوز ہونے کے بعد موصول ہوئیں، اسے ہم آخر میں ضمیمہ کے طور پر شامل کرتے ہیں۔

محمد فاروق رضوی آزادنگر کے بیانات

محمد فاروق رضوی روڈ نمبر ۶/ای آزادنگر، مانگو، جمشید پور، امینِ شریعت حضرت علامہ سبطین رضا نوری بریلوی کے نہایت عقیدت مند اور سچے و پکے مرید ہیں۔ جب حضور امینِ شریعت انجمن فیضانِ ملت دھتکیڈیہہ کی دعوت پر جمشید پور تشریف لائے۔ اسی وقت جناب نسیم احمد رضوی اور توقیر احمد رضوی روڈ نمبر ۱/دھتکیڈیہہ کے گھر میں حضور سے مرید ہوئے۔ موصوف نے ۲۹/جمادی الاولیٰ ۱۴۳۶ھ۔ مطابق ۲۱ مارچ ۲۰۱۵ء کو ایک مجلس میں راقم الحروف سے درج ذیل واقعات بیان فرمائے۔

پہلا واقعہ:۔ ایک اسلامی بہن کے شوہر جناب عبدالعظیم رضوی کا واقعہ یہ ہے کہ وہ ۱۳/سال قبل سخت بیمار ہو گئے تھے۔ ان کا پھیپھڑا خراب ہو گیا تھا، بہت علاج کرایا مگر افاقہ نہ ہوا۔ ایک ڈاکٹر نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ یہ صرف ایک ہفتہ کے مہمان ہیں۔ جب میں نے ان کی یہ خراب حالت دیکھی تو فون کے ذریعہ اپنے پیر و مرشد حضور امینِ شریعت سے بیعت کرادی۔ پھر حضرت نے ان کے حق میں دعاے صحت فرمائی، اور فرمایا: "ان شاء اللہ تعالیٰ کچھ نہ ہوگا، شفایاب ہو جائیں گے، گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے"۔ الحمد للہ! سلسلہ میں داخل کرنے اور دعاے صحت کرنے کا فوری طور پر فائدہ

ہوا۔ وہ شفایاب ہو گئے۔ تیرہ سال کا عرصہ گزر چکا، وہ آج بھی باحیات ہیں۔ ۲۰۱۰ء میں حج وزیارت بھی کر کے آ گئے۔

دوسرا واقعہ:۔ ممبئی سے ایک جوان مظہر بن مقبول نامی میرے پاس تعویذ کے لیے آیا کرتا تھا۔ وہ سخت بیمار رہا کرتا تھا، اس کے سر میں چکر آنے کا مرض تھا۔ راستہ میں چلتے چلتے بے ہوش ہو کر گر جاتا تھا۔ میں نے جب اس کی یہ کیفیت دیکھی تو حضور امینِ شریعت سے ٹیلیفون کے ذریعہ مرید کرا دیا۔ اور ان سے اس کے حق میں دعا بھی کروا دی۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ اس کا مرض جاتا رہا اور وہ آج بھی تندرست ہے۔ چہرے کو داڑھی سے سجا لیا ہے اور پابندِ نماز ہو گیا ہے۔

تیسرا واقعہ:۔ ایک غیر مسلم لڑکی جس کا نام مالتی کماری تھا، وہ رانچی کی رہنے والی تھی، اس پر آسیبی حرکت تھی، جس کے سبب وہ بہت پریشان رہا کرتی تھی۔ ۲۰۰۷ء میں وہ میرے پاس تعویذ کے لیے آئی۔ میں نے اسے تعویذ دیا اور کہا کہ یہ وظیفہ پڑھا کرو۔ ان شاء اللہ ٹھیک ہو جاؤ گی۔ وظیفہ یہ ہے۔

''یا حضور سبطین رضا میری مدد کیجئے۔'' وہ اسے پڑھنے لگی۔ ۴۱/دن ہوئے ہوں گے کہ الحمد للہ! اس وظیفے کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اسے صحت یاب فرما دیا۔ آسیب نے اس کی جان چھوڑ دی۔ جب اس نے یہ برکت محسوس کی تو مذہبِ اسلام قبول کر لیا۔ الحمد للہ! وہ آج بھی مسلمان ہے۔ مذہبِ اسلام کی آغوش میں آنے کے بعد اس کا نام فلک ناز رکھا۔ اس کی شادی جمشید پور میں ہی ایک مسلمان لڑکے سے ہوئی، جس کے ساتھ وہ خوشی ومسرت کے ساتھ زندگی بسر کر رہی ہے۔

چوتھا واقعہ:۔ ایک دوسری غیر مسلم لڑکی جس کا نام تھا، ڈاکٹر نمریتا کماری۔ وہ پرسوڈیہہ، ٹاٹا نگر کی رہنے والی تھی۔ جو ایم۔ جی۔ ایم، گورنمنٹ ہاسپیٹل، جمشید پور میں ۲۰۱۰ء میں ٹریننگ کر رہی تھی، ایک مسلم لڑکے سے اس کی محبت ہو گئی تھی۔ مگر وہ بارہ سال سے دھوکہ دے رہا تھا۔ کئی جھاڑ پھونک والے باباؤں اور پنڈتوں کے پاس گئی مگر اسے کامیابی نہ ملی۔ وہ ایک دن ٹرین کے ذریعے جمشید پور سے جھاڑ گرام کا سفر کر رہی تھی، اسی

ٹرین میں جناب شہناز باجی، روڈ نمبر ۶، آزادنگر، جمشید پور سے اس کی ملاقات ہوگئی۔ انہوں نے اسے میرا پتہ بتادیا کہ ان سے ملو، ان شاءاللہ! تمہارا کام ہوجائے گا۔ چنانچہ وہ ایک دن میرے پاس آئی اور اپنی پوری داستان سناتے ہوئے کہنے لگی: اب مجھے جھاڑ پھونک کرنے والے سے اعتماد اٹھ چکا ہے۔ بہت لوگوں کے پاس گئی مگر کہیں کام نہ ہوا۔ میں نے اس سے کہا: تم دو وظیفے پڑھو، ان شاء اللہ تمہارا کام بن جائے گا۔ (۱) صبح میں سات سو چھیاسی (۷۸۶) بار بسم اللہ شریف (۲) گیارہ سو (۱۱۰۰) بار ''یا سبطین رضا المدد'' تین ماہ تک بلا ناغہ پڑھو۔ بامراد ہو جاؤ گی، اس نے اذعان ویقین کے ساتھ یہ اعمال شروع کیے، ابھی مدت پوری بھی نہ ہوئی تھی کہ ان وظائف کی برکت سے اس کے دل میں مذہبِ اسلام کی محبت رچ بس گئی اور اسلام قبول کر کے پختہ مسلمان بن گئی اور اپنے گھر والوں سے چھپ چھپ کر نماز وروزے ادا کرنے لگی۔ اس نے سب سے پہلا روزہ دس محرم الحرام کا رکھا، پھر رمضان شریف آیا تو اس کے بھی روزے رکھے، اسی دوران اس مسلم لڑکے سے محبت کے معاملے میں اسے کامیابی بھی مل گئی اور اس کا نکاح بھی ہوگیا، آج وہ اپنے سسرال مخدوم پور میں مسرت وشادمانی کے ساتھ زندگی بسر کر رہی ہے۔

پانچواں واقعہ:۔ ۲۰۱۲ء میں، میں (شوکت علی عرف محمد فاروق رضوی)، الحاج مختار صفی رضوی صاحب عرف مسٹر بھائی، بانی ومہتمم مرکزی دارالقرات، ذاکرنگر اور بھائی خورشید رضوی صاحب حضرت سے ملاقات کے لیے راے پور (چھتیس گڑھ) گئے۔ شرفِ لقا حاصل کرنے کے بعد میرے دل میں خیال آیا کہ کاش حضرتِ مرشد کا موے مبارک مجھے مل جاتا۔ یہ خیال آنا تھا کہ حضرت کے نواسے کے خسر صاحب نے دیکھا کہ حضرت کی داڑھی مبارک کے تین بال شریف جھڑ کر قمیص پر آ گئے ہیں۔ وہ آگے بڑھ کر ان تینوں موے مبارک کو اٹھا کر کاغذ میں رکھنے جا رہے تھے، اتنے میں میں نے ان سے عرض کیا: حضور! یہ موے مبارک مجھے عنایت فرمادیں۔ الحمدللہ! انہوں نے میری گزارش قبول کر لی اور مجھے وہ بال شریف عنایت فرمادیئے۔ پھر میں نے ان میں سے ایک موے مبارک مسٹر بھائی موصوف اور ایک خورشید بھائی کو دیئے اور ایک اپنے پاس رکھ لیا۔ الحمد

للہ! آج بھی وہ بحیثیت تبرک میرے پاس موجود ہے۔

چھٹا واقعہ:۔ میرے ایک دوست ہیں، جن کا نام ہے سرفراز رضوی۔ یہ آزادنگر روڈ نمبر ٦۔ای میں عمران سبحانی صاحب کے گھر میں کرایہ پر رہتے تھے۔ یہ جناب ایک دن میرے گھر کے زینے پر آ کر مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگے۔ ان کے منھ سے بہت خون نکل رہا تھا اور ایسا لگ رہا تھا کہ اب یہ اس دارِفانی سے کوچ کر جائیں گے۔ میرے بڑے بھائی نورالحق صاحب نے انہیں اٹھا کر اپنے گھر کے اندر لا کر رکھ دیا اور میرا انتظار کرنے لگے۔ تھوڑی دیر کے بعد جب میں گھر پہنچا تو ان کی حالتِ غیر دیکھ کر کچھ پڑھا اور ان پر دم کیا۔ جب کچھ افاقہ ہوا تو میں نے انہیں حضرت سے بیعت کرادی۔ اس کی برکت سے وہ بالکل صحت یاب ہو گئے اور الحمد للہ! وہ آج بھی تندرست ہیں، چہرے کو داڑھی سے سجا لیا ہے اور پابندِ نماز ہو چکے ہیں۔

نوٹ:۔ میں کافی دن سے تعویذات اور آسیب وسحر کے حاضرات والے مشغلے سے جڑا ہوں۔ مریض پر مسلط جن میں سے کچھ جن کو بھگانا چاہا تو انہوں نے مجھ سے کہا: اے فاروق! میں تو تجھے چٹکی سے مسل کر برباد کر دیتا، مگر تم وقت کے عظیم بزرگ علامہ سبطین رضا کے مرید ہو، اس لیے میرا تم پر بس نہیں چلتا ہے۔

عزیزم محمد فاروق رضوی سلمہ ولد الحاج فضل الحق صاحب نے ایک مجلس میں راقم الحروف سے یہ بھی بیان کیا کہ جمعہ کے روز میں، الحاج جناب مختار صفی رضوی صاحب عرف مسٹر بھائی، قاری مشتاق احمد اور مظاہر بھائی آزادنگر، امینِ شریعت حضرت علامہ سبطین رضا قبلہ سے ملاقات کے لیے رائے پور (چھتیس گڑھ) گئے۔ حضرت کی معیت میں ہم لوگوں نے نمازِ عصر پڑھی۔ بعدِ نمازِ عصر مصافحہ کرنے والوں کا تانتا لگ گیا۔ مسٹر بھائی نے سوچا کہ جلد مصافحہ ہو جاتا تو اچھا ہوتا۔ اتنا سوچنا تھا کہ حضرت نے سب سے مصافحہ کا سلسلہ منقطع کر کے مسٹر بھائی کی طرف اپنے دونوں ہاتھ بڑھا دیئے اور مصافحہ کیا۔ پھر مرید ہونے کا وقت آیا تو مسٹر بھائی کے دل میں یہ تردد تھا کہ ان سے مرید ہوؤں یا نہیں؟ اور راستہ میں مجھ سے کہا بھی تھا کہ میں زیارت کے لیے جا رہا ہوں، تم مرید

ہونے کے لیے ضدمت کرنا۔مگر حضور کی زیارت اوران سے مصافحہ کے بعد یہ ٹھان لیا کہ ان سے ضرور مرید ہوجانا ہے۔ پھر حضرت سے عرض کیا کہ حضور! آپ سے مرید ہونا چاہتا ہوں۔حضرت نے فرمایا۔میں اب بوڑھا ہو چکا ہوں،آپ کسی جوان پیر کو تلاش کیجئے اور ان سے مرید ہوجائیے۔مسٹر بھائی نے کہا کہ حضور! میں نے فیصلہ کرلیا ہے کہ آپ سے ہی مرید ہونا ہے۔تب حضرت نے فرمایا کہ جب آپ نے تہیہ کرلیا ہے تو مرید کر لیتا ہوں، چنانچہ اپنے دامن میں لے لیا۔

مکرمی حافظ اسرار احمد رضوی صاحب،صدر فاروقی مسجد، فاروقی نگر(شاستری نگر)،جمشید پور نے بھی مذکورہ باتوں میں سے کچھ کا ذکر راقم الحروف سے ایک مجلس میں کیااورمزید فرمایا کہ حضرت کی ان باتوں سے مسٹر بھائی بہت متأثر ہوئے۔

جناب محمد خلیل قادری رضوی صاحب کے بیانات

نورانی مسجد، دنداشاہی،چکردھرپور،مغربی سنگھ بھوم (جھارکھنڈ) کے سابق امام مولانا سعود انور رضوی فیضی کی قیادت میں نورانی مسجد کمیٹی اور مسلم پنچایت چکردھرپور کے عہدیداران اورعمائدین محلہ نے غالباً ۲۰۰۰ء میں ایک عظیم الشان کانفرنس منعقد کی تھی اورحضور امینِ شریعت کو پیرِ طریقت کی حیثیت سے خصوصی طور پر مدعو کیا تھا۔خطیب کی حیثیت سے راقم الحروف بھی مدعو تھا،اسی موقع سے محبِ گرامی جناب محمد خلیل قادری رضوی فلیٹ نمبر ۴۰۷ مغل گارڈین،مہتو کالونی، روڈ نمبر ۱۷/ جواہر نگر، جمشید پور، (جھارکھنڈ) حضور امینِ شریعت سے مرید ہوئے۔موصوف نے راقم الحروف کی گزارش پر ۲۸/ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۶ھ۔مطابق ۲۰/ مارچ ۲۰۱۵ء بروز جمعۂ مبارکہ حضرت کے حوالے سے درج ذیل تحریر عنایت فرمائی۔ملاحظہ ہو،

85بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ ﷺ

(۱) حالات کا موافق ہوجانا:۔ میں نے جب اپنے مرشدِ کریم امینِ شریعت

حضور علامہ سبطین رضا مدظلہ النورانی سے رائے پور جا کر مرید ہونے کا ارادہ کیا اس کے دوسرے ہی دن مجھے خبر ملی کہ حضرت آج ایک مسجد کا سنگ بنیاد رکھنے کے لیے چکردھر پور تشریف لا رہے ہیں، چونکہ یہ جگہ ہمارے جمشید پور سے بہت قریب ہے، لہٰذا میں وہاں جا کر مرید ہو گیا، جب کہ میں نے صرف دل میں ارادہ کیا تھا۔ رائے پور جانے کا وقت معین نہیں کر پایا تھا۔ پتہ نہیں کب جاتا، تو اس طرح حالات کا موافق ہو جانا، اور دوسرے ہی دن حضرت کا تشریف لے آنا۔ میں نے یہ محسوس کیا کہ یہ میرے حضرت کی روشن ضمیری ہی ہے۔اور حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے غیبی انتظام

(۲) حضرت کے دست کرم پر ہی ہاتھ رکھ کر مرید ہونے اور ان کے دستخط شدہ شجرہ شریف کا ان کے برکت والے ہاتھوں سے ملنے کی دلی آرزو پوری ہوئی۔

’’جب میں مرید ہونے کے لیے چکردھر پور پہنچا تو ایک کمرے میں پلنگ پر حضرت تشریف فرما تھے۔ سبھی لوگ نیچے بیٹھے ہوئے تھے، کمرہ کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ مولانا مفتی مسلم حسین رضوی شمسی علیہ الرحمہ نے لوگوں سے باہر نکلنے اور کمرہ خالی کرنے کو کہا، کیونکہ ہمارے حضرت کو عشا کی نماز پڑھنی تھی، سفر سے آئے تھے، کچھ آرام بھی فرمانا تھا۔ اور فرمایا کہ جو حضرات مرید ہونا چاہتے ہیں وہ جلسہ گاہ میں تشریف لے جائیں، حضرت وہیں سب کو مرید کریں گے، جب کہ میں حضرت کے چہرۂ مبارک کو ٹک ٹکی باندھے دیکھ رہا تھا اور دل میں یہ سوچ رہا تھا کہ حضرت میرے دل کی کیفیت کو دیکھ رہے ہیں، اگر یہ چاہیں گے تو نہ میں کمرے سے باہر جاؤں گا، نہ ہی جلسہ گاہ میں جا کر عمامہ شریف میں ہاتھ رکھ کر مرید ہوؤں گا، بلکہ حضرت کے دستِ کرم میں ہی ہاتھ دے کر مرید ہوؤں گا۔ اور شجرہ شریف بھی حضرت اپنے دست کرم سے ہی عطا فرمائیں گے۔

الحمد للہ! جب لوگ کمرے سے باہر جا رہے تھے تو مرشدِ کریم نے مولانا مسلم علیہ الرحمہ سے فرمایا کہ ان کو (یعنی مجھے) یہیں رہنے دیجئے، مرید کیے لیتا ہوں، باقی لوگوں کو جلسہ گاہ میں مرید کرلوں گا۔ سبھی لوگ باہر چلے گئے۔ میں کمرے میں حضرت کی زیارت کرتا رہا، انہوں نے اپنے ایک خادم، جو ان کے ساتھ تھے اور دو یا تین لوگوں نے

اب تک نماز نہ پڑھی تھی ان کے ساتھ با جماعت نماز پڑھی۔ اور پھر مجھے بڑی ہی شفقت و محبت بھرے انداز میں قریب بلا کر اپنے دستِ کرم میں ہاتھ رکھنے کو فرمایا اور مرید کر لیا۔ کمرے کے باہر لوگوں کا ہجوم پھر جمع ہو گیا اور وہ مولانا مسلم علیہ الرحمہ سے ضد کرنے لگے کہ حضرت نے نماز پڑھ لی ہے، ہمیں بھی یہیں مرید کروا دیجئے، مولانا صاحب کی گزارش پر حضرت نے ایک عمامہ شریف پر ہاتھ رکھوا کر سبھی کو مرید کر لیا۔ کمرے میں کافی بھیڑ تھی، جب ہم سب باہر نکل رہے تھے تو میں دل میں سوچ رہا تھا کہ الحمد للہ! میری دو تمنائیں تو پوری ہوئیں۔ (۱) کمرے میں حضرت کا مجھے روک لینا (۲) ان کے دستِ کرم پر ہی ہاتھ رکھ کر بیعت ہونا۔ اب حضرت مجھے شجرہ شریف بھی اپنے دستِ مبارک سے عطا فرما دیتے تو دل کی یہ مراد بھی پوری ہو جاتی، میں بھیڑ کے ساتھ باہر نکل رہا تھا، کمرے سے باہر قدم رکھا ہی تھا کہ مجھے لگا کہ میرے کرتے کی داہنی جیب میں کسی نے کچھ ڈالا ہے، میں نے جب دیکھا تو حضرت کے خادم صاحب تھے۔ انہوں نے میرے کان میں آہستہ سے کہا: ''حضرت نے آپ کو شجرہ شریف دیا ہے، جو میں نے آپ کی جیب میں ڈال دیا ہے''، اور فرمایا ہے کہ ''جب کمرہ خالی ہو جائے تو کچھ دیر میں آ کر مجھ سے دستخط کرا لیں'' الحمد للہ! میں نے بعد میں جا کر حضرت سے دستخط کرا لیا۔ کہنا یہ ہے کہ جیسا میں نے سوچا تھا ویسا ہی معاملہ حضرت نے میرے ساتھ فرمایا۔ مجھے یقین کامل ہے کہ یہ اتفاق نہیں، بلکہ آپ کی کرامت ہے۔ رکاوٹ کے باوجود حضرت کا میرے غریب خانہ میں تشریف لانا:۔ مجھے خبر ملی کہ مرشدِ کریم الحاج جناب معین بھائی (سابق صدر مسجد طیبہ) کے یہاں جواہر نگر روڈ نمبر ۱۳ میں تشریف فرما ہیں، میں حضرت کی قدم بوسی کے لیے حاضر ہوا اور معین بھائی سے التجا کی کہ وہ حضرت سے کہیں کہ میرے غریب خانے میں قدم ڈال دیں اور چند لمحے عطا فرمائیں۔ تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ خلیل بھائی! چونکہ حضرت کے یہاں بہت سارے مریدین ہیں، اور سبھی نے پہلے سے تھوڑا تھوڑا وقت لے لیا ہے، اس لیے وقت میں گنجائش نہیں ہے پھر بھی کوشش کروں گا، پھر انہوں نے مجھے دوسرے دن خبر دی کہ کل حضرت ایک نمبر روڈ آزاد نگر میں جناب قیصر شکیل وکیل صاحب کے گھر تشریف

لے جا رہے ہیں، وہاں کچھ دیر قیام فرمانے کے بعد گولموری جائیں گے تو آپ آجایئے، میں حضرت سے گزارش کروں گا کہ وہ ساکچی میں آپ کے یہاں کچھ وقت عنایت فرمائیں، میں دوسرے روز صبح آٹھ بجے جب معین بھائی کے یہاں پہنچا تو دیکھا کافی لوگ جمع ہیں، حضرت سے کوئی دم کروا رہا ہے، کوئی دعا کروا رہا ہے، تو کوئی تعویذ مانگ رہا ہے، اس لیے گھر سے نکلنے میں کافی دیر ہوگئی، وکیل صاحب موصوف کے یہاں حضرت نے کچھ وقت دیا، اب ان کے بعد میرا نمبر تھا میں آس لگائے کھڑا تھا کہ اب حضرت میرے یہاں جائیں گے، میرے گھر بھی کافی لوگ مرد وعورت مرید ہونے کے لیے جمع ہو گئے تھے، اور حضرت کے آنے کا انتظار کر رہے تھے، اتنے میں ایک بڑی رکاوٹ یہ پیدا ہوئی کہ مولانا مسلم صاحب (مرحوم) تشریف لے آئے اور معین بھائی وغیرہ پر ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے برس پڑے۔ کہا کہ آپ لوگ مجھے بغیر خبر کیے ہوئے حضرت کو لے کر کیوں نکل پڑے، اب سب کا نمبر ختم۔ میرا نمبر شروع، اب حضرت کہیں نہیں جائیں گے، جہاں میں کہوں گا وہیں جائیں گے، یہ سن کر میرا دل دھڑک گیا، میں نے سوچا کہ اب میرا نمبر کٹ جائے گا، لیکن فوراً ہی دل میں یہ خیال آیا کہ حضرت میرے یہاں ان شاء اللہ ضرور جائیں گے، جب مولانا مسلم صاحب حضرت کو لے کر باہر چلے اور اپنی کار کی طرف حضرت کو بٹھانے کا رخ کیا تو میں نے معین بھائی سے کہا کہ اگر حضرت مولانا مسلم صاحب کی کار میں بیٹھ گئے تو وہ انہیں سیدھا حاجی محمد علی صاحب کے یہاں گولموری لے جائیں گے، اب ساکچی میں ہمارے یہاں رکنا مشکل نظر آرہا ہے، اس لیے آپ ذرا ہمت کر کے حضرت کو میری کار کی طرف بیٹھنے کا اشارہ کر دیجئے گا، جناب معین بھائی نے ایسا ہی کیا اور میں نے بھی حضرت سے التجا کی، الحمد للہ! حضرت ہماری ہی کار میں بیٹھ گئے۔ مولانا مسلم صاحب اور حضرت کے بہت سے مریدین بھی ساتھ چلے، غوثیہ ہوٹل، ساکچی میں الحاج غلام محمد عزیزی صاحب کے یہاں کچھ دیر قیام کیا، دعا وغیرہ کی، وہاں کی نماز گاہ میں تشریف لے گئے، اور اس کے بعد میرے غریب خانہ میں حضرت نے تقریباً بیس (۲۰) منٹ قیام فرمایا، بہت سے لوگوں کو مرید کیا، الحمد

للہ! میرے دل کی مراد پوری ہوگئی۔میں نے یہ محسوس کیا کہ حضرت کی نگاہ بیشک مریدین کے دلوں کی کیفیت کو دیکھ رہی ہوتی ہے۔

(۴) **ایک اور کرامت:۔** میں اور قاضی سجاد حسین صاحب عرف منّا بھائی، جو کہ میرے پیر بھائی ہیں، عرس اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں گئے ہوئے تھے اور وہاں ہمارے حضرت امینِ شریعت مدظلہ العالی بھی تشریف فرما تھے، چونکہ عرس میں بڑی بھیڑ ہوتی ہے اس لیے ہم نے سوچا کہ افراتفری کے عالم میں ہوسکتا ہے کہ حضرت کی زیارت کرنا، ان تک پہنچ پانا دشوار ہو، اس لیے ہم نے ارادہ کیا کہ جناب الحاج مفتی عابد حسین نوری صاحب قبلہ (جو کہ جمشید پور ہی سے تشریف لائے ہوئے تھے) سے رابطہ کیا جائے کیونکہ انہیں حضرت اور ان کے صاحبزادگان سے بڑا قرب حاصل ہے، ہمیں حضرت تک پہنچنے میں آسانی ہوگی، ہم لوگ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار شریف کے باہر شیرینی کی دکان کے قریب کھڑے تھے اور بھیڑ کھچا کھچ تھی، ہم نے مفتی صاحب کو فون لگانا ہی چاہا کہ ان کے بیٹے محمد علی رضا نے مجھ سے کہا: خلیل چچا! آپ لوگ بھی آئے ہوئے ہیں؟ میں فوراً سمجھ گیا۔اور مفتی صاحب موصوف کو اپنے بغل میں کھڑا پایا۔پھر ہم ان کے ساتھ حضرت کے دولت کدہ پر کانکر ٹولہ پہنچے۔اس طرح ان سے ملاقات ہوجانا یہ اتفاق نہیں بلکہ کرمِ مرشدِ کریم ہے۔جس کے سبب ہم لوگوں نے حضرت کے دولت کدہ پر پہنچ کر حضرت کا دیدار کیا اور بھائی قاضی سجاد حسین رضوی عرف منّا بھائی حضرت سے مرید ہوگئے"۔

جناب قاضی سجاد حسین رضوی صاحب عرف منا بھائی کے بیانات

۲۸/جمادی الاولیٰ ۱۴۳۶ھ۔مطابق ۲۰/مارچ ۲۰۱۵ء بروز جمعہ حضور امینِ شریعت کے مرید قاضی سجاد حسین رضوی عرف منا بھائی، ایل ۶ کواٹر نمبر ۹۰، اسٹیٹ مائل روڈ، ساکچی، جمشید پور نے حضرت کے تعلق سے ایک مجلس میں درج ذیل بیان تحریر کروایا۔

میں ۲۰۱۰ء میں عرس اعلیٰ حضرت میں شرکت کے لیے بریلی شریف پہنچا ہوا تھا۔ساتھ میں میرے پیر بھائی جناب محمد خلیل قادری صاحب جواہر نگر، روڈ نمبر ۱۷، بھی

تھے، اس موقع سے ۲۴ رصفر المظفر کو پیر و مرشد حضور امینِ شریعت کے گھر، کانکرٹولہ، پرانا شہر، بریلی میں ان سے مرید ہوا۔ بیعت کی تفصیل یہ ہے کہ میں بہت دنوں سے ایک پابندِ شریعت وطریقت پیرِ کامل سے مرید ہونا چاہتا تھا۔ اس تعلق سے کئی بزرگوں سے ملاقات کی مگر کسی طرف میرا دل مائل نہ ہوا، مگر رضا نگر، سوداگران سے حضور امینِ شریعت کے دولت کدہ پر آپ (محمد عابد حسین نوری) اور محب گرامی محمد خلیل قادری رضوی کی معیت میں ان کی زیارت کے لیے مذکورہ تاریخ کو پہنچا تو میرا حال عجیب وغریب ہو گیا۔ میں نے جب حضرت کے چہرۂ مبارک کی نورانیت کو دیکھا تو محسوس کیا کہ واقعی یہ ولی اللہ ہیں۔ رخِ انور کی تابانی یہ بتا رہی ہے کہ ولایت کے آثار جو ان میں ہیں ان بزرگوں میں سے کسی میں نہیں جن کی اب تک میں نے زیارت کی ہے۔ فضلِ مولیٰ تعالیٰ سے میرا دل ان کی طرف کھنچتا گیا یہاں تک کہ میں ان کے قدموں میں گر کر مرید ہو گیا۔ یہ حقیقت ہے کہ ان کی زیارت سے مجھے خدا یاد آ گیا۔ اور حدیث شریف میں یہ پہچان بھی بتائی گئی ہے۔ "اِذَا رُؤُا ذُكِرَ اللّٰہُ" (اولیاء اللہ کو دیکھنے سے خدا یاد آ جاتا ہے)۔

اور جب سے حضرت کے دستِ اقدس میں ہاتھ دے کر بیعت ہوا اس وقت سے آج تک ان کے تصور میں کھویا رہتا ہوں۔ ان کو یاد کر کے اپنی قسمت چمکاتا ہوں۔ اور تصورِ شیخ کا جو طریقہ شجرہ شریف میں مرقوم ہے اس طریقے پر روزانہ ۵ ر منٹ تک تصورِ شیخ کرتا ہوں۔ ایک خاص بات یہ ہے کہ آج جو مجھے شریعتِ مطہرہ کے سانچے میں ڈھلا ہوا آپ دیکھ رہے ہیں، ان ہی کے فیضانِ نظر کا کمال ہے، ان کے دامن میں آنے کے بعد ہی میری زندگی میں انقلاب آیا، ورنہ میں دنیا کی طرف مائل تھا۔ ٹاٹا کمپنی کے ملازم ہونے کی وجہ سے دنیاداری کا غلبہ مجھ پر زیادہ تھا۔ میں تو پہلے بھی مسلمان تھا، مگر صرف مسلمان، عمل سے کوسوں دور، لیکن بیعت و ارادت کے بعد سیدنا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت مرشد کے صدقے فضلِ مولیٰ کے فیوض و برکات نے مجھے پختہ مسلمان بنا دیا۔ آج الحمد للہ! ایسا متصلب سنّی ہوں کہ بدعقیدوں کے سائے سے بھی دور بھاگتا ہوں۔

ایک قابلِ ذکر بات یہ کہ بریلی شریف میں ایک کتاب کی دکان کے پاس کھڑے ہو کر میں اور میرے محبِ گرامی جناب محمد خلیل قادری رضوی صاحب یہ بات کر رہے تھے کہ کاش مفتی عابد حسین نوری سے ملاقات ہوجاتی تو ان کے ساتھ حضور امینِ شریعت کے دولت کدے پر جا کر ان سے ملاقات کرتا، کیونکہ ہم لوگ اس مقام کے لیے اجنبی ہیں، حضرت کا دولت کدہ کہاں ہے؟ کچھ معلوم نہیں، اتنے میں آپ (محمد عابد حسین نوری) کا صاحبزادہ محمد علی رضا برکاتی ہمارے سامنے پہنچا اور کہا کہ ابا حضور یہیں موجود ہیں۔ اس کے بعد آپ سے ملاقات ہوئی اور ہم دونوں آدمی آپ کی معیت میں حضرت کے پاس پہنچے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح دل میں خیال آنا، پھر آپ سے ملاقات کرنا، حضرت کے پاس پہنچنا اور اتنے بڑے ولی اللہ سے بیعت کے اسباب فراہم ہونا بجائے خود اللہ تعالیٰ کی مددِ غیبی اور مرشد کی کرامت ہے۔

آپ کی تصویر نہ آئی:

حاجی محبوب الرحمن صاحب کا بیان ہے کہ ایک بار حضرت چکردھر پور ریلوے اسٹیشن پر ٹرین سے اُترے تو کئی کیمرے والے آپ کی تصویر لینے حاضر ہو گئے، جن میں میرا بیٹا رفیق بھی تھا، حضرت نگاہیں نیچی کیے ہوئے اسٹیشن سے باہر نکل رہے تھے، عقیدت مند حضرات نعرۂ تکبیر و رسالت کی گونج میں حضرت کو باہر لا رہے تھے، خادم تصویر لینے والوں کو منع کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ ہرگز کوئی حضرت کا فوٹو نہ لے، مگر حال یہ تھا کہ

ع مردِ ناداں پر کلامِ نرم و نازک بے اثر

حاجی صاحب موصوف کہتے ہیں کہ میں حضرت کے جلو میں تھا، منع کرنے کے با وجود لوگ ماننے کو آمادہ نہ ہوئے۔ تب حضرت نے فرمایا، جناب! اس صورتِ حال میں انہیں اپنے حال پر چھوڑ دیجیے، ان لوگوں کے کیمرے میں ہماری تصویر آئے گی تب ہی تو یہ اسے محفوظ کر سکیں گے، حاجی صاحب موصوف نے کہا حیرت ناک بات یہ ہے کہ جب ان مصوروں نے کیمرے سے ریل نکالا تو حضرت کی تصویر آئی ہی نہیں بلکہ ریل پر سیاہی

پڑ گئی تھی۔ ان واقعات کی تصدیق الحاج عبدالباری صاحب رضوی اور الحاج عبدالخالق صاحب رضوی، چاند ماری، چکردھر پور نے بھی کی۔

آسیبی حرکت ختم ہوگئی: مذکورہ حاجی صاحبان نے یہ واقعہ بھی بیان کیا کہ ہم لوگوں نے حضرت سے گزارش کی کہ حضور ایک بار محلہ میں دورہ فرما دیں تو کرم ہوگا۔ ہم لوگوں نے یہ گزارش اس لیے کی تاکہ حضرت کا مقدس قدم ہمارے محلہ کی گلی کوچے میں پڑ جائے اور اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے اس ولی کے صدقے محلہ سے آفتیں دور فرما دے۔ حضرت نے ہماری گزارش قبول فرمائی اور تشریف لے گئے۔ گشت کے دوران حضرت ایک مکان کے قریب سے گزر رہے تھے کہ اسی گھر سے اچانک ''ارے باپ'' کے لفظ سے چلانے کی آواز آئی۔ حضرت مسکراتے ہوئے وہاں سے گزر گئے، جب قیام گاہ پر تشریف لائے تو خبر ملی کہ فلانہ عورت بے ہوش ہوگئی ہے۔ حضرت کو اس کی خبر دی گئی۔ آپ نے پانی منگوا کر دم فرمایا اور اسے پینے اور بدن پر چھڑکنے کا حکم فرمایا۔ حکم کے مطابق جوں ہی وہ پانی پلایا گیا اور اس پر چھڑکا گیا، عورت ہوش میں آگئی۔ اس سے آسیبی حرکت دور ہوگئی۔ آج بھی وہ عورت چاند ماری میں موجود ہے۔

قدم کی برکت سے خوشحالی آگئی: شہر چکردھر پور سے تقریباً ۵ رکیلومیٹر کی دوری پر ایک گاؤں سیمید یری ہے، اس گاؤں میں حضور امینِ شریعت دامت برکاتھم العالیہ کے مریدین ومعتقدین کافی تعداد میں ہیں۔ وہاں کے اکثر لوگوں کا پیشہ ریڈی میڈ کپڑے کی سلائی کا ہے۔ اسی گاؤں کے رہنے والے ایک صاحب اسلام رضوی ہیں۔ یہ حضرت امینِ شریعت کے مرید ہیں، چکردھر پور بازار میں ان کی ریڈی میڈ کی دکان ہے، انہوں نے بیان دیا کہ یہاں کے لوگ پہلے سخت غربت وافلاس سے دوچار تھے، فتنہ وفساد، آپسی لڑائی جھگڑے سے لوگ سخت پریشان رہتے تھے۔ حضور امینِ شریعت کا مقدس قدم جب اس گاؤں میں پڑا ہے، یہاں سے غربت وافلاس دور ہوگئی، تنگی و بدحالی خوش حالی میں بدل چکی، آپسی لڑائی جھگڑا، فتنہ وفساد اور قتل و غارت بند ہوگئے، خوف و ہراس اطمینان وسکون میں تبدیل ہوگیا، آج بھی اس گاؤں کے لوگوں کے دلوں میں حضور امینِ

شریعت کی عقیدت ومحبت اس قدر ہے کہ ان کی تشریف آوری کے لیے برابر متمنی رہتے ہیں۔ اب جب کہ حضور علالت کی وجہ سے نہیں آ سکتے تو ہر سال جلسہ میں ان کے شہزادگان کو بلا کر دعائیں لیتے اور فیوض وبرکات حاصل کرتے ہیں۔

پردہ کی تاکید اور غیر محرم سے اجتناب:۔ غالباً ۲۰/اکتوبر ۲۰۰۰ء کا واقعہ ہے کہ دنداشاہی، وارڈ نمبر ۱۲، چکردھرپور میں ایک تاریخی کانفرنس ہوئی تھی۔ جس میں حضور امینِ شریعت بحیثیت پیرِ طریقت مدعو تھے۔ نورانی مسجد کی مناسبت سے اس کا نام نورانی کانفرنس رکھا گیا تھا۔ حضرت کُرلا ایکسپریس سے چکردھرپور تشریف لائے۔ ریلوے اسٹیشن پر معتقدین کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا مجمع تھا۔ نعرۂ تکبیر ورسالت کی گونج میں حضرت دنداشاہی تشریف لائے۔ اور الحاج اکرام خاں صاحب مرحوم اور الحاج ارشد خاں صاحب کے گھر پر حضرت کے قیام کا انتظام تھا۔ اس وقت نورانی مسجد زیرِ تعمیر تھی، کمر تک ہی اس کی دیوار کھڑی ہوئی تھی اور فرش پر ریت بچھی ہوئی تھی، دنداشاہی کے لوگ اس وقت ندی کے کنارے اسکول کے ایک ہال میں پنج وقتہ نماز ادا کیا کرتے تھے۔ حضور امینِ شریعت کا مقدس قدم مسجد میں پڑ جائے اس غرض سے زیرِ تعمیر نورانی مسجد میں نماز مغرب پڑھنے کا انتظام کیا گیا۔ شہر میں جوں ہی یہ خبر پھیلی کہ حضور امینِ شریعت نورانی مسجد میں نماز مغرب کی امامت فرمائیں گے، چکردھرپور کے لوگ نورانی مسجد میں ولیِ کامل کی اقتدا میں نماز ادا کرنے کے لیے دوڑ پڑے۔ حسبِ پروگرام حضرت نے نمازِ مغرب کی امامت فرمائی۔ سنت ونفل ادا فرمانے کے بعد وظائف ومعمولات میں کچھ دیر مشغول رہے۔ مسجد میں حضرت کے قدمِ پاک پڑنے اور ان کی دعاؤں کی برکت سے نورانی مسجد کی پہلی منزل کی چھت کی ڈھلائی سال بھر کے اندر ہی ہوگئی۔ پھر کچھ سالوں کے بعد دوسری منزل بھی الحمد للہ! تیار ہوگئی، چکردھرپور کی یہ پہلی مسجد ہے جو حضرت کی دعاؤں سے تھوڑے سے عرصہ میں عالی شان دو منزلہ بنی۔ اس سے قبل یہاں کوئی دو منزلہ مسجد نہ تھی۔ مسجد کے بازو میں جناب رفیق صاحب کا گھر ہے، یہ حضرت سے پہلے مرید ہو چکے تھے۔ اپنی اہلیہ محترمہ اور صاحبزادی کو مرید کرانا چاہتے تھے۔ جس کے لیے مجھ ناچیز (سعود انور

فیضی) سے کہا: ''حضرت سے میری طرف سے گزارش کیجئے کہ میرے گھر کو اپنے مقدس قدموں سے نواز دیں''۔ میں نے حضرت سے عرض کیا، حضرت نے عرضی قبول فرمالی اور تشریف لے گئے۔ پھر میں نے کہا: حضور! ان کی اہلیہ اور صاحبزادی مرید ہونا چاہتی ہیں۔ حضرت نے فرمایا، بیچ میں پردہ ڈال دو، حکم کے مطابق پردہ ڈال دیا گیا پھر مرید ہونے والیوں کو بلایا گیا۔ جب وہ آئیں تو میں بھی وہاں موجود تھا، حضرت نے فرمایا کیا آپ ان کے محرم ہیں؟ میں نے جواب دیا نہیں۔ تو حضرت نے فرمایا پھر آپ ان کے پاس کیوں ہیں؟ غیر محرم مرد کو غیر محرم عورتوں کے سامنے نہیں رہنا چاہیے۔ پھر حضرت نے پردے کی آڑ سے ان عورتوں کو مرید کیا۔ بعدہ ارشد خاں صاحب بن حاجی اکرام خاں مرحوم کے گھر اپنی قیام گاہ پر تشریف لے آئے۔

یہاں بھی کثیر تعداد میں عورتیں بیعت ہونے کے لیے حاضر تھیں۔ ان سب کو بھی پردہ کے اہتمام کے ساتھ ہی مرید کیا، وہ سب دروازے سے باہر تھیں۔ آپ حجرہ میں رہے، دروازے سے چادریں بڑھادی گئیں، پھر حضرت نے کلمۂ استغفار، کلمۂ طیبہ اور الفاظ بیعت شروع کیے۔ اس وقت حضرت کے پاس فقیہِ عصر، قاضیِ جھارکھنڈ، استاذِ مکرم استاذ العلما مفتی محمد عابد حسین نوری مصباحی صاحب، شیخ الحدیث مدرسہ فیض العلوم، جمشید پور بھی موجود تھے، چونکہ عورتیں زیادہ تھیں اور حضرت امینِ شریعت کی آواز وہاں تک پہنچ نہیں پا رہی تھی، اس لیے مفتی صاحب حضرت کے ارشادات کو اپنی بلند آواز کے ذریعہ ان عورتوں تک پہنچا رہے تھے۔

بدمذہبوں سے دور رہنے کی تلقین: بعدِ عشاء جلسے کا آغاز ہوا، شاعرِ اسلام دلکش رانچوی صاحب نے نعت و منقبت کے گلدستے پیش کیے، استاذِ گرامی مفتی مسلم حسین شمسی مرحوم اور مولانا قمر الدین بلبلِ بنگال مرحوم وغیرھم کی ایمان افروز تقریریں ہوئیں، آخر میں پیرِ طریقت حضور امینِ شریعت عالمانہ وصوفیانہ کروفر کے ساتھ اسٹیج پر تشریف لائے، دستِ اقدس میں عصائے مبارک، چہرہ ایسا نورانی جیسے چاند کا ہالہ، دیکھیں تو دیکھتے ہی رہ جائیں، نظر ہٹانے کو جی نہ چاہے، لبوں پر مسکراہٹ لیے ہوئے کرسیِ خطابت پر جلوہ

افروز ہوئے، خطبۂ مسنونہ اور درود شریف کے بعد مجددِ دین وملت، امامِ عشق ومحبت اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لکھی ہوئی نعت شریف پڑھی، جس کا مطلع ہے ؎

زمین وزماں تمہارے لیے، مکین ومکاں تمہارے لیے
چنیں وچناں تمہارے لیے، بنے دو جہاں تمہارے لیے

پھر آپ نے مختصر مگر جامع خطاب فرمایا، آپ نے سامعین کو ہدایت دیتے ہوئے یہ حدیث پاک پڑھی۔

"اِیَّاکُمْ وَاِیَّاھُمْ لَا یُضِلُّوْنَکُمْ وَلَا یَفْتِنُوْنَکُمْ" (بدمذہبوں سے تم خود کو دور رکھو اور ان کو اپنے پاس سے دور رکھو، کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں، کہیں وہ تمہیں فتنے میں نہ ڈال دیں) پھر اس کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا۔ مسلکِ اعلیٰ حضرت پر ثابت قدم رہیے۔ اور بدمذہبوں کے ساتھ کھانے پینے، اٹھنے بیٹھنے، ان کو سلام کرنے، ان کے ساتھ شادی بیاہ کرنے، ان کی اقتدا میں نماز پڑھنے اور ان کے جنازہ کی نماز پڑھنے سے بالکل دور رہیے۔ جب آپ تقریر فرمارہے تھے تو مجمع پر سناٹا چھا گیا تھا۔ ایسا محسوس ہورہا تھا کہ رحمتِ الٰہی کی جھما جھم بارش ہورہی ہے اور لوگ رحمت ونور میں نہا رہے ہیں، بھیڑ ایسی تھی کہ ٹینٹ ہاؤس سے لائی ہوئی کرسیاں ناکافی پڑ گئیں، سامعین کھڑے کھڑے تقریر بھی سماعت کررہے تھے اور شبیہِ مفتیِ اعظم کے جلوۂ زیبا کے دیدارِ پرانوار سے خود کو شادکام بھی کررہے تھے۔ رات کے آخر حصے میں جلسہ اختتام کو پہنچا، صلوٰۃ وسلام کے بعد حضرت نے ہی دعا فرمائی۔ بعدہ چکردھر پور و بیرونِ شہر کے کافی افراد حضرت کے توسط سے سلسلۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ میں داخل ہوئے۔

کل ہوکر صبح میں بھی ضرورت مندوں کا تانتا لگا رہا، بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوکر کوئی دعا کروا رہا ہے، کوئی تعویذ لکھوا رہا ہے، کوئی پانی دم کروا رہا ہے، اسی دوران ایک بیمار شخص کو اس کے بھائیوں نے حضرت کی بارگاہ میں لایا۔ وہ اولیاے کرام کا گستاخ تھا، گستاخی کے سبب ایک لاعلاج مرض میں مبتلا تھا۔ اس کی گستاخیوں میں سے ایک یہ تھی کہ جب اس کے بھتیجوں نے حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چھٹی شریف

کے فاتحہ کا تبرک اس کے پاس بھیجا تھا تو اس نے اسے ناپاک نالی میں ڈال دیا تھا۔ حضرت کی بارگاہ میں عرض کی گئی، حضور یہ وہ شخص ہے جس نے چھٹی شریف کے فاتحہ کے تبرک کی بے حرمتی کرتے ہوئے اسے ناپاک نالی میں ڈال دیا تھا۔ حضرت نے ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا توبہ کرو۔ مگر اسے توبہ کی توفیق نہیں ملنی تھی، نہیں ملی، بغیر توبہ کے واپس ہوا۔ اس کے بعد علاج کرنے کے باوجود اس کا مرض بڑھتا ہی گیا اور چند دنوں کے بعد مر گیا۔

بدمذہبوں سے رشتہ نہ کرنے کی تاکید:۔ حضور امینِ شریعت زیدت مکارمھم اپنے مریدوں اور عقیدت مندوں کو دیوبندیوں، وہابیوں اور دیگر فرقۂ باطلہ سے دور ونفور رہنے کی ہمیشہ تاکید فرماتے رہے۔ ایک مرتبہ حضرت راوڑکیلا (اڑیسہ) تشریف لائے، چکردھرپور والوں کو جب حضرت کے آمد کی اطلاع ملی تو ان میں سے بھی بعض حضرات آپ کی زیارت اور شرفِ لقا کے لیے وہاں پہنچے۔ کسی کے ذریعے آپ کو خبر ملی کہ فلاں شخص اپنی لڑکی کی شادی ایک بدعقیدہ سے کر رہا ہے، ناچیز سراپا تقصیر بھی وہاں موجود تھا، حضرت نے اس خبر کو سن کر ناراضگی کے اظہار کے ساتھ مریدوں کو تاکید کرتے ہوئے فرمایا:

''تم لوگ اپنی بیٹی کسی رکشہ چلانے والے سنی صحیح العقیدہ کے نکاح میں دے دینا مگر کسی حال میں کسی بدمذہب کے نکاح میں نہ دینا۔''

چکردھرپور کے کئی مریدین و معتقدین جو آپ کے دیدار کے لیے گئے تھے، وہ بھی وہاں موجود تھے، ان لوگوں نے بھی حضرت کی زبان مبارک سے یہ کلمات سنے۔

چکردھرپور میں آپ کے کچھ تبرکات:۔ حضرت چکردھرپور کئی بار تشریف لائے اور اپنی خاص دعاؤں سے نوازتے رہے۔ الحاج عبدالخالق رضوی صاحب چاند ماری کے دولت کدہ کو بھی اپنے قدم میمنت سے نوازا ہے۔ ان کو یہ شرف حاصل ہے کہ حضرت نے اپنے کئی یادگار تبرکات سے شرفیاب کیا ہے۔ مثلاً (۱) کلاہ شریف، (۲) رومالِ مبارک (۳) عصائے مبارک (۴) نعلین۔ حاجی موصوف صاحب بڑے ادب واحترام کے ساتھ مذکورہ تبرکات کو رکھے ہوئے ہیں۔ الحاج عبدالخالق رضوی صاحب اور الحاج

عبدالباری رضوی صاحب کے والد مرحوم جناب محمد سعید انصاری کے حج بدل کا جب معاملہ تھا تو اس موقع سے ۳۱؍ مارچ ۱۹۹۷ء میں حضرت نے ان دونوں کے قدیم مکان میں قیام فرما کر شرف بخشا۔ اور جب الحاج عبدالخالق صاحب نے نیا مکان بنایا، جہاں فی الوقت وہ رہتے ہیں، اس موقع سے بھی ان کے گھر تشریف لا کر اس کا افتتاح فرمایا۔ ان واقعات سے آپ کے اخلاق کریمانہ اور اصاغر نوازی پر خاصی روشنی پڑتی ہے۔

جناب الحاج مختار صفی صاحب کے بیانات

۱۱؍ جمادی الآخرہ ۱۴۳۶ھ کو جناب الحاج مختار صفی صاحب عرف مسٹر بھائی، بانی و مہتمم مرکزی دارالقرات، ذاکر نگر جمشید پور نے ایک مجلس میں راقم الحروف کو درجِ ذیل بیانات سنائے۔

''جس تاریخ کو ہم لوگ حضرت کے یہاں رائے پور مرید ہونے کے لیے پہنچے وہ صبح کا وقت تھا۔ حضرت سے ملنا چاہا تو حضرت کے شہزادہ نے کہا کہ ابھی ملاقات نہیں ہوگی، حضرت آرام فرما رہے ہیں، شام میں ملاقات ہوگی۔ ہم لوگ ادھر ادھر وقت گزار کر شام کے وقت حضرت کے پاس پہنچے، ملاقات کے بعد آپ نے فرمایا، آپ لوگ یہاں کب آئے، عرض کیا، صبح میں، فرمایا۔ پھر صبح میں کیوں نہیں ملاقات کی، عرض کیا، حضور! صبح میں ملنا چاہا مگر کہا گیا کہ حضرت ابھی آرام فرما رہے ہیں۔ شام میں ملاقات ہوگی، تو حضرت نے فرمایا: ''اسی وقت بیدار کروالینا چاہیے تھا، آپ لوگ اتنی دور جمشید پور سے یہاں آ سکتے ہیں تو میں اپنے بستر سے اٹھ کر چند قدم چل کر اپنے مہمانوں سے نہیں مل سکتا۔ آپ لوگوں کو کافی تکلیف ہوئی ہوگی''۔

حضرت کا تحفہ:۔ جناب الحاج مختار صفی صاحب نے راقم الحروف سے فرمایا کہ ارادت کے بعد ایک بار پھر میں حضرت کی زیارت کے لیے کانکیر شریف (چھتیس گڑھ) چند احباب کے ساتھ پہنچا، جن میں مولانا مجیب الرحمن صاحب رائے پور اور ایک دوست زبیر اختر صاحب آزاد نگر بھی تھے۔ حضرت سے ملاقات ہوئی۔ کچھ دیر کے بعد مولانا

موصوف نے حضرت سے عرض کیا کہ حضور یادگار کے طور پر حاجی صاحب کو کوئی تحفہ عنایت فرمادیں، تو حضرت نے فرمایا کہ پلنگ کے نیچے دیکھیں کچھ ہے تو نکالیں۔ دیکھا تو ایک چھڑی تھی، اسے نکالا۔ تو حضرت نے اسے مجھے عنایت فرمادیا۔ پھر مولانا موصوف نے فرمایا کہ حضور مجھے بھی کوئی تحفہ مل جاتا تو اچھا ہوتا۔ حضرت نے پھر وہی جملہ فرمایا، مولانا صاحب نے دیکھا تو ایک چھڑی اور پلنگ کے نیچے سے ملی، حضرت نے وہ چھڑی انھیں دے دی، پھر عرض کیا گیا کہ زبیر اختر صاحب کو بھی نواز دیں تو حضرت نے جیب سے ایک سو کا نوٹ نکالا اور ان کی طرف بڑھایا، مگر زبیر اختر صاحب نے کہا کہ حضور! مجھے روپیہ نہیں چاہیے، کوئی دوسری چیز یادگار کے طور پر دے دیں۔ حضرت نے دوبارہ اسی نوٹ کو لینے کے لیے فرمایا، مگر انھوں نے نہ لیا اور اسی پر مصر رہے کہ کوئی دوسرا تحفہ دے دیجئے تو حضرت نے فرمایا، ''تو اچھا آپ اپنے چہرے کو داڑھی سے سجا لیجئے''۔

حاجی صاحب موصوف فرماتے ہیں کہ ''بزرگوں کی بات میں حکمت و مصلحت رہتی ہے۔ زبیر اختر صاحب رزق کی تنگی سے دوچار تھے، کاش ان روپئے کو لے لیتے تو امید تھی کہ برکت ہوجاتی اور ان کی تنگ حالی دور ہوجاتی''۔

حضرت کے تعویذ کا اثر:۔ حاجی صاحب موصوف فرماتے ہیں کہ ایک بار میری ہمشیرہ شبینہ خاتون رضویہ کے پیٹ کا آپریشن ہوا تھا، آپریشن ہونے کو تو ہوگیا

مگر جس مقام پر ڈاکٹر نے اسٹیچ لگایا تھا، دن بدن اس کی حالت بگڑتی جارہی تھی، زخم سوج رہا تھا، اور مندمل ہونے کا نام نہیں لیتا تھا، پریشانی تو تھی ہی اس کے علاوہ دوسری بیماری کا خدشہ تھا، اس لیے میں ان کو لے کر حضرت کی بارگاہ میں پہنچا۔ وہاں پہنچنے پر ہمشیرہ صاحبہ پیرانی اماں سے ملیں، انہوں نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا، بہت دعائیں دیں اور فرمایا کہ ان شاء اللہ کچھ نہیں ہوگا، تم بالکل ٹھیک ہوجاؤ گی۔ پھر حضرت سے عرض کی گئی تو حضرت نے کئی تعویذات مفتی مجیب الرحمن صاحب سے املا کروائے۔ بعض پینے کے لیے اور بعض پانی میں ڈال کر غسل کرنے کے لیے دیئے۔ اور ایک دعا کی بھی تلقین فرمائی اور

فرمایا کہ یہ دعا پڑھنا اور تکلیف کی جگہ پر دم کرنا ہے، اسے پینا ہے اور دوسرے کو پانی میں ڈال کر نہانا ہے مگر اس ترکیب سے نہانا ہے کہ پانی خراب جگہ نہ پہنچے، جب ہم واپس آئے اور ان تعویذوں کو استعمال کیا تو الحمد للہ! میری ہمشیرہ بالکل صحت یاب ہو گئیں۔

آپ کی چھڑی کا کمال:۔ حاجی صاحب موصوف نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے مزید فرمایا کہ میرے دو جڑواں بیٹے ہیں، ان کی پیدائش کے بعد ان کے ناف کاٹے گئے جیسے عام طور پر کاٹے جاتے ہیں، مگر کچھ دنوں بعد ان دونوں کے ناف میں بہت سوجن آ گئی اور بہت موٹے ہو کر باہر نکل گئے، جو بہت خراب معلوم ہوتے تھے، بہت ترکیب کی گئی مگر کسی طرح وہ ٹھیک نہ ہوئے، ایک دن میری والدہ مکرمہ (رئیسہ خاتون رضویہ) نے فرمایا: یہ ایسے ٹھیک نہیں ہوں گے، حضرت پیر صاحب کی وہ چھڑی لاؤ جو تمہیں دی ہے۔ان کا علاج میں اسی سے کیے دیتی ہوں، ان شاء اللہ الرحمن ٹھیک ہو جائیں گے، چنانچہ چھڑی لائی گئی۔انہوں نے اسے لیا اور اس کی نوک کو یکے بعد دیگرے ان نافوں پر رکھ کر اندر ڈھکیل دیا۔الحمد للہ! وہ ناف ہمیشہ کے لیے اندر ہو گئے اور فکر و غم دور ہو گئے۔

اخلاقِ کریمہ:۔ ایک بار کا واقعہ ہے کہ ملاقات کے لیے حضرت کے دولت کدہ پر پہنچا تو دیکھا کہ ہم حاضرین کے لیے حضرت خود ہی ایک برتن میں ناشتہ لیے تشریف لا رہے ہیں۔ہم نے شرماتے ہوئے کچھ عرض کیا تو فرمایا: آپ لوگ میرے مہمان ہیں، میں اتنا تو کر ہی سکتا ہوں، آپ لوگ تناول فرمائیں۔

وسوسے کا خاتمہ:۔ میں نے حضور امینِ شریعت سے بیعت ہونے کے بعد ان کے بہت سے فیوض و برکات پائے ہیں۔ان سے ایک فیض یہ ملا کہ پہلے میں وسوسے کا شکار رہا کرتا تھا۔طرح طرح کے وساوس دل و دماغ کو پریشان کیے رہتے تھے۔ بیعت و ارادت کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل سے، حضرت پیر و مرشد کے طفیل، وسوسے کا مرض ختم ہو گیا۔

مرکزی دار القرات آپ کی دعاؤں کا ثمرہ:۔ یہ مدرسہ مرکزی دار القرات درحقیقت

حضرت ہی کی دعاؤں کا ثمرہ ہے اس لیے کہ حضرت کے دامن سے وابستہ ہونے کے بعد ہی اس عظیم ادارے کا وجود عمل میں آیا ہے، اور حضرت کے فیض سے الحمدللہ! یہ خوب ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔

ایک بار میں نے عرض کیا، حضور! مرکزی دارالقرات کے لیے قاری کی ضرورت ہے، اچھے قاری نہیں مل رہے ہیں۔ دعا فرمادیں کہ مل جائیں، حضرت نے فرمایا: تلاش جاری رکھو، ان شاءاللہ تعالیٰ اچھے قاری مل جائیں گے۔ الحمدللہ! میں نے جستجو شروع کی، اور قاری مل بھی گئے۔ ابھی مشق کا خلا قاری صابر صاحب پر کیے ہوئے ہیں۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ جیسا حضرت نے فرمایا ویسا ہی ہورہا ہے، اس تاریخ سے تلاش وجستجو بھی جاری ہے اور قاری صاحبان کا آنا جانا بھی لگا ہوا ہے۔

والدہ مکرمہ کے مرید ہونے کا سبب :۔ میری والدہ مکرمہ رئیسہ خاتون رضویہ صاحبہ حضرت ہی سے مرید ہیں، انہوں نے ایک دن مجھ سے بیان کیا کہ میں نے رات خواب میں دیکھا کہ میں بہت بیمار ہوں، میں گھبرا گئی، اتنے میں ایک خوب صورت بزرگ خواب میں ہی تشریف لائے اور مجھ سے کہا کہ مت گھبراؤ، تم صحت یاب ہو جاؤ گی۔ اس کے بعد میں انھیں لے کر حضرت کی بارگاہِ اقدس میں پہنچا۔ حضرت نے پردہ کے اہتمام کے ساتھ اپنی بیعت وارادت میں انھیں لے لیا۔ اتفاق سے پردہ کسی طرح سرک گیا تو والدہ کی نظر حضور امینِ شریعت پر پڑ گئی۔ والدہ مکرمہ کا کہنا ہے کہ میں نے پہچان لیا کہ خواب میں جس خوب صورت بزرگ کی میں نے زیارت کی تھی وہ یقیناً یہی تھے۔

محمد دانش رضا رضوی کا بیان

محمد دانش رضا رضوی عرف راجہ ولد محمد سعید عالم، مکان نمبر ۳۵، روڈ نمبر ۹، آزاد نگر، جمشید پور بھی حضور امینِ شریعت دامت فیوضھم کے مرید ہیں۔ انہوں نے اپنے حضرت کے دامن میں آنے کا واقعہ اس طرح بیان کیا۔

میں بہت دنوں سے حضور امینِ شریعت کی ولایت و بزرگی کا شہرہ سنتا تھا۔ جس

کے سبب بہت دنوں سے میری خواہش تھی کہ حضرت سے مرید ہو جاؤں۔ چنانچہ اس سال ۲۰۱۴ء میں عرس اعلیٰ حضرت (قدس سرہ) میں شرکت اور اس خواہش کی تکمیل کے لیے رضا نگر، بریلی شریف پہنچا۔ جب رضا نگر سے حضرت کے دولت کدہ کانکر ٹولہ پہنچا تو حضرت کی زیارت کے بعد یہ محسوس کیا کہ حضرت کے بارے میں جیسا سنتا تھا، وہ ویسے ہی صاحب کمال ہیں۔ بعدہ میرے دل و دماغ میں یہ بات بیٹھ گئی کہ واقعی آپ ولی اللہ اور شبیہِ مفتیِ اعظم ہیں۔ لہٰذا میں ان سے مرید ہو گیا۔ اس وقت اس آزادنگر، جمشید پور کے ہم چار آدمی تھے۔ میں محمد دانش رضا رضوی، شہباز خاں رضوی، محمد ندیم رضوی، اور محمد اقبال رضوی۔ ہماری خوش نصیبی کہ ہم چاروں کو حضرت نے اپنے سامنے بٹھا کر مرید کیا۔

کیف وسرور کا حصول: ایک خاص بات یہ ہے کہ جب اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کے روضہ کے پاس پہنچا تو ایک عجیب روحانی کیفیت محسوس ہوئی تھی، ٹھیک اسی طرح کا روحانی کیف وسرور حضور امینِ شریعت کی بارگاہِ اقدس میں محسوس ہوا۔ فللہ الحمد

جناب **محمد توقیر احمد** رضوی کا بیان

جناب محمد توقیر احمد رضوی ولد ڈاکٹر علی حسین مرحوم دھکیڈیہہ بی بلاک لائن نمبر۔۱، جمشید پور (جھارکھنڈ) میں رہتے ہیں۔ یہ بھی حضور امینِ شریعت علیہ الرحمۃ والرضوان کے مرید ہیں۔ ۹/رجب المرجب ۱۴۲۰ھ مطابق ۲۰/اکتوبر ۱۹۹۹ء میں حضرت کے دامن میں آئے، اسی مجلس میں ان کی اہلیہ نشاط بانو، منجھلے بھائی جناب ذوالفقار احمد، ان کی اہلیہ شاہینہ، ان کی ہمشیرہ اصغری بیگم اور ان کے شوہر محمد رمضان علی صاحبان بھی مرید ہوئے۔ جب کہ اس سے کئی سال قبل ان کے برادرِ اکبر جناب نسیم احمد رضوی صاحب، ان کی اہلیہ صاحبہ اور ان کے صاحبزادہ تہذیب رضوی صاحب حضرت سے مرید ہو چکے تھے۔

محمد توقیر احمد رضوی کا کہنا ہے کہ حضرت مفتی مسلم حسین رضوی علیہ الرحمہ اور آپ (محمد عابد حسین قادری نوری) نے مجھ سے فرمایا کہ بابو! حضرت جیسے دیندار اور متقی

پرہیزگار پیر نہیں ملتے ہیں، آج کل بہت سے ڈھونگی پیر ملتے ہیں، اس لیے حضرت سے مرید ہو جاؤ، جب حضرت کی میں نے زیارت کی تو واقعی جیسا آپ لوگوں نے فرمایا تھا ویسا ہی حضرت کو پایا، نہایت وجیہ وخوبصورت اور متقی و پرہیزگار پایا، بیعت کے بعد ہمیں محسوس ہوا کہ ہم نے جس مرشد گرامی کا دامن پکڑا ہے، وہ واقعی ہمارے لیے بہترین وسیلہ ہیں اور کل قیامت کے دن ان شاء اللہ تعالیٰ ضرور ہمارے کام آئیں گے۔

میں حضرت کے صدقے الحمد للہ! اہل سنت و جماعت مسلک اعلیٰ حضرت پر گامزن ہوں، اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ آخری دم تک اسی پر ثابت قدم رکھے، اور ہمارے بال بچوں کو بھی اسی پر ثابت قدم رکھے۔ الحمد للہ! حضرت کے صدقے نمازوں کے بعد کچھ وظائف بھی پڑھ لیتا ہوں۔

گھبراہٹ کے ازالے کے لیے دعا کی تلقین:۔ خطیب ذیشان مولانا عبد المبین نظامی صاحب، غوث باد ضلع جامتاڑا (جھارکھنڈ) کے رہنے والے ہیں، فی الحال فاروقی مسجد، شاستری نگر، جمشید پور کے خطیب وامام ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

۲۰۱۲ء میں حضور امینِ شریعت کی زیارت کرنے رائے پور پہنچا۔ حضرت سے شرفِ لقا کے بعد عرض کیا کہ مجھے امامت کے وقت سخت گھبراہٹ ہونے لگتی ہے، اس کے ازالہ کے لیے کوئی ترکیب بتائیں؟ حضرت نے فرمایا کہ نمازوں سے قبل یہ دعا گیارہ بار پڑھ لیا کریں

"اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللہِ التَّامَّاتِ مِنْ ھَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ" اور نمازوں سے فراغت کے بعد گیارہ بار یہ دعا پڑھیں۔ "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاکَ بِہٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلاً"

حاجی ممتاز احمد رضوی کا بیان

الحاج ممتاز احمد قریشی رضوی، مخدوم پور مسجد روڈ، ٹاٹا نگر، جمشید پور میں رہتے ہیں، موصوف ۱۷ر نومبر ۱۹۹۴ء میں امینِ شریعت حضرت علامہ سبطین رضا علیہ الرحمۃ والرضوان

سے مرید ہوئے۔چونکہ حضرت کا جمشید پور میں کئی بار دورہ ہوا، اس لیے آج بھی آپ کے کافی مریدین یہاں موجود ہیں۔مخدوم پور، دھتکیڈیہہ،آزادنگر اور جواہر نگر کے اہلِ سنت زیادہ تر آپ کے اور حضور تاج الشریعہ دامت برکاتھم العالیہ کے حلقہ بگوش ہیں۔

گھر سے تصویر نکلوادی:۔ شریعت مطہرہ پر عمل کرانے اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے حوالے سے سرکار مفتی اعظم اور حضور امینِ شریعت علیھما الرحمۃ والرضوان کی عادتِ کریمہ رہی ہے کہ جب بھی کہیں خلاف اسلام چیز دیکھی برملا منع فرمایا۔اسی قبیل سے تصویر سے سختی سے منع کرنا بھی ہے،حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کے واقعات کو''جہانِ مفتی اعظم''اور''مفتی اعظم کی استقامت وکرامت''میں پڑھیے اور حضور امینِ شریعت علیہ الرحمہ کے حوالے سے اسی قبیل کا ایک واقعہ ذیل میں پیش ہے:

الحاج ممتاز احمد قریشی فرماتے ہیں کہ میرے گھر میں حضرت تاج الدین بابا ناگپور علیہ الرحمہ کا فوٹو تھا۔جب حضور امینِ شریعت ۱۹۹۴ء میں میرے غریب خانہ میں تشریف لائے تو ان کی نظر اس تصویر پر پڑ گئی،حضرت نے فرمایا اسے ہٹاؤ۔اور جب عشا کا وقت ہوا تو لوٹے سے وضو فرمایا۔ہم نے دیکھا کہ نہایت اطمینان سے وضو فرمایا،اعضاے وضو پر خوب احتیاط کے ساتھ پانی بہایا اور مسح کیا،ایک اندازہ کے مطابق وضو بنانے میں پندرہ منٹ لگے ہوں گے۔

حضرت کی دعا سے کھانے میں برکت:۔ بعد نماز عشا کھانے کے لیے دسترخوان چنا گیا،ہم نے حضرت اور ان کے ساتھ آنے والے پانچ چھ آدمی اور اپنے گھر کے افراد کے لیے کل پچیس آدمی کے کھانے کا انتظام کیا،اب جب کہ کھانے کے لیے دسترخوان بچھایا گیا تو کافی لوگ جمع ہو گئے،حضرت دسترخوان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے،اور وہ لوگ کھڑے تھے،حضرت نے فرمایا آپ لوگ کھڑے کیوں ہیں؟ بیٹھ جائیں۔اتنا کہنے پر وہ لوگ بھی کھانے میں شریک ہو گئے یہ منظر دیکھ کر میری حالت دگرگوں ہونے لگی، دل میں گھبراہٹ شروع ہوگئی کہ اب عزت کیسے بچے گی،مگر ہوا یہ کہ میں نے حضرت سے

عرض کیا کہ حضور! آپ خود سالن لگائیں، حضرت نے گوشت کی صرف ایک بوٹی نکالی اور ایک روٹی لی، صرف اسی قدر کھانے پر اکتفا فرمایا، کھانے کے بعد دعا فرمائی، اس موقع سے کھانے میں اتنی برکت ہوئی کہ حضرت نے تو وہی مختصر کھانا تناول فرمایا، مگر بقیہ لوگوں نے خوب شکم سیر ہو کر کھایا، جملہ اہل خانہ نے بھی کھالیا، ہمارے پیر بھائی لوگ بھی شکم سیر ہو کر کھائے مگر کھانا ختم نہ ہوا، حضرت کی یہ کرامت ہم نے اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھی۔
کھانا تناول فرمانے کے بعد تقریباً ایک گھنٹہ حضرت نے آرام کیا، پھر عبادات میں مشغول ہو گئے، ان سے فراغت کے بعد میں نے حضرت سے عرض کیا کہ حضور! مجھے شوگر کا مرض ہو گیا ہے، کوئی تعویذ عنایت فرمائیں، تو حضرت نے ایک تعویذ مرحمت فرمایا اور ہمدرد دواخانہ کی ایک دوا کا نام بھی لکھ کر دیا کہ اسے کھایا کرو۔

حضرت کی دعا سے غریبی دور ہوگئی:۔ حاجی صاحب موصوف نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے راقم الحروف سے فرمایا کہ ”اسی موقع سے جناب نسیم القادری صاحب، جن کا ایک سال قبل انتقال ہو گیا، بھی حضرت سے مرید ہوئے تھے، پہلے ان کی حالت نہایت تنگ دستی کی تھی، مالی حالت سخت خراب تھی، ریڈی میڈ کپڑے کا کاروبار فٹ پاتھ پر کیا کرتے تھے، انہوں نے بھی حضرت سے تعویذ کا مطالبہ کیا اور حضرت نے عنایت بھی فرمایا۔ اس تعویذ کا اثر یہ ہوا کہ ایک ہفتہ بھی نہ گزرا کہ فضل الٰہی سے سعودی عرب میں ملازمت کے لیے جانے کی سبیل پیدا ہوگئی، اس کی تفصیل یہ ہے کہ ایک شخص تلاش کرتے ہوئے ان کے پاس پہنچا اور کہا کہ ایک آدمی کا وانٹ آیا ہے، تم باہر ملک جاؤ گے، اس نے کہا میرے پاس تو وہاں جانے کے لیے روپے نہیں ہیں، تو اس نے کہا میں تمہیں روپے دیتا ہوں، بعد میں تم ادا کر دینا، چنانچہ وہ جناب سعودیہ عرب ملازمت کرنے چلے گئے، اور کافی روپے کما کر خوش حال ہو گئے، گھر بھی قاعدے کا بنالیا، وہاں سے واپسی کے بعد حضرت کی بہت تعریف کرنے لگے کہ ان کی دعا سے میرا کام بن گیا، اللہ تعالیٰ کا شکر و احسان ہے“۔

حاجی صاحب موصوف نے یہ بھی فرمایا کہ:

''حضرت کے میرے غریب خانے میں قدم رکھنے کی برکت سے میرے کاروبار میں کافی برکتیں ہونے لگیں، میرا کاروبار اس قدر عروج وترقی پایا کہ میں اسے بیان نہیں کرسکتا''۔

''حضرت نے اس موقع سے میرے یہاں غسل بھی فرمایا تھا، غسل کے لیے پردہ کا کافی اہتمام کیا، غسل خانے کی کھڑکی کے سوراخ کو بھی کپڑے سے بند کروایا۔''

اسی موقع سے ہمارے گھر کے سارے افراد کے قلوب حضرت کی طرف کھنچ گئے اور سب آپ کے دامن سے وابستہ ہو گئے۔ یہ میرا لڑکا (عزیزم اشتیاق احمد رضوی) اور امتیاز احمد، اہلیہ مرحومہ سعیدہ خاتون، بڑی لڑکی عرشی نور انہیں کے حلقۂ ارادت میں داخل ہیں اور محلہ کے اور بھی بہت لوگ ان سے مرید ہوئے۔

الحاج پرویز اختر رضوی کا بیان:۔ ۲۳؍ربیع الاول شریف ۱۴۳۲ھ کو مدرسہ رضائے غوث گولموری کے صدر جناب پرویز اختر رضوی صاحب خواجہ کالونی ۱۷/۱۔ گولموری، جمشید پور نے درج ذیل بیان راقم الحروف کو تحریر کروایا۔

موصوف نے فرمایا کہ میں پہلے اپنے بڑے ابّا جناب ایوب خاں مرحوم کے ساتھ پارک سرکس کلکتہ میں رہتا تھا۔ پارک سرکس میں برابر کانفرنسیں ہوا کرتی تھیں اور کافی علمائے کرام ومشائخ عظام شریک ہوا کرتے تھے، خاص طور سے حضور مفتی اعظم، حضرت علامہ سبطین رضا علیہم الرحمۃ والرضوان اور حضور تاج الشریعہ قبلہ کا قیام ہمارے غریب خانے میں ہوا کرتا تھا، ہمارے بڑے ابا مرحوم سرکار مفتی اعظم سے مرید تھے، اس لیے ان کے حکم سے ان مشائخ کرام کی ہم خوب خدمت کیا کرتے تھے۔اس موقع سے حضرت امینِ شریعت علامہ سبطین رضا علیہ الرحمہ کی بھی زیارت کی تھی، پھر میں جب جمشید پور میں رہنے لگا تو ایک مرتبہ حضرت موصوف الحاج محمد علی صاحب رضوی گولموری کے گھر تشریف لائے، میں نے جب حضرت کی زیارت کی تو یہ محسوس کیا کہ یہ تو سراپا حضور مفتی اعظم کے عکس جمیل ہیں، لہذا میں ان سے مرید ہوگیا، میری اہلیہ یاسمین اختر خانم بھی

ان ہی کے دامن سے وابستہ ہوگئیں، ان کی دعا سے الحمدللہ! میں ترقی پر ہوں اور ان کے صدقے فضل مولیٰ سے سب کام بن جاتے ہیں، دعا ہے کہ ہمارے پیر ومرشد علیہ الرحمۃ والرضوان کے درجات کو اللہ تبارک وتعالیٰ بلند سے بلند تر فرمائے، ساتھ ہی ہمارے والد گرامی محمد منیر اور بڑے ابا حضور ایوب خاں صاحب کی مغفرت فرمائے اور ہماری والدہ مکرمہ بدر النسا کو دنیا وآخرت کی بھلائی اور میرے بچوں کو کامیابیاں عطا فرمائے۔

وصال: افسوس کہ حضرت ۲۶ر محرم الحرام ۱۴۳۷ھ مطابق ۹ر نومبر ۲۰۱۵ء بروز پیر شریف دن کے ۱ر بج کر ۴۵ر منٹ پر اس دارِفانی سے کوچ کر گئے۔

ابرِ رحمت ان کے مرقد پر گہر باری کرے
حشر تک شانِ کریمی ناز برداری کرے

باب چہاردہم

منظومات

منتخب کلام حضور امین شریعت

بہار آئی ہے جنت کی مدینے کے بیاباں میں شہا وہ گل ہو تم جس سے کہ ہے نکہت گلستاں میں

نسیمِ باغِ طیبہ غنچہ و گل کو کھلاتی ہے خوشی کے شادیانے بج رہے ہیں ہر رگِ جاں میں

کوئی کیا جانے کیا رفعت ہے تیرے فرقِ انور کی تیری خاک قدم کی ہے قسم موجود قرآں میں

از آدم تا بعیسٰی آپ ہی کی آبیاری سے شگفتہ پھول سب مہکے نبوت کے گلستاں میں

نہیں ہے قوت پرواز جب روح القدس کو بھی تو پھر کیسے کوئی ڈوبے تمہارے راز پنہاں میں

ترے کوچے میں مرنا جب حیاتِ جاودانی ہے میں کیا مجنوں ہوں جو یہ جان دوں جا کر بیاباں میں

تمنا ہے ترے دربار میں سبطین کی یا رب
کہ اٹھوں حشر کے دن زمرۂ احمد رضا خاں میں

☆☆☆

خلد گلدستہ ہے اک شاہا ترے دربار کا آفتاب اک زرد پتہ ہے ترے گلزار کا

واہ کیا کہنا ہے جلوہ روئے پر انوار کا مدح خواں ہر پھول ہے تیرے حسیں رخسار کا

ابروئے پرخم بھی کیا ہیں احمدِ مختار کے رزم گاہِ بدر میں ہے معرکہ تلوار کا

کروٹیں بستر پہ اپنے لے رہا ہے بار بار دید کے قابل ہے عالم آپ کے بیمار کا

آپ کی تحریر میں یا سیدی احمد رضا خوب جلوہ ہے اشداء علی الکفار کا

دشمنانِ دینِ احمد زخم سے اب چور ہیں وار ایسا سخت ہے شاہا تری تلوار کا

اے خدا سبطینؔ کو سبطین کا خادم بنا
اور پیکر ذو الفقارِ حیدرِ کرار کا

☆☆☆

جس شخص پر نگاہِ کرم ہو حضور کی بارش ہو اس پہ رحمتِ ربِ غفور کی

محبوب انس ہی نہیں محبوب کل ہو تم ہے بے قرار ہجر میں لکڑی کھجور کی

ہے دل میں میرے نقشۂ طیبہ کھنچا ہوا کچھ آرزو نہیں مجھے حور و قصور کی

کھٹکو نہ خوفِ جرمِ سے جنت کی راہ لو آئی صدا یہ شافعِ یوم النشور کی

ظلمت کا کیوں نشاں ہو شبستانِ دہر میں چھٹکی ہوئی ہے چاندنی احمد کے نور کی

سبطینؔ جامِ عشقِ نبی یوں پیا کرو
تا حشر پھر کمی نہ ہو کیف و سرور کی

☆☆☆

حق نے میرے مصطفیٰ کا بول بالا کر دیا وصفِ عالی آپ کا انا فتحنا کر دیا

ہے زمین و آسماں بھی آپ کے زیرِ نگیں اک اشارے میں قمر کو بھی دو نیما کر دیا

روئے عالم تاب شاید بے نقاب ہونے کو ہے چہرۂ خورشید کو بھی جس نے پیلا کر دیا

میں ہوں مسلم ہے بخاری برزباں مشکوۃ دل اسمِ مصباحِ محمد نے اجالا کر دیا

بر سرِ شمشیر میرے ڈگمگائے تھے قدم ربِ سلم کی صدا نے پار بیڑا کر دیا

خانۂ دل میں روشن ہے ان کی رفعت کا چراغ چاروں جانب اس نے مرقد میں اجالا کر دیا

صرف انساں کا نہیں محبوب سارے خلق کے اور ستونِ خشک کو بھی ان پہ شیدا کر دیا

حشر میں تھی پر خطر سبطینؔ کی حالت مگر
ان کی رحمت نے سرِ میزاں اشارہ کر دیا

☆☆☆

آستانہ پہ اگر ناصیہ فرسائی ہو تب تمنا دلِ سبطین کی بر آئی ہو

خاکِ دربارِ محمد کا لگاؤ سرمہ قلب میں نور ہو اور آنکھوں میں بینائی ہو

حشر میں جب کہ ہو دیدار تو میں رقص کروں میں تماشا بنوں مخلوق تماشائی ہو

رشکِ عشاق بنوں عشقِ نبی میں یا رب وہ ہے یکتا تو مجھے عشق میں یکتائی ہو

عیب پوشئ گنہگار ہے عادت ان کی کب وہ چاہیں گے مری حشر میں رسوائی ہو

پرچمِ دین کو اس شان کی پنہائی ہو سارے عالم میں فقط اس کی گھٹا چھائی ہو

کفر کی کوئی بھی طاقت نہیں پھیرے گی اسے خدمتِ دیں کے لیے جس نے قسم کھائی ہو

ہر قدم فتح وظفر لیں گے قدم کے بوسے شرط یہ ہے تمہیں ایمان میں یکتائی ہو

جبکہ مرقد میں بھی سبطینؔ کے مونس ہونگے
اس کا کیا غم کہ مجھے قبر میں تنہائی ہو

☆☆☆

وہ میرے دل میں ہے قربان ایسی خلوت کے وہ شمعِ بزم ہے قربان ایسی جلوت کے

مرے گناہ پہ دامن ہے پردہ پوشی کا زہے نصیب یہ رتبے مری ندامت کے

ملے جو خاکِ مدینہ کو اپنے چہرے پر حسیں زمانے کے خواہاں ہو اس کی صورت کے

قمر کو شق کیا خورشید تم نے پھیر دیا فلک پہ چلتے ہیں سکے تری حکومت کے

تمہاری عقلوں پہ پتھر گروہ بولہبی کہ پتھروں نے بھی کلمے پڑھے رسالت کے

کسی کو کشتِ گل زرد پر ہے آس بندھی کہ جھالے برسیں گے اس پر بھی ابر رحمت کے

چلے چلو میری جنت میں رنج وغم کیا ہے یہ پیارے پیارے ہیں ارشاد شاہِ جنت کے

وہ ہاتھ جاکے ید اللہ سے ملے سبطینؔ
جو دستِ پاکِ نبی میں ہیں ہاتھ بیعت کے

☆☆☆

مجھے چشمِ رضواں ادھر ڈھونڈتی ہے مدینے کو میری نظر ڈھونڈتی ہے

تیرے شہرِ اقدس کی ہر ایک مسجد اذاں میں بلالی اثر ڈھونڈتی ہے

مری روح پہنچے گی طیبہ کو فوراً یہ جبریل کے بال و پر ڈھونڈتی ہے

میں کیوں ٹھوکریں دربدر کھاؤں شاہا مری آرزو تیرا در ڈھونڈتی ہے

مسلمان تجھ میں اب ہندی حکومت علی کا سا قلب و جگر ڈھونڈتی ہے

دمِ جنگ کہتے تھے سبطینؑ حیدر
مری تیغ کافر کا سر ڈھونڈتی ہے

☆☆☆

منقبت درشان مفتی اعظم

مبارک ہو کے رخصت مصطفیٰ سے مصطفیٰ آئے   خدا کا شکر ہے کعبے سے مہمانِ خدا آئے

ادائے فرض کر کے پھر گئے کعبے کے کعبہ کو   وہاں سے دولتِ کونین لیکر مرحبا آئے

خدا کے فضل سے ذرّے بھی اب پائیں گے تابانی   ضیائیں لیکے طیبہ سے ہمارے پیشوا آئے

یہ کیسی رحمتوں کی بدلیاں چھائی زمانے پر   زیارت کر کے شاید مصطفیٰ کی مصطفیٰ آئے

مسرت ہی مسرت ہو رہی ہے اہلسنت کو   ادائے فرض کر کے آج ان کے پیشوا آئے

ملوں قدموں سے آنکھیں چشمِ ایماں کو کروں روشن   دیارِ نور سے ابنِ شہِ احمد رضا آئے

مجھے مشکل ہے اے آقا پہنچنا دشتِ طیبہ میں
جو تم چاہو تو آسانی سے سبطینِ رضا آئے

☆☆☆

لطف نماز

اللہ کو پسند ہے عادت نماز کی محبوب ہے نبی کو جماعت نماز کی

لشکر ہو تم خدا کے جماعت میں آملو فوجی سلام ہے یہ جماعت نماز کی

ہے انبیاء میں ختمِ رسل کا جو مرتبہ ویسی عبادتوں میں عبادت نماز کی

چمکیں گے دست و پائے مصلی بروزِ حشر کھل جائے گی سبھی پہ کرامت نماز کی

سجدے میں تھے حسین کہ سر کر لیا جدا دے گی زمینِ سجدہ شہادت نماز کی

محشر میں سب سے پہلے جسے پوچھے گا خدا وہ ہے عبادتوں میں عبادت نماز کی

افسوس تو یہی ہے کہ دنیا بدل گئی کس کو بتائیں کیا ہے حقیقت نماز کی

سبطینؔ انبیاء و رسول جس قدر ہوئے
کرتے رہے ہیں سب ہی ہدایت نماز کی

☆☆☆

منظوم خراج عقیدت بہ بارگاہِ حضور امینِ شریعت

چھوڑ کر آپ سارا جہاں چل دیئے اے امین شریعت کہاں چل دیئے

دے کے ہستی کا اپنی نشاں چل دیئے سب کی منزل جہاں ہے وہاں چل دیئے

کیسے ماہِ مبیں بے گماں چل دیئے کتنے زیرِ زمیں آسماں چل دیئے

عشقِ سرور میں مرکر امر ہوگئے اور فنا ہوکے سوئے جناں چل دیئے

آگے آگے امین شریعت گئے پیچھے اشکوں کے سیلِ رواں چل دیئے

داغِ عشقِ نبی دل میں رکھے رہے لے کے شمعِ لحد شادماں چل دیئے

باغِ احمد رضا کے گلِ خوشنما مسکراتے ہوئے گلستاں چل دیئے

دیکھنے والو جی بھر کے دیکھو ہمیں
کل نہ رونا کہ اخترؔ میاں چل دیئے

☆☆☆

از: حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ **مفتی اختر رضا** خاں ازہری مدظلہ النورانی

امینِ شریعت کو ڈھونڈیں کہاں اب ہم اہلِ بصیرت کو ڈھوڈیں کہاں اب

رہا ان کا ہر لمحہ سنت کا پیکر قتیلِ محبت کو ڈھوڈیں کہاں اب

تھے تاج الشریعہ کی الفت کے محور چمن زارِ عظمت کو ڈھوڈیں کہاں اب

رہے حق کی دعوت میں فعال تا زیست وقارِ صداقت کو ڈھوڈیں کہاں اب

ہوا بد عقیدوں کا ان سے صفایا ہم ایمانی جرات کو ڈھوڈیں کہاں اب

بنا رائے پوران سے شیدا رضا کا مہِ اعلیٰ حضرت کو ڈھوڈیں کہاں اب

رہا درد مسلک کا ہر آن ہردم نگہبانِ ملت کو ڈھوڈیں کہاں اب

نہیں روک پائے انہیں شر کے کانٹے گلِ استقامت کو ڈھوڈیں کہاں اب

ہے ہم پر بھی ان کی عنایات قدسیؔ
ہم اس چرخِ شفقت کو ڈھوڈیں کہاں اب

☆☆☆

سید اولا د رسول قدسی، امریکہ

حضرت سبطینِ ملت السلام پاسبانِ دین و ملت السلام

آپ ہیں بے شک رضائے مصطفیٰ رہنمائے راہِ جنت السلام

دل میں ڈالی عظمتِ خیر الوریٰ عاشقِ شاہِ رسالت السلام

ہو جمال رضویت کا آئینہ اے نقیب اعلیٰ حضرت السلام

آپ ہیں عشق الٰہی میں فنا عالمِ علمِ شریعت السلام

آپ ہیں محبوب،محبوبِ خدا مظہرِ ماہِ نبوت السلام

اشرفؔ عاصی پہ ہو آقا کرم
پیکرِ لطف و عنایت السلام

☆☆☆

از: خادم امین شریعت مولانا اشرف رضا قادری بریلی شریف

شمعِ بزمِ اہلسنت ہیں شریعت کے امیں وارث علم نبوت ہیں شریعت کے امیں

فخر کرتا ہے ہے زمانہ جس کی ہر اک بات پر پیکرِ کشف وکرامت ہیں شریعت کے امیں

جس نے اکنافِ جہاں میں علم دیں پھیلا دیا چشمۂ رشد و ہدایت ہیں شریعت کے امیں

تھی ثنائے مصطفیٰ جس کی غذائے قلب وروح عاشقِ شاہِ رسالت ہیں شریعت کے امیں

جس نے بھی دیکھا انہیں دیوانہ ان کا ہو گیا با کرامت باوجاہت ہیں شریعت کے امیں

کر دیا چھتیس گڑھ کو سنیت کا گلستاں مصدرِ علمِ شریعت ہیں شریعت کے امیں

زہد وتقویٰ کو بھی جس کی زندگی پر ناز تھا حامل قرآن وسنت ہیں شریعت کے امیں

خادمِ سبطین ہی کیا سارا جگ ہیں معتقد مرکزِ عشق وعقیدت ہیں شریعت کے امیں

خادمِ سبطینؔ ہوں مولیٰ کا ہے فضلِ عظیم
اشرفؔ خستہ کی عزت ہیں شریعت کے امیں

☆☆☆

از: خادم امین شریعت مولانا اشرف رضا قادری بریلی شریف

پیکرِ رشد و ہدایت حضرتِ سبطین ہیں رہبرِ راہِ شریعت حضرت سبطین ہیں

خوب صورت خوب سیرت حضرتِ سبطین ہیں غوث وخواجہ کی عنایت حضرتِ سبطین ہیں

صوبۂ چھتیس گڑھ رشکِ بہاراں ہو گیا جن کے قدموں کی ہے برکت حضرتِ سبطین ہیں

ہم شبیہِ مفتئِ اعظم کسے کہتے ہیں سب؟ جس نے پائی یہ شباہت حضرتِ سبطین ہیں

جن کے قول وفعل سے آنکھوں کو ملتی ہے جلا مرکزِ انوارِ سنت حضرتِ سبطین ہیں

اپنی انگشتِ شہادت سے اشارہ کر دیا ذکرِ حق میں بعدِ رحلت حضرتِ سبطین ہیں

جنبشِ لب بھی گواہی دے رہی ہے دیکھئے ذکرِ حق میں بعد رحلت حضرت سبطین ہیں

ہے یقیں مجھ کو کہ بیڑا پار اپنا ہو گیا کیونکہ جب بہرِ شفاعت حضرت سبطین ہیں

فکر ہو دنیائے دوں کی کیوں مجھے اشرفؔ رضا
مجھ پہ جس کی ہے عنایت حضرتِ سبطین ہیں

☆☆☆

از: خادم امین شریعت مولانا اشرف رضا قادری بریلی شریف

صداقت ہی صداقت تھے شبیہِ مفتیِ اعظم فضیلت ہی فضیلت تھی شبیہِ مفتیِ اعظم

شریعت ہو طریقت ہو تصوف ہو حقیقت ہو ہر اک کی زیب و زینت تھے شبیہِ مفتیِ اعظم

بوقتِ غسل انگشتِ شہادت سے یہ بتلایا حیاتِ نو کی دعوت تھے شبیہِ مفتیِ اعظم

کوئی اک دو کرامت ہو تو گن کے تمکو بتلائیں کرامت ہی کرامت تھے شبیہِ مفتیِ اعظم

شبیہِ پاک بالکل تھی شبیہِ غوثِ اعظم سی ہر اک صورت میں حضرت تھے شبیہِ مفتیِ اعظم

وہ مفتی تھے، معلم تھے، مصنف تھے، مفکر تھے نقیبِ دین و ملت تھے شبیہِ مفتیِ اعظم

پڑھو اشعار ان کے لذتِ عشقِ نبی پاؤ سراپا عشق و الفت تھے شبیہِ مفتیِ اعظم

نہ ہو کیوں ناز اشرفؔ کو بھلا ان کی غلامی پر
کہ سر تا پا عنایت تھے شبیہِ مفتیِ اعظم

☆☆☆

از: خادم امین شریعت مولانا اشرف رضا قادری بریلی شریف

اشکِ غم آنکھ میں جھلملانے لگے شاہِ سبطین پھر یاد آنے لگے

اہلِ سنت کا پھر اک ستوں گر گیا دل پہ فرقت کے پھر تازیانے لگے

پھر تصور میں آیا وہ روئے حسیں پھر مرے ذہن و دل جگمگانے لگے

آپ کیا چل دیئے شہرِ کانکیر سے ذرّے ذرّے بھی آنسو بہانے لگے

رحمتِ حق تعالیٰ برسنے لگی یادِ سبطین ہم جو منانے لگے

ہم نے جب یا امینِ شریعت کہا بدعقیدے جو تھے تلملانے لگے

مجھ کو بھی ساتھ لے لینا اے زائرو قافلہ جب بریلی کو جانے لگے

مسلکِ اعلیٰ حضرت پہ قائم رہو مری مٹی بھی یا رب ٹھکانے لگے

شمعِ عشقِ امینِ شریعت لیے
ہم شفیقؔ اپنا دل جگمگانے لگے

☆☆☆

از: جناب شفیق رائے پوری چھتیس گڑھ

کر گئے آپ دل کے چمن کو سونا سونا امینِ شریعت — آپ کے نام کا کر رہے ہیں ہم وظیفہ امینِ شریعت

ہے معطر معطر یہاں کا غنچہ غنچہ امینِ شریعت — آپ گلزارِ احمد رضا کے پھول ہیں یا امینِ شریعت

کون ہے جو نہیں تجھ پہ قرباں، تیرا شیدا امینِ شریعت — تیرا عاشق ہے تیرا دیوانہ بچہ بچہ امینِ شریعت

غوث چرخ ولایت کے سورج اعلیٰ حضرت ہیں اسکی شعاعیں — چاند ہیں مفتیِ اعظم ہند اور اجالا امینِ شریعت

راہ حق وصداقت سے ہٹکر کچھ نہ بولا شریعت سے ہٹکر — یاد آتا رہے گا ہمیشہ تیرا تقویٰ امینِ شریعت

بولے اشرفؔ میاں سے یہ حضرت جاؤ کل ہم بھی ہولیں گے رخصت — کر گئے دوسرے دن کرامت کر کے پردہ امینِ شریعت

صدقۂ اعلیٰ حضرت عطا ہو صدقہ ابن احمد رضا دو — آپ کے در پہ ہم نے بڑھایا اپنا کاسہ امینِ شریعت

دین کی اس علاقے میں خدمت کی ہے آدھی صدی سے بھی زیادہ — کیوں نہ چھتیس گڑھ میں ہو تیرا بول بالا امینِ شریعت

حامیِ مسلکِ اعلیٰ حضرت آپ تھے قاطعِ شرک وبدعت — ہے یہی نعرۂ اہلسنت قصبہ قصبہ امینِ شریعت

جلوۂ حق سے آباد کر دو دل ہے ویراں شفیقِؔ حزیں کا
اسکو بھی معرفت کا پلا دو ایک پیالہ امینِ شریعت

☆☆☆

از: جناب شفیقؔ رائے پوری چھتیس گڑھ

سبطینؔ رضا مفتیِ اعظم کی رضا ہے سبطین رضا مفتیِ اعظم کی ادا ہے

جو مفتیِ اعظم کی شباہت بخدا ہے سبطین تو ہم شکلِ شہِ ابن رضا ہے

صدر العرفاء رونق بزم علماء بھی سبطین رضا حضرتِ سبطین رضا ہے

شہزادۂ استاذِ زمن حضرتِ حسنین شہزادۂ حسنین تو سبطین رضا ہے

علامہ حسن حضرتِ سبطین کے دادا بابا شہِ سبطین کا سرکار رضا ہے

سلمان سلامت رہیں نعمان سلامت مولیٰ سے یہی قاری امانت کی دعا ہے

ہیں ہند کے وہ مفتیِ اعظم میرے مرشد استاذِ زمن مرشدِ برحق کا چچا ہے

استاذ زمن شاہ رضا مفتیِ اعظم تاج الشعراء حامد حسنین رضا ہے

اولادِ رضا شاعری میں ماہرِ کامل ریحان بھی اختر بھی ہے سبطین رضا ہے

فرمائشِ اشرف پہ اے قاری امانت

برجستہ رقم مدحتِ سبطینؔ رضا ہے

☆☆☆

از: حضرت قاری امانت رسول صاحب پیلی بھیت شریف

حامیِ دین و شریعت حضرتِ سبطین ہیں ماحیِ کفر و ضلالت حضرتِ سبطین ہیں

زینتِ بزمِ طریقت حضرتِ سبطین ہیں رونقِ گلزارِ سفت حضرتِ سبطین ہیں

کر دیا شاداب و تازہ گلشنِ اسلام کو رنگ و بوئے قادریت حضرتِ سبطین ہیں

مسلکِ احمد رضا کی عمر بھر تشہیر کی رضویت کی شان و شوکت حضرتِ سبطین ہیں

ہم شبیہِ مفتیِ اعظم سراپا مان لو یادگارِ اعلیٰ حضرت حضرتِ سبطین ہیں

جس نے کی ہے خلق کی خدمت رضا کے فیض سے ہاں وہی مخدومِ ملت حضرتِ سبطین ہیں

کتنے انساں کو ملی ان کی بدولت روشنی شمعِ راہِ دین و ملت حضرتِ سبطین ہیں

عمر بھر جس نے سنواری زلفِ برہم دین کی رہبرِ راہِ شریعت حضرتِ سبطین ہیں

عابد شب خیز لیتے بھیک بابِ خیر سے عارفِ رازِ حقیقت حضرتِ سبطین ہیں

کچھ توجہ چاہتا ہے قادری تحسینؔ بھی

صاحبِ علم و بصیرت حضرتِ سبطین ہیں

☆☆☆

از: مولانا تحسین رضا قادری مدرس دارالعلوم ضیائے مصطفیٰ کانپور یو پی

خدا کے ولی پیکر حلم و رافت
امین شریعت امین شریعت
فدائے نبی شمعِ بزمِ محبت
امین شریعت امین شریعت

ہوا جو بھی مائل بنا دل سے قائل
ہمیشہ رہا آپ کا بنکے سائل
سراپا کرم چشمۂ علم و حکمت
امین شریعت امینِ شریعت

شب و روز تھی مسلکی کارسازی
رہی زندگی آپ کی امتیازی
فدائے رضا پیکرِ استقامت
امینِ شریعت امین شریعت

رہی دشمن دین احمد پہ شدت
نہ کی ملحدوں کی کبھی بھی مروت
اور اہل سنن کے لیے ابرِ رحمت
امینِ شریعت امینِ شریعت

وہ پرنور چہرہ نگاہوں کی جنت
ادا زندگی کی دلیل ولایت
ضیائے رضا نازشِ اہلِ سنت

امینِ شریعت امینِ شریعت

جو خدمت میں پہنچا کوئی نوری شیدا
پکار اٹھا مفتیِ اعظم کو دیکھا
تھی ان سے مشابہ تری شکل وصورت
امینِ شریعت امینِ شریعت

دل افروز ہمت فزا وہ ادائیں
وہ جاں بخش پر کیف پیاری دعائیں
نظر ڈھونڈتی ہے تری پاک صورت
امینِ شریعت امینِ شریعت

ہے تجھ بن عجب حسرت و یاس من میں
بہلتا نہیں جی کسی انجمن میں
جو ہو جائے گر خواب ہی میں زیارت
امین شریعت امین شریعت

سنائیں کسے قصۂ درد اپنا
مقدر ہے اپنا یونہی دکھ میں تپنا
سہا جائے گا کیسے یہ دردِ فرقت
امینِ شریعت امینِ شریعت

ہے سونی پڑی بزم لطف و عطا کی

نظر کیوں نہ ڈھونڈے گی اہل وفا کی
عجب ہے ترے غم کے ماروں کی حالت
امینِ شریعت امینِ شریعت

تری دید کو اب ترستی ہیں آنکھیں
نگاہوں میں اب کس کا جلوہ بسائیں
کہاں جا بسے اے دل و جاں کی راحت
امینِ شریعت امینِ شریعت

مبارک سکونت ہو آسائشوں میں
کہ ہیں آپ جنت کی آرائشوں میں
سدا ہم پہ رکھنا نگاہِ عنایت
امینِ شریعت امینِ شریعت

ولی را ولی می شناسد کے جلوے
کہ تاج شریعت پڑھیں تیرے خطبے
عیاں اہلِ دل پر تری شان و شوکت
امینِ شریعت امینِ شریعت

قیامت کا دن ہے بہت روح فرسا
مگر ہے بھروسہ کہ رب بخش دے گا
ہیں روزِ جزا مغفرت کی ضمانت
امینِ شریعت امینِ شریعت

اے کانِ کرم معدن زہد و تقویٰ

ملی آپ سے نعمتِ دین و دنیا
ہمیں آج بھی آپ کی ہے ضرورت
امینِ شریعت امینِ شریعت

بلالؔ آپ کی برکتوں کا ہے طالب
خدارا نگاہِ کرم اسکی جانب
ہزاروں کے ہیں آپ آقائے نعمت
امینِ شریعت امینِ شریعت

❀❀❀

از: مولانا محمد بلال انور رضوی
مدرسہ جمیلیہ رضویہ کلیر ضلع ارول بہار

جو امین شریعت کا بیمار ہے وہ وفا دار، جنت کا حقدار ہے
صدق دل سے جو مائل ہے ان کی طرف حق تعالیٰ بھی اسکا طرف دار ہے
ہاتھ خالی نہ لوٹا جہاں سے کوئی وہ امین شریعت کا دربار ہے
آپ کے علم و عرفاں سے چھتیس گڑھ جو بیابان تھا اب چمن زار ہے
اہلسنت کو اس کی طلب ہو گئی شاہ سبطین کا جو طلبگار ہے
آپ کے دستِ اقدس پہ جو بک گیا باغِ فردوس اس کا خریدار ہے
شہرِ کانکیر جس سے معطر ہوا وہ امین شریعت کا گلزار ہے
مسلکِ اعلیٰ حضرت کے اظہار میں دل نشیں آپ کا قول و کردار ہے
آپ کے دین وتقویٰ کا جو رنگ ہے وہ یقینا ہدایت کا مینار ہے
مفتیِ اعظمِ ہند کی شکل میں آپ کا خوب نورانی رخسار ہے
ذاتِ سبطینؔ کا حال مت پوچھئے کتنا روشن ولایت کا مینار ہے
کیا لکھے ان کی مدحت میں تحسینؔ کچھ
جو نہ فن کار ہے نہ قلمکار ہے

☆☆☆

از: مولانا تحسین عالم تحسینؔ رضوی بھاگلپوری

چودھویں کے چاند سے کیا کم میرا سبطین ہے ہم شبیہ مفتیِ اعظم میرا سبطین ہے

اے جہاں والو مبارک ہو تمہیں اپنا جہاں میری دنیا میرا جگ عالم میرا سبطین ہے

عقل نے پوچھا نگاہوں سے پیا جائے کسے عشق نے بڑھ کر کہا زمزم میرا سبطین ہے

اعلی حضرت مفتیِ اعظم کا فیضان کرم کرتا ہے تقسیم جو ہر دم میرا سبطین ہے

قادری چشتی سہروردی سلاسل کی بہار سارے دریا کا حسیں سنگم میرا سبطین ہے

زخم کیسا بھی ہو کانکر ٹولہ میں آ جایئے سارے زخموں کا لیے مرہم میرا سبطین ہے

کیوں ڈروں میں گردشِ ایام سے کاشفؔ رضا

میں ہوں سبطینی مجھے کیا غم میرا سبطین ہے

☆☆☆

از: مولانا کاشف رضا رضوی صاحب سمبلپور اڑیسہ

نقیب ہدایت امین شریعت بڑے پاک طینت امین شریعت

تری ذات میں ایسے نوری گہر تھے چمکتی ہے سیرت امین شریعت

ملا تاج تجھ کو علومِ رضا کا جمال فقاہت امین شریعت

ترے ذکر سے دل مہکتے رہیں گے گل علم و حکمت امین شریعت

شریعت طریقت کا تو گلستاں ہے نشانِ ولایت امین شریعت

ترے در کے ذروں سے روشن ہے دنیا ہے تجھ میں وہ طلعت امین شریعت

ترے علم و فن کو نہ بھولے گی دنیا تو رب کی ہے نعمت امین شریعت

ابد تک فروزاں رہے تیرا مرقد خدا کی ہو رحمت امین شریعت

تری موت سے غمزدہ ہے زمانہ تو ہے فخر ملت امین شریعت

ترے نقش پا ہادئی راہ حق ہیں سراپا ہدایت امین شریعت

فریدؔی بھی لایا ہے گلہائے الفت

ہو مقبول مدحت امین شریعت

☆☆☆

از: حضرت محمد سلمان رضا فریدؔی مصباحی صدیقی مسقط عمان

آج محفل میں کمی ہے حضرت سبطین کی
بات ہر سو چل رہی ہے حضرت سبطین کی ہے

چاندنی چھٹکی ہوئی ہے حضرت سبطین کی
دہر کی تاریکیوں میں اہلسنت کے لیے

بات میں وہ دلکشی ہے حضرت سبطین کی
جس نے ان سے بات کی بس ان کا ہو کر رہ گیا

کیا مبارک رہبری ہے حضرت سبطین کی
سیکڑوں گم گشتگان راہ منزل پا گئے

کتنی اچھی میکشی ہے حضرت سبطین کی
مفتئ اعظم کی آنکھوں سے پیا ہے آپ نے

خوبصورت دلبری ہے حضرت سبطین کی
زیرلب یوں مسکرائے کھل اٹھی دل کی کلی

یہ وصیت آخری ہے حضرت سبطین کی
مسلکِ احمد رضا پہ سختی سے قائم رہو

قبر انور دیدنی ہے حضرت سبطین کی
بارش انوار میں ڈوبی ہوئی صبح و مسا

سب کے ہونٹوں پہ ہے شاکرؔ اب صدائے مرحبا
منقبت تم نے لکھی ہے حضرت سبطین کی

☆☆☆

از: مولانا شاکر علی مصباحی کانکیر شریف

فیض پہ آیا ہے دریا حضرت سبطین کا جس کو دیکھو ہے وہ پیاسا حضرتِ سبطین کا

لب نے لب کا لے لیا بوسہ مچل کر شوق سے نام نامی جبکہ آیا حضرتِ سبطین کا

مفتی اعظم کا جلوہ دیکھنا ہے دیکھ لو پر کشش پرنور چہرہ حضرتِ سبطین کا

سادگی پہ ان کی سو رعنائیاں قربان ہوں چہرہ ہے صبح دل آرا حضرتِ سبطین کا

مفتی اعظم کی اک ادنیٰ نگاہِ التفات کر گئی رتبہ دو بالا حضرتِ سبطین کا

تشنہ کاموں در کہاں جاتے ہو ان کا چھوڑ کر فیض پہ ہے آؤ دریا حضرتِ سبطین کا

ہر گل و بلبل کے لب سے آرہی ہے یہ صدا یا خدا ہو بول بالا حضرتِ سبطین کا

ہر کلی اہل سنن کے باغ کی ان پر فدا مدح خواں ہے غنچہ غنچہ حضرتِ سبطین کا

شاکرِ عاصی کا دامن کیوں تہی رہ جائے گا
بٹ رہا ہے جبکہ باڑا حضرتِ سبطین کا

☆☆☆

از: مفتی شاکر علی مصباحی کانکیر شریف

عطا کا دریا چڑھا ہوا ہے ہمارے حضرت بڑے سخی ہیں
گدا نے کاسہ بڑھا دیا ہے ہمارے حضرت بڑے سخی ہیں

سخی تو ہم نے ہزار دیکھے کریم بھی بے شمار دیکھے
سبھی کا دامن بھرا بھرا ہے ہمارے حضرت بڑے سخی ہیں

انہیں کا کھائیں انہیں کا گائیں نہ اور جانب نظر اٹھائیں
ہمیں تو بس یہ سبق ملا ہے ہمارے حضرت بڑے سخی ہیں

ملا تھا کل بھی ملے گا کل بھی یہیں سے پایا ہے دل کے کل بھی
طلب سے انکی عطا سوا ہے ہمارے حضرت بڑے سخی ہیں

نہیں تو بس اک یہاں نہیں ہے وگرنہ اب یہ کہاں نہیں ہے
ہر اک یہاں فیض پا رہا ہے ہمارے حضرت بڑے سخی ہیں

زمیں بریلی کی آسماں ہے ستارے کتنے چمک رہے ہیں
فلک بھی تجھ کو ترس رہا ہے ہمارے حضرت بڑے سخی ہیں

بریلی تیرا نصیبہ جاگا رضا نے مسکن تجھے بنایا
عطا نہیں تو بتا یہ کیا ہے؟ ہمارے حضرت بڑے سخی ہیں

کرم کا طالب کھڑا ہے شاکر تمہارے در پہ پڑا ہے شاکر
ہر اک سے اسنے یہ سن رکھا ہے ہمارے حضرت بڑے سخی ہیں

☆☆☆

از: مفتی شاکر علی مصباحی کانکیر شریف

حضرتِ سبطین کی کیا شان ہے بچہ بچہ جان سے قربان ہے

مفتیِ اعظم کا یہ فیضان ہے نور دیدہ ان کا یہ ذیشان ہے

یوں تو ہیں باغِ رضا میں پھول اور آپ کی سب سے جدا کچھ شان ہے

مسکراتا کھلتا چہرہ آپ کا جس نے دیکھا آپ پہ قربان ہے

کہتے ہیں سب تجھ کو اللہ کا ولی یہ ولایت کی تری پہچان ہے

کتنا اونچا ہوگا رتبہ آپ کا نام ہی جب اتنا عالیشان ہے

بنکے دکھلاؤ شریعت کاامیں یوں تو سب کہتے ہیں کہ آسان ہے

دامنِ سبطین جس کو مل گیا وہ مقدر کا دھنی انسان ہے

جانتے ہیں آج جو شاکرؔ کو سب
آپ کا بس آپ کا احسان ہے

☆☆☆

از: مفتی شاکر علی مصباحی کانکیر شریف

صوبۂ چھتیس گڑھ کو گل بداماں کر دیا حضرت سبطین نے رشک بہاراں کر دیا

بلبلیں خوش ہیں بیاباں کو گلستاں کر دیا اک گلِ باغِ رضا نے ہم پہ احساں کر دیا

حضرت سبطین نے آ کر شب دیجور میں دیکھتے ہی دیکھتے گھر گھر چراغاں کر دیا

آندھیوں کی زد پہ شمعِ دیں جلائی آپ نے کام یہ مشکل تھا لیکن تم نے آساں کر دیا

دل دھڑکتا تھا ہمیشہ قوم و ملت کے لیے اپنا سب کچھ آپ نے ملت پہ قرباں کر دیا

جس کو کوئی جانتا بھی تھا نہ کوئی شہر ہے نام اس کانکیر کا جگ میں نمایاں کر دیا

کرکے روشن دل میں عشقِ غوثِ اعظم کا چراغ ہر مسلماں کو فدائے پیر پیراں کر دیا

اس زمیں پر سنیت محفوظ شاکرؔ ہوگئی
پاسبان دین نے کچھ ایسا ساماں کر دیا

☆☆☆

از: مفتی شاکر علی مصباحی کانکیر شریف

نگاہِ ناز جدھر ایک بار کرتے ہیں ہزاروں بلبلِ شیدا شکار کرتے ہیں

یہ پیاری پیاری حسین اور موہنی صورت کہ جس کو دیکھ کے دشمن بھی پیار کرتے ہیں

بہ فیض مفتی اعظم یہ شان پائی ہے جہاں کے لوگ دل و جاں نثار کرتے ہیں

براہ چشمِ گہر بار دل میں آ جاؤ ہمارے دیدۂ و دل انتظار کرتے ہیں

یہ ان کے قدموں کی تاثیر بارہا دیکھی خزاں رسیدہ چمن پُر بہار کرتے ہیں

غبار راہ کو سینے پہ مل کے ہم اکثر علاجِ درد دلِ بے قرار کرتے ہیں

پکڑ لو تم بھی چلو چل کے دامنِ سبطین سنا ہے بیڑا مریدوں کا پار کرتے ہیں

ہمارے سر پہ ہو تا دیر سایۂ حضرت ہمیشہ تجھ سے دعا کردگار کرتے ہیں

یہی کیا کم ہے شرف تیرے واسطے شاکرؔ
تجھے غلاموں میں آقا شمار کرتے ہیں

☆☆☆

از:مفتی شاکر علی مصباحی کانکیر شریف

ان سے پوچھو جس نے دیکھا جلوہ میرے حضرت کا

پیارا پیارا میٹھا میٹھا چہرہ میرے حضرت کا

گن گاتا ہے سنی کا ہر بچہ میرے حضرت کا

گھر گھر میں ہوتا ہے دیکھو چرچا میرے حضرت کا

دل بھاتی صورت ہے انکی کتنی میٹھی سیرت ہے

دشمن بھی اب پڑھتا ہے یہ خطبہ میرے حضرت کا

جلوت بھی ہے گویا ان کی خلوت بھی یہ کہتی ہے

ذکرِ حق میں لمحہ لمحہ ڈوبا میرے حضرت کا

اس کے ہاتھوں میں ہے شاکرؔ غوثِ اعظم کا دامن

دامانِ اقدس ہے جس نے تھاما میرے حضرت کا

☆☆☆

از: مفتی شاکر علی مصباحی کانکیر شریف

کیا کہوں کیا م عمل میرے کام آ گیا میرا رضوی غلاموں میں نام آ گیا

ہے عنایت کرم میرے سبطین کا مجھ سا ناکارہ بھی شادکام آ گیا

وہ جو آئے تو آئی نسیم حیات پورے بستر میں دینی نظام آ گیا

ہر طرف چھا گئی نور کی چاندنی میرا محبوب بالائے بام آ گیا

ایسی تم نے چلائی ہے تیغِ رضا جو بھی گستاخ تھا زیرِ دام آ گیا

تیرے قربان اے ساقیٔ میکدہ رضویت کا میرے ہاتھ جام آ گیا

جب بھی میں گھر گیا غم کے طوفان میں میرے سبطین کا لب پہ نام آ گیا

اس پر قرباں مرا دل مری جان بھی جس کے صدقے میں پڑھنا سلام آ گیا

ہے غلامِ رضا یہ ظفیر حزیں میرے حق میں یہ نوری پیام آ گیا

نجمؔ چھیڑو ذرا نغمۂ قادری
ان کی محفل میں تیرا بھی نام آ گیا

☆☆☆

از: ڈاکٹر غلام مصطفیٰ نجم القادری کٹک اڑیسہ

امین سنت رہو سلامت ہمارے دل کی یہ آرزو ہے
تم ہی سے سنیت چمک رہی ہے تم ہی سے ملت کی آبرو ہے
وہ جس نے انوار مصطفیٰ سے اجالا بخشا چھتیس گڑھ کو
اسی کا چرچہ اسی کی باتیں یہاں وہاں اور کو بکو ہے
رضا کا نغمہ سنا سنا کر اور نوری جلوہ دکھا دکھا کر
بنایا جس نے نبی کا شیدا اسی کی ہم سبکو جستجو ہے
نبی کی سیرت کا آئینہ ہو جمالِ اصحاب حق نما ہو
اور غوثِ اعظم کی تم عطا ہو شہد میں ڈوبی سی گفتگو ہے
خیال و فکر و نظر میں تم ہو ہمارے قلب و جگر میں تم ہو
ہماری شام و سحر میں تم ہو تمہارا جلوہ ہی روبرو ہے تمہاری
صحبت کا کوئی لمحہ ملا جسے بھی ہوا وہ شیدا
ظفیر رضوی پکار اٹھا ہماری ہستی میں تو ہی تو ہے
کرم ہو اب نجمؔ قادری پر کھڑا ہے کب سے تمہارے در پر
بنا دو اسکا بھی اب مقدر تمہارے ہاتھ اسکی آبرو ہے

☆☆☆

از: ڈاکٹر غلام مصطفیٰ نجم القادری کٹک اڑیسہ

وقار امت، بہار ملت امین شریعت امین شریعت
تمہارا سایہ رہے سلامت امین شریعت امین شریعت
ہمیشہ پل پل خیال رکھا حدیث و سنت کا اور فقہ کا
ہو واقعی تم امین شریعت امین شریعت امین شریعت
رضا کے گلشن کے پھول ہو تم رہ وفا کے اصول ہو تم
ہے پاک و شفاف تیری سیرت امین شریعت امین شریعت
رضا کی نسبت کا فیض ہے یہ اور مفتی اعظم کا نور ہے یہ
جو چھتیس گڑھ کی بدل دی قسمت امین شریعت امین شریعت
یہ سنیت کی بہار و مستی یہ رضویت کی مچلتی کھیتی
تمہاری محنت کی ہے بدولت امین شریعت امین شریعت
دل وہابی ہو پارہ پارہ لگاؤ جم کر رضا کا نعرہ
پکارو ملکر سب اہل سنت امین شریعت امین شریعت
اے درد و الفت وفا کے پیکر اے غوث و خواجہ رضا کے مظہر
اٹھاؤ نظریں بدل دو قسمت امین شریعت امین شریعت
ہے آرزو نجمؔ قادری کی رہے سلامت بفیض نوری
بروزِ محشر ہماری عظمت امین شریعت امین شریعت

☆☆☆

از: ڈاکٹر غلام مصطفیٰ نجم القادری کٹک اڑیسہ

عظمت کا اک منار تھے سبطین رضا خاں گلزار پُر بہار تھے سبطین رضا خاں

آقا کے جاں نثار تھے سبطین رضا خاں دکھیوں کے غمگسار تھے سبطین رضا خاں

اہل سنن کے واسطے شبنم تھے پھول تھے باطل شکن شعار خار تھے سبطین رضا خاں

دی تھی حضور مفتیِ اعظم نے سلطنت سی جی کے تاجدار تھے سبطین رضا خاں

جاتے ہی چھا گیا ہے یہاں موسم خزاں مثلِ گلِ بہار تھے سبطین رضا خاں

جیسے تھے پہلے اس سے بھی بڑھکر ہیں اب نفیسؔ
کیوں کہ خدا کے یار تھے سبطین رضاخاں

☆☆☆

از: مولانا نفیس القادری بلرام پور

رہبرِ راہِ شریعت سیدی سبطین ہیں
عاملِ قرآن و سنت سیدی سبطین ہیں

مسلکِ احمد رضا کی روشنی دی عمر بھر
وہ چراغ اہل سنت سیدی سبطین ہیں

حضرتِ مفتیِ اعظم تھے ولی ابنِ ولی
مظہرِ شان ولایت سیدی سبطین ہیں

آپ کی یادوں کی خوشبو میں بسا چھتیس گڑھ
کوبہ کو کہتی ہے نکہت سیدی سبطین ہیں

یہ نفیسؔ القادری اور سارے شیدائی ترے
طالب فضل و عنایت سیدی سبطین ہیں

☆☆☆

از: مولانا نفیس القادری بلرام پور

خدا کے ثنا گر امینِ شریعت فدائے پیمبر امینِ شریعت

نگاہوں سے اوجھل ہوئے ہیں تو کیا غم مکین دل کے اندر امینِ شریعت

یہ سی جی کے سارے مبلغ ہیں قطرے یہاں کے سمندر امینِ شریعت

تمہاری بدولت یہاں اوج پر ہے ہمارا مقدر امینِ شریعت

تمہاری عنایت ہمارے سروں پر رہے زندگی بھر امینِ شریعت

ترے چاہنے والے ہو جائیں شاداں دکھا دو وہ منظر امینِ شریعت

نفیسِؔ حزیں پر تمہاری عنایت
رہے سایہ گستر امینِ شریعت

☆☆☆

از: مولانا نفیس القادری بلرام پور

کون محفل سے مری صاحب ایمان اٹھا پیکرِ زہدوعمل، عالمِ ذی شان اٹھا

خانۂ صدق وصفا کرکے وہ ویران اٹھا عشق وعرفاں کی وزارت کا قلم دان اٹھا

آئی کیسی یہ بریلی سے خبرسن کے جسے آج سینے میں غم ودرد کا طوفان اٹھا

پوچھاروتی ہوئی آنکھوں سے جورونے کا سبب آئی آواز کہ سبطین رضا خان اٹھا

ان کی سیرت کا ہر ایک پھول تھا پیغامِ بہار خوشبو بھی ساتھ چلی جیسے ہی گلدان اٹھا

جو زمانے میں رہا بن کے شریعت کا امین حیف !وہ دینِ محمد کا نگہبان اٹھا

کتنا روئے گا ٹھہر جا دلِ مضطراس دم پڑھ لے یٰسین ذراطاق سے قرآن اٹھا

دل سے ہر شخص کے یوں درد بھری آہ اٹھی
جیسے صحرامیں ہورضوی کوئی طوفان اٹھا

☆☆☆

از: مولانا عبدالرزاق پیکر رضوی، الجامعۃ الرضویہ پٹنہ

کارواں چھوڑ کر پاسباں چل دیئے روٹھ کر ہم سے کیوں مہرباں چل دیئے

جن کی تھی ہر اداشرحِ دینِ مبیں زہدوتقویٰ کا کوہِ گراں چل دیئے

بانٹ کرعشقِ احمد رضا کی کرن بزمِ دنیا سے باغ جناں چل دیئے

کہہ رہے ہیں یہی آج اہلِ صفا جوطریقت کے تھے رازداں چل دیئے

وہ سنا کے شریعت کا پیغامِ حق شاداں شاداں شاداں چل دیئے

بانٹتے تھے جہاں سے وہ فیضِ رضا اب اٹھا کروہ اپنی دکاں چل دیئے

ڈھونڈتی ہیں سبھی کی نگاہیں انہیں ترجمانِ رضا اب کہاں چل دیئے

کیوں نہ کہرام ہوہرطرف اے قمؔر
عاشقِ سرورِ دوجہاں چل دیئے

☆☆☆

از:مولانا قمرالزماں مصباحی،مظفر پور

ہے کتابِ وفا ذات سبطین کی عاشقِ مصطفی ذات سبطین کی
بحرِ جودوعطا ذات سبطین کی عابدِ بے ریا ذات سبطین کی
نورِ چشمِ ہدیٰ ذات سبطین کی مہرِ چرخِ ورع ذات سبطین کی
پرتوِ اولیا ذات سبطین کی مظہرِ اصفیا ذات سبطین کی
خاص رب کی عطا ذات سبطین کی جن پہ ہیں سب فدا ذات سبطین کی
جوگیا ان کی سرکار میں بن گیا کنزِ جودوسخا ذات سبطین کی
جس پہ عفت مآبی بھی نازاں رہی ذات ہے با خدا ذات سبطین کی
اس زمیں پہ وہ تھے آسماں کی طرح عرشِ کانِ حیا ذات سبطین کی
جس سے شاداب بنجر زمیں ہو گئی ابرِ فضل وسخا ذات سبطین کی
رفعتیں جس کے قدموں سے لپٹی رہیں تھی اسیرِ رضا ذات سبطین کی
نجدیت کانپ اٹھتی تھی بس نام سے سیفِ احمد رضا ذات سبطین کی
تاجِ شاہی رہی جس کے زیرِ قدم ہے وہ مردِ خدا ذات سبطین کی
مے کشوں کوبھی جامِ طلب مل گیا ساقیِ حق نما ذات سبطینؔ کی

خالی کشکول رحمتؔ لیے آ گیا
کان جود و عطا ذات سبطین کی

☆☆☆

از:حضرت مولانا محمد رحمت اللہ صدیقی، ممبئ